بعون حسن آفرین گلہائے خندان گلشن سخن عشق آمیز عندلیبان چمن
ریاض المصائب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد باری تعالے عزاسمہ

تاج ہی سارے کلامون مین کلام اللہ کا ۔۔۔ کیون سرِ دیوان پہ مصرع ہو نہ بسم اللہ کا
معجزہ سی لکھا سرِ دیوان کلام اللہ کا ۔۔۔ شاعرون سے ہو سکا مصرع نہ بسم اللہ کا
فرد ہونا کلک نے ثابت کیا اللہ کا ۔۔۔ لکھدیا مصرع سرِ دیوان جو بسم اللہ کا
ابتدا مین دل جو طالب ہو خدا کی راہ کا ۔۔۔ جادۂ مسلکِ طریقت مد ہو بسم اللہ کا
اِنپہ سکہ ہے جو اسمِ انورِ اللہ کا ۔۔۔ کیا چلن ہے درہم و دینار مہر و ماہ کا
یاد مین تیری کرے تکیہ توکل پر اگر ۔۔۔ پائے اکدم مین گدا بھی تخت شاہنشاہ کا
دے کے چھینٹا قلزمِ رحمت بجھاتا ہے ترا ۔۔۔ یادِ عصیان مین اگر اوٹھتا ہے شعلہ آہ کا
ہی عجب باریک یہ نکتہ کہ جو نقطہ نہین ۔۔۔ ہی مبرا اور منزہ شک سے نام اللہ کا
ہاتھ اوٹھاتے ہی ملا فی الفور مطلب باصواب ۔۔۔ پھر گیا محروم کب سائل تری درگاہ کا
انبیا عاجز ہون جب خالق کی کنہ ذات مین ۔۔۔ ذکر کیا ہم سب کی عقلِ ناقص و کوتاہ کا
ہو گیا ثابت خدا کے بعد ہین بس پنجتن ۔۔۔ ہی ہے آخر سب سے اور اول الف اللہ کا
کردیا سرسبز پیدا کر کے تجکو خاک سے ۔۔۔ ہی یہ کلمہ ہر زبانِ تیغِ برگِ کاہ کا

انبیا بھیجے ہدایت کو کہ ہر دل ہو خنک
عذر بارد تا نہ کام آئے کسی گمراہ کا

نور عرفان ہی چمکتا مومنون کے دل مین کیا
طور کے مانند جلوہ ہے تجلی گاہ کا

مذہب باطل مین سر جن بد چلن کا اوکھڑ گیا
ہو گیا پامال فوراً جیسے سبزہ راہ کا

لن ترانی سن چکے ہین دید کی طالب ہون کیا
ہی کلیم اللہ سے کافی کلام اللہ کا

یاد عصیان مین دل صد پارہ جو سے ہی بیقرار
میرے سینے پر گمان سیماب کی ہی چاہ کا

پائی ہین پانچ انگلیان اسمین نہین ابہام را
پنجتن سے ہاتھ آیا ہمکو نام اللہ کا

طے کرون مین زار دشت عشق رحمان و رحیم
ہاتھ آجائے عصا گر مد بسم اللہ کا

کر کے غالب عقل کو دی نفس کی پہلو مین جا
ایک ہی مسکن بنایا ضیغم و روباہ کا

پاؤن کو لغزش ہوئی تھی پڑ کے لفظ لا الہ
ڈل گیا لیکن سہارا ہمکو الا اللہ کا

کر دیا آراستہ ہر ایک زلف شعر کو
شانہ لیکر طبع نے تشدید بسم اللہ کا

قبر مین کہنا فرشتون سے لطافت بخیط
چاردہ معصوم کا شیعہ ہون عبد اللہ کا

نعت حضرت سرور کائنات

خدا کا شکر ہے پیرو ہوا مین اوس محمد کا
ہمیشہ انبیا مین غل تھا جسکی آمد آمد کا

بہار گلشن کونین ہے جلوہ محمد کا
بہشت اعلی جو ہی ادنے ہی بوٹا انکی مسند کا

دہن سے لین نہ کیونکر کام انسان مدح احمد کا
نشان صانع نے یہ گویا دیا میم محمد کا

نظر کرتے ہی چھد جاتا ہی دل ہر ایک مژہ کا
مثال تیر کافر کو الف ہے اسم احمد کا

خیال اسمین رہا کرتا ہے رخسار محمد کا
دل شفاف میرا گھر بنا آئینہ خد کا

پیمبر کی ولادت کا جو مضمون فکر مین آیا
ہوا بیساختہ پیدا زبان پر شعر آمد کا

بنی سر تاج حمد کبریا اللہ رے رتبہ
شرف انصاف سے دیکھے کوئی میم محمد کا

کیا تھا شہر علم اللہ نے پہلے ہی سے انکو
نہین احسان دل احمد یہ درس حرف ابجد کا

محمد فخر اسمٰعیل و ابراہیم و آدم تھے
شرف اجداد تک پہونچا تھا اس فرزند ارشد کا

ہوا ثابت کہ تھے یکتا پیمبر حمد کرنے مین
خبر دیتا ہے اک کو ہی الف یہ اسم احمد کا

شہنشاہی ملی ملک قناعت کی جو احمد کو
توکل کو فقط تکیہ بنایا اپنی مسند کا

مرا دعوی ہی دال اسپر دلیل راہ جنت ہین
خبر دیتا ہی سب کو رتبہ دال اسم احمد کا

ائمہ سے کہا احمد نے جو مطلب حقیقی تھا
کلید عقل سے کھولا قفل معنی ابجد کا

طویل القامت انکے سامنے ہوتے تھے بالا
یہ ادنے معجزہ تھا مصطفے کی خوشنما قد کا

نبی پیدا نہوتے گر نہوتا جز خدا کوئی
احد رہتا اگر جلوہ نہوتا میم احمد کا

بنا ہر مصرع تر رشک سرو گلشن جنت
ہوا موزون جو مضمون ثنا کی موزونی قد کا

نظر جب لڑ گئی کافر کی فوراً کٹ گیا دل مین
کشیدہ صورت شمشیر سر ہے حاسد احمد کا

پیمبر کے جو سنگ آستان کا آکے بوسہ لے
شرف پائے ابھی ہو رنگ ابیض سنگ اسود کا

نہ کوئی روشنی تھی انکے نور جسم پر غالب
یہی سر تھا نظر آیا نہ جو سایہ کبھی قد کا

سہارا حب احمد کا اگر ہوتا نہ گردون کو
ٹھہرتا بے ستون دم بھر نہ یہ گنبد زبرجد کا

شرف پایا پیمبر کے لب اسنی حج مین چومتے ہین
یہی ہی وجہ جو لیتے ہین بوسہ سنگ اسود کا

فرشتے باغ جنت مین جسے طوبے سمجھتے ہین
زمین سے آسمان پر چڑھ گیا سایہ اسی قد کا

نگاہ فیض سے اسکو جو ختم المرسلین دیکھین
سمٹ کر آسمان ڈر سے نگینہ ہو زبرجد کا

مدینہ کی زیارت ہو گئی حجاج پر لازم
ہزارون حج اکبر طوف ہے احمد کے مرقد کا

جمال اسطرح کا پاتے نہ ہرگز حضرت یوسف
چھلکتا گر نہ مملو ہو کے ساغر حسن احمد کا

مطیع احمد کا ناجی ہی عدو احمد کا ناری ہے
خدا نے خوب رکھا امتحان یہ نیک اور بد کا

عوض آدم کے احمد نے کبھی گندم نہین کھایا
سنا تھا ترک اولے جب سے اپنے جد امجد کا

چرندون نے درندون نے اطاعت انکی مانی ہے
جھکا ہی شجر سے سر قدم پر دام اور دد کا

مسلمان ہون کہین بہر مدد تشریف لائی ہین
سدا یکسان ہی پاس احمد کو اقرب اور ابعد کا

بہت مشہور ہی عالم مین حسن چہرۂ یوسف
وہ پرتو تھا اسی محبوب کے آئینۂ خد کا

تہی قالب ہوئی خم ہو کے سقف کہنۂ گردون
ترفع اللہ اللہ گنبد پر نور مرقد کا

زمین سی جب گئی افلاک پر معراج مین احمدؐ
فرشتے کہہ رہے تھے مرحبا کلمہ خوشامد کا

میان قبر و منبر ہے یقینی روضۂ رضوان
عجب رتبہ ہے پیغمبر کی مسجد اور مشہد کا

ازل سے مصطفا و مرتضی اسطرح باہم ہینؐ
محمد مین ہے جلوہ جس طرح میم مشدد کا

نبی نے کھینچ دی حد شریعت کفر و ایمان مین
ہوا دنیا مین ذوالقرنین بانی جسطرح سد کا

خدا کا شکر و احسان مصطفے کا مین مقلد ہون
قلادہ میری گردن مین پڑا میم محمد کا

کیا تجکو مسلمان شیعہ سید اور اصولی بھیؐ
لطافت کیا ہو شکر اللہ کے احسان بیحد کا

پیرو نہ کیون ہون شرع رسالت پناہ کا
گم کردہ راہ گیر نہین شاہ راہ کا

ایما یہ تھا رسول کی ریش سیاہ کا
دیکھو ہجوم حور کی تار نگاہ کاؐ

آدم ہوے جو خلق فرشتون نے یہ کہا
خاکا بنا شبیہ رسالت پناہ کا

کیا نور نقش پاے نبی سے مثال دون
ڈہلکا ہوا ہے ساغر بلور ماہ کاؐ

خالق ہی وہ رقیب سوا ہوگا مہربانؐ
جتنا بڑھے گا عشق حبیب آلہ کاؐ

نور محمد اسلئے آیا زمین پرؐ
لنگر ہو آسمان کے جہاز تباہ کا

احمد سا آفتاب ہے موجود زیر خاک
کیا کام میری قبر مین خورشید و ماہ کا

کیونکر زمین کو فخر نہو اوسکے دفن سے
نعلین جسکی تاج ہو عرش الہ کاؐ

پیوستہ ابروون سے محمد کی کیا مثالؐ
ہی دو ہلال چرخ مین فرق ایک ماہ کا

عصیان کا سم ہوا جو مضر پڑھ لیا درود
تریاق مل گیا مجھے زہر گناہ کا

جو شرع مصطفےٰ پہ چلا مل گیا بہشتؐ
ہوتا غنی ہے جلد گدا شاہ راہ کا

شاگرد فیض عصمت احمد ہوے ملک
ہر ذرہ ہر نبی کو ملا بنکے حسن رخ
آخر سب انبیا کے محمد جہان میں آسکے
ہونگے نبی کے پاس ہی محشر میں کلمہ گو
تقسیم قطرہ قطرہ ہوا ہر رسول پر

ایک سبق عبادت و ترک گناہ کا
اوڑکر غبار روے رسالت پناہ کا
آگے تھی فوج بعد حشم بادشاہ کا
جس جا ہو مدعی وہین مجمع گواہ کا
دریا بڑا ہا جو حسن رسالت پناہ کا

نعت نبی کو سنکے پڑہیں مومنین درود
نعرہ ہو کیون نہ اُن پہ الطاف کسی گواہ کا

مدح حضرت اسد اللہ الغالب

دل میں بھرا ہے عشق جناب امیر کا
کہدونگا ہون فقیر جناب امیر کا
دل پر ہے نقش نام جناب امیر کا
بلبل ہون بے عدیل گل بے نظیر کا
میں حیدری مرید علی سے ہون پیر کا
موسیٰ عصا کے سبکو دکھاتے تھے معجزے
ہی ذرہ نجف سے فلک سائل ضیا
اولیٰ اکو بھی نہ ترک علی نے کبھی کیا
خیبر کا در اوکھاڑ کے خندق کا پل کیا
بچہ بچہ کیا ادب سے جو میں لاغر و فقیر
مارا علی نے مرّہ قیس لعین کو کیا
روشن ہوا ہے کلمت ماہتاب سے

شیشہ بغل میں ہے مے خم غدیر کا
ہوگا گذر یہ قبر میں منکر نکیر کا
سوجان سے فقیر ہون میں اس لکیر کا
عنقا ہوا ہے نام مرے ہمصفیر کا
بستر در نجف پہ لگا ہے فقیر کا
ہاتھ آگیا تھا نام مرے دستگیر کا
کاسہ لیے ہے ہاتھ میں مہر منیر کا
کیا ذکر ہے گناہ صغیر و کبیر کا
کیا زور تھا جناب میں نان شعیر کا
دہوکا ہوا رواق علی میں حصیر کا
تھا اونگلیون میں معجزہ شمشیر و تیر کا
داغی غلام ہے شہ روشن ضمیر کا

لغزش قدم کو ہوگی نہ ہرگز صراط پر — کافی فقط ہے نام مرے دستگیر کا
قاتل کو زخم کھا کے کھلایا طعام روز — تا مرگ تھا خیال یہ اپنے اسیر کا
دہ چند انبیا سے جو یوسف کا تھا جمال — شمہ تھا شہ کے حسن کے عُشرِ عشیر کا
غدار لوگ غدر کریں لاکھ ہوگا کیا — قرآن میں تا بہ حشر ہے قصہ غدیر کا
کیونکر نہ ہم پئیں کہ خدا نے رسول کو — ساقی بنا دیا ہے خُمِ غدیر کا
حیدر نے بوریے پہ بسر کی تمام عمر — سچ ہے انھیں پہ حصر ہے فرشِ حصیر کا
شیعوں کو ذکر آیۂ بلّغ سے ہے سرور — مستوں میں دور ہے خُمِ غدیر کا
اللہ رے رجوع کہ نکلا نماز میں — مشکل ہوا تھا پاؤں سے کھنچنا جو تیر کا
تصویر مرتضےٰ کا بنا حکم حق سے تخت — دیکھے تو کوئی بخت جوانِ چرخِ پیر کا
ہفتاد و ستّی و دو ہیں علی کے عدو تمام — حامی ہے یعنے پیر و جوان و صغیر کا
شیرِ خدا و صاحبِ شمشیر ہو گئے — کیا زور واہ بنتِ اسد کے ہے شیر کا
آتے ہیں نزع مومن و کافر میں مرتضےٰ — عہدہ دیا خدا نے بشیر و نذیر کا
سیراب ہونگے حشر کو کوثر کے آب سے — جاری جو ہوگا فیضِ جنابِ امیر کا
سائل ہوا گدا تو شہنشاہ کر دیا — دستور تھا سدا یہ نبی کے وزیر کا
دنیا ہوئی ہے ترک بھروسا علی کا ہے — ہے وادیِ السلام میں تکیہ فقیر کا
کہتا ہے آفتاب درخشاں جسے جہاں — ذرہ ہے خاک پائے جنابِ امیر کا
اوڑ کر نجف کی خاک نے برسا دیا جو نور — رتبہ گھٹا دیا وہ ہیں ابرِ مطیر کا
فرشِ علی تھا تخت سلیمان کی طرح ابر — اللہ رے مرتبہ شہِ گردوں سریر کا
کیا خوب دوستی کی بنا کی خلیل نے — مولد بنا رکھا تھا جنابِ امیر کا
قوسین کے مقام پہ پہنچا نبی کے پاس — ذہنِ علی ہیں زور ہے قدرت کے تیر کا
تعویذ مل گیا ہے حفاظت کا خاک کو — بنکر زمین پہ نقشِ علی کے حصیر کا

کرنا مدد ضرور لطافت کی یا علیؑ
آئیگا وقت حشر مین جب دار و گیر کا

مدح حضرت صاحب العصر و الزمانؑ

جلد آئے وقت عیش و نشاط و سرور کا — مشتاق ہون امام زمان کے ظہور کا
ظلمت کدے مین دہر کے عالم ہو نور کا — مشتاق ہون امام زمان کے ظہور کا
عیسیٰ ہین کہہ رہے کہ ارادہ ہی دور کا — مشتاق ہون امام زمان کے ظہور کا
دیکھون گا نور روے امام غیور کا — سکا جل لگا کے دو دو سر شمع طور کا
ہی حسن ان سطور سے بین السطور کا — یہ شام زلف حور و ہ تڑکا ہے نور کا
ہم سب ہما ہون وقت جو آئے ظہور کا — نالہ یہ ہر سحر ہے چمن مین طیور کا
جلتے ہین دل جو سنتے ہین شہرہ ظہور کا — سینون پہ سنگرون کے گمان ہی تنور کا
غار غیب شاہ پہ عالم ہے نور کا — ہر ایک سنگریزے مین جلوہ ہی طور کا
تشریف جلد لائیے یا صاحب الزمان — کیجے علاج میرے دل ناصبور کا
نرگس کی چشم وا ہی تو استادہ سرو باغ — اللہ رے اشتیاق تمھارے ظہور کا
آپ آئین تو ہو ظلمت کفر و نفاق دور — یہ صاف ہو زمین کہ ہو تختہ بلور کا
ایمان پاک کفر مین کامل ہین جو مرے — اون سبکو انتظار ہے شق قبور کا
پرنور باغ دہر ہو آپ آئیے اگر — عالم ہر اک درخت مین ہو نخل طور کا
سینہ مین دل ہے دل مین محبت امام کی — یہ شیشہ طاق مین ہی شراب طہور کا
آنکھین جو اشک دیدہ سوزان سی شوق مین — ہو نوح کی قسم ابھی طوفان تنور کا
جس طرح آفتاب تہ ابر سے ہو نفع — غیبت مین یون ہی فیض ہر اک جا حضور کا
سنتی ہین زندہ آپ کو مردہ ہوے ہین دل — سینون پہ دشمنون کے ہے عالم تنور کا

آپ آئیے جہان مین تو جھکجائین سب کے سر | آفاق مین رواج ہے کبر و غرور کا
یا صاحب الزمان مرے منہ سے نکل گیا | دریائے غم سے قصد ہوا جب عبور کا
چمکین نصیب شیعون کے کیجیے کہین ظہور | نکلے جو مہر ذرون مین عالم ہو نور کا
پڑھتا ہون روز جھک کے دعائے چہل صباح | چلہ مری کمان کو دیا حق نے نور کا
مولد امام عصر کا ہونے کو تھا وہ شہر | کیون سُرّ من رای نہ محل ہو سرور کا
آپ آئیے تو زہد پہ باندھے ہر اک کمر | عنقا جہان مین نام ہو فسق و فجور کا
مشتاق لحن حضرت داؤد کے ہین کان | آکر سنائیے ہمین پڑھنا زبور کا
پیش خدا ہے ہر شب قدر آپ کی یہ قدر | کرتے ہین حال عرض ملک سب امور کا
پیدا ہوے کیا مہ شعبان کو نصف نصف | اللہ رے عدل بادشہ ذی شعور کا
شیعہ کہین ہون بہر مدد آتے ہین امام | یکسان ہے پاس آپ کو نزدیک و دور کا
حق نے مہ چہاردہم آپ کو کیا | تا صبح حشر نور نہ کیون ہو حضور کا
لکھتا ہون حسن دیدۂ حق بین شاہ دین | عالم مری دوات پہ ہے چشم حور کا
دم مین ملین ثواب شہیدان بدر کے | مرجاؤن انتظار جو کر کے ظہور کا
پہنچین گے پاس امام کے مومن دم ظہور | طے ایک دم مین ہوگا سفر دور دور کا
طفلی مین بدلے کھیل کے دکھلائے معجزے | چاہا جو امتحان کسی نے شعور کا
آنکھین حباب کی ہین کھلی سقیہ اے موج | اللہ رے شوق امام زمان کے ظہور کا
شوق امام عصر مین ہون خاک اوڑا رہا | اوٹھے بگولا کیون نہ شق نکلے نور کا
پڑھ کر دعائے ندبہ سیان چہار عید | کرتا ہون انتظار خوشی سے ظہور کا
ملجائین مجکو خضر تو معلوم ہو پتا | ہے کس طرف جزیرۂ خضرا حضور کا
مومن جھکین گے شکر کے سجدے کو قبلہ رو | کعبے مین غلغلہ جو اوٹھے گا ظہور کا
گھٹنے لگا ہے آج سے شرمندہ ہو کے چاند | پندرہوین شب جو نور ہے چمکا حضور کا

موجود جسم مین ہی یہ غائب ہی سبکی روح
جلوہ اسی طرح ہی جہان مین حضور کا

زندہ ہو یہ بھی عالمِ رجعت مین یا امامؑ
مدّاح و منتظر ہے لطافت حضور کا

مدح حضرت علی ابن ابی طالب

دلِ شیدا پہ اپنی نقش ہے اوسکی محبّت کا
قدم جسکا نگینہ بنگیا مُہرِ نبوّت کا

رہیگی تا قیامت اب نشان ہی پائی حضرت کا
زمین نے خاک ہو کر نقش پایا ہی حفاظت کا

نہایت شوق دل کو زندگی مین ہی زیارت کا
زمانہ یا خدا دکھلا مجھے حیدر کی رجعت کا

نجف مین دفن جب ہونگا یہ عالم ہوگا رفعت کا
بنیگا آسمانِ سبز سبزہ میری تربت کا

دلِ نازک مین اپنی جوش ہی حیدر کی الفت کا
بغل مین روز و شب شیشہ ہی صہبائے ولایت کا

نجف مین قبر ہو کیسے کہین حال اپنی حسرت کا
نشان کھینچ آئے ہین ہم روضۂ حیدر مین جنت کا

مبارک ہو وسیلہ ہو گیا پیدا شفاعت کا
صبا دیتی ہی مژدہ سبکو حیدر کی ولادت کا

نہ سمجھا جزوِ ایمان جو علی کے اسمِ اعلےٰ کو
ہوا مومن نہ وہ ناقص رہا کلمہ شہادت کا

طریقِ مرتضےٰ کی پیرؤون سی کہتی ہین حورین
چلے آؤ چلے آؤ یہی رستہ ہے جنّت کا

لحد مین دفن ہوتے ہی علی تشریف لاتے ہین
زیارتگاہ ہونا ہے بجا مومن کی تربت کا

بنایا بعدِ احمد جب یداللہ کو صد آئی
زہی عزّ و شرف ہی نقشِ ثانی دستِ قدرت کا

بڑہائی پنجۂ مژگان ہین مردمِ دیدہ
اشارہ ہی کرو دستِ خدا سے عزمِ بیعت کا

برا ہون یا بھلا ہون پر نہ ہرگز ساتھ چھوڑونگا
قیامت کو مرا ہاتھ اور دامن ہوگا حضرت کا

علی کو نزع مین دیکھا تو دل کی آرزو نکلی
نہ پایا عمر بھر محبوب کوئی اچھی صورت کا

نبی ہین چاردہ معصوم اک نورِ الٰہی سے
نظر آتا ہی جلوہ ہمکو اس کثرت مین وحدت کا

وہ دیوانہ ہون اے دشتِ نجف مین دل الجھی ہیچون
اگر درِ نجف پر فیصلہ ہو جائے قسمت کا

ارادہ ہے علی کی شکل کھینچوں صفحۂ دل پر
شفق کی مانگ لوں سرخی سفیدہ صبحِ جنت کا

کئی بار آئی بن بن کے دولھن گو سامنے دنیا
چلا پر کچھ نہ حیدر سے فریب اس بے مروت کا

زمین میں خود علی سا آفتابِ ذرہ پرور ہے
لحد میں بوترابی کی بھلا کیا کام ظلمت کا

بنی تصویرِ حیدر عرشِ اعلےٰ پر زیارت کو
ملائک کو بھی پایا ہے عاشق اچھی صورت کا

بھریں شوقِ نجف میں ہمنے ٹھنڈی ٹھنڈی جو سانسین
کہا حوروں نے جھونکا ہے نسیمِ باغِ جنت کا

نجف کی رہنے والوں سے کوئی اسکا مزا پوچھے
بیان کیا ہو ضریحِ پاک کے بوسونکی لذت کا

علی جب قبر سے تشریف لیجائینگے پوچھونگا
بتاتی جائیے درمان تو کوئی دردِ فرقت کا

نجف کی خاک کا فیضِ علی سے نور تو دیکھو
غبار اوٹھ اوٹھ کے بنتا ہے سفیدہ صبحِ جنت کا

دیا صورت گرِ قدرت نے کچھ تجھ پر پیمبر کو
بچا تھوڑا جو آب و رنگ بنکر حسن حضرت کا

مجھے تو ہند میں چھوڑا نجف میں آپ جا پہنچا
ارے او بیوفا دل کیوں یہی حق ہے رفاقت کا

لطافت مدحِ حیدر میں قصیدہ تو کہا تو نے
غلو کی بو نہ آئی بات نکلی ہے یہ مدحت کا

ایضاً

رنج اوٹھاکر عشقِ حیدر میں ہوں غم اہان جور کا
کیا کھری مزدوری جو کھا کام ہے مزدور کا

ایکدم پرتو جو پڑ جائے علی کے نور کا
صاف انگاروں میں پیدا ہو اثر کافور کا

وصف ہو کس سے علی کے روضۂ پر نور کا
رات کو ہر شمع میں عالم ہے شمعِ طور کا

ہو گیا فیضِ رخِ حیدر سے جلوہ نور کا
عالم اس ظلمت کدے میں تھا شبِ دیجور کا

وصف لکھوں گا علی کے چہرۂ پر نور کا
روشنائی میں پڑے دودہ چراغِ طور کا

کہتے ہیں دُرِ نجف بے آبرو سے بحث کیا
عیب ہے ہر ایک مروارید میں ناسور کا

ہو جو دل زخمی کسی زائر کا ہو جائے خنک
ہو اثر صبحِ نجف میں خلد کی کافور کا

غم ہی چرخ نیلگون کو قبر حیدر سے ہے دور
ہر ستارہ پر گمان کیونکر نہو ناسور کا

شیشکو جائین روضۂ حیدر مین گر ہم دل جلے
شمع کافوری ہر اک مرہم بنے کافور کا

ساقی کوثر کے غم مین آبلے جب پڑ گئے
دل ہرا خوشہ بنا فردوس کے انگور کا

ہی نجف کے زائرون سے کہہ رہا دار السلام
ہر بگولا میرے صحرا مین ہے یکہ نور کا

نیت خالص تھی جب نکلا زبان سے یا علی
درد سب جاتا رہا اپنے دل رنجور کا

ساقی کوثر کا فیض انصاف سے دیکھے جو بحر
جم گئے حیرت کے سبب تختہ بنے بلّور کا

الفت حیدر مین ہون مست مئے خم غدیر
جام جم کی حاجت نہ مین محتاج ہون انگور کا

پائے کیا نام خدا اسم علی نے مرتبے
تندرستون کی سپر یہ ہے عصا رنجور کا

دم جو حیدر کا صفائی سے بھرے ثابت رہے
ہر حباب آب اک ساغر بنے بلّور کا

رحم اسکا نام ہے دیکھو یتیمون کے لیے
نور حق صدمہ اوٹھائے گرمی تنّور کا

رجعت حیدر سے ہو یارب کفر سے دنیا ہو پاک
صاف ہو ایسی زمین تختہ بنے بلّور کا

ساقی کوثر جب آئے باغ مین تو بہر دید
دیدۂ بینا بنا دانہ ہر اک انگور کا

واہ کیا کہنا علی نے ترک دنیا کو کیا
نوش تھا گر شہد کا تو نیش تھا زنبور کا

حضرت موسیٰ سے کوئی پوچھ لے حال نجف
گنبد پُر نور مین جلوہ ہے برق طور کا

کیون تردد ہی زیارت کر علی کی جلد چل
جب کمر باندھی تو کیا ذکر قریب و دور کا

یا علی مین بے سر و سامان ہون آؤن کسطرح
دور ہی سے عذر ہو مقبول مجھ معذور کا

مدح حیدر مین ہی قابل دید کے کلک و دوات
اوسمین ہے عالم نگہ کا اسمین چشم حور کا

پائی انور پشت احمد پر جو حیدر نے رکھا
جڑ گیا مہر نبوت پر نگینہ نور کا

لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار
جنگ مین یہ وصف تھا کس ناصر و منصور کا

آیۂ الیوم اکملت لکم بہر علی
کام کرتا ہے خلافت کے لیے منشور کا

پاؤن رکھتے ہی نجف مین اوڑ گئے سارے گناہ
خاصۂ زہر ہلاہل کو ملا کافور کا

روضۂ حیدر کو اکثر ہمنے دیکھا خواب مین
بندگی جب آنکھ رستہ ہو گیا طے دور کا

صفحۂ کاغذ جو ہی جنت کا تختہ مدح مین ؎
شبہہ ہر شعرِ مسلسل سے ہے زلفِ حور کا

لحمک لحمی نبی نے حقِ حیدر مین کہا
تجھے جدا ظاہر مین جلوہ تھا مگر اک نور کا

ہند مین ہم ہین نجف مین قبرِ حیدر غم نہین ؎
دل سے تو نزدیک ہے گو راستہ ہے دور کا

عشقِ صادق الفتِ حیدر سے ہی دونو طرف
حور ہے مشتاق میری مین ہون طالب حور کا

جبکہ صحنِ روضۂ حیدر مین چھٹکی چاندنی ؎
مین یہ سمجھا فرش ہی فردوس مین کافور کا

الفتِ حیدر حسین بنکر جو آئی قبر مین ؎
آنکھ کھلتے ہی ہوا حاصل نظارہ حور کا

موذیون کا مال ہو گا رحمتِ شہ مین حلال ؎
چاندنی مین شہد لوٹا جاے گا زنبور کا

گر درِ حیدر پہ آجائے تو اتنا مال پاے
ہر گدا ہو کر غنی محتاج ہو فغفور کا

شاعری مین مدح مین بعدِ امانت ہی جو نام
ای لطافت فیض یہ سب ہے اوسی مغفور کا

ہوا ہی جب سی سودا یار کی زلفِ پریشان کا
سراسر مانگ کی صورت ہے چاک اپنی گریبان کا

قریبِ لب ہی جلوہ حسن سے بینی جانان کا
عجب شعلہ اوٹھا ہی آتشِ لعلِ بدخشان کا

غضب مژگان کی نیزونمین ہے عالم چشمِ جانان کا
یہ آہو شکل ضیغم رہنی والا ہے نیستان کا ؎

پنھایا خلعتِ زرین مجھے ریگِ بیابان کا
جنون کو نذر دینا چاہیے کنٹھا گریبان کا

جو دیکھا جلوہ اوس زلفِ سیہ مین ماہی افشان کا
نظر آیا شبِ تاریک مین عالم چراغان کا

بیان ہی بلبلونمین چہرۂ رنگین جانان کا
سحر کو بوستان مین درس ہوتا ہی گلستان کا

مزی لوٹی زبان خواہان لذت دل ہو انسان کا
عجب نامنصفی ہے باندھنا پیری مین دندان کا

ہوئی وحشت جو تیری چاند سی صورت کی الفت مین
بنا تارِ شعاعِ ماہ تار اپنے گریبان کا

وفورِ اشک ہے بیکار ٹھنڈی سانسین بھر ہمین
زمستان مین برسنا شاق ہو جاتا ہے باران کا

مرا آئینہ رو اوترا جو بہرِ غسل دریا مین ؎
ہوا دھوکا حبابون پر ہر اک کو چشمِ حیران کا

رہا مر کر بھی روشن نام مجھ وحشی کا صحرا مین
ہوا تربت پہ چشمِ غول سے عالم چراغان کا

جنون مین بھی مجھے آرائش و تزئین سی مطلب ہے
لگایا گو کھر و چاکِ گریبان پر بیابان کا

کیا ہی گھائل اوس مہ رو نے شمشیرِ ہلالی سے
جگر کے زخم پر لازم ہے پھاہا ماہِ تابان کا

پیا زہرِ ہلاہل عشقِ خطِ سبز مین ہمنے
تصور مین ترے دندان کے ہیرا کوٹ کر پھانکا

خطِ سبزِ صنم سی کرکے الفت دیکھیئے لب کو
خضر سی چلکے رستہ پوچھ لیجے آبِ حیوان کا

تمھارے مصحفِ عارض کو پہرون یاد کرتا ہے
ہوا ہی شوق میرے طفلِ دل کو حفظِ قرآن کا

مثالِ خار مین لاغر ہون ناحق اسکو کاوش ہے
پھپھولا پھوٹ جائیگا کسی دن چرخِ گردان کا

نہین خالِ سیہ کا گورے گورے گال پر جوبن
لگا کر سرمہ ٹپکا ہی آنسو چشمِ جانان کا

دیا ہی قیس کو خلعت جنون نے دشت مین اکثر
گریبان لے کے مجھ دیوانے کا دامن بیابان کا

غضب آغازِ پستان ہے تمھارے صاف سینے پر
گمان ہوتا ہے مجکو عکس ہے سیبِ زنخدان کا

خدایا آرزو ہی طوس مین پہنچا لطافت کو
بہت مشتاق ہے یہ روضہ شاہِ خراسان کا

بھرا ہی عشق ہر رشکِ چمن کی زلفِ پیچان کا
ہوا ہی صاف کشتِ دل مین عالم سنبلستان کا

نظر آتا ہی جوبن جبکہ خط و خالِ جانان کا
سمجھتا ہون اسے ریحان تو اسکو تخمِ ریحان کا

لکھا ہی وصفِ پیشانی پہ اول روے جانان کا
بنا ہی بیت ابرو صاف مطلع میرے دیوان کا

ہوا روپوش ہر بے مہر دم نکلا جو انسان کا
گلہ غیرون سے کیا سب اقربا نے پہلے منہ ڈھانکا

ہوا ایسا ضعیف و ناتوان قاتل کی فرقت مین
گریبان پر مجھے دھوکا ہوا شمشیرِ عریان کا

جنون کی آمد آمد سنکے استقبال کو نکلا
جو پہنچا تا بہ دامن بڑھ کے چاک اپنے گریبان کا

نکلتے ہین شرر ایسے دلِ سوزان سی فرقت مین
گمان ہوتا ہی مجکو آہ پر سروِ چراغان کا

حقیقت میری سودے کی نہو پوشیدہ جانان سے
عوض خط کے اوسے بھیجون گا مین پرزہ گریبان کا

لبِ جانان کی شہرت سی اوڑا ہے رنگ دنیا مین
عقیقِ سرخ کا یاقوت کا لعلِ بدخشان کا

ہوا ہی زاہدون کو بھی جنون فصل بہاری مین
عوض تسبیح کے ہے ہاتھ مین کنٹھا گریبان کا

سوال اوس سے ہے افراط جراحت کا ہوا تا
کشادہ ہونا ہی باعث نہین زخمون کے دامان کا

نظر آیا جو اوسکے کان مین یاقوت کا بُندا
کہی یہ بات دل نے مین ہے مار زلف پیچان کا

کہین کا بھی نرکھا ہمکو ضعف و ناتوانی نے
بنا زنجیر آہن تار وحشت مین گریبان کا

جنون کے جوش مین فرحت ہوئی کچھ بلبل دلکو
قفس کا چاک گویا چاک ہے میرے گریبان کا

لطافت شاعری کے فن مین ہی بیکار سب محنت
نہین اب قدردان کوئی زمانے مین سخندان کا

ہی جوش مرکے بھی مری چشم پرآب کا
پہنچہ کی جا کفن مین ہو تکلہ سحاب کا

پیر فلک پہ جلوہ نہین آفتاب کا
ہی دست رعشہ دار مین ساغر شراب کا

اوس دست پرضیا مین ہے ساغر شراب کا
توام طلوع دیکھہ لو دو آفتاب کا

جاری بہار مین ہے جو دریا شراب کا
ہی ساغر بلور پہ عالم حباب کا

شیشے مین حسن اور ہی کچھہ ہی شراب کا
محتاج روے دختر رز ہی نقاب کا

جلوہ شفق مین صبح کو ہے آفتاب کا
کہتے ہین مست جام ہے چھلکا شراب کا

طغرا قلم سے کھینچد ہے موج شراب کا
مشتاق خط جام ہے ساقی جواب کا

دن کو مہ صیام مین ہے بند میکشی
سرپوش جام پر ہے ڈھکنا آفتاب کا

ساحل پہ میکشی کو ہی آیا وہ نازنین
گرداب کا ہو جام تو شیشہ حباب کا

آتے ہین یاد ہاے وہ مستون کے جمگھٹے
وہ میکدے پہ جھوم کے آنا سحاب کا

دیکھو سحاب و برق کو عبرت سے غافلو
پیری کا وقت یہ ہے وہ عالم شباب کا

پیری مین بھی سفید نہین میرے سر کے بال
لیتا ہون کام بخت سیہ سے خضاب کا

کی بدمزاجیون کی شکایت تو بولے وہ
ہی عیب تلخ و تند نہو نا گلاب کا

عاشق جو بلبلین ہین گل رو سے یار کی
صیاد نے ہے دام بنایا نقاب کا

جائی دوات نے خامہ منگاتے ہین آئینہ
ابر ہم ہین قصد ہے خط رخ کے جواب کا

مثل فقیر جمع ہین اوس در پہ نامہ بر
کہتے ہین سب سوال ہے خط کے جواب کا

او شہسوار کیا تری نعلین کا ہے نور
دھوکا ہی سبکو مردم چشم رکاب کا

وہ صید ہون کہ تھا دے دم تک ترا شکار
بنتا ہی دام توڑکے ڈورا کباب کا

جاتی ہی موج نکہت الگ ہے ورق ورق
شیرازہ کھل گیا گل تری کتاب کا

اصحاب کہف کا جو پتا پوچھتا ہون مین
منظور مانگنا شب فرقت ہی خواب کا

یان لاغری ہی اور وہان رخپہ خط نمود
دیکھو محاق مین ہے گہن آفتاب کا

وہ بی ثبات ہون جو بنے گا مرا غبار
سرمہ بنے گا بحر مین چشم حباب کا

لاغر جو یون ہوے ہو لطافت فراق مین
ہی قصد کس حسین کی کمر کی جواب کا

یہ قول آسمان سے ہے ہر حباب کا
مدت سے منتظر ہون ترے انقلاب کا

اوس رخ کے آگے گنجفہ مین بھی ذلیل ہے
پھنکتا ہی پہلے دن کو ورق آفتاب کا

تلوون سی دشت مین ہی جو دریا خون بہا
ہر ایک آبلہ پہ گمان ہے حباب کا

تڑپون گا جب کفن مین تجھی یاد کرکے مین
ہوگا گمان فرشتون کو برق و سحاب کا

گر ہو گیا خفا تو نہ پھر آئیگا وہ یار ہٹ
جیسے محال پھر کے ہے آنا شباب کا

کیسون مین ہین سیاہی زر دیکھتے بخیل
بس ہو اگر تو نسخہ بنائین خضاب کا

محفل چمن ہے اوس رخ گلگون کی عکس سے
ہر شعلہ شمع کا ہے کہ غنچہ گلاب کا

شبنم سحر کو دیکھکے اوس شوخ نے کہا
رکھتا ہی شوق شاہد گل بھی نقاب کا

قاصد کی ہاتھ کانپتے ہین دیے خط اونکو کیا
کچھ رعب کچھ اثر ہے مری اضطراب کا

آیا خط اونکے رخپہ حقیقت کھلی تمام
تھا منتظر مرا خط قسمت جواب کا

ہنس ہنس کے میری طرح جلے گر تو ہو مزہ
رو رو کے ناپسند ہے جلنا کباب کا

اکسیر سیرے سیم بدن کی ہے خاکِ پا
چاندی بنا ہی دہوپ مین لوہا رکاب کا

جو تیرے ساتھہ سونے کی حسرت ہی غیر کو
کیونکر کہے کہ حال ہی گونگے کے خواب کا

منظور ہی حفاظتِ تصویر روئے یار
آئینہ آسمان سے لون آفتاب کا

دریا مین یار سے مین لپٹتا ہون وقتِ غسل
نظارہ ناگوار ہے چشمِ حباب کا

وہ پاس تو بلا ہی مین رو دونگا اسطرح
پردہ بنیگا بیچ مین لکہ سحاب کا

ہر قدرتی حسین ہی خزان مین بھی رنگ پر
محتاج کب ہی گیسوئے سنبل خضاب کا

اوس گل نے فاتحہ جو پڑہا بنگئے نشان
عاشق کی قبر ہو گئی تختہ گلاب کا

عاشق کو آئنہ مین دکھاتا ہی روے صاف
ایجاد اوسنے طرفہ کیا ہے نقاب کا

نافہم کو سواد ہی سیرِ کتب سے کیا
عالم کبھی ہوا ہین کیڑا کتاب کا

دل کو شروعِ عشق مین ہی وصل کا خیال
کیا اعتبار عالمِ طفلی کے خواب کا

کیا گورے گورے پاؤن ہین اس شہسوار کے
فانوس مین ہی شمع کہ حلقہ رکاب کا

ان پڑ شباتیونپہ لطافت ہی یہ غرور
دیکھے تو پہولنا کوئی ہر اک حباب کا

جلوہ ہی اونکے مصحفِ رخ پر نقاب کا
جزدان جانتے ہین خدا کی کتاب کا

ہم مے کو پی کے پاک ہوئے شیخ جی نجس
کیا مختلف مزاج ہی اِس آفتاب کا

ساحل پہ بہرِ غسل جو آئے وہ بحرِ حسن
نقارہ چوبِ موج بجائے حباب کا

مستو بہار آئی مبارک ہو میکشی
کہتا ہے دوڑ دوڑ کے لکہ سحاب کا

دل پر شباب مین ہے سیاہی گناہ کی
پیری مین کام لینگے اسی سے خضاب کا

تارِ نگاہ دیکھنے والون کے جمع ہین
جلوہ نہین ہے یار کے زنجیر نقاب کا

بجلی زمین سی ابر مین جاکر نہان ہوئی
تڑپے جو نام لے کے مرے اضطراب کا

ق

لاتے ہین میری قبر پہ اوس شہسوار کو
سب کرکے التجا کہ ہو باعث ثواب کا

تھمے لگام اسپ کے ہین ہاتھہ جوڑتے — بڑھ بڑھ کے پاؤن پڑتا ہی حلقہ رکاب کا
پاس اونکے مثل برق تڑپ کر پہنچ گئی — احسان ہمہ پہ ضعف مین ہے اضطراب کا
استاد ہی بہار تو گلشن ہے مدرسہ — بلبل سبق پڑھے ہے گلِ تر کی کتاب کا
غفلت کہانکی چھا گئی آتی ہے دھن مین — آنکھین کھلی ہوئی ہین یہ عالم ہی خواب کا
کس کا سمند گھاٹ یہ کرتا ہے تیزیان — چھپتی ہوا سے قلعہ بنا کر حباب کا
پرزہ جنون مین میرے گریبان کا جب اڑا — صحرا مین بن گیا وہی لکہ سحاب کا
قطرے مرے لہو کے جمے ہو گئی بہار — تلوار یار کی ہے کہ تختہ گلاب کا
طفلی ہی سی بغل مین کفن کو دبائے ہین — مطلب فقط ہی موت ہماری کتاب کا
جاگا شبِ فراق کا تھا موت آ گئی — مدت کے بعد شکر ہی وقت آیا خواب کا
برسات ہین وہ آ نہین سکتے ہمارے گھر — کس کس کے آگے روئیے رونا سحاب کا
شرمندہ کر دیا مرے بختِ سیاہ نے — اوڑ جائے جلد رنگ نہ کیونکر خضاب کا
اہلِ صفا جہان مین غفلت سے ہین برے — ممنون کب ہی دیدۂ آئینہ خواب کا
تصویرین بلبلون کی جو کھینچی ہین آپنے — شیرازہ باندھیے رگِ گل سے کتاب کا
ہی دیکھنی کی صحبتِ سیماب و آئینہ — سکتہ اسے ہے تو اوسکو مرض اضطراب کا
پھیکین جو مست پنبۂ مینا نکال کے — اوڑ کر بنے بہار مین لکہ سحاب کا

رونے کا حال جبکہ **لطافت** اوسے لکھا
نامہ ہمارا بن گیا لکہ سحاب کا

لالہ ہی شعلہ اوسکے رخِ بے عدیل کا — یہ ایک پھول فخر ہے باغِ خلیل کا
بہنا تو دیکھو نزع مین آنکھون کے نیل کا — دریائے اشک پر ہے گمان رود نیل کا
دنیا مین آ کے کیون نہ مصیبت سے ہو بسر — کھولے جو آنکھہ سامنا تھا اس بخیل کا
کہتے ہین آبلے مرے سیراب کرکے خار — مجنون کی روح کو ہو ثواب اس سبیل کا

لوہے کے ظرف پر جو ملمع ہوا تو کیا
دولت سے مرتبہ نہین بڑھتا رذیل کا

گیسون کے رنگ کا یہ اشارہ ہے غافلو
یون ہین ہے جمع زر سے سیہ دل بخیل کا

قطرے جمے ہین دامن خنجر پہ خون کے
محضر یہ ہوگا حشر کو تیرے قتیل کا

دھبا یہ زر لگاتا ہے اچھا ہو یا برا
دیکھو سخی کا ہاتھ سیہ دل بخیل کا

ہوشیار ہو کہ گذرے چہل سال عمر کے
آتا ہے آسمان سے پیام الرحیل کا

کرتا ہے تیز سنگ فسان تیغ کو تو کیا
کب عیب ہے شریف پہ احسان رذیل کا

بوسہ کبھی کسی کو جو ملتا نہین صنم
گویا دہان تنگ بھی دل ہے بخیل کا

تو وہ ہے بے نیاز کہ شاہد ہے نار پر
جلنا تری کلیم کا بچنا خلیل کا

تسکین ہے چشم یار سے عاشق کے دل کو کیا
بیمار سے علاج ہو کیونکر علیل کا

غنچے جو مٹھیون مین دبائے ہوئے ہین زر
کیا نکلے مال لے کے زمین سے بخیل کا

آنکھین جھپک جھپک کے ہوئی زندگی تمام
اک پل تھا اک برس مری عمر قلیل کا

چشم سیاہ یار کو ہے سرمہ دان سے بحث
تیر نگہ ادھر ہے ادھر تیر میل کا

وہ بے ثبات وزار ہون ٹپکا جو ایک اشک
ساغر چھلک گیا مری عمر قلیل کا

کامل کہا جو ماہ کو اس رخ کے روبرو
محتاج شاعر و ہے یہ دعوی دلیل کا

قاصد کو کیا کہ عاشق و معشوق مین ہو ربط
یہ کام ہے رسول کا یا جبرئیل کا

کہتا ہے جام دیکھ کے شیشہ کو تنگ چشم
مین ہاتھ ہون سخی کا یہ دل ہے بخیل کا

رخ سے تمہارے کعبہ کو نسبت بھلا ہے کیا
یہ صنعت خدا او وہ بنایا خلیل کا

پیری مین اسلیئے ہین فلک کی طرف سے خم
دیکھین گے صبح حشر نہ منہ اس بخیل کا

سرمہ بھی چشم یار پہ کیا ہے پسا ہوا
کرتا ہے پل مین فاصلہ طے ایک میل کا

اس بادۂ نجس سے لطافت کو کام کیا
مشتاق ہے جنان کی مے سلسبیل کا

کیا قمری کو قیدی سرو گلشن کی محبت کا ۔ بڑھا کر طوق الفت مین جنون نے میری منت کا

فلک سے بخت ہو ہی شوخ دیکھین کون رنگت کا ۔ سدا ہی زہر کھائے اپسہ سبزہ میری تربت کا

کبھی فرقت کی صدمے ہین کبھی خواہان ہی وصلت کا ۔ مرا اچھا بھلا دل تھا برا ہو اس محبت کا

نہین محتاج تیرا عاشق نادار زینت کا ۔ بنا دستار سر پر مفلسی مین پیچ قسمت کا

غضب ڈھایا ہی ان آنکھون نے مارا ہون محبت کا ۔ مرا دل لگ گیا دیکھا جو معشوق اچھی صورت کا

زبان کھولین جنا دل نہ ہون ہا جت ہو شہرت کا ۔ ارادہ اندنون ہی اور کچھ اپنی طبیعت کا

یگانے تو گئی بیگانہ مین باقی رہا لیکن ۔ زبان حال سے کہتا ہی سبزہ میری تربت کا

مرے محبوب نے جب خواب مین دیکھا کہا ہنس کر ۔ یہی یوسف ہین شہرہ ہے ابھی جوبن کا صورت کا

گواہی حشر کو دینگے لہو کی بوندین مہرین ہین ۔ تری تلوار ہی محضر ہے عاشق کی شہادت کا

مرے محبوب کا نقشہ بنایا جبکہ صانع نے ۔ لیا خود حسن نے بڑھ بڑھ کے بوسہ دست قدرت کا

وہ آئینہ سے اکثر پوچھتے ہین بعد آرائش ۔ کوئی معشوق دیکھا ہی ایسی اچھی صورت کا

گنہگار و روان ہوتی ہی آنسو دھو گئی عصیان ۔ نمونہ دیکھ لو اللہ کے دریائے رحمت کا

بہ نسبت منعمون کے ہم گرسنہ چین کرتے ہین ۔ مزا نان جوین مین شکر ہی پاتے ہین نعمت کا

پڑھا کرتے ہین واعظ دل لگا کر سورۂ یوسف ۔ بیان ہی وعظ مین بھی منبرون پر اچھی صورت کا

ازل سے آب و گل مین ہی شریک الفت حسینونکی ۔ بنایا کالبد کی جانچ مجھے مبتلا محبت کا

مدار زندگی ای چشم ترہے اب تو رونے پر ۔ ہوا اشکونپہ موقوف آب و دانہ اپنی قسمت کا

ملی جب دولت دیدار آنکھین پھر گئین میری ۔ نظر آیا جو وقت نزع محبوب اچھی صورت کا

برہمن ہین خدا کہتے بتون کو ہم حسین کہتے ۔ فقط ہی کفر و دین مین فرق اپنی اپنی نیت کا

جو آنکھین ہمنے پھیرین نزع مین وہ بدگمان بولا ۔ ارے بے دید کرتا ہے نظارہ حور جنت کا

غنیمت ای حسینو چاہنے والون کو تم سمجھو ۔ نہو عاشق تو ہی بیکار معشوق اچھی صورت کا

صدا ہی آسیا کی یون قناعت سیکھو بے صبرو ۔ نوالہ مجکو گھر بیٹھے ملا غیرون کی قسمت کا

شبِ وصلت کہا چپکے سے پھر یہ شمع سے اُسنے
چلی بادِ سحر وقت آیا معشوقونکی رخصت کا

اُس ابرو کی طرح چینِ جبین بھی قتل کرتی ہے
اگر ہو وضع یکسان جلد اثر ہوتا ہی صحبت کا

عوض معشوق کے پیری مین ہم عاشق ترسے ہوتے
اگر اسے موت پردہ بیچ مین ہوتا نہ غفلت کا

جوانی ہی وہ موسم کچھ نہ کچھہ ہی روپ ہو جاتا
بُری صورت کا ہوا انسان یا ہوا اچھی صورت کا

چراغ و شمع و مشعل کوئی ہو پروانہ عاشق ہی
حسین ہو کوئی یکسان حال ہی اپنی محبت کا

ہوا ہی یون فشار اپنے تنِ خاکی کو تربت مین
گلے جیسے ملے چھوٹا کوئی ہمجنس مدت کا

تمھاری ہاتھہ مین آئینہ کہتا ہی تماشا ہے
ہوا اشتاق دیکھو خوبصورت خوبصورت کا

نہ کیونکر ذبح مین ہم ہاتھہ پاؤن ماریں اے قاتل
نہایت پیرنا مشکل ہے دریائے شہادت کا

کبھی رکھتے تھے دل پا دستِ تخیر انسان ہم بھی تھے
خدا بخشے جوانی کو کہ لپکا تھا محبت کا

ہلال و بدر بنتا ہی فلک پر مہ تماشا ہے
کبھی ہے میری صورت کا کبھی ہے تیری صورت کا

سرِ محفل جو ہاین سر شمع کا گلگیر نے کاٹا
پرِ پروانہ پر لکھا گیا محضر شہادت کا

ہاں لیکن دل لگانے کا نتیجہ وصل ہوتا ہے
ملے ہم انسے مین لب سے لب جو نام آیا محبت کا

نئی ہی بحث آئینہ سے روئے یار کہتا ہے
بتا مین تیری صورت ہون کہ تو ہی میری صورت کا

جوانی لے گئی ہمراہ طاقت بھی بصارت بھی
سدا ہاین ساتھہ دیتے ہمیر وقت ہمیر قوت کا

حسینون مین نہایت فخر سے وہ شوخ کہتا ہے
نیا ہی لطف دیکھو ہم پہ دل آیا لطافت کا

وہی تو بڑھ کے بناز لطف رائگان نہوا
کم اوسکی کان کی لو کا کبھی دھوان نہوا

تنگ ہجر سے تھا مین کہین نہان نہوا
زمین نہ نرم ہوئی پاس آسمان نہوا

تمھاری چشم سخن گو کا یہ اشارہ ہے
ہر ایک ہوسے فقرہ کبھی مری زبان نہوا

پڑی جو دھوپ گڑی میرے دشت وحشت مین
روان ہوا ہر اسایہ پہ مین روان نہوا

نبی ہاین آپ اسے منہ پہ خلق مین جلاد
کہ ذبح آپ سے مین ایک نیم جان نہوا

زمین پہ قیس کو ہی نجد کی بتائی راہ
یہ بے سبب مری زنجیر کا نشان نہوا

ہمارا سوز و گداز اوس سے بزم مین کہتے
یہ کام تجھسے بھی اے شمع کی زبان نہوا

ہماری آنکھ کو کس طرح بار ہوا آنسو
صدف کی چشم کو اپنا گہر گران نہوا

سمٹ کے بنگیا کاجل کسی کی آنکھون مین
ہماری آہ کا ضایع کبھی دھوان نہوا

لگے ہین کوچہ جانان مین سر کے بھل عشاق
یہ وجہ ہی جو عیان پاؤن کا نشان نہوا

وہ ناتوان ہون کہ بار گران ہے تار نفس
تمھارا ناز اوٹھانا مگر گران نہوا

تپنگ تھے دل مضطر سے گر کے مرتے ہم
قریب کیا کہین سیماب کا کنوان نہوا

جو بہر غسل تم آئے یہ محو دید ہوا
کہ بہتی چشمہ تہا دریا مگر روان نہوا

وہ پوچھنے کے لیے دل کا حال آئے تھے
یہ کیا ہوا کہ بیان تجھسے اے زبان نہوا

یہ بوسے یار کے پاتے سوال وہ کرتا
زبان دہن نہوئی اور دہن زبان نہوا

کدورتین مرے دل کی یہ بڑھ کے کہتی ہین
یہ وہ زمین ہے جہان دور آسمان نہوا

ہماری پاس تو آنا کجا اوٹھین ہے یہ شرم
کہ عکس آئینہ کے گھر مین مہمان نہوا

کیا اشارہ فنا ہونے کا حبابون نے
پھر اسپہ بھی متنبہ کچھہ آسمان نہوا

تمھارے پنجۂ رنگین طلسم تازہ ہین
کہ بھڑکی آتش رنگ حنا دھوان نہوا

نظر لگی جو سمندر کو کر دیا ہے خجل
یہ طفل اشک اسی وجہ سے جوان نہوا

ہمارا تیز کیا اوسنے تیغ کو لیکن
سبق شہادت عاشق کا بر زبان نہوا

کھلی وہ زلف تو کیا آئنہ کو قید کیا
بند ہار رہا جو یہ پانی کبھی روان نہوا

ہلال دیکھکے دیوانے اونگلیان ہین اوٹھاتے
کہ اے جنون یہ گریبان دھجیان نہوا

جوان کا وصل ہے ایسا کشیدہ تو بھی رہے
جو تیر زینت آغوش اے کمان نہوا

عزیز مر گئے پر داغ دے گئے دل پر
گئے وہ لوگ روان پر یہ کاروان نہوا

ہم اون سے حال کہین کچھہ ذرا ٹھہر اے درد
جگر ہین دل مین رہا پر مزاج دان نہوا

خیال خواب گران دل مین آگیا تو بسا
جہان مین مثل مرے کوئی ناتوان نہوا

قد خمیدہ سے میرے نہ ہمسری ہوگی
کہ ایک چلہ ترا پورا اسے کمان نہوا

نظر کی طرح ہوا عرش تک نبی کا گذر
کہین سے شوق شب معراج آسمان نہوا

نہ اپنی تیر سے قد پر ہوا سے جوان مغرور
سلام جھک کے کرون گا اگر کمان نہوا

مثال بدر لطافت کے دل مین داغ پڑے
کمال گھٹ گیا جب کوئی قدردان نہوا

غیر کی سمت سے مُڑ مُڑ کے ادھر دیکھ لیا
کہیے اب تو مری آہون کا اثر دیکھ لیا

حسن پر کرتی ہے دزدیدہ نظر دیکھ لیا
نہ نگہ کی اودھر اوسنے جو ادھر دیکھ لیا

قصد شاید ہی ترا غیر کے گھر دیکھ لیا
چھپ کی ای شوخ چلا مجھسے کدھر دیکھ لیا

کیا تصور مین جمال اے گل تر دیکھ لیا
جھپکی جب آنکھ تجھے ایک نظر دیکھ لیا

لیتے پھرتے ہین جو وہ بزم مین عشاق کے دل
میرے پہلو کی صدا ہی کہ ادھر دیکھ لیا

دم ہی دم مین مجھے ٹالا نہوا وصل نصیب
لو ہوئی باتون ہی باتون مین سحر دیکھ لیا

ہم نہ کہتے تھے کہ زلفین نہ بڑھا کر چھوڑو
بل نزاکت سے لگی کھانے کمر دیکھ لیا

دانہ اشک کی تسبیح پہ رونے کے لیے
استخارہ کہو اسے دیدہ تر دیکھ لیا

قبر مین شانہ ہلا کر مرا وہ کہتے ہین
اپنے وعدے پہ ہم آئے ترے گھر دیکھ لیا

داغ او زخم کے ہونیکا ہوا تکو یقین
چاک کرکے مرا دل اور جگر دیکھ لیا

کر دیا ست صفین بادہ کشونکی اولٹین
چشم مستانہ سے ساقی نے جدھر دیکھ لیا

طاقت اوڑنیکی نشیمن سے نہین قید نکر
تو نے صیاد ٹٹولے مرے پر دیکھ لیا

جشن اوڑتے ہین مرے رہتی ہین ہی عید وصال
آنکھ کھولی ترا منہ وقت سحر دیکھ لیا

کہتے ہین وہ مرے دانتون سے ہوئے سبزہ
آب رو کھو گئی بیٹھے تھے گہر دیکھ لیا

اب دوپٹے سے چھپاؤ بھی تو کیا ہوتا ہے
سرو مین آئے ہین دو تازے ثمر دیکھ لیا

آنکھ ڈالی جو مرے دل پہ تو اُس بُت نے کہا
عرش تک میری نظر کا ہی گذر دیکھ لیا

اپنی در پر مرے مرنیکا انھیں رنج نہیں
ہان یہ غم ہی ملک الموت نے گھر دیکھ لیا

کہدی انسی کوئی کلمہ سن ہین نہ آئین مری پاس
سہم جائینگے اگر زخم جگر دیکھ لیا

چشم جانان کا اشارہ ہی ہی گردش مین
ہمنے گھر بیٹھے عجب لطف سفر دیکھ لیا

جب وہ پوشاک بدلتے ہین تو فرماتے ہین
آنکھ پھوٹین گی اگر تونے ادھر دیکھ لیا

اشک انمول ہوا نوک مژہ پر آکر
تول کر کانٹے مین ہمنے یہ گہر دیکھ لیا

ڈوب جاؤنگا ابھی جان کے دریا مین زار
تھر تھرا جائیگا آئینہ اگر دیکھ لیا

در سے تیرے جو اُٹھائے گئے ہم قبر مین آئے
ایک گھر چھوڑ دیا دوسرا گھر دیکھ لیا

کہتے تھے سامنے آ سکے نہ لگا نا سُرمہ
آئینے کی ہوئی آنکھوں نے یہ نظر دیکھ لیا

اب تو ہوگا نہ گمان تیر چھپا رکھنے کا
دل مرا ڈھونڈھ لیا کہیے جگر دیکھ لیا

ای لطافت عوض مدح ہوئی اسکے ہر رو
یہ کمالون نے جسے اہل ہنر دیکھ لیا

غیر منقوط

طرہ کا گل اگر وا ہوگا
گھر معطر مرا سارا ہوگا

گر دل مردہ کو سودا ہوگا
اور آوارہ و رسوا ہوگا

درد دل کا اگر اوج کہا
مسکرا کر کہا ہوگا ہوگا

گر رکھا سوگ ہمارا او حور
اور اک روح کو صدما ہوگا

دور ہوگا وہ دل آرام اگر
کسطرح دل کو گوارا ہوگا

ہوکر آگاہ سدا ہار او ماہ
دل سحر کو مراد ہی کا ہوگا

صدر اس گل کو دکھا گل کہا
دم طاؤس کا دھوکا ہوگا

سرد سرد آہ دلا کر ہر دم
عالم موسم سرما ہوگا

گر وہ دلدار سدا یار اگھر کو | آہ کا دل کو سہارا ہوگا
ہوگا سرور دل اہل سکر | دور اگر کاسۂ مل ہوگا
اولحد رکھ کہ دل مردہ مرا | سنگ دلدار کا حصا ہوگا
رکھ سلسل گل مدح دلدار | کہ سر فلک کا سہرا ہوگا
سادہ رو ہمکو ملا اک دلدار | وصل اوس حور ادا کا ہوگا
گرد دلدار ر نا گر مرا دل | ہالۂ ماہ کا دھوکا ہوگا
دل کو سلگاؤ کہ اور آگ لگاؤ | راکھ ہوکر کہو شرما ہوگا

لطف پرواز قفس مین نہ مجھے یاد آیا
پر نکلنے بھی نپائے تھے کہ صیاد آیا

نزع مین بہر عیادت ستم ایجاد آیا
ملک الموت کے بدلے وہ پریزاد آیا

جس گھڑی دام مین بلبل ناشاد آیا
اوڑ گئے ہوش پھڑکتا ہوا صیاد آیا

صدمۂ ہجر سے مشتاق اجل ہون ایسا
تن مین جان آئی جو سر پر مرے جلاد آیا

یہ جہان دار محن ہے جو ولادت کیوقت
ہر بشر کرتا ہوا نالہ و فریاد آیا

بنگئی اوس بت کافر کی گلی مین تربت
آج قبضہ مین مرے گلشن شداد آیا

قمریان صدقے ہوئین دیکھ کے پس پس گئی دل
باغ مین تنکے جو وہ غیرت شمشاد آیا

قابل رحم جو ہے حال نہایت میرا
بند آنکھونکو کیے ہی مرا جلاد آیا

تھی جنون مین مجھے زنجیر نہ پہانا مشکل ہے
سچ تو یہ ہے کہ کڑی جھیل کے حداد آیا

کیا ترقی ہی مجازی سے حقیقی ہوا عشق ہے
حسن دیکھا جو بتون کا تو خدا یاد آیا

یاد دلوائی وہ ابرو شب عید اے مہ نو
تو بھی آیا تو مری جان کو جلاد آیا

ہچکیان آتی ہین شیشۂ کو نہین یہ قلقل ہے
کوئی میخوار ہے شاید کہ اسے یاد آیا

چھپے باغ مین اس رشک چمن کے جو سنے
بلبلین بہر تصدق لیے صیاد آیا

مین وہ مجنون ہون اگر دشت مین رکھتا ہون قدم
غل مچاتا ہی جنون قیس کا اوستاد آیا

جشن رہتے ہین شب و روز مزے اوڑتے ہین
جب سے پاس اپنے وہ معشوق پریزاد آیا

کٹ سکا حلق نہ عاشق کا ہوا یہ عاری
تیز ہو ہو کے بہت خنجر فولاد آیا

یادِ مژگان مین ہوا جوشِ جنون کیون مجکو
اسلیے تشنۂ خون نشترِ فصاد آیا

ہچکیان نزع مین بوجہ نہین آتی ہین شہ
شاید اسدم ملک الموت کو مین یاد آیا

جز معاصی نہ صد افسوس ہوی نیک اعمال شہ
ہاے کیون مین طرفِ عالمِ ایجاد آیا

یا علی دل سے لطافت نے جو مشکل مین کہا
قدمِ حیدرِ صفدر سے امداد آیا شہ

مرغ دل پھنستا ہی خود ہر عاشق دلگیر کا
جال پھیلا ہے جو اونکی جوہرِ شمشیر کا

اسقدر سودے نے دکھلایا اثر تسخیر کا
لوگ سننے آتے ہین نالہ مری زنجیر کا

دل نشانہ ہو گیا کس عاشقِ دلگیر کا
ہر کمان کی چشم سے آنسو روان ہی تیر کا

عشق دونا ہو گیا مقتل مین مجھہ دلگیر کا
دل بنا سینہ مین سیپان آکے اونکے تیر کا

کیا گوارا اوس جوان کو وصل ہو مجھہ پیر کا
ہی ٹھہرنا مشکل آغوشِ کمان مین تیر کا

بڑھ گیا یہ ضعف مجھہ دیوانۂ دلگیر کا
کام ہر تارِ گریبان نے لیا زنجیر کا

حال ہی ہنسنے کے قابل جو تری نخچیر کا
خندہ لب اسوجہ سے سوفار ہے ہر تیر کا

ای مصور کھینچتا ہے تو جو مجھہ گریان کی شکل شہ
ہی یہ بہتر کا غذ ابری ہو مری تصویر کا

وصف زلفِ یار مین نکلا مسلسل جبکہ شعر شہ
جوشِ سودا مین مجھے دھوکا ہوا زنجیر کا

یہ کمانِ لب سے جاتا ہی طرف افلاک کے
نالۂ عاشق کرے کیونکر نہ پلہ تیر کا

عاشقون کی بلبلِ جان کا ہے ای قاتل ہجوم
کیا چمن پھولا ہوا ہے جوہرِ شمشیر کا

گریان اوس شعلہ رو کی مین بیان کرنیکو ہون
شمع کی دم بھر زبان مانگون دہن گلگیر کا

مین وہ گریان ہون کبھی کھینچی مصور نے جو شکل
بنتے بنتے مٹ گیا نقشہ مری تصویر کا شہ

ضعف نے قیدی بنا رکھا ہے مجھ مجنون کو / طوق کا ممنون نہ شرمندہ ہون مین زنجیر کا

زخم میرے تن کے ہو جاتے ہین اے قاتل ہرے / لہلہاتا ہے جو سبزہ جوہر شمشیر کا

تیرہ بختی کے سبب ہون خال کا عاشق سدا / کیا زحل یارب ستارا ہے مری تقدیر کا

رزق ہے رزاق کے ذمے ہراسان ہو نہ تو / دیکھ اے نادان قبل طفل ہونا شیر کا

کسر نفس و خاکساری ہو گئی دل سے پسند / ہاتھ آیا ہے عجب نسخہ ہمین اکسیر کا

ہین عجب دیوانۂ خاموش ہون آفاق مین / قید ہے زندان مین نالہ بھی مری زنجیر کا

دل سمجھتے ہین جسے دھوکے سے عالم مین بشر / ہے ہر اک سینے مین آئینہ تری تصویر کا

چل سکے دیوانہ کیا لڑکون کی آنکھین ہین لڑی / کام کرتے حلقہ ہائے چشم ہین زنجیر کا

کہکشان مین جھلملاتے ہین جو تارے رات کو / چشمکین کرتا ہے ہر جوہر تری شمشیر کا

جسکو کہتے ہین منجم ماہ کامل کا گہن / یہ دھوان پہنچا ہے میرے نالۂ شبگیر کا

خواہش نعمات دنیا امر خلقی ہے دلا / طفل آتے ہی یہان ہوتا ہے طالب شیر کا

جب سیم و زر ہی انسان کو ملاتے خاک مین / دیکھ لو حال زبون ہر صاحب اکسیر کا

جب موذن سو گیا صبح شب وصل صنم / چٹکیون سے غل کیا ناقوس نے تکبیر کا

شوق ہے اُس ترک کو لزم ہلانے کا وہان / ہے بلند آٹھون پہر نالہ یہان زنجیر کا

ہے جو حسن چہرۂ یوسف کی دہوم آفاق مین / ہے وہ اک خاکہ مرے محبوب کی تصویر کا

ملتے ہین آ آکے آنکھین فخر سے عاشق تمام / نقش پائے یار گویا نقش ہے تسخیر کا

خون کس بے جرم کا دنیا مین اے قاتل ہوا / سر ندامت سے ہے خم اب تک ہر اک شمشیر کا

گر مصور کھینچتا ہے شکل مجھ پامال کی / خاک پائے یار سے گردہ بنے تصویر کا

اے لطافت اسم اعظم ہے یہ ہر مشکل کے وقت / ہے مقرر اک علی کے نام کی تاثیر کا

اٹھ گیا وہ یار محفل سے تو ایسا غم ہوا / حلقۂ احباب مجھکو حلقۂ ماتم ہوا

رنج سہتے سہتے میرے دل کا یہ عالم ہوا
گر کہین سیماب بھی گشتہ ہوا تو غم ہوا

مر گیا گیسو کا سودائی تو ہر جا غم ہوا
خانۂ زنجیر مین بھی غل رہا ماتم ہوا

لاغری کا تیرے دیوانے کے یہ عالم ہوا
طوق اسے رشکِ سلیمان حلقۂ خاتم ہوا

ایک ہی دل پاس میرے تھا سو اُنکو دیدیا
منصفی سے سچ اگر پوچھو تو مین حاتم ہوا

رات کی یاد آگیئن باتین جو اونکو صبحِ وصل
شرم سے مُنہ کو چھپایا سر حیا سے خم ہوا

زندگی ہی تک ہے اخوانِ جہان کی دوستی
دفن کی عجلت ہوئی جب آدمی بیدم ہوا

آجتک اونکی کمر کا کُچھ ہوا ظاہر نہ بھید
لی عدم کی راہ جو اِس راز سے محرم ہوا

ساغرِ مَے پی کے کیا حاصل ہوئی سیر جہان
ٹھیکرا اپنی نظر مین آج جامِ جم ہوا

جب کہا مُشکِ خُتن مینے خطا سرزد ہوئی
کیا مزاجِ زلفِ جانان درہم و برہم ہوا

اوسنے جب مسّی ملی لب پر ہوئی بیجان رقیب
نامبارک روسیہ غیرون پہ یہ نیلم ہوا

صانعِ قدرت نے جب پیدا کیا عاشق کا دل
گھر ملا رہنے کی خاطر شاد و خرم غم ہوا

ایکدن وہ تھا کہ گُل کھاتا تھا چھلّے کے ترے
ایکدن یہ ہے کہ جُھکتے جُھکتے مین خاتم ہوا

آمد آمد سیکڑی مین جب ہوئی مُجھہ مست کی
جامِ استقبال کو آیا تو شیشہ خم ہوا

بعدِ مُردن اسقدر چمکے ہماری دلکے داغ
گورِ تیرہ مین شبِ مہتاب کا عالم ہوا

جب نہ دی آرام سے اسکو کسی نے دل مین جا
آکے گریان قبرِ عاشق پر نہایت غم ہوا

پیشِ خالق رتبہ ہو جاتا ہے جُھکنے سے بلند
آسمان نے پائی رفعت اسقدر جب خم ہوا

خوف کھا کر بھاگے صحبت سے جوان مانندِ تیر
جب کمان کی طرح پیری سے قدِ اپنا خم ہوا

وقتِ زینت دی سزا اوس شوخ نے کس تنگ سے
ہتکڑی دزدِ حنا کو حلقۂ خاتم ہوا ۱۲

جُھکتے ہین مفلس سے اہلِ ظرف ہین جو مایہ دار
جامِ خالی جب قریب آیا تو شیشہ خم ہوا

چشم کو بیمار عاشق نے کہا تقصیر کی ۱۲
لشکرِ مژگانِ جانان کسقدر برہم ہوا

رفتہ رفتہ ماہِ کامل کر دیا اللہ نے ۱۲
انکسار و عاجزی سے جب مہِ نو خم ہوا

ناک مین انکے ہمین یاد آئی اک موتی کی تھی
شب کو زنبق پر جو پیدا قطرہ شبنم ہوا

خط سبز اوس گل کے گورے گورے گالو نہین
زلف کی ناگن سے ہے پیدا یہ سارا سم ہوا

اے لطافت پنجتن کا نور ہی مسجود تھا
سب فرشتون کو جو حکم سجدہ آدم ہوا

سر ہی فروتنی سے خمیدہ ہلال کا ہے
کیون چند دن مین پائے نہ رتبہ کمال کا

جلوہ ہی طاق ابروی جانان مین خال کا
کعبے مین جسطرح کہ گذر ہو بلال کا ہے

بازار عشق مین دل عاشق ہے بک رہا
گاہک کوئی حسین ہو مردے کے مال کا

چشم سیاہ یار جو اک پل نظر پڑی
کھلجائین آنکھین نشہ ہرن ہو غزال کا

چشم حباب و نرگس و شمس و قمر ہے وا
مشتاق کون کون ہے اونکے جمال کا

مانع ہو شرم جاؤن بھی گر پیش اغنیا
مشکل ہو میرے منہ سے نکلنا سوال کا

مین رات دن فراق مین روتا ہون ہمدمو
پڑھ پڑھ کے مرثیہ دل مردہ کے حال کا

روشن مثال بدر ہین سارے جہان مین
اقرار ہی ہر اک کو ہمارے کمال کا

گل ہین خجل جو باغ مین اس رخ کی سامنے
شبنم پہ ہے گمان عرق انفعال کا ہے

لکھی تمھاری آنکھونکی تعریف مینے جب ہے
ہر دائرے پہ شک ہوا چشم غزال کا

حیرت مین ہی کبھی کبھی سکتے مین آئنہ
ہے محو کسکے حسن عدیم المثال کا ہے

چشم سیاہ یار ہے مژگان مین دیکھنا
مسکن بنا میان نیستان غزال کا

مانگا جو اونسے بوسہ عارض لگائی تیغ
اچھا دیا جواب ہمارے سوال کا ہے

پھنسنا نہ جا کے دام مین ہوشیار مرغ دل ہے
ہر حلقہ زلف یار مین پھندا ہے بال کا

معدوم کر دیا ہی جو صانع نے وہ دہن ہے
نقطہ دیا ہی شک کے لیے اوسپہ خال کا

ہوتا ہے سرخ رو جو لطافت میان حشر
رکھے اپنے دل مین عشق پیمبر کی آل کا

آزردہ سجدہ کرنے پہ دلدار ہو گیا
کار ثواب پر مین گنہگار ہو گیا

عاشق فراق یار مین یہ زار ہو گیا
آنا لبون تک آہ کا دشوار ہو گیا

بے تیغ قتل دم مین گنہگار ہو گیا
اونکا کشیدہ رہنا بھی تلوار ہو گیا

مین عشق زلف مین جو گرفتار ہو گیا
مشہور عاشقون مین سیہ کار ہو گیا

نکلا ہلال عید جو قاتل کی ہجر مین
عاشق کے قتل کرنے کو تلوار ہو گیا

سرمہ لگا یا چشم خمارین مین یار نے
سوتا یہ فتنہ قہر ہے بیدار ہو گیا

سرکٹ کی جب گرا مرا قاتل کے پاؤن پر
دی جسم نے صدا مین سبکبار ہو گیا

ڈالے گلے مین عاشق لاغر نے جبکہ ہاتھ
اوس برہمن کو شبہ زنار ہو گیا

صبح شب وصال جب آئی جہان مین
سوئے مرے نصیب وہ بیدار ہو گیا

ترچھی نگہ سے وار جو اوس ترک نے کیا
اک تیر تھا کہ دل سے مرے پار ہو گیا

رویا جو یاد زلف مین مین زار و ناتوان
پھانسی گلے مین آنسوون کا تار ہو گیا

پیمانے بھی بنا نہ سکے رند ساقیا
ٹوٹا خم اسطرح سے کہ بیکار ہو گیا

برگشتگی بخت سے اقرار وصل کا
منہ سے ترے نکلتے ہی انکار ہو گیا

وہ آئے خواب مین یہ نہ ممکن ہوا وصال
مین بدنصیب پہلے ہی ہشیار ہو گیا

مین دیکھنے لگا دم تزئین جو انکا حسن
آئینہ آکے بیچ مین دیوار ہو گیا

مختار حور و قصر لطافت وہی ہوا
جسکو کہ عشق احمد مختار ہو گیا

رنگ دیکھے جو مری بادیہ پیمائی کا
نقشہ ہو جائے ہرن آہوئے صحرائی کا

قتل منظور ہے ہر ایک تماشائی کا
اوسنے مژگان کو دیا حکم صف آرائی کا

آئنہ آٹھ پہر پاس رہا کرتا ہے
میرے خودبین کو ہوا شوق خود آرائی کا

رشک مین ہوتے ہین اخوان جہان قاتل جان
کچھ کیا پاس نہ یوسف سے حسین بھائی کا

بولتا خوب قفس مین ہے اکیلا بلبل — شعر گوئی مین نہ کیون شوق ہو تنہائی کا

پتلیون کا جو دکھاتی ہین تماشا خوش چشم — پل مین دل لیتے ہین ہر ایک تماشائی کا

خونچکان آبلۂ پا جو مرے ہون ای دشت — ہو بیابان مین گمان لالۂ صحرائی کا

تاجِ سر داغ جنون ریگ ہی تن پہ خلعت — دشت مین ہے یہ حشم آپکے سودائی کا

حشر کو خلد مین بھی حسن ترا ڈھونڈھے گا — دل لگیگا نہ کہین تیرے تماشائی کا

کعبہ و دیر و کلیسا مین ہین عاشق مشتاق — اسجگہہ ذکر نہین ہے مرے ہرجائی کا

پرورش کے نہین محتاج جہان مین وحشی — دیکھو بڑھنا شجر و میوۂ صحرائی کا

رازِ الفت کو کیا فاش لڑکپن کے سبب — کم سنی اسکی ہے باعث مری رسوائی کا

صورتِ آئنہ کی آنکھہ نہ پھر کھول کے بند — سکتہ ہے قابلِ دیداونکے تماشائی کا

درِ جانانہ پہ رسائی ہوئی اللہ رے نصیب — حوصلہ آج نکالون گا جبین سائی کا

اسکی دو آنکھین ہین اور حسن ہین تجھ جیسے لاکھون — اسطرح سیر ہو دل تیرے تماشائی کا

اسلیے کر دیا اللہ نے سایہ پیدا — ان بتون کو کہین دعوی ہو نہ یکتائی کا

کہتی ہے طالب دیدار سے تیری نرگس — حال ہو جائیگا دیکھو ہی بینائی کا

گرم تقریر ہوا تھا کبھی وہ شعلہ عذار — آجتک شمع کو یارا نہین گویائی کا

عاشقون کو ہی جلاتا خطِ سبزِ جانان — آجکل خضر کو دعوی ہے مسیحائی کا

کیا پسند آئے مجھے رقص حسینانِ جہان — حسن دیکھا کسی بیباختہ انگڑائی کا

یہ لب و لہجہ بھلا پائیگی کیونکر بلبل — رنگ اوڑ جائیگی ہزار آپ کی گویائی کا

جان بلب سیکڑون عاشق ہین جلاتے نہین کیون — تمکو دعوی ہے اسی منہ پہ مسیحائی کا

بادہ کش کوئی کوئی خونِ جگر پیتا ہے — طرفہ نیرنگ ہی اس گنبد مینائی کا

درِ شبیر دکھائے جو مجھے بخت رسا
ای لطافت ہو عجب لطف جبین سائی کا

بُت حسینون کو نہ کہہ کام ہے سودائی کا ۔ اُنمین کب حسن ہے تقریر خود آرائی کا

دوڑ کر چھوڑے جو ساتھ آپکے سودائی کا ۔ اپنی سائے پہ ہو شک آہوے صحرائی کا

شکر ہے دوسرے عالم مین تو بدنام نہین ۔ ایک عالم مین ہے شہرہ مری رسوائی کا

کبھی آنکھون مین تصور ہے کبھی دل مین خیال ۔ جلوہ کیسا نہین میری بُتِ ہرجائی کا

صنم اورون کے اسی مُنہ پہ خدا بنتے ہین ۔ بُت بنے بیٹھے ہین یارا نہین گویائی کا

ہالہ ماہ مجھے یاد دلا دیتا ہے ۔ ہاتھ اوٹھاکر وہ سمان آپکی انگڑائی کا

مرنے والون پہ جو ای جانِ جہان رحم کرو ۔ ملک الموت کو عہدہ ہو مسیحائی کا

آفتابِ رُخِ جانان نے کیا کیا اندہا ۔ دیدۂ آئینہ محتاج ہے بینائی کا

صاف کہتی ہے یہ تصویر تری یک چشمی ۔ ابتو دعوے مجھے زیبندہ ہے یکتائی کا

شوخیان آپ ہی کرکے مجھے بیتاب کیا ۔ آپ ہی اوسنے دیا حکم شکیبائی کا

شعر بن نکلے طبیعت سے جو نکلے تو کہا ۔ ہمسے معشوق سبق پڑہ لین خود آرائی کا

چشم یعقوب جو روشن ہوی یوسف سے حسین ۔ عود کر آنا تعجب نہین بینائی کا

دستِ ساقی سے ملی ہمکو صراحی مملو ۔ بولنا چاہیے ایمان سے بھر پائی کا

عارضہ جب سے ہوا شمع کو خاموشی کا ۔ غم سے پروانے کو یارا نہین گویائی کا

ہای نہ سمجھے وہ رُخ زلف سے کہتا ہے یہی ۔ تو دوتا اور ہے دعوے مجھے یکتائی کا

رشک سے کہتے ہین وہ دیکھکے گھر مین مرے چاند ۔ یہ طریقہ ہمین بھاتا نہین ہرجائی کا

شمع و پروانہ جو محفل مین ہین دونون خاموش ۔ عشق صادق ہے تو یارا نہین گویائی کا

پتلیان آپ کے توسن کی اڑاتی ہین جو گرد ۔ کہتے ہین سُرمہ ہے یہ قوتِ بینائی کا

آپ دھوکے سے سمجھتے ہین جسے خالِ سیاہ ۔ دل ہی رخسار پہ آیا کسی سودائی کا

قتل کرنیکا تری چشم کو ہے کام سپرد ۔ لب کو سرکار سے عہدہ ہے مسیحائی کا

جو مجھے شوق شہادت ہے بیان تمسے کرے ۔ تیغ رکھتی ہے زبان حکم ہو گویائی کا

جانتے جسکو منجم ہین کہین دھوکے سے
دودِ آہِ جگری ہے ترے سودائی کا

نرم سمجھے ہین جو دشمن ہین زبان کی دندان
حال کھلجائیگا پیری مین صف آرائی کا

میرے حق نے ملک و جن و بشر خلق کیے
بت خدا کیسے ہین جو شوق ہے تنہائی کا

دوست اسواسطے نہلاکے پنہاتے ہین کفن
مرنے والونکو نہین شوق خود آرائی کا

شعرگوئی کا رہے شوق لطافت تا مرگ
سلسلہ جانے نپائے فن آبائی کا

وقت پیری جبکہ وصلِ نوجوان ہوجائیگا
تیر آکر زیبِ آغوشِ کمان ہوجائیگا

جبکہ دل مثلِ جرس گرمِ فغان ہوجائیگا
کاروان فرقت مین اشکون کا روان ہوجائیگا

بحرِ غم مین تن جو زار و ناتوان ہوجائیگا
کشتیِ عمرِ روان کا بادبان ہوجائیگا

آتشِ گل کو اگر بھڑکائیگی بادِ بہار
سنبلِ گلزار اوڑ اوڑ کر دھوان ہوجائیگا

آمد آمد جب مری خوش قد کی ہوگی باغ مین
سرو استقبال کرنے کو روان ہوجائیگا

جب خزان آئیگی گل اوڑ جائینگی گلزار سے
بلبلو تمکو قفس ہر آشیان ہوجائیگا

وقت آخر شعرگوئی کا زیادہ ہوگا حسن
پیر جب ہونگے کمال اپنا جوان ہوجائیگا

عشقبازی کا بھرا کرتے ہین دم اکثر رقیب
تیغِ قاتل جب کھنچے گی امتحان ہوجائیگا

کبر و نخوت سے نہ تن تن کر چلو اے خوش قدو
ایک دن یہ تیر مانندِ کمان ہوجائیگا

ربطِ معشوقون کی زلفون سے رہیگا بعد مرگ
صرف شانون مین مرا ہر استخوان ہوجائیگا

بامِ جانان پر پہنچ جائینگے ہین زار و نحیف
ہمکو دودِ آہ مثلِ نردبان ہوجائیگا

کسقدر عاشق صفائی قلب سے حیران ہین
راز بھی جو کچھ چھپائینگے عیان ہوجائیگا

عندلیب زار و لاغر ہین بہار آنے تو دو
مثلِ بو گل مین ہمارا آشیان ہوجائیگا

غیظ سے دیکھیگا جب وہ کہہ سکونگا کچھ نہ مین
حلقۂ چشمِ حسین قفلِ دہان ہوجائیگا

جان کر دلسوز ہم باتین کرینگے شمع سے
کوئی تو محفل مین اپنا ہمزبان ہوجائیگا

مین پڑا رہجاؤنگا سر پہ لیے بارِ گناہ / ہائے محشر مین روان سب کاروان ہوجائیگا

گُل چٹک کر باغ مین ہر بار دیتا ہی صدا / جسپہ آئیگی بہار اک دن خزان ہوجائیگا

تیر جب قاتل لگائیگا دہانِ زخم مین / شکر احسان کے لیے گویا زبان ہوجائیگا

آدمی پیدا جو ہوتا ہے تو کہتی ہے اجل / ایکدن رخصت یہ تازہ مہمان ہوجائیگا

تن سے عاشق کے نکلکر روح دیتی ہے صدا / ہائے میرے بعد ویران یہ مکان ہوجائیگا

بیت کے بدلے جنان مین بیت دینگے اہلبیت
تو جو اونکا اے **لطافت** مدح خوان ہوجائیگا

رحم کرتا یار فوراً ہم پہ بدخو کچھ نتھا / پُر اثر اے نالۂ دل عشق مین تو کچھ نتھا

اب ہی بہر رزق کیون بے صبر کرو عہد یاد / وقتِ طفلی جبکہ ہوش و زور بازو کچھ نتھا

شل تیری تجھے ہزارون اونکے دامِ زلف مین / ای دلِ شیدا اکیلا مبتلا تو کچھ نتھا

بخل کیا بد بات ہی اہل طمع نے جان لی / پھینک دیتا مشک نافے کو جو آہو کچھ نتھا

ہوکے خلوت مین مکدر توڑتے آئینہ کیون / منہ دکھا دیتا جو اونکا صاف زانو کچھ نتھا

جبسے ہم عاشق ہوئے معشوق تو مشہور ہے / ورنہ ای بت حسن تیرا کچھ نتھا تو کچھ نتھا

تیری بی فیضی کا یون ہوتا نہ شور ای اشکِ چشم / کونپلین پیدا جو کرتی شاخ آہو کچھ نتھا

جذبِ دل سے کھینچتا لیلا کو ای قیس اپنی سمت / میری شاگردی نہ کی کیون آکے گر تو کچھ نتھا

وصل کی شب دل سے دھو جاتا مری فرقت کا غم / ہنستے ہنستے گر نکلتے اونکے آنسو کچھ نتھا

اوس ستمگر نے کہا تڑپانا کیا آتا نتھا / قتل کرتا تھا جو اک دم مین ہلاکو کچھ نتھا

گو مین اونکے سامنے روتا تھا پر آتی ہنسی / پونچھ لیتے وہ اگر آنچل سے ہم آنسو کچھ نتھا

پھر نہ رہتا شکوہ رونے کی خبر ہوتی اونھین / تار اشکون کا لگا دیتے جو ہم آنسو کچھ نتھا

کتنے ہم آنچل مین جو باندھا اور عزت ہوگئی / میری آہِ پُر شرر کے آگے جگنو کچھ نتھا

سخت جانی تھی ہوا اسوجہ سے عاشق نہ فہم / کیون ہو شرمندہ قصورِ دست و بازو کچھ نتھا

کیا عجب گر بزم مین وہ آپ ہی دیتا شراب
ہنسکے وہ کہتے ہین کیا کرتا مرے دندان سے محتسب
جب دوا پی عاشقِ بیمار نے مانع تھے سب
طعن سے کہتے ہین وہ مہر فلک کو دیکھ کر

خود بخود ہوتا اگر عاشق کو اچھو کچھ نہ تھا
تھا گہر چشم صدف کا ایک آنسو کچھ نہ تھا
زہر پیتے وقت پھندا اور اچھو کچھ نہ تھا
پشت جو پھیری ادہر ثابت ہوا رو کچھ نہ تھا

ہو گیا بیتاب ہر معشوق سنتے ہی غزل
تھی لطافت عاشقانہ شعر جادو کچھ نہ تھا

عشق اسمین بھر گیا ہے کربلا کی خاک کا
پھوٹ نکلا رنگ کندن سا جو اس بیباک کا
ایکدن مٹی مین ملجائیگا بیجا ہے غرور
دردسر ہوتا ہے عطرِ مشک و عنبر سے سدا
شانہ بنکر زلف مین سر پر حسینون کے چڑھا
ہجر مین اوسکے ہماری چشم تر دریا بنے
خوب نہلایا تجھے حمام مین اے سیم تن
بنکے دریا مین بگڑ جاتا ہے ہر جام حباب
کسقدر مضمون ہین وصفِ بام جانان مین بلند
دیکھتا کوئی نہین تاریخ در روز و سعد و نحس
آئینہ مجمر بنا اللہ ری گرمی حسن کی
دل پہ ہی جو کچھ گذرتی جلد دیتا ہے خبر
یار کی ذرہ نوازی سے یہ ہوتی ہے امید
یادِ ابرو مین غش آیا مجکو خونکائے کوئی
ناتوانی ہی بڑھی جیسی گڑا جاتا ہون مین

ہے دلِ وابستہ یا صرہ ہے خاکِ پاک کا
کامدانی بنگیا کپڑا ہر اک پوشاک کا
خاکساری چاہیے انسان ہے پتلا خاک کا
سونگھنے والا ہون اونکی ملگجی پوشاک کا
مرتبہ دیکھے کوئی میرے دلِ صد چاک کا
مردمِ دیدہ پہ کیون دہوکا ہو تیراک کا
زر سے بھرنا چاہیے کیسہ تری دلاک کا
سر پھرا گرداب کیون ہمسر ہوا ہے چاک کا
ہوش اوڑتا ہے یہان ہر طائرِ ادراک کا
قطع کرنا ہے جو منظور آخری پوشاک کا
عکس جسدم پڑ گیا اس روے آتشناک کا
ہجر مین ہر اشک ہرکارہ بنا ہے ڈاک کا
ہو جو کوچے مین ٹھکانا میری مشتِ خاک کا
دے کے چھینٹا منہ پہ آبِ خنجرِ سفاک کا
دب گیا تن پر پڑا گر ایک ذرہ خاک کا

خاک سے افلاک تک جو ساتھہ ہوا ہے شہسوار ‌ ‌ ‌ ‌ رکھہ فرشتہ چاکر اپنے توسنِ چالاک کا

بلبلِ دل اسقدر سینہ مین گھبراتا ہی کیون ‌ ‌ ‌ ‌ پسلیون مین اپنے عالم ہی قفس کی چاک کا

صبح اوٹھہ کر یار نے مانجے جو دندانِ صبیح ‌ ‌ ‌ ‌ شاخ قیتو سے سوا عالم ہوا مسواک کا

ماہِ نو کہہ کر چڑہایا جسکو سر پر چرخ نے ‌ ‌ ‌ ‌ ہی گریبان کہنہ اور اوترے تری پوشاک کا

پھوٹ نکلا رنگِ تن پہنا جو ملبوسِ سفید ‌ ‌ ‌ ‌ درد سر کیون ہو حسین کو صندلی پوشاک کا

میکشونکی سردی و گرمی گذرتی ہے یونہین ‌ ‌ ‌ ‌ دھوپ مینخانے کی کوٹھی کی ہی سایہ تاک کا

عشق مین پرکار کے صورت ہی چکر پاؤن کو ‌ ‌ ‌ ‌ سر مرا دوران مین سہرا ہوا ہے چاک کا

اشک کی دریا مین ہمنے جبکہ ماری ہاتھہ پاؤن ‌ ‌ ‌ ‌ آشناؤن کو گمان ہونے لگا پیراک کا

ہجر ہی آنکھو مین رہتی ہین عقیقِ لختِ دل ‌ ‌ ‌ ‌ شمہ نہ دیکھا ان نگینون نے کبھی حکاک کا

حشر کے دن ہی لطافت ہی خدا سے التجا
ہاتھہ مین ہو میرے دامن سیدِ لولاک کا

مہربان ہاے فلک تو کبھی ہمپر نہوا ‌ ‌ ‌ ‌ وصل اوس ماہ کا اک رات میسر نہوا

لاکھہ چاہا مگر اپنا وہ ستمگر نہوا ‌ ‌ ‌ ‌ نہوا پر نہوا پر نہوا پر نہوا

غل کیا مینے سدا یاد مین اون زلفون کے ‌ ‌ ‌ ‌ کب بپا خانۂ زنجیر مین محشر نہوا

اوسکی افشان کے ستارے جو گرے وقتِ خرام ‌ ‌ ‌ ‌ آسمانون کا گمان کسکو زمین پر نہوا

خوف بدنامی جلاد سے سوکھا یہ لہو ‌ ‌ ‌ ‌ تر مرے خون سے کہین نام کو خنجر نہوا

خودپسندون کو نہین غیر کی خوبی سے غرض ‌ ‌ ‌ ‌ عطر سے جامہ کسی گل کا معطر نہوا

دولتِ عشق سے باطن مین تو ہون صاحبِ زر ‌ ‌ ‌ ‌ غم نہین گو کہ مین ظاہر مین تونگر نہوا

کب نہ یادِ رخِ جانان مین لہو مین رو دیا ‌ ‌ ‌ ‌ غیرتِ تختۂ گل کب مرا بستر نہوا

دولتِ فقر سے ہی دولتِ عقبےٰ حاصل ‌ ‌ ‌ ‌ جو کہ افلاس سے ہی سمجھا وہ تونگر نہوا

شب کو اس شوخ نے کی لوٹ کے کانٹون پہ بسر ‌ ‌ ‌ ‌ کبھی شبنم کی روش گل کا جو بستر نہوا

کہتے آئے ہین رخ یار کو سب آئینہ — کون کون اپنے زمانے کا سکندر نہوا
جاکے دیتا مرا یاران عدم کو نامہ — ہاے ایسا کوئی دنیا مین کبوتر نہوا
صفت مو سے کمر مین جو لکھا تھا نامہ — اوڑتے ہی بس مجھے معلوم کبوتر نہوا
خاکساری سے غرض رکھتے ہین اہل جوہر — دیکھ لو صاحب اکسیر تونگر نہوا
مہ نو کا ہی گمان قد خمیدہ پہ مرے — عشق ابرو مین تو ایسا کوئی لاغر نہوا
دیکھ کر قد کو ترے سرو نے یہ چھپائی خاک — پاؤن تک گر گئے مٹی مین پہ ہمسر نہوا
کچھ نہ کچھ داد وہ دیتا مری حیرانی کی — مین کب آئینہ بنا جب کہ سکندر نہوا
پردہ رکھ لیتی مرا عالم عریانی مین — تجھسے کام اتنا بھی ای آفتاب کی چادر نہوا
بوسہ ابرو کا لیا مینے تو بولا قاتل — ہاے اسوقت مرے ہاتھ مین خنجر نہوا
سنگدل بت کی نہین یاد دل وحشی کو — شکر ہے ہاتھ مین دیوانے کے پتھر نہوا

کج ادا اون نے سدا ٹیڑھی سنائین باتین
ای لطافت کبھی سیدہا یہ مقدر نہوا

سوال نور تھا اوس رخ سے جب محال نتھا — لبے تھا کاسہ خالی فلک ہلال نتھا
کبھی وہ دن تھے کوئی کام جز وصال نتھا — مزے تھے خواب مین بھی ہجر کا خیال نتھا
ہلال عید نکل کر خجل ہوا کیسا — ہزارون انگلیان اٹھتین نکیون کمال نتھا
وہ اپنے بام پہ ابرو دکھانے آئے تھے — کمال خیر ہوئی شام کو ہلال نتھا
فلک پہ مہر کا منہ پھیر کر وہ رخ بولا — کیا جو بدر کو شرمندہ کچھ کمال نتھا
جو ہجر مین شب عید آئی دل کیا ٹکڑے — ہمارے قلب کو تھا نیشتر ہلال نتھا
چمک گیا تھا ترس کر کسی کا ناخن پا — فلک پہ شام کو ثابت ہوا ہلال نتھا
غضب ہے سامنے میرے وہ غیر سے لڑکر — پھر اسطرح سے ملے جیسے کچھ ملال نتھا
کل آپ نے مجھے غیرون مین گالیان دین تھین — مگر حضور کو اس بات کا خیال نتھا

خدا بچائے تمھین چشم بد سے اے صاحب
جو اب کی سال ہے جوبن یہ اگلے سال نتھا

کنارہ جام کا کہتا ہے ٹوٹ کر ساقی
یہ میکدہ تو فلک تھا مگر ہلال نتھا

جو ابھرا داغ جنون سر پہ تھا گریبان چاک
جب آفتاب نمایان ہوا ہلال نتھا

وہ یاد آئی پھر آیا مرا دل مجروح
بہت تھے زخم سوا اسکے اندمال نتھا

جو ذکر حضرت یوسف کیا تو وہ بولے
ارے ہماری طرح سے وہ خوش جمال نتھا

کبھی وہ دن بھی زمانے مین اے لطافت تھے
خوشی وصال کی تھی ہجر کا ملال نتھا

کیا حاکم مجھے اللہ نے ملک تحمل کا
ملی مسند شکیبائی کی اور تکیہ توکل کا

پڑے ہین دانے شبنم کے پھنسے دل کیون نہ بلبل کا
بہار باغ نے ہے جال پھیلایا رگ گل کا

گلستان مین ہے دم نکلا یہ کس ناشاد بلبل کا
کہ سنبل بال کھولے ہے گریبان چاک ہے گل کا

غزل مین آج یارب وصف لکھتا ہون مین کس گل کا
صریر کلک ہی کاغذ پہ یا نالہ ہے بلبل کا

اثر اسباب زمزمہ مین تھا صدائے خندۂ گل کا
بہار آتی ہی غنچہ کھل گیا منقار بلبل کا

بنا گنج قفس مین اشک خونین چشم بلبل کا
اوڑا فصل خزان مین رنگ جتنا چہرۂ گل کا

ہوا در اصل پروانہ رقیب الفت مین بلبل کا
چمن مین شمع مین جلوہ ہی دیکھو ایک ہی گل کا

کیا عالم دگرگون ما سے ناداری نے بلبل کا
خزان کی فصل آتے ہی ہوا توڑا زر گل کا

قفس بنتا ہے تابوتی جو موسم آگیا گل کا
جنازہ خانۂ صیاد سے اوٹھے گا بلبل کا

قرین زلف مسلسل کے ہین انکے کان مین بالے
تماشا فلسفی دیکھین نئی دور و تسلسل کا

کیا شبنم کو گریان گل کو خندان نہ مرے کرکے
شگوفہ چھوڑنا دیکھے کوئی گلشن مین بلبل کا

تہ و بالا ہوا جو دل تمھاری زلف مین الجھا
اشارہ ہے یہ شانے کی ترقی کا تنزل کا

جنون مین نالۂ دل کی صدا سینہ سے آتی ہے
مرا چاک گریبان چاک ہے منقار بلبل کا

[illegible] جب چار کے کاندھے پہ مردہ گور مین اترا
دکھایا حال دنیا کی ترقی کا تنزل کا

خطِ گلزار کی وہ ترک ظالم مشق کرتا ہے
سیاہی کی جگہ پر صرف ہوگا خون بلبل کا

قوافی اور بہتیرے ای لطافت کم کہی اس سے
پسندِ طبع تھا بس قافیہ گل اور بلبل کا

تیر سے نشانہ بننے کا انداز دیکھنا
تم جبکہ اپنے تیر کی پرواز دیکھنا

مشکل ہین اسپ یار کی انداز دیکھنا
طاؤس ہے بہشت کا طناز دیکھنا

خود کھینچ کے آؤ بیٹھو تو اک دن بگڑ کے تم
منظور ہے جو عشق کا اعجاز دیکھنا

صیاد کا یہ ظلم ہی بلبل کے حق مین قہر
ہر دم ٹٹول کر پر پرواز دیکھنا

مشکل ہے کوئی حضرتِ موسیٰ سے پوچھ لے
میرا نیاز اور ترا ناز دیکھنا

وہ بن سنور کے نکلے ہین کہتا ہی مجھسے حسن
پہلے ادائین دیکھ لو پھر ناز دیکھنا

حسرت ہی اپنے مرنے کی اسواسطے مجھے
منظور تیرے لب کا ہے اعجاز دیکھنا

ای زائرِ بنائی خلیل اپنے دل کو دیکھ
منظور ہے جو کعبہ خداساز دیکھنا

اُن گورے گورے گالونپہ خطِ سیاہ ہے
شہباز حسن کے پر پرواز دیکھنا

دنیا مین زندہ ہوتے سکندر تو دیکھتے
آئینہ اوس پری کا بصد ناز دیکھنا

سبزہ ہی پشت لب پہ قریبِ دہانِ یار
عنقا نے کھولے ہین پر پرواز دیکھنا

آتی ہی یاد شرم تمھاری شبِ وصال
نیچی نگہ سے مجھکو بصد ناز دیکھنا

منہ پر رکھا جو منہ تو کہا اُسنے ناز سے
سُن لے نہ کوئی بوسونکی آواز دیکھنا

مژگانِ چشمِ یار پہ آیا ہے دل مرا
بلبل میان پنجۂ شہباز دیکھنا

ابرو پہ بل ہے ہاتھ مین ہے تیغ عاشقو
گھر سے وہ آج نکلے ہین انداز دیکھنا

کیونکر کہون کہ قبر لطافت پہ آؤگے
دو گام چلنے دیگا نہ یہ ناز دیکھنا

یار ہو گلشن ہو جی چاہا ہو شرابِ ناب کا
لطف اوسدم ہی دلا سیرِ شبِ مہتاب کا

ای ہوس ہی مقام اسمین دلِ بیتاب کا
سینۂ عاشق بھی گویا چاہ ہے سیماب کا

خندۂ دندان نما جب وہ کرینگے وقتِ سیر
باغ مین چھڑکاؤ ہوگا موتیون کی آب کا

داغِ دل نے بعد مُردن اپنا دکھلایا فروغ
گور تیرہ مین ہوا عالم شبِ مہتاب کا

عشقِ زلفِ یار مین وحشت ہوئی وقتِ غسل
طوق دریا مین بنا حلقہ ہر اک گرداب کا

اپنا مرغِ نامہ بر لوٹن کبوتر ہو گیا
حال نامہ مین اگر لکھا دلِ بیتاب کا

پھر سجدہ سر جھکایا جان کر ہنگامِ قتل
تیغِ قاتل پر مجھے دھوکا ہوا محراب کا

سیم تن کے عشق مین مارا دلِ بیتاب کو
ہاتھ آیا خوب نسخہ کشتۂ سیماب کا

ہای صد افسوس جب آتا ہے ہنگامِ اجل
اقربا کا زور چلتا ہے نہ کچھ احباب کا

حال لکھون ہجر کی شب کا بیاضِ چشم پر
ہاتھ آئے گر قلم کوئی پرِ سُرخاب کا

ناف کس بحرِ کرم کی آگئی اسکو نظر
دل مین دریا کے پڑا ناسور کیون گرداب کا

لکھ دیا نامے مین لفظِ بیوفا اے نامہ بر
ہے یہی کافی خلاصہ یار کے القاب کا

میری چشمِ تر کے آگے خلق مین رتبہ گھٹا
ابرِ تر کا چاہ کا تالاب کا سیلاب کا

بیقرارون کے سبب اہلِ صفا کا حسن ہے
قلعی آئینہ پہ کرنا کام ہے سیماب کا

قلقلِ مینا ہے آوازِ بکا ساقی بغیر
ساغرِ مے پر ہے عالم دیدۂ پُر آب کا

دشمنِ دانا سے بخوف و خطر ہین اہلِ سوز
آگ کو کچھ ڈر نہین ہے موتیونکی آب کا

رنگِ کندن سا جو دمکا اُسکے رُخ کا بانکپن
زر کیا بلبل نے صدقے ہر گلِ شاداب کا

ہو گیا ثابت مجھے عنقا ہی پھندے مین پھنسا
حلقہ جب آیا نظر اُسکی کمر مین ڈاب کا

اس دلِ مضطر کو کیونکر شعلہ رویونکا ہے عشق
سخت مشکل ہے ٹھہرنا آگ پر سیماب کا

چاندنی مین اوج پر آیا جو میرا ابرِ اشک
ہالۂ مہتاب پر دھوکا ہوا گرداب کا

ہا ہجر کی شب ایک کا جلوہ نظر آتا نہین
شمع کا تارون کا مہ کا کرمکِ شب تاب کا

میرے نالون سے لگی پانی مین یہ دریا پہ آگ
شعلۂ جوالہ حلقہ بن گیا گرداب کا

اوسکے جگنو کو جو دیکھا روی روشن کتے قریب
ہوگیا دن کو نظارا کرمک شب تاب کا

وصل کی شب ہی جو پہلو سے کنارا یار کو
میری بالش مین ہے شاید پر کوئی سرخاب کا

ہی یہ بحر اشک مین اپنے تن لاغر کی شکل
آشناؤن کو گمان ہوتا ہے موج آب کا

عاشقون کو روسیاہون کے سبب تکلیف ہے
وصل شب کو کب ہوا اسرخاب سے سرخاب کا

کیا زوال ای دل شگفتہ خاطرون کے مال کو
دزد نے کس دن چرایا زر گل شاداب کا

شعلہ خوئی سے حسین کے ڈر ہو مجھ مضطر کو کیا
آتش گل سے ضرر ہوتا نہین سیماب کا

ای لطافت دل لگا کر اس زمین مین کہہ غزل
امتحان مد نظر ہے طبع مضمون یاب کا

لیکے جان ہمرہ دل اور کلیجا نکلا
بیچنے عشق کی بازار مین سودا نکلا

نشتر ہے دل سے مرے عشق مژہ کا نکلا
آگیا چین جو ہین زخم سے کانٹا نکلا

سر پہ دستار مرے آبلۂ پا کے رکھی
لینے مجنون کے قدم جب کوئی کانٹا نکلا

کہکے ہان منہ سی کیا وصل کا وعدہ نہ وفا
سچ تو ہی قفل دہن یار کا جھوٹا نکلا

سر پہ ہے موتیون کا اوسنے لگا یا جھپکا
فلک حسن پہ لو عقد ثریا نکلا

سرخی مہر سے سرما مین سمجھتے ہین مست
صبح کو لے کے فلک ساغر صہبا نکلا

سنکے پیغام وصال اوسنے بصد ناز کہا
پھر وہی ذکر چھڑا پھر وہی قصا نکلا

تیغ قاتل نے کیا غیظ سے تیغا آکر
زخم کے در سے جو ہین خون ہمارا نکلا

نشہ مین دیکھ کے خورشید کو مین کہتا ہون
مے سے محبوب کا لو نقش کف پا نکلا

مکر سے غیر نے آنسو ترے آگے جو بہائے
گوہر اشک جو نکلا بھی تو جھوٹا نکلا

ہمسری کرنے چلا دیدۂ تر سے جو مرے
پاٹ سی اپنی کمر باندھ کے دریا نکلا

راست بازی مین جو کی آہ تو لی جان رقیب
کیا نشانی پہ گیا تیر جو سیدھا نکلا

داغ حسرت نے جوانی سے یہ پیری مین کہا
رات آخر ہوئی لو صبح کا تارا نکلا

ہنسکے بولا کہ چرایا ہو نہ دم اسنے کہین ۔ کوے جانان سے جو عاشق کا جنازا نکلا
بعد وصل اوسنے لپٹ کر یہ کہا عاشق سے ۔ سچ بتا حوصلہ اتبو ترے دل کا نکلا
گرم بازاری دنیا نے کیا کیا مشغول ۔ اک کفن لینے کو عریان جو ترا آ نکلا
مانگ سیدھی جو وہ دیکھے تو سکندر یہ کہے ۔ لو نیا پردۂ ظلمات کا رستا نکلا
زال دنیا مجھے بیفایدہ بہکاتی ہے ۔ ڈھونڈھتا یار کو اپنے ہون ادھر آ نکلا

ہجر مین تیرے لطافت کا ہوا یہ عالم
جان آئی جو دمِ ای رشک مسیحا نکلا

عشق سی سینے مین دل تھا تہ و بالا نکلا ۔ آج گہوارے سے یہ نازون کا پالا نکلا
بہرِ نظارہ ہر اک چاہنے والا نکلا ۔ انکا جوبن جو نیا حسن نرالا نکلا
امتحان عشق کا تھا غیر بنے ہرجائی ۔ اک فقط مین ہی ترا چاہنے والا نکلا
جھک گئی شیشے جو میخانے مین آیا مین مست ۔ بڑھ کے لینے کے لیے مے کا پیالا نکلا
ریگ صحرا کی ردا پر جو پڑی چادر ماہ ۔ اوڑھ کر قیس بیابان مین دوشالا نکلا
ہجر دلدار مین کس چین سے غصہ کھایا ۔ کوہ سمجھا تھا جسے منہ کا نوالا نکلا
عارضِ سرخ نے اس گل کے جلایا ایسا ۔ داغ سینے پہ لیے خاک سے لالا نکلا
صفِ مژگان کو دکھاتے ہین اولٹکر وہ نقاب ۔ قتل عشاق کو ترکی یہ رسالا نکلا
سونگھ لی زلف تری مارِ سیہ نے شاید ۔ حلق مین زہر کا اس وجہ سے چھالا نکلا
الفتِ زلفِ سیہ کا ہی یہ رنگ رگ مین اثر ۔ فصد سودے مین جو لی خون بھی کالا نکلا
دھوپ ہی وادیِ محشر مین ہون پھر تا برباد ۔ تو نے اے قبر مجھے گھر سے نکالا نکلا
خطِ پر نور ہی اوس چاند سے چہرے پہ عیان ۔ حسن ہے گرد جو مہتاب کے ہالا نکلا
آبرو خاک دہن کی رہی دندان جو گئے ۔ درج بیقدر ہے موتی تھا جو مالا نکلا
جگر و جان و دل و ہوش و خرد کو کھویا ۔ کی جو سوداگریِ عشق دوالا نکلا

آسیاسان رہی ہم نالہ کنان سرگردان
لقمۂ غیر بنا منہ سے نوالا نکلا

بیستون پر سے یہ تفریح کا شیرین کے خیال
سرِ فرہاد کا خون بنکے ہی لالا نکلا

ہندوِ خال نے اوس رخ پہ کیا تھا قبضہ
خانۂ حسن کا خط لے کے قبالا نکلا

ای لطافت جسے سمجھا ہے زمانہ بجلی
کسی بیتاب کے دل سے ہے یہ نالا نکلا

اسباب دنیوی کا کرون مین خیال کیا
دو دن کی زندگی مین خوشی کیا ملال کیا

اُس ماہِ چاردہ کے مقابل ہلال کیا
ناقص ہوا جو ہمسرِ کامل کمال کیا

مہندی لگا کے خون مرا اپنے سر لیا
صاحب پسیے ہوون کو کیا پائمال کیا

چشم صنم سے ہو کے خجل راہِ دشت لی
آنکھین دکھائین شہر مین آکر غزال کیا

ابروے یار کی جو ثنا شعر مین لکھی
تابندہ دائرے ہوے ختکل ہلال کیا

اک دل تھا میرے پاس تو وہ آپ لیچکے
جانِ حزین کا کیجیے گا اب سوال کیا

تعریف چشم یار ختن مین جو مین کرون
آنکھین چرا چرا کے ہرن ہون غزال کیا

دولت سی عشق پاک کی دل ہے غنی مدام
آگے مرے خزانۂ قارون ہے مال کیا

وہ ماہرو فرس جو اوڑاتا ہے شام کو
بنتے ہین نقشِ نعل سے ہر جا ہلال کیا

جاوٴن جو مین فریفتۂ چشم مستِ یار
آنکھین بچھائین دشت ختن مین غزال کیا

کسطرح دل سے جائیگا اوسکی کمر کا عشق
ہوگا جدا بھلا مری شیشی سے بال کیا

زلفِ صنم کی پائی ہے خوشبو جو مشک مین
نافے کلیجے سے ہین لگائے غزال کیا

مثلِ کلیم دیکھنے والون کو آئے غش
نامِ خدا ہے آپ کا حسن و جمال کیا

زینت سے وحشیون کو جہان مین نہین غرض
حاجت ہی سرمے کی پے چشمِ غزال کیا

رندون سی کہتے ہین مے احمر حرام ہے
تیغ زبان کرتے ہین واعظ حلال کیا

نزدیک روے یار گریبان کو دیکھنا
خورشید کے قریب ہے نکلا ہلال کیا

سنکے پیام وصل کہا مجھسے یار نے
کچھ خواب دیکھتا ہے ارے یہ خیال کیا

شانے سے بل نکلتے ہین بالون کے سر بسر
ہی عاشقون کا زلف صنم پر وبال کیا

کیون ہون نہ چشم یار کو مین زار ناگوار
پڑتا ہے آنکھ مین تو کھٹکتا ہے بال کیا

مقدور کیا جو خال کو دانے سے دون مثال
زلف صنم کو جال کہون مین مجال کیا

ہوتا ہی ماہ نو کا زمانے کو اشتیاق
ناقص کو بھی خدا نے دیا ہے کمال کیا

تھا عشق رخ پھنسا دل پر داغ زلف مین
طاؤس پر پڑا ہے گلستان مین جال کیا

کرتے ہین یاد ہجر مین لطف وصال یار
نعمت کی قدر ہوتی ہے بعد زوال کیا

روشن ضمیر پر کوئی کرتا نہین ستم
تعزیر دزد شمع کو دے کو توال کیا

بجلی ہے اسکے کان مین سونے کی جلوہ گر
حلقہ بگوش آکے ہوا ہے ہلال کیا

آقا ترا ہے ساقی کوثر سا ذی کرم
اب حشر کی عطش کا لطافت خیال کیا

خیال زلف مین جام شراب ناب دیا
اندھیری رات مین ساقی نے آفتاب دیا

کسے کسے نہ غم ہجر نے عذاب دیا
جگر کو درد دیا دل کو اضطراب دیا

پھرا کے منہ ہمین جام شراب ناب دیا
سکھا کے نخل تمنا کو اوسنے آب دیا

ہزار باغ مین بلبل تجھین پکارا کی
نہ پھوٹے منہ سے کبھی اے گلو جواب دیا

شب وصال مجھے تھا یہ صبح کا دھڑکا
نہ گنجفہ مین بھی اوس مہ کو آفتاب دیا

جلایا بادہ کشی مین بھی اوسنے درپردہ
شراب غیر کو دی اور مجھے کباب دیا

ترے مریض محبت کی غیر حالت ہے
اکہ دیکھہ کر ہی طبیبون نے بھی جواب دیا

مجھے پسینے کی خوشبو سے یہ ہوا ثابت
کسی نے نخل قد یار مین گلاب دیا

کمر ہے نادر و نایاب ہمیتال آنکھین
دہن خدا نے صنم تجکو لاجواب دیا

شب فراق عجب گفتگو رہی تا صبح
سوال مین نے کیا شمع نے جواب دیا

کسی کے ہجر مین ہم انسو بہے جو آنکھون سے
فلک نے جھک کے مجھے دامنِ سحاب دیا

شبِ فراق مرا دل جلا کیا افسوس
نہ چشمِ تر نے بجھانے کی خاطر آب دیا

بری ہین دہر مین روشن ضمیر غفلت سے
خدا نے دیدۂ انجم کو کب ہی خواب دیا

کیا سوال جنون جبکہ میری رگ رگ نے
زبان نشترِ فصاد نے جواب دیا

سدا فراق مین تڑپایا اُس ستمگر نے
نہ جان لی نہ ہمارا دلِ خراب دیا

کیا جو حسن نے ہر دل عزیز عالم مین
ہر اک نے چاہ سے یوسف اسے خطاب دیا

تصوّر آپ کی نامے کا چشمِ تر مین ہی یون
عریضہ جیسے کسی نے میان آب دیا

نہین جہان مین دانا کو بی ثبات سی ربط
خدا نے آب گہر کو کہان حباب دیا

نہین ہے آتشِ دوزخ کا اے لطافت خوف
کہ ہے خدا نے مجھے دیدۂ پُر آب دیا

مست مے کی ایک ہی پیکر گلابی ہو گیا
انکھڑیون کا رنگ اے دلبر گلابی ہو گیا

ساتھ سویا فصلِ گرما مین جو میرا گلبدن
جب پسینا آ گیا بستر گلابی ہو گیا

پھول پہنے باغ مین آیا جو میرا نازنین
غنچہ تر شاخ پر کھل کر گلابی ہو گیا

وقت زینت عکس جب گلبرگ سی لب کا پڑا
یار کی نتھ کا ہر اک گوہر گلابی ہو گیا

عشقِ گل مین جبکہ میری فصد لی فصاد نے
رنگ آ کر خون کا نشتر گلابی ہو گیا

ہاتھ بہرِ فاتحہ رکھا حنائی اسنے جب
عکس پڑ کر قبر کا پتھر گلابی ہو گیا

رنگ ہی برسات مین کیون خوش نہون عاشق مزاج
ساون آیا ہر پری پیکر گلابی ہو گیا

سامنا گلشن مین جب اس شوخ کے رخ سی ہوا
رنگ اوڑ کر لالۂ احمر گلابی ہو گیا

میری قاتل کی زمین پر جبکہ خونریزی سنی
رنگ مریخ فلک ڈر کر گلابی ہو گیا

وقت مے نوشی جب اسنے دستِ رنگین مین لیا
دفعتہً بلّور کا ساغر گلابی ہو گیا

اوس لبِ رنگین کے آگے اسقدر خجلت ہوئی
سُرخ تھا یاقوت رنگ اوڑ کر گلابی ہو گیا

گل کھلائے تو مگر بدلا نہ یہ رنگ اے بہار
بلبلون کا کیون نہ ہر اک پر گلابی ہوگیا

نشہ مین عشاق سمجھے شام کو پھولی شفق
جب ڈوپٹہ انکے زیب سر گلابی ہوگیا

اللہ اللہ عارض گلگون کی تیری شوخیان
آئنہ پرتو سے اک چادر گلابی ہوگیا

نازکی مین اے لطافت بوسہ کیون تمنے لیا
گورا گورا عارض دلبر گلابی ہوگیا

مائل گریہ جب اپنا دیدۂ تر ہوگیا
دشت دریا ہوگئی دریا سمندر ہوگیا

دیکھتے ہی ذبح مین محزون و مضطر ہوگیا
یاد ابرو مین ہلال عید خنجر ہوگیا

میکشی پر باغ مین مائل جو دلبر ہوگیا
غنچے پیمانے بنے ہر پھول ساغر ہوگیا

قامت موزون جانان کی اگر لکھی ثنا
ہاتھ مین میرے قلم شاخ صنوبر ہوگیا

عکس جسدم پڑگیا اس بادشاہ حسن کا
آئنہ رتبے مین مانند سکندر ہوگیا

جبکہ بھیجا خط شوق اوس بادشاہ حسن کو
اوڑتے ہی رشک ہما اپنا کبوتر ہوگیا

جب لکھی اس مہروش کی روئے روشن کی ثنا
ماہ نو ہر دائرہ ہر نقطہ اختر ہوگیا

ہاتھ بھر فاتحہ رکھا حنائی اوسنے جب
لعل سے رنگین مرے مرقد کا پتھر ہوگیا

خاک مین مجکو ملاتا ہے جو وہ رشک قمر
ہائے کیا ذرہ مرے طالع کا اختر ہوگیا

پان کھاکر مجکو دکھلائے جو دانت اس شوخ نے
درج مرجان مین گمان سلک گوہر ہوگیا

کہتے آئے ہین سب آئینہ رخ دلدار کو
کون کون اپنے زمانے کا سکندر ہوگیا

آتے ہی ساقی کے نکلی آج شیشہ سے شراب
مست کیسی بادہ بھی جامے سے باہر ہوگیا

ہوگئی معراج پہنچا بام جانان پر جو مین
جب دیا پیغام تو قاصد پیمبر ہوگیا

عاشق افتادہ کو جب خواہش گلشن ہوئی
داغ سینے کے گل تر دل صنوبر ہوگیا

غیرت نکہت نفس ہی رشک غنچہ وہ دہن
منہ سے منہ ملکر دماغ اپنا معطر ہوگیا

نسبت جانی سے مجھے حاصل ہوئی شرمندگی
ہاتھ قاتل کے تھکے اور کند خنجر ہوگیا

عکس روے یار آئینہ مین بنا — ہم سمجھتے تھے عرض جسکو وہ جوہر ہو گیا
شیخ کو کعبہ برہمن کو مبارک بتکدہ — ہم فقیرون کا در جانان پہ بستر ہو گیا

ای لطافت جو ہوا دل سے گدائے پنجتن
چار دن مین رشک شاہ ہفت کشور ہو گیا

قتل پل مین عاشق محزون و مضطر ہو گیا — جب صف آرا یار کی مژگان کا لشکر ہو گیا
رنگ خون عاشق اس خنجر پہ جوہر ہو گیا — یہ عرض تقدیر کی تیزی سے جوہر ہو گیا
قتل وحشت مین کیا مجھ زار کو پوشاک نے — حلق پر میرے گریبان مثل خنجر ہو گیا
ناتوانی ختم مجھپر اور اونپر نازکی — فرط عشق و حسن سے رتبہ برابر ہو گیا
خط روے یار کے عاشق ہین بوسے لے رہے — یہ صحیفہ اب تو قرآن کے برابر ہو گیا
خاک پر مردہ پڑا تھا ملتے ہی جان آگئی — آفتاب حشر مجکو مے کا ساغر ہو گیا
نشۂ دولت کا چڑھا ایسا کہ منعم مست ہین — بادۂ نخوت سے مملو کاسۂ سر ہو گیا
قد جو بوٹا سا ترا گلزار مین آیا نظر — دار کے مانند قمری کو صنوبر ہو گیا
چشم بینا سے جو دیکھی صنعت حق کی بہار — ہر ورق گل کا نظر مین ایک دفتر ہو گیا
خط بنا کر غیرت آئینہ رخ کو کر دیا — آپ کا حجام بھی رشک سکندر ہو گیا
جب خزان آئی چھری بلبل پہ گلشن مین چلی — خشک ہر برگ شجر ہو ہو کے خنجر ہو گیا
سیر کی ظلمات گیسوے صنم کے لطف سے — صاف اگر پوچھو تو میرا دل سکندر ہو گیا
ہجر مین اب بیقراری نے دکھایا ہے یہ رنگ — طائر دل اپنا سیمابی کبوتر ہو گیا
قد جانان کی محبت مین جو سیکھی راستی — اوٹھ کے نالہ میرے سینے سے صنوبر ہو گیا
نکہت گیسوے صنم ہے غیرت بوے بہشت — جب ہوا آئی دماغ جان معطر ہو گیا
ناز اوٹھا کر یار کے ملتا ہے بوسہ ہمکو روز — اچھی فردوسی ہے روزینہ مقرر ہو گیا
محو خودبینی ہی وہ آٹھون پہر اللہ رے حسن — عکس روے یار کا آئینے مین مظہر ہو گیا

دل جلایا میکشی نے رات کو ساقی بغیر | شعلۂ جوالہ مجھکو دورِ ساغر ہو گیا
منجل قارون سیکھ کر نکلا ہے غنچہ خاک سے | بند مٹھی ہو گئی جب صاحبِ زر ہو گیا
دل ہوائے زلف سے برباد و آوارہ ہوا | کالی آندھی مین تباہ اپنا کبوتر ہو گیا

ای لطافت اوس لبِ جان بخش کا بوسہ ملا
آبِ حیوان مجھکو گھر بیٹھے میسر ہو گیا

یاقوت لب کا وصف جو خط مین رقم ہوا | نامے کی ایسی شان بڑھی اک رقم ہوا
بیرحم پارسا کوئی دنیا مین کم ہوا | قاصد کے خون سے مجھے نامہ رقم ہوا
نقشہ بیاضِ چشم پہ اونکا کہنچے نکیون | آنسو جو رنگ ہوے مژہ مو قلم ہوا
بینی کا حسن لوحِ رخِ یار پر ہے فرد | یہ ہندسہ ہی ایک کا یکتا رقم ہوا
معشوق شعلہ رو ہین تو آتش پرست خلق | اب لکھنؤ بھی غیرتِ ملکِ عجم ہوا
لاغر وہ ہون ہلاک جو رفتار نے کیا | گھر سے گورِ یار کا نقشِ قدم ہوا
طنبور سان نہ پیٹ کا ہلکا خدا کرے | در پردہ کہدیا جو ہین خالی شکم ہوا
سنکھ کو جب دیا گیا لکھا ہوا کفن | دزدِ کفن کو پردہ ہوا اک رقم ہوا
جھک جھک کے حسنِ یار کی ہی دید ہو رہی | سر اسلیے ہر اک صفِ مژگان کا خم ہوا
پابند وضعِ صورتِ پرکار ہم رہے | گردش مین دائرہ سے نہ باہر قدم ہوا
گلچین ٹپک پڑا دلِ بلبل سے کیون لہو | شاید کسی چمن مین کوئی پھول کم ہوا
شہرت ہماری بڑھی مرے مضمون جب لئے | پھولا گلاب اور ہوا جب قلم ہوا
چھوٹی سلائی آنکھون نے دی سرمہ دیکھنے جب | تسلیم کو ہر ابروے دلدار خم ہوا
فاقہ کشی مین رہتے ہین خاموش اہلِ ظرف | قلقل گئی جو شیشہ کا خالی شکم ہوا
زندہ جو ہوگا حشر کو عاشق کہے گا یہ | پھر یار پر مرون گا کہ مین تازہ دم ہوا

تشریف لائے قبر لطافت مین جب علی

پروانہ مغفرت کا نشان قدم ہوا

شیرین لبون کا وصف جو خط مین رقم ہوا
شاخ نبات پاکے حلاوت قلم ہوا

پھرنا ہمارا کوہ و بیابان مین کم ہوا
وحشت مین پاؤن پڑکے جو مانع ورم ہوا

پہلے تو دل کے جانیکا رنج اور غم ہوا
انجام سوچے جب تو کہا قصہ کم ہوا

لیلی وشون کے عشق مین یہ ہمکو غم ہوا
مجنون سے بڑھ گئے جو جنون کم سے کم ہوا

اشکون سے چشم ترکے جو رومال نم ہوا
سمجھا فلک جو ابر تو لینے کو خم ہوا

عرش الہ پر کلمہ جب رقم ہوا
آئینۂ جمال حدوث و قدم ہوا

مین مرگیا بلا سے مگر اسکا غم ہوا
ظالم ہوا ستم سے پشیمان ستم ہوا

چاہیے اگر عروج تو اضع کرے پسند
حاصل ہوا کمال مہ نو جو خم ہوا

نرگس کی بھربھرائی ہین آنکھین جو بلبلو
بیمار تھے ہوا سے چمن مین ورم ہوا

ہی صاد چشم نون ہی ابرو دہن ہے میم
اسو جہ سے حسین ہمارا صنم ہوا

اچھی کسی کی بات ہو سبکو پسند ہے
شداد سے چھنا جو گلستان ارم ہوا

جھکتے ہین مایہ دار تو مفلس کا ہے بھلا
ہمکو پیالی ہو گئی شیشہ جو خم ہوا

لکھا جو اس مسیح کو حال دل مریض
نبض ضعیف ہاتھ مین میرے قلم ہوا

دیوانہ کرکے قیس کو برباد کر چکے
اب ہے جناب عشق کا مجپر کرم ہوا

طرفہ سمان ہی قرب دہن اونکا خط سبز
پیدا اثر سے آب بقا کے یہ سم ہوا

پہلو سی آپ اوٹھنی کا لیتے ہین نام بھی
میرے جگر کا درد ابھی تو ہے کم ہوا

روشن ہمارا نام ہوا بعد قتل اور
تنویر شمع بڑھ گئی جب سر قلم ہوا

دیکھا نہ حسن ہائے وہ آئے چلے گئے
ایسا ادب سے مین پئے تعظیم خم ہوا

دنیا مین موت کا ہی اسی وجہ سے رواج
رنگ آسمان کا سبز جو مانند سم ہوا

دزد حنا جو بنکے لیا رنگ دست یار
چورون کی طرح پنجہ مرجان قلم ہوا

پیری سی مین جھکا ہون فنا ہونیکے لیے
ہی نیستی کا نون الف جبکہ خم ہوا

لاغر ہی سر کو چھوڑ چلین کام عشق مین
پہلے ہوا انشگاف رواں پھر قلم ہوا

صانع کا قصد تھا کہ وہ ابرو بناؤن ترا
جب ہاتھ رعب حسن سے کانپا تو خم ہوا

کھا کھا کے زہر مر گئے عاشق جو آپ کے
آب بقا کی طرح سے نایاب سم ہوا

ہر دل عزیز تھے جو لطافت جہان مین
مرنا ہمارا جیسے سنا اوسکو غم ہوا

سب بولے مین جو محفل جانان مین رہگیا
انسان دیکھو جا کے پرستان مین رہگیا

ملک عدم کو قافلے والے رواں ہوے
مین دب کے بار دفتر عصیان مین رہگیا

پہلو ہمارا گرم رہا گھر مین رات بھر
وہ شعلہ رو جو فصل زمستان مین رہگیا

زلف اپنی چل کے باغ مین ای غنچہ لب سنوار
تھوڑا سا بل ہے سنبل پیچان مین رہگیا

فرہاد و قیس نے نہ دیا ہائے میرا ساتھ
وہ کوہ پر یہ آکے بیابان مین رہگیا

ای ترک تیرے تیر کا پیکان ٹوٹ کر
حسرت کی طرح قلب پر ارمان مین رہگیا

شبکو ہمین نکال دیا پاسبان نے
دل چھٹ کے ہائے کوچۂ جانان مین رہگیا

رشک اسقدر ہوا لب رنگین یار سے
ہر لعل خون ہو کے بدخشان مین رہگیا

آغوش پر گمان دبستان ہوا مجھے
ہر طفل اشک آکے جو دامان مین رہگیا

دیکھی جو نازکی لب و رخسار یار کی
ہر پھول خار کھا کے گلستان مین رہگیا

ہم وحشیون کے ساتھ اٹھایا گیا نہ پاؤن
آہو ہر ایک تھک کے بیابان مین رہگیا

جوش جنون مین ہاتھ مرا ضعف کے سبب
دامن مین آستین مین گریبان مین رہگیا

قاتل سے ہمکو ربط رہا بعد قتل بھی
داغ اپنے خون کا خنجر بران مین رہگیا

کوچے مین یار کے دل پر داغ کا ہے دخل
طاؤس دیکھو روضۂ رضوان مین رہگیا

چھٹ چھٹ کے رنگ دست حنائی کا یار کے
یاقوت مین عقیق مین مرجان مین رہگیا

با آبرو جہان مین لطافت سدا رہے
دل گر کے اوسکی چاہِ زنخدان مین رہگیا

دی ہی دیتا ہی کمال اِک روز فضل اللہ کا
رائگان ہوتا نہین ہے سر پھرانا ماہ کا

عشق آزادون کو ہی کیسی قامتِ دلخواہ کا
کھینچتے پیشانیو پر ہین الف اللہ کا

آسمان کے دور مین غم سے کوئی خالی نہین
نور سے معمور ہا دو دن نہ ساغر ماہ کا

جسکو کہتا ہی زمانہ آفتاب و آسمان
وہ ہی نالہ کا شرارا یہ دھوان ہے آہ کا

غیر کا فکر کو زنخدان کا نہ بوسہ دیجیے
دیکھیے ہو جائیگا پانی خراب اِس چاہ کا

گل نظر آتے ہین ہجرِ یار مین مانندِ داغ
سرو پر گلزار مین ہوتا ہے دہوکا آہ کا

وصل کی شب پھر رہا ہون گرد اس محبوب کے
ماہِ تابان وہ حسین ہے مین ہون ہالہ ماہ کا

بد مزہ ہو کر دیا بوسہ ذقن کا اُسنے جب
ہو گیا معلوم پانی شور ہے اِس چاہ کا

آنکھ جھپکی تھی کہ اِک پل مین ہوئی پیدا سحر
کیا بیان ہو مجھسے وصلت کی شبِ کوتاہ کا

بستہ مضمون کاملون کی کرتی ہین ناقص سخن
پیٹ بھرتا ہے شکارِ شیر سے روباہ کا

آخرِ ماہ اُسکے نورِ رخ سے کرتا ہے سوال
لیکے گردون مہر کے پنجے مین کاسہ ماہ کا

رکھون ہین دیوانہ وحدت جو زندانین قدم
قتل کرتے زنجیر بسم اللہ بسم اللہ کا

ہی شکم پر اونکے سیلی رونگٹون کی تا کمر
مرنے والو دیکھ لو ڈہرا عدم کی راہ کا

کاتبِ قدرت کی صنعت اونکی پیشانی پہ ہے
مصحفِ رو مین ہر ابرو مد ہے بسم اللہ کا

ایک بوسہ پر جوابِ تلخ دیتے ہو ہمین
ای صنم کڑوا ہے کیا سودا خدا کی راہ کا

عالمِ طفلی سے ہم کھیلے ہوے ہین جان پر
مرنے والو ہی عدم نام اپنی بازیگاہ کا

کم بضاعت کی نہین عزت غنی کے سامنے
آبرو کھوتا ہے ہونا قرب دریا چاہ کا

پھر وہی روضہ لطافت کو دکھادے اے خدا
روز و شب مجمع جہان رہتا ہے اہل اللہ کا

رخِ شفاف حسین پر ہین سرِ مو پیدا
جوہر اپنے کرنے لگا آئینہ رو پیدا

دمِ گریہ ہین شررِ آہ کی ہر سو پیدا
بیشتر ہوتے ہین برسات مین جگنو پیدا

گوہرِ بیش بہا آنسوؤن کے تلتے ہین
ہوئی اس واسطے آنکھون کی ترازو پیدا

کسکے کوچے کی اسے باغِ جہان مین ہی تلاش
صاف قمری کی صدا سے ہی جو کوکو پیدا

شاعرو اس رخِ روشن سے مقابل ہو جب
بدر مین ہو جو خط و گیسو و ابرو پیدا

صحبتِ نیک سے کیا نفع بدو نکو اے دل
گل تر کے ہوئی کب خار مین خوشبو پیدا

اونکی آنکھون مین ہین سرمہ کی غضب دنبالی
ابتو کرتے ہین نئی شاخ یہ آہو پیدا

نہین سیندور کا ٹیکا یہ بھبوؤن مین اے ست
سانپ کی طرح سے مَن کرتے ہین بچھو پیدا

بھول کر فرقتِ ساقی مین پیون مین جو شراب
حلق تک گھونٹ بھی پہونچے تو ہوا اچھو پیدا

گھر مین بیٹھے ہین نظارا ترا ہر پل ہے نصیب
آنکھ کی بند جو ہمنے تو ہوا تو پیدا

بعدِ مردن بھی عمر و رنجِ شررِ آہ رہا
مرکے ہوتے ہین مری خاک سے جگنو پیدا

معجزے کو لبِ جان بخش نے ایجاد کیا
چشمِ جانان سے ہوا خلق مین جادو پیدا

شرمگین یار کا ہے تخمِ محبت بویا
ہوگا میرے چمنِ دل مین لجالو پیدا

غیرتِ عطر پسینا ہی بس اے رشکِ بہار
تو جو لیٹا گلِ قالین مین ہوئی بو پیدا

جب سے نظرون مین سمایا نہ رہی کوئی دوئی
آئنہ بینے جو دیکھا تو ہوا تو پیدا

شغل بیجا مین لطافت نہ کرا اوقات بسیر
کہ ہوا محض عبادت کے لیے تو پیدا

قتل کرکے مجھے کیا پائیے گا
دیکھیے دیکھیے پچھتائیے گا

دفن کرکے مجھے بولے احباب
ہم بھی آتے ہین نہ گھبرائیے گا

دل مرا چھین کے جاتے تو ہین آپ
پھر بھی تشریف کبھی لائیے گا

جان دیتا ہون مین صبحِ شبِ وصل
دفن کر لیجیے تو جائیے گا

عاشقِ زلف سے وہ کہتے ہین ؎ کہیے اس پیچ مین پھر آئیے گا ؎
کیون برہنہ ہوے خلوت مین آپ ہم جو لپٹین تمسے تو شرمائیے گا ؎
قطعہ
طالبِ دید نے جب اونسے کہا آپ کب تک مجھے ترپائیے گا
بولے وہ دیکھنے آئے تو ہین آپ مثلِ موسیٰ ابھی غش کھائیے گا
وصل کی رات ہی باقی نہین صبح ؎ ابھی سو رہیے کہان جائیے گا
عشق ظاہر جو کیا وہ بولے امتحان ہوگا تو گھبرائیے گا ؎
غیر سے صورتِ اخلاص نہین ؎ لاؤن قرآن قسم کھائیے گا ؎
ہوگی مشکل مری آسان دم مین ؎ نزع مین آپ اگر آئیے گا ؎
قطعہ
مال منعم کو صدا دیتا ہے جمع کر کے تجھے کیا پائیے گا
مین تو رہجاؤنگا اورون کے لیے آپ دنیا سے چلے جائیے گا ؎
سرِ مغرور سے کہتی ہے زمین ؎ ایک دن ٹھوکرون مین آئیے گا
ہم جو پیدا ہوے چلائی اجل ؎ کدہر آپ آئے کہان جائیے گا
آج ہم خوب سے بوسے لین گے اور کیا کیجیے گا جھنجھلائیے گا ؎
کرکے پامال وہ فرماتے ہین ؎ پھر نہ قدمون کی قسم کھائیے گا

ہے لطافت کو بہت قبر کا خوف
یا علی بہرِ مدد آئیے گا

اوسکے عارض سے پسینا جب ٹپکتا جائیگا عطرِ گل کی بو سے ہر کوچہ مہکتا جائیگا
گر پیون گا فرقتِ ساقی مین بھولے سے شراب گھونٹ ہر اک حلق مین میرے اٹکتا جائیگا
بیقراری کا لکھین گے حال خط مین ہم اگر مثلِ دل کے مرغِ نامہ بر پھڑکتا جائیگا
میکشی سے دل بھریگا ساقیا برسات مین شیشہ خالی ہوگے جب ساغر چھلکتا جائیگا
وہ کمان ابرو جو ہوگا مائلِ تیر افگنی مرغِ ناوک تیز دستی پر پھڑکتا جائیگا

غرفہ مین چلمن اولٹکر بیٹھیے گا آپ اگر — جو ادہر سے جائے گا صورت کو تکتا جائیگا

جب وہ قاتل کند خنجر سے کریگا مجکو ذبح — خون ہر اک چشم جوہر سے ٹپکتا جائیگا

ہوگی مجھہ عاشق سی نفرت وصل کی شب بھی اگر — ساتھہ سوئیگا تو پہلو سے سرکتا جائیگا

حسن کیا پیدا کیا ہی بازوون نے آپکے — جو کوئی دیکھے گا مچھلی سا پھڑکتا جائیگا

حاجت شرح ہوگی نامہ لکھنے مین اگر — جا بجا خون اپنی آنکھون سے ٹپکتا جائیگا

یاس سے ہم کہہ سکین گے کسطرح احوال دل — جب زبان کو ہوگی لکنت دل دھڑکتا جائیگا

شب کو اوٹھہ جائیگا محفل سے جو وہ آتش مزاج — آگے آگے شمع کا شعلہ لپکتا جائیگا

ذبح ہونے مین جو غش آئیگا ہمکو بار بار — آب آہن منہ پہ وہ قاتل چھڑکتا جائیگا

اللہ اللہ کوچہ قاتل کی کیا تاثیر ہے — جو کوئی آئیگا بسمل سا پھڑکتا جائیگا

ہی شب تاریک فرقت دل ٹھہر جائیگا کچھہ — میرے گھر سے جب کوئی جگنو چمکتا جائیگا

اب مرے عیسی کے گر پڑ تو فگن ہو جائینگے

ای **لطافت** دم مین آئینہ سکا سکتا جائیگا

اوس حور کے در کو کبھی دربان نے نہ چھوڑا — فردوس کے گلزار کو رضوان نے نہ چھوڑا

کس درجہ ہے تیرے لب غنچہ دہن کی الفت — سرخی کو کبھی لعل بدخشان نے نہ چھوڑا

پیدا یہ ہوا خاک سے آخر بھی ہوا خاک — ہی قہر غرور اسپہ بھی انسان نے نہ چھوڑا

جھکوا کے کنوئین بیچ محبت مین ڈبویا — عاشق کو تری چاہ زنخدان نے نہ چھوڑا

سیدھا کیا مشاطہ نے کنگھی سے بہت سا — بل ہم سے مگر گیسوے جانان نے نہ چھوڑا

دیوانہ جو مژگان کا ترے دشت مین پایا — قدمون کو مرے خار مغیلان نے نہ چھوڑا

بے پردہ ہوا باتون مین اغیار سے ایسا — کیا قہر ہے چلمن کو بھی جانان نے نہ چھوڑا

ہر طرح سے عشقون نے کیا طائر دل صید — زلفون سے چھٹا لشکر مژگان نے نہ چھوڑا

کس طرح سے ہوتا تری جانب متوجہ — دل آرزو و حسرت و ارمان نے نہ چھوڑا

کیا ضعف کی شدت میں گلا زور سے گھونٹا ۔۔۔ زندہ مجھے فرقت میں گریبان نے نہ چھوڑا

امید بر آئی نہ مرے طائر دل کی ۔۔۔ صدقے اسی کر کے کبھی جانان نے نہ چھوڑا

اس صید فگن نے تو کئی بار چھڑایا ۔۔۔ پر دل کو مرے تیر کے پیکان نے نہ چھوڑا

اغیار کے سر کٹ گئے مشتاق رہے ہم ۔۔۔ تلوار کا اک ہاتھ بھی جانان نے نہ چھوڑا

برسات میں برسا بھی تھم بھی گیا بادل ۔۔۔ رونا مگر اس دیدۂ گریان نے نہ چھوڑا

ہے بار گنہ قبر میں سینے پہ **لطافت**
مر کر بھی تجھے کثرت عصیان نے نہ چھوڑا

گر محبت نہیں آنا ہے ضرور آپ کو کیا ۔۔۔ بندہ جیتا ہے کہ مرتا ہے حضور آپ کو کیا

خم لگا کے مرے منہ سے یہ کہا ساقی نے ۔۔۔ اتنی سی مئے میں بھلا ہوگا سرور آپ کو کیا

کاسہ ہائے سر مغرور سے کہتی ہے زمین ۔۔۔ دیکھیے ٹھوکریں کھلوائے غرور آپ کو کیا

دوڑ کر ساقی مہوش کو گلے لپٹایا ۔۔۔ جان کی ہمنے کہا نشہ میں چور آپ کو کیا

دود آہ دل سوزان سے گھٹا دوں دعوے ۔۔۔ آسمان کھینچتے ہیں کبر سے دور آپ کو کیا

دیکھا عاشق کے جنازے کو نکل کر گھر سے ۔۔۔ سچ ہے تکلیف ہوئی آج حضور آپ کو کیا

دفعتہ ہو گئے حضرت موسی بیہوش ۔۔۔ کیسے دکھلائی دیا تھا سر طور آپ کو کیا

ماتم غیر نہ کرنے پہ خفا کیوں ہیں حضور ۔۔۔ خیر میں ہنستا ہوں مجھکو ہے سرور آپ کو کیا

خفگی کیوں ہے چٹکتے ہیں جو غنچے صاحب ۔۔۔ زمزمہ سنج ہیں گلشن میں طیور آپ کو کیا

ہنسنے پاؤں بھی جو گر کھینچ کے مر جانے پڑے ۔۔۔ ہنس کے بولے کہ ہے جانا کہیں دور آپ کو کیا

جان دیتے ہیں جو عشاق تو بیکار ہے بحث ۔۔۔ آئیے پاس سے کیجیے دور آپ کو کیا

چار ہی دن کی ہے بس چاندنی یہ گورے گال ۔۔۔ عارضی حسن پہ صاحب ہے غرور آپ کو کیا

حشر میں عاشق صادق سے ہے کہتا رضوان ۔۔۔ آئیے ہوگا کہیں شور نشور آپ کو کیا

آپ کیوں گور غریبان میں نہ اٹھلاتے چلیں ۔۔۔ میں نے مانا کہ لحد میں ہے قصور آپ کو کیا

جبکہ ہم حسن خدا داد کی کرتے ہین ثنا | ہنسکے وہ طعن سے کہتے ہین حضور آپ کو کیا

ہجر کے صدمے اُٹھاتے ہو لطافت تیری
دل لگاتا تھا حسینون سے ضرور آپ کو کیا

اوسکو فزا شباب کا اے دل نہین ملا | معشوق جسکو حور شمائل نہین ملا
آئے اگر وہ نکہت گیسو تو پوچھہ لون | کوچے مین زلف کے تو مرا دل نہین ملا
کیا خوب حسن و عشق کے قصے سے بچ گئے | صد شکر دل لگانے کے قابل نہین ملا
طینت مین عشق تھا یہ نہایت ہون بد نصیب | خاک ایسے بخت پر کوئی خوش گل نہین ملا
ای آسمان مقابلہ کر میرے چاند سے | اسطرح کا تجھے مہِ کامل نہین ملا
جوش جنون کی فصل مین کہتا ہی سرو باغ | صد شکر پاؤن بہرِ سلاسل نہین ملا
صورت تو اس سے ہو گئی اخلاص کی مگر | گردن مین ہاتھہ کرکے حمائل نہین ملا
ہی بحرِ اشک جوش پہ آہین ہین متصل | لب سی لب اپنا صورتِ ساحل نہین ملا
زلفین دکھا کے تختۂ سنبل سے بولے وہ | مثل انکے تیرے پاس سلاسل نہین ملا
دونون جہان کیون نہ کھا کے غمِ عشق خطِ سبز | اس سے زیادہ زہر ہلاہل نہین ملا
رحمت خدا کی کہتی ہی سنکر مرے سوال | ایسا حریص تو کوئی سائل نہین ملا
قمری سی ہر چمن کی صدا ہی دکھا کے سرو | کسکو برائے عشق یہان دل نہین ملا
نرگس کی چشم کا مرے گل سے اشارہ ہے | جز تیرے کوئی دید کے قابل نہین ملا
انسان ہی کیا جو وادی وحشت مین میری آئے | حیوان کوئی سیکڑون منزل نہین ملا
دل مین مرے وہ غیرتِ لیلی نہان ہوا | بہتر نفیس اس سے جو محمل نہین ملا
صیاد سے چمن مین شگفتہ ہوے تو کیا | سچ ہے گلون مین خونِ حنا دل نہین ملا
دنیا سے پہنچے تشنۂ دیدار تا عدم | پانی کا قحط تھا کئی منزل نہین ملا
اوس زہرہ وش کی ہجر مین ہین تنگ زیست سے | گرنے کو حیف ہے چہ بابل نہین ملا

پہنا کفن تو لاشۂ مجنون نے دی صدا
لیلی کا ہاے پردۂ محمل نہین ملا

دنیا سے قبر قبر سے ہم تا عدم گئے
آرام اک گھڑی کسی منزل نہین ملا

سینے سے ہین لگائے ہون پیکان تیر یار
کیا دل کی پوچھتے ہو مجھے دل نہین ملا

ہر اک سے پوچھتے ہین مجھے طفل راہ مین
تمکو تو کوئی پہنے سلاسل نہین ملا

گلہاے باغ دہر کی دیکھی بہت بہار
پر کوئی دل لگانے کے قابل نہین ملا

اللہ ری لاغری کہ جو آیا غم فراق
ڈھونڈھا کیا بہت پہ مرا دل نہین ملا

آتا ہے بار بار اسے یاد وصل غیر
عاشق سے آپ مل تو گئے دل نہین ملا

ابروے یار کا مہ نو سے ہے یہ کلام
ابتک تو کوئی مد مقابل نہین ملا

کہتا ہے آفتاب کو دکھلا کے آسمان
پھرتا ہون سر بکف کوئی قاتل نہین ملا

فاروق تھا علی سا لطافت جہان مین
آپس مین اسلیے حق و باطل نہین ملا

یہ عالم ہے جنون مین لاغری و ناتوانی کا
بنا ہے طوق گردن مین ترا چھلا نشانی کا

یہ لقشا ہجر عالم مین ہے اپنی زندگانی کا
کوئی دم بلبلا ہے جس طرح حباب پانی کا

خزان کی فصل آئیگی اگر قتل عنادل کو
پھرے گا حلق پر خنجر سر اک برگ خزانی کا

دل و جان و جگر بہر ضیافت تن مین حاضر ہے
ارادہ ہجر جانان مین ہے غم کی میہمانی کا

ترے میکش کے اے گل میکدے مین پھول ہوتے ہین
پیالی کی ہو جا ساغر شراب ارغوانی کا

تری بے اعتنائی پر ہون عشق مانند موسیٰ کے
نہایت وجد ہے سنکر ترانہ لن ترانی کا

ہماری اشک چشم تر سے کہتا ہے ہر اک دریا
کہ مین ادنےٰ سا اک شاگرد ہون تیری روانی کا

نشاط و عشرت و عیش و طرب کو ساتھ لیجائے
سفر کرتا ہے ملک جسم سے عالم جوانی کا

کسی گلرو کی چشم مست دیکھی مجکو غش آیا
عوض پانی کے چھینٹا دو شراب ارغوانی کا

ملی ہے ریگ صحرا جسم پر ذرے چمکتے ہین
ملا سر کار وحشت سے یہ خلعت کامدانی کا

ہم ایسی ناتوان ہین ایکدم مین غش ہزار آئین ۔ اگر دل مین خیال آجاے لفظِ ناتوانی کا

مرے گھر کا پتا یہ پوچھتا پھر عشق آیا ہے ۔ کہان پر ہے نزول اکثر بلاے آسمانی کا

حسینون کی چشمِ میگون و فقرہ پر جان جاتی ہے ۔ لگا ہے میکشو کا نشا شرابِ ارغوانی کا

سمجھ کر آبرو دار ان بخیلون کو نہ جا اے دل ۔ سراب اکثر دیا کرتا ہے دھوکا سب کو پانی کا

نہین سوجھ سر النسان کا ہلتا ضعفِ پیری سے ۔ اشارہ ہے نہ پھر کر آئیگا موسم جوانی کا

نہین لازم ہی ایسی نفی تاکید اپنے عاشق سے ۔ کیا محروم فقرہ کہہ کے تمنے لن ترانی کا

کیا مشہور حسن و عشق نے قصہ زمانے مین ۔ تمھاری نازکی کا اور ہماری ناتوانی کا

اوٹھائے ہین جو صدمے حشر کو ہم کانپ اٹھینگے ۔ فرشتے لائینگے پیغام جسدم زندگانی کا

حبابِ بحر کہتی ہین کہ آو غافلو دیکھو ۔ مرقع بے ثباتی نے ہے کھینچا زندگانی کا

کبھی یاد سخن بحیرا اے دل محبت تھی حسینونکی ۔ کبھی ہم بھی جوان تھے ہان مزا تھا زندگانی کا

نہ اینٹھی چاند سے منہ پر غرور آشنا کر و صاحب ۔ جہان مین چاندنی دو دن کی ہے عالم جوانی کا

حیا کہتی ہی اونکی دور بیٹھا رہ شبِ وصلت ۔ گلے مین ڈال باہین ہے اشارہ مہربانی کا

تری تلوار چلکر ہی خبر دیتی شہادت کی ۔ صدا ہے تیر کی قاصد ہون پیغامِ زبانی کا

فقط تھا آشنا حسن ان حسینون کا لڑکپن تک ۔ ہوا عارض سے رخصت جبکہ خط آیا جوانی کا

شفق پھولی فلک پر شام کو جب موسمِ گل مین ۔ کہا مستون نے شیشہ ہے شرابِ ارغوانی کا

نہین رو حین تنون مین منشیِ قدرت کی صنعت سے ۔ بیان ہو وصف کس سے ایسے الفاظ و معانی کا

حجابِ حرف لئے مثلِ نقاب اک دن اوٹھاو تو ۔ سنا و طالبِ دیدار کو فقرہ ترانی کا

دلِ سوزان سے نکلی آہ جب آنسو پئے مینے ۔ دھوان اوٹھا دیا ہی آگ پر چھینٹا جو پانی کا

کیے ہین وقت پیری جو سیہ ہوئے سفید اپنے ۔ خضاب اسکو نہ سمجھو سوگ رکھا ہے جوانی کا

گلون کا عشق چھوڑے منہ کی کھائی ہوش اوڑ جانا ۔ لطافت سے کرے دعوے جو بلبل ہمزبانی کا

سدا رکھتا ہی غلطان چھوٹ جانا آشنائی کا
گہر کے دل مین ہے ناسور دریا کی جدائی کا

پڑا جب عکس لکھنے مین ترے دست حنائی کا
ہوا ہر سطر خط مین رنگ زنجیر طلائی کا

چبھو تا خار غم ہی دل مین چھٹنا آشنائی کا
قلق پوچھے کوئی مچھلی سے دریا کی جدائی کا

بوقت نزع عزرائیل سے کیون خوش نہون موتی
سنایا حکم آکر جن دنیا سے رہائی کا

لڑا کر آنکھین آئینہ مین وہ خوش چشم کہتا ہے
تماشا دیکھنے آؤ غزالون کی لڑائی کا

تڑپ کر بے بلائے خود بخود وہ گھر مرے آئے
اثر اے آہ دکھلا دے کبھی اپنی رسائی کا

مین دیکھون قابلیت سنگ اسود ہو جو آئینہ
ہوا ہی قصد دہلیز صنم پر جبہہ سائی کا

تمہارا رنگ کندن سا جو وقت غسل دمکا ہے
تو عالم موج دریا مین ہے زنجیر طلائی کا

کسی خورشید رو کے در پہ سجدے جا کی کرتا ہے
قمر کے داغ سے روشن نشان ہی جبہہ سائی کا

کمر میری فراق یار کے صدمون نے توڑی ہے
شب وصلت اثر دکھلائے آکر مومیائی کا

شفق آلودہ ماہ نو کو پا کر یار کہتا ہے
خجل کردون اشارہ کر کے انگشت حنائی کا

کیا پیر مغان نے بند دخت رز کو شیشے مین
پنہایا قہر ہے رندون مین جامہ پارسائی کا

زبان موج وقت غرق تھی فرعون سے کہتی
خدا کی شان بندے بھی کرین دعوی خدائی کا

ملا روئے کتابی چاہیے ماتھے پہ افشان بھی
اسی مصحف پہ لازم حسن ہے لوح طلائی کا

حباب بحر دم مین ٹوٹ کے موجون سے کہتے ہین
بہت نازک ہی رشتہ اس جہان مین آشنائی کا

طبیعت مین شہنشاہی کی بو ہی جام جم لینگے
جہان دیکھے ہوے ہین ہم ارادہ ہی گدائی کا

ورق دونون الگ ہو جائینگے تاثیر رقت سے
لکھون گا حال وصلی پر جو مین اپنی جدائی کا

ارادہ ہی لطافت بھی لگائے اب وہین بستر
شہنشاہون کو ہے ارمان جس در کی گدائی کا

ہے جبین ہو داغ دل بیتاب کا پھاہا
قائم ہو تو رکھون ابھی سیماب کا پھاہا

ہی زخم جگر پر مرے تیزاب کا پھاہا
مانع ہے شب و روز خور و خواب کا پھاہا

خون روکے گا زخمِ دلِ بیتاب کا پھاہا
جرّاح ہے مانع کہین سیلاب کا پھاہا

چھُٹ جاے جو داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا
ہو تاج سرِ مہرِ جہان تاب کا پھاہا

بیچین ہون دل غفلتِ ساقی سے ہی مجروح
جرّاح رکھے آکے مئے ناب کا پھاہا

خنجر مرے قاتل کا رکھو زخمِ گلو پر
درکار ہے اسطرح کی تیزاب کا پھاہا

داغِ دلِ سوزان پہ ٹھہرتا نہین دم بھر
کرتا ہے عیان خاصہ سیماب کا پھاہا

تسکین ہوئی بلبل کو بہار آئی چمن مین
ہر برگ ہے داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا

سینے پہ مرے بعد ہین رکھتے مرا دیوان
ہر صفحہ ہے داغِ دلِ احباب کا پھاہا

دیکھا ترے جگنو کو ہوا دل مرا زخمی
رکھون گا پرِ کرمکِ شب تاب کا پھاہا

دیکھا خطِ جانان کا لفافہ ہوئی تسکین
ویفر ہی کہ داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا

دیدے کوئی بیکار سپر گر مرا قاتل
ہو زخمِ دلِ رستم و سہراب کا پھاہا

بلبل کے جو نالون نے کیا چاک چمن مین
شبنم ہوئی زخمِ گلِ شاداب کا پھاہا

زلفین جو بنین آپ کی چین ہو گیا ہمکو
شانہ ہے کہ زخمِ دلِ بیتاب کا پھاہا

داغِ دلِ سوزان سے جلا مرہمِ کافور
دکھلائے نہ کیون چھوٹنا مہتاب کا پھاہا

دل آرزوے وصل سے زخمی ہے شب و روز
رکھو پرِ پروانہ و سرخاب کا پھاہا

آئیگی تری روزنِ دیوار سے جب دھوپ
ہوگی مرے داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا

آنکھون پہ لگاتا ہون تو آجاتی ہے ٹھنڈک
عینک ہے ہر اِک دیدۂ پُرآب کا پھاہا

بیچین شبِ ہجر ہے میرا دلِ پُرداغ
ہے چادرِ مہتاب کہ تیزاب کا پھاہا

آنکھین جو ملین رہگذرِ یار پہ سویا
تھا نقشِ قدم دیدۂ بیخواب کا پھاہا

دولت سے بخیلون کو زمانے مین ہی راحت
درہم ہے کہ داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا

ہین نفع رسان زینتِ دنیا سے مبرّا
دیکھا نہ کبھی اطلس و کمخاب کا پھاہا

سوزان دلِ پُرداغ ہی مرکر جو کفن مین
ہر پارچہ کافور ہے تیزاب کا پھاہا

رحم آتا ہی غلطان ہی گہر دل مین ہے ناسور
ہاتھہ آئے تو رکھدون ابھی گرداب کا پہانا

مشک کرکے ترے در سے رکھا زخم جگر پر
ممنون ہے مسجد کا نہ محراب کا پہانا

کیا اُٹھون کہ زخمی ہی جگر صبح شب وصل
ہر گھاؤ پہ ہے فرش ترے خواب کا پہانا

گو غافل و مجروح ہے دل غم سے لطافت
کہدو تو غزل مین ہو فقط خواب کا پہانا

رہا یہ عالم سودا مین عجب وداب اپنا
جنون تا بجہان مین ہو اخطاب اپنا

بہت عروج دکھاتا ہے آفتاب اپنا
اسے دکھاؤن کبھی ساغر شراب اپنا

سدا ہے نوحہ و ماتم گیا شباب اپنا
رکھا ہے سوگ نہین یہ سیہ خضاب اپنا

زمین کی غرق کا ہی خوف رو نہین سکتا
کرم کرے مجھے دامن جو دے سحاب اپنا

یہی ہی قول جوانون سے زال دنیا کا
کبھی فلک کے لڑکپن مین تھا شباب اپنا

یقین ہے اور کسی کی نہ آئیگی نوبت
شروع ہوگا اگر حشر کو حساب اپنا

سبق ہی موت کا طفلی سے ہمنے یاد کیا
کفن بغل مین رہا صورت کتاب اپنا

پس فرس کوئی دیوانہ دوڑا آتا ہے
بنا دے طوق گلو حلقہ رکاب اپنا

وہ نازنین جو کرے میکشی لب دریا
اولٹ کے جام ابھی نذر دے حباب اپنا

شب فراق سکا جاگا ہون نیند آجاے
جو قرض دین مجھے اصحاب کہف خواب اپنا

ہمیشہ بسیر و سامان ہے قبر گریبان کی
کبھی تو کھینچدے لنگیرہ اے سحاب اپنا

شب وصال ہی دوگالیان مین سے تو لون
رکھو شمار تم اپنا نہ مین حساب اپنا

جھپک کے آنکھہ کھلی جب تو صبح پیری تھی
مثال خواب کے تھا عالم شباب اپنا

حسین کو دیکھہ کے اُٹھے ہین وصل ہو تعبیر
کہین گے حضرت یوسف سے جاکے خواب اپنا

رہی ہین آکے کوئی دم جہان فانی مین
جو بے ثبات تھے مسکن ہوا حباب اپنا

زمین مین نالگڑھی جب مری تو بولی موت
کیا ہے تازہ مسافرنے پا تراب اپنا

ارنی سکار فگن ہم وہ صیدِ گریان ہین
ہوے ہین ذبح تو پُر اشک ہی کباب اپنا

بنائے اسلیے صانع نے اونکے دو ابرو
نہ ہو غرور ہر اک دیکھ لے جواب اپنا

مرا کمال ضعیفی مین مجھسے کہتا ہے
مقامِ حیف ہے پیری ترے شباب اپنا

سوال ہو جو امامت کا قبر مین ہم سے
علی علی ہو **لطافت** فقط جواب اپنا

کام عاشق کا صنم تیغ قضا سے نہوا
اس طرف ایک اشارہ بھی ادا سے نہوا

جب کہا دل نے رہا زلفِ دوتا سے نہوا
ہنسکے وہ کہنے لگے میری بلا سے نہوا

دردِ الفت مین مفر مجکو قضا سے نہوا
کچھ دعا سے نہوا اور دوا سے نہوا

جب تک آیا نہ زبان پر مرے محبوب کا نام
معجزہ حضرتِ موسیٰ کی عصا سے نہوا

ٹھنڈی سانسون سے نہ اس گل کا کھلا غنچۂ دل
آہ سے کام ہوا وہ جو صبا سے نہوا

لاغر و زار وہ ہون راہ مین جب پاؤن پڑا
مین رہا یار کی نقشِ کفِ پا سے نہوا

زاہدِ خشک کا ہی زہد دکھانے کے لیے
بوریا ہیچ ہے خالی جو ریا سے نہوا

آئے سب مثل مسافر کے یہان اور گئے
کوچ کس شخص کا دنیا کی سرا سے نہوا

بنکے مانندِ حنا شوق قدمبوسی مین
رنگِ قالین کا جدا اوس کفِ پا سے نہوا

دل مین کٹ گیا چمکا جو شبِ عید ہلال
ہمسر اے ماہ ترے ناخنِ پا سے نہوا

حسنِ محبوب کا چلمن مین ہی عاشق سے کلام
مطلب اے شربتِ دیدار کے پیاسے نہوا

واہ ری صنعتِ صانع کہ فطور ہم مین
خاک سے آگ سے پانی سے ہوا سے نہوا

داغ ہاتھون مین حسینون کے لگا گئے کیا
انتقام آج تلک دزدِ حنا سے نہوا

رنگ سب تیرا بگڑ جائیگا ای دشتِ جنون
سر خرو خار جو مجھ آبلہ پا سے نہوا

غافلو سر کو پٹک کر یہی کہتے ہین حباب
ہمکو دنیا مین ثبات آب و ہوا سے نہوا

سفرِ ملکِ عدم مین جو بٹا لیتے بوجھ
کام اتنا بھی ہمارے رفقا سے نہوا

دل کھنچا میرا بہر حال وسی کوچہ کی طرف — منحرف قبلہ سے ہو قبلہ نما سے نہوا
ہم سسکتے ہی رہے وصل کی خاطر افسوس — رحم بت سے نہوا ظلم خدا سے نہوا
اور دانتون سی کہا دانت جو پیری مین گرا — تھام لیتے مجھے آتنا رفقا سے نہوا

ای لطافت ہی عجب طرح کی آسیر ملی
کونسا دفع مرض خاک شفا سے نہوا

ہی ضعف گریبان سے ڈہل جاے نہ تنکا — گردن مین مری طوق پڑا ہے کسی من کا
ہی قرب جو اوس افعی گیسو کے دہن کا — یاقوت کے بہدے پہ ہی شک سانپ کی من کا
بلبل کو قفس مین ہے سدا دھیان چمن کا — غربت مین مسافر کو تصور ہے وطن کا
ہی بعد فنا شوق مری روح کو تن کا — غربت مین مسافر کو تصور ہے وطن کا
پروانہ صفت جل گیے ہم اس بزم مین جب ہم — آنسو نہ تھما صبح تلک شمع لگن کا
معشوق بنی چشم خلائق مین ہے دنیا — بدلا زن فرتوت نے کیا بھیس دلہن کا
شیشہ کو تری بزم مین اچھوتے ہے جو ساقی — دھیان آیا کسی بادہ کش تشنہ دہن کا
کیا لاغری و ضعف مین بستر سے اوٹھون مین — ہی قلعہ مرے گرد بچھونے کی شکن کا
تھی روز ولادت ہی گلوگیر اسیری — حلقہ تھا گلے مین مرے آنول کی رسن کا
تصویر تو مانی و بہزاد نے کھینچی — نقشہ نہ بنا پر ترے بیساختہ پن کا
بلبل ہے یہ مشتاق ابھی دل مین چبھو لے — کانٹا بھی قفس مین اگر آجاے چمن کا
ہی شام غریبان نے جلا کر مجھے مارا — کافور کفن مین ہو مری صبح وطن کا
عشق لب خوش رنگ سے روشن ہے مرا دل — اس گھر مین چراغ آج جلا لعل یمن کا
وہ گیسوے مشکین لب رنگین مین دبے ہین — ڈانڈا ہی بدخشان سے ملا شہر ختن کا

قطعہ

آیا ہی جو شب کوچے گلگشت وہ گل رو — ہی بزم حسینان سے سوا نور چمن کا
تھالی مین ہی سرو اور سر سرو پہ قمری — جلوہ ہے شعلہ سے عیان شمع لگن کا

ہر بار ہی عاشق کے جو سینے مین کھٹکتا
یہ دل ہے کہ پیکان ہے کسی تیر فگن کا

آئینہ مین وہ دیکھتے ہین چشم کی شوخی
صحراے حلب مین ہے رم آہوے ختن کا

سمجھا مہِ نو دیکھ کے مین در رسیدہ
پھر تازہ ہوا زخم دلِ چرخ کہن کا

وحشت کدۂ دہر کی شاید ہے نشانی
کر دیتے ہین سب چاک گریبان کفن کا

کہتا ہے صدف سے یہ نکلکر درِ غلطان
ناسور کلیجے مین ہے دوریِ وطن کا

مستی مین کہی یہ مہِ بے نور پہ پھبتی
پینہ ہے عیان شیشۂ گردون کے دہن کا

بوسے ہون عطا خطِ رخِ پُر نور پہ نکلا
خیرات کرو وقت ہے یہ چاند گہن کا

دیوانہ کو دنیا کے تعلق سے چھڑایا
ممنون ہون مین حشر تلک دُزدِ کفن کا

وصفِ قدِ جانان مین بنایا ہین اسے مطلع
مصرع ہمین ملجاے اگر سروِ چمن کا

کیا لطف دکھایا شبِ دیجورِ لحد مین
کافور سفیدہ جو بنا صبحِ کفن کا

سر پھوڑنے سے پہلے ہی سر ہو گیا فرہاد
تیشہ جو لیا ہاتھ مین ماتھا وہین ٹھنکا

آفت مین پھنستا ہے بہت دوڑ کے چلنا
ملتا ہے پتا سم کے نشانون سے ہرن کا

مینائے شکستہ نہ سمجھنا اسے ساقی
ٹوٹا ہوا دل ہے یہ کسی توبہ شکن کا

ہوتا جو دہن کرتے یہ دعواے خدائی
بہتر ہی نہونا ہے حسینون کے دہن کا

آنکھ اوسکی پڑی ہمپہ جبکہ بزم مین آئے ہین
تیرون سے شکار آج کیا ہمنے ہرن کا

ہو خون بھی اگر جمع تو دشمن ہے زمانہ
نافہ سبب قتل ہے آہوے ختن کا

مشتاق نجف ہند مین رہتا ہے لطافت
بلبل کو قفس مین ہے سدا دھیان چمن کا

ہی سوال اوس سے سدا مرتبۂ عالی کا
پنجۂ مہر مین عالم ہے کفِ خالی کا

قول ہے برگِ حنا اور گلِ قالی کا
پائنام اپنے شرف ہی تری پامالی کا

ہر ملکی کا بکھیڑا ہے نہ کچھ مالی کا
ہی سرِ دست حساب اپنی کفِ خالی کا

ہاتھہ مین بند ملا مرکے خوش اعمالی کا
کھل گیا حالِ سکندر کو کفِ خالی کا

مینے بوسون سے لبِ یار کیے سرخ و کبود
رنگ ہستی کا جما یہان نہ کبھی لالی کا

ماہِ نو اسلیے انگشت نما ہے ای چرخ
کام مستون مین ہے کیا اس قدحِ خالی کا

نہ اذان ہو نہ بجی صبح شبِ وصل گجر
سرِ موذن کا قلم ہاتھہ ہو گھڑیالی کا

چشم بے اشک ہی عشاق کے آگے بیقدر
رتبہ کیا جوہریون مین صدفِ خالی کا

مثلِ طنبور نہو پیٹ کا ہلکا کوئی
حال دَرپردہ ہے کہتا شکمِ خالی کا

سفلہ گر صدر نشین ہے تو نہین فخر کی جا
مرتبہ کون سمجھتا ہے خسِ قالی کا

باغِ فردوس جو مشہور دو عالم مین ہے
ایک بوٹہ ہے ترے پیرہنِ شالی کا

طالبِ امن اگر تو ہے تو ہو گوشہ نشین
صدمہ ہر راہ کی سبزی کو ہے پامالی کا

تاج ہی داغِ جنون ریگ بیابان خلعت
غل ہی ہر سو ترے مجنون کی خوش اقبالی کا

پھوٹ کر آبلہ پا مرے کیا روتے ہین
صدمہ کانٹے کو پہونچتا ہے جو پامالی کا

جانبِ کعبہ رخ جھک کے ہین کہتی ابرو
قابلِ سجدہ یہ قبلہ ہے خوش اقبالی کا

چہرہ حور سے بہتر ہین وہ تلوے شفاف
پشت پا سے ہے عیان رنگ گلِ قالی کا

وصل مین عاشق و معشوق ہین دونون مجبور
اسکو بوسے کا ہے لپکا تو اسے گالی کا

منطقی کہتے ہین سب دیکھ کے وہ میم دہن
خط ہی اک حاشیہ اس مطلبِ اجمالی کا

ای مرے صدر نشین فخر سے سدرہ ہو نہال
رتبہ پائے جو تمہارے شجرِ قالی کا

عشقِ حیدر مین لطافت رہو سمجھے بوجھے
رنگ آئے کسے قالی نہ کسے غالی کا

دکھا کر شب کو مہ یہ قول ہے صحرا مین کالونکا
او گل کر منہ سے کہنا چاہیے ایسے نوالونکا

وہ ابرو دیکھ کے یہ قول ہے صاحب کمالونکا
خدا کی شان مطلع ایک حاشیہ دو ہلالونکا

نظر مین ہر گھڑی بوٹا سا قد ہے نونہالونکا
مری آنکھون پہ پتنگ ہوتا ہی شمشاد و نکے تھالونکا

رہیگا گر یونہین آباد کوچہ خوش جمالونکا
نہ لیگا نام کوئی مسجدون کا اور شوالونکا

تماشا دیکھنے قابل ہی وہ آنکھین ہین مرگ نشین
بجا ہے شیر مسکن ہے نیستان مین غزالونکا

ابھی تو لگتی ہے اک زمین افلاک پھٹ پڑتے
ہمارا اگر نہوتا عاشق غمگین کے نالونکا

صدا ہر صید کی صحرا مین یہ ہے اے شکار افگن
کہ بھوکا ہون تری بندوق کے منہ کے نوالونکا

لگا لی اُسنے لالی ملکے مسی اپنے ہونٹون پہ
شفق آلودہ ہونا شام کو دیکھو ہلالونکا

دل ویران بسا رہتا ہے خوش چشمونکی الفت سے
یہ وہ صحرا ہی جھمپٹ جسمین رہتا ہی غزالونکا

ہوئی جب شمع روشن بزم مین ہنسکے فنا بولی
ہوا سامان لو گلگیر کے منہ کے نوالونکا

شب وصل اُس قمر نے ناخنون سے چٹکیان لیکر
عجب خلعت پنھایا جسم عاشق پر ہلالونکا

نہین معلوم کس سینہ سپر کا انکو ماتم ہے
خمیدہ غم سے ابتک ہین سیہ ہی رنگ ڈھالونکا

صدا ہی آسیا کی مین عجب برگشتہ قسمت ہون
جہان مشتاق رہتا ہے مرے منہ کے نوالونکا

نہین ہے سبزہ خط ہین نمایان نیل عارض پہ
لیا تھا خواب مین عاشق نے بوسہ انکے گالونکا

دکھا کر نقش نعل توسن جانان زمین بولی
فلک پر اک مہ نو ہے یہان مجمع ہلالونکا

ملال و صدمہ و اندوہ و حرمان و الم یارو
ہر اک ہی نام مجھ مہجور کے منہ کے نوالونکا

خبر دیتے ہین اے مشاطہ جو ہر صاف عاشق کو
لیا غیرون نے آئینہ مین بوسہ انکے گالونکا

مہ نو دیکھکر ہر ماہ مین وہ یار کہتا ہے
ہمارے ناخنون مین ہی کرشمہ ان ہلالونکا

غزل مین قافیہ ہر طرح کے موزون کیے ہمنے
لطافت کیا کرین یہ ڈھنگ ہے صاحب کمالونکا

دیکھے ہین اونکی نظر سے گر گیا
آبرو پر آج پانی پھر گیا

گیسوون مین یار کے دل پھر گیا
سو بلاؤن مین اکیلا گھر گیا

سیکڑے مستون کا مجمع پھر گیا
آسمان پر ابر آکر گھر گیا

حلق پر قاتل کا خنجر پھر گیا
ڈوب کر میرے گلے مین تر گیا

سخت جانی ہائے ہم کٹ کٹ گئے
خنجر قاتل گلے پر کر گیا

دل چرا کر مجھسے فرماتے ہین وہ
ڈھونڈھتے کیا چیز ہو کیا گر گیا

کیا بہت میٹھا تھا عاشق کا لہو
خنجر سفاک کا منہ بھر گیا

قتل سے میری خوشی ایسی ہوئی
منہ پہ اوس خنجر کے پانی پھر گیا

عشق مین شیرین و خسرو بچ گئے
رنج سارا کوہکن کے سر گیا

ایک دو بوسون پہ قیمت آ رہی
بھاؤ ایسا جنس دل کا گر گیا

کی چڑھائی فوج خط نے اے صنم
لشکر مژگان کا لو منہ پھر گیا

مہربانی عشق کی جب سے ہوئی
لاکھ ارمانون مین یہ دل گھر گیا

رفتہ رفتہ دل مین گھر ہو گا مرا
آج غیر اونکی نظر سے گر گیا

ای زلیخا قید یوسف کو کیا
نام فرد عاشقان سے گر گیا

ای لطافت آنکھ پھیری یار نے
دفعتہ سارا زمانہ پھر گیا

جو نبی آیا فقط امت مین پیغمبر ہوا
میرا پیغمبر ہے وہ محبوب جو اکبر ہوا

دل مرا ٹوٹا جو چکنا چور ہر ساغر ہوا
ہاتھ پڑنا محتسب بیدرد کا پتھر ہوا

آیۂ پیشتری ہے شاہد جانشینی پر ہوا
فرش خواب مصطفی بہر علی بستر ہوا

سب خوشی بھولا خیال ابروے دلبر ہوا
دل کو عاشق کے ہلال عید اک نشتر ہوا

مرتضی و مصطفی دونون بنے اک نور سے
بن گیا کوئی امام اور کوئی پیغمبر ہوا

خواہش عزت اگر ہے تو وطن سے تو نکل
آبرو پائی جو دریا سے جدا گوہر ہوا

ہجر کا جاگا ہوا تھا چین سے نیند آ گئی
بہر پروانہ حریر شمع جب بستر ہوا

کیا ہی مجھ وحشی کو دربان کی اجازت سے غرض
سر جو ٹکرایا تری دیوار سے اک در ہوا

جب شب وصلت ہوئی آخر دیا کیا میرا ساتھ
صبح نے پھاڑا گریبان مہر ننگے سر ہوا

ہی سدا گوشہ نشینی سے جہان مین آبرو ۔۔۔ قطرۂ نیسان صدف مین جب رہا گوہر ہوا

جائے اوس کوچہ مین کیسی نیند آئی چین سے ۔۔۔ نقش پائے یار مجھہ پامال کا بستر ہوا

شمع روشن ہوکے کرتی ہے سلاطین سے کلام ۔۔۔ سر زمانے مین کٹا جو صاحبِ افسر ہوا

کہہ رہے ہین یہ زبانِ حال سے موئے سیاہ ۔۔۔ زلف کے سودے کو پیدا عاشقونکا سر ہوا

فصل گل آتے ہی نکلی شیشۂ وخم سے شراب ۔۔۔ مست کیسے بادہ تک بھی جامہ سے باہر ہوا

عشق کے جھگڑے بکھیڑون سے تو ہوجاتی نجات ۔۔۔ ہاے سینے مین نہ کیون دل کی جگہہ پتھر ہوا

بڑھ گیا اے چرخ فکرِ قوت سے دوران سر ۔۔۔ آسیا کی طرح گھر بیٹھے مجھے چکر ہوا

مال ہی کیا مال منعم آدمیت چاہیے ۔۔۔ فخر کیا گر مثل ہُدہُد تاج زیبِ سر ہوا

ہون وہ دیوانہ نہ نکلی خون کی ایک بوند بھی ۔۔۔ آب آب اکثر رگون مین ڈوبکر نشتر ہوا

حلقہ حلقہ گرد جب پھرنے لگے عاشق تمام ۔۔۔ شمع وہ محبوب فانوسِ خیالی گھر ہوا

قطعہ

جب وہ آئے میکدے مین طرفہ کیفیت ہوئی ۔۔۔ لڑکھڑائے مست ساقی جامے سے باہر ہوا

گردنین شیشونکی اوٹھین بڑھ گئے دستِ سبو ۔۔۔ دور سے محوِ نظارا دیدۂ ساغر ہوا

خون ناحق کے جو قطرے بنکے گوہر جم گئے ۔۔۔ خنجرِ قاتل ہمارے قتل کا محضر ہوا

خونِ ناحق عاشقِ صادق کا ثابت ہو گیا ۔۔۔ جب شہادت کی گواہی کو زبان خنجر ہوا

گرم صحبت عرش پر معراج مین برسون رہی ۔۔۔ سرو احمد کا نہ دنیا مین مگر بستر ہوا

فرش بہر خیر بچھوا کر وہ بولے طعن سے ۔۔۔ لو تمھارے بخت کے سونے کو یہ بستر ہوا

امی زلیخا ہی مراد لبِ نصیری کا خدا ۔۔۔ فخر کیا تیرا اگر معشوق پیغمبر ہوا

لوگ سجدے کرتے ہین اللہ رے تعظیم جنون ۔۔۔ تن یہ مجھہ وحشی کے پڑکر ہر ایک پتھر ہوا

ای لطافت جسنے کی دنیا مین مدحِ اہلبیت
بیت کے بدلے عطا فردوس مین اِک گھر ہوا

سیم تن کرتے ہین کشتہ دلِ بیتاب اپنا ۔۔۔ چاہ مین حال ہوا صورتِ سیماب اپنا

سرنگون ابروئی جانان کے تصور مین ہین
سجدہ صد شکر ہوا ہے تہِ محراب اپنا

ناف سے اوس یم خوبی کے نہوگا ہمسر
سر پھراتا ہے عبث بحر مین گرداب اپنا

دیکھتے ہی نہین وہ خط کی عبارت قاصد
کھول کر نامہ فقط پڑھتے ہین القاب اپنا

رات بھر مجکو نظر آیا تھا سامان وصال
رشک مانع ہے بیان کس سے کرون خواب اپنا

دعوئی ہمسری اسکے رُخِ رنگین سے واہ
دیکھے منہ نہر چمن مین گلِ شاداب اپنا

آفتاب آج بڑی شان سے نکلا ہے صنم
اسکو دکھلاؤ ذرا جام مئے ناب اپنا

ہوگا عاشق کی لحد پر نہ اندھیرا شب دفن
دل جلائینگے عوض شمع کے احباب اپنا

سجدہ ہی کرتے ہوی جاتے ہین زمین پر ہر گام
قد جو پیری سے ہوا صورتِ محراب اپنا

زلف دلدار کا رہتا ہے تصور ہر رات
اس سبب سے ہے پریشان ہر اک خواب اپنا

جاؤن مین زلف کا سودائی اگر دریا مین
طوق پہنائے گلے مین مرے گرداب اپنا

ہاتھ پر رکھ کے وہ سیماب یہ بولے مجھسے
لائیے سامنے اسکے دل بیتاب اپنا

بےنقاب آئین جو وہ بام پہ تو ہوئے خجل
پردہ ابر سے منہ ڈھانک لے مہتاب اپنا

ہاے منظور ہے تعبیر بُری دے کوئی
مجھسے غیرون مین وہ کہتے ہین کہو خواب اپنا

برق ہے موج ہی سیماب ہے شعلہ ہے مگر
سب سے بڑھکر ہے لطافت دلِ بیتاب اپنا

عجیب جبر ہے کہتا نگار ہے میرا
کہ دل ترا ہے مگر اختیار ہے میرا

مرے پہ بھی یہ عروج و وقار ہے میرا
جنازہ چار کے کاندھے سوار ہے میرا

صدا ہی زلف صنم کے لیے دلِ عشاق
بڑی ہی ساکھ بڑا اعتبار ہی میرا

وہ دل اگر لیے جاتے ہین اے جگر نہ تڑپ
پرائی چیز پہ کیا اختیار ہے میرا

وہ زلف چشم سے کہتی ہے پا کے عاشق کو
جگر ہے صید ترا دل شکار ہے میرا

مرے گناہ یہ کہتے ہین اسکی رحمت سے
ترا حساب نہ ممکن شمار ہے میرا

عدم کے قافلے والو نہ یون بڑھے جاؤ ‏— مناسب ایسی جگہ انتظار ہے میرا

فراقِ یار مین کہتی ہے حسرتِ مُردہ — نہ سمجھو سینۂ عاشق مزار ہے میرا

صدا نفس کی یہ ہر دم ہے ابکی آؤ نہ آؤن — کہ مستعار ہون کیا اعتبار ہے میرا

وہ بے ثبات ہون نہین ڈوب کر بھی موت آئی — نہین حباب کا گنبد مزار ہے میرا

حریص دیکھ کے انسان کو کہتی ہے دنیا — بچا سکے گا کہین یہ شکار ہے میرا

دکھا کے نقشِ قدم اُنکا سبے کہتا ہون — پڑھ آؤ فاتحہ فرضی مزار ہے میرا

جنون مین کردیے اے قیس و کوہکن حصّے — تمھارا دشت و جبل کوے یار ہے میرا

پکارتا ہے سکندر کہ ہے نشان باقی — ہر ایک آئنہ دیکھو مزار ہے میرا

مرا شباب ترا حُسن پا کے بولا عشق — یہ دونو تو ہین فقط انتظار ہے میرا

ہمارے نالون کو سُنکر وہ غیر سے بولے — عجب صدا ہے کہ دل بیقرار ہے میرا

جہان حُسن سے چہرون پہ کیا حسینون کے — جہان مین دید کے قابل غبار ہے میرا

یہ حسن قہر کا دیکھون تو کیون نہ مین تڑپون — تمھین بتاؤ کہ کیا اختیار ہے میرا

صدا اے رحمتِ غفّار حشر کو ہوگی — چلی چلے کدھر امیدوار ہے میرا

کہا ہی گیسوے جانان مین دل الٰہی خیر — سفر مین ہاے غریب الدیار ہے میرا

کسی نے یار سے پوچھا مجھے تو فرمایا — یہ ایک طالب و امیدوار ہے میرا

سگِ حبیب کا ہی دانت قبر منہ پھیلاے — یہ دو گرسنہ ہین اک جسم زار ہے میرا

ہمیشہ گرد تصویر قیس بنتا ہے — مصوّرو یہ جنون زا غبار ہے میرا

یہی تو اول و آخر عدم ہوے مشہور — کمر ہے یار کی یا جسم زار ہے میرا

نشان کھینچ کے کوچہ مین اُس تلکے کہتا ہون — خدا نصیب کرے یہ مزار ہے میرا

سحر کو شمع کے شعلے کا جھلملانا دیکھ — کہ ماجراے دلِ بیقرار ہے میرا

دکھا کے روح کو کہتی ہے دوش پر میّت — کہ مین سوار ہون پیدل سوار ہے میرا

زہے شرف جو لطافت امام عصر کہین
کہ یہ بھی منتظر امیدوار ہے میرا

بلبل کو ہنسکے باغ مین اُسنے رولا دیا
غنچون کی بات کھوئی اگر مسکرا دیا

بوسہ لیا تو دل تمھین اے دلربا دیا
الفت مین کام آیا ہماری لیا دیا

اُمید کیا بھلائی کی اخوانِ دہر سے
یوسف کو بھائیون نے کنوئین مین گرا دیا

روزِ ازل جو خلق کیا حق نے حسن و عشق
معشوق آپ کو ہمین عاشق بنا دیا

کفارہ اِس گناہ پہ دل دونگا یار کو
کیون آنسوون کو آنکھہ سے مینے گرا دیا

اے آسمان خوب تری گھات بن پڑی
لے ابتو چین آیا کہ مجھکو مٹا دیا

مدت کے بعد جاکے لحد مین لگی تھی آنکھہ
کیون غافلون نے شانہ ہلا کر جگا دیا

ہوتے ہی صبح جانے پہ وہ مستعد ہوے
کیون بوسے لے کے وصل مین مینے جگا دیا

مانی سے کھنچ سکا نہ رخ صاف جب ترا
حیران ہوکے آئنہ آخر بنا دیا

کمسن تھے نزع مین مجھے دیکھا تو ڈر گئے
افسوس پاس سے نہ کسی نے ہٹا دیا

لپٹا جو حسن دیکھکے عاشق شبِ وصال
شرمائے وہ تو شمع کو جل کر بجھا دیا

غیرت نے دی صدا کہ نہ کھو آبرو ٹھہر
پھر طلب جو ہاتھہ طمع نے بڑھا دیا

روزِ ازل بنا تھا جو عاشق کا کالبد
تھا آب و گل مین عشق بھی شاید ملا دیا

پنہان کیا ہے قلبِ مکدر مین عشق کو
اس آگ کو ہی راکھہ مین ہمنے دبا دیا

پھولا اگر بہار پہ اپنی چمن مین گل
پتون نے ہاتھہ مل کے خزان کا پتا دیا

کہتا ہے ماہِ نو کو دکھا کر وہ تیغ زن
اوچھا سا ایک ہاتھہ ادھر بھی لگا دیا

بازارِ عشق مین مرے یوسف کا پاکے حسن
قیمت کے بدلے آنکھون نے ہی دل لگا دیا

باقی رہے نہ عاشق و معشوق مین دوئی
کیون حسن و عشق کو نہ خدا نے ملا دیا

لہو و لعب جہان کا لطافت کیا پسند

اقرار تو نے عالم زر کا بھلا دیا ۂ

خون چکان ہے جو ہر اک دیدۂ گریان میرا
دامن گل سے زیادہ ہے گریبان میرا

ہنسکے وہ بولے گرا جب دل نالان میرا
شور مشہور نہو چاہ زنخدان میرا

فرق مجنون پہ لگا سنگ تو آئی یہ صدا
کچھ نشان چاہیے سر پہ ہے یہ احسان میرا

لے کے دل بوسہ لب اسنے دیا جب تو کہا
خاک کے مول بکا لعل بدخشان میرا

جوش وحشت مین سب اشعار کیے ہین موزون
کیون نہ مصرع ہو ہر اک دست و گریبان میرا

دل مین آتا ہے غم یار تو کہتی ہے روح
میزبان اسکی ہون مین اور یہ مہمان میرا

چھین کے دل کو کہان آپ لیے جاتے ہین
کہ نکلنے نہین پایا ابھی ارمان میرا

بوسہ دیتے ہین تو وہ ناز سے فرماتے ہین
کیجیے شکر نہایت ہے یہ احسان میرا

یہ تو فصل جنون مین ہے اشارہ کرتا
ہان فقط چاک سے باقی ہے گریبان میرا

غیر کیا چیز ہے صدمے جو ترے سہہ جائے
یہ کلیجہ ہے یہ دل اے شب ہجران میرا

خون فرہاد بہا جب تو یہ تیشہ نے کہا
رنگ لایا ہی عجب سر پہ یہ احسان میرا

کرکے بیدل مجھے وہ ناز سے فرماتے ہین
آپ کے دل مین رہے تھر ہے ارمان میرا

موسم گل مین عمامے کو جو رکھا باقی
بادہ خوار و سر واعظ پہ ہے احسان میرا

جاکے گیسو سے بنا حسن سے آہو نکاو ہوان
ہی مجسم سر جانان پہ یہ احسان میرا

حیف صد حیف جوانی مین نہ کی قدر شباب
ہائے آزردہ چلا مجھسے یہ مہمان میرا

باہین گردن مین مرے ڈال کے وہ کہتے ہین
اب بھی کہیے گا کہ نکلا نہین ارمان میرا

قول آئینہ کا ہی جب سے وہ عارض دیکھا
نہ کبھی بند ہوا دیدۂ حیران میرا

قیس کو میرے جنون سے ہے بھلا کیا نسبت
کانپ جائے نظر آئے جو بیابان میرا

تنگ پوشاک سے رہتا ہو نہین دیوانہ زار
کیون گلا گھوٹنے آیا ہے گریبان میرا

اشک خونین سے سدا پھول بھرے رہتے ہین
گلفروشون کا سبد ہے کوئی دامان میرا

وقت پیدائش انسان سے صدا دنیا کی
جس قدر آج ہو تاریک زیادہ ہی خوب
جان پر آج بنی ہے تو بگڑ بیٹھا ہون
دیکھ کر حسن غش آنے جو لگا اُس نے کہا
مین بھی دیوانون کا ہمدرد ہون کہتا ہے دل
آپکی زلف کے اشعار مین مضمون ہین بندھے
دشت مین مرغ جنون کا جو شکار آئیگا
قول آئینہ کا ہے پردہ دری خوب نہین

رنج و غم کھانے کو آیا ہے یہ مہمان میرا
مانگ لے بخت سیہ اے شب ہجران میرا
خاتمہ اب ہے ترا یا شب ہجران میرا
سونگھ لو آکے قرین سیب زنخدان میرا
پنجۂ مہر مین رہتا ہے گریبان میرا
جمع رکھیے گا یہ دفتر ہے پریشان میرا
تیر چاک اور کمان ہوگا گریبان میرا
خود نظر آؤ گے دیکھو تن عریان میرا

آرزو ہے کہ علی حکم کرین قرب صراط
ہان لطافت اسے کہہ تھام لو دامان میرا

فرمایش جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر اعلی اللہ مقامہ

ابھی جاتا رہے درد و ملال و رنج و غم سارا
محبت کے بکھیڑون سے ابھی ہو جائے چھٹکارا
کہے مشاطہ ہاتھہ آیا عجب آئینہ حسن آرا
گمان مستون کو ہو ساقی لیے ہے شیشہ کیا پیارا
یہ کی ہے نذر سمجھون جان کو بھی پھر نہین پیارا
وہ عاشق ہون جو مجھکو سلطنت ہو صورت ادا
رخ شفاف جانان کو اگر دیدون جلب سارا
مقام شرم ہے ایسی عطا کیا چیز ہین دونون
اگر ہوتی حکومت تو اجازت حسن سے لیتا

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا
اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا
اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا
اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا
اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا
بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را
بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را
بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را
بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

دکھایا حسن دنیا چاہیے دل کیا ہین یہ دونون
بخالِ ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

قسم کھاتا ہون اس نشاطہ مین وہ رخ اگر دکھلا
بخالِ ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

بہارِ کوچۂ جانان مرے دل سے بھلاتی ہے
کنارِ آب رکن آباد و گلگشت مصلی را

حسین آباد گر دیکھین تو بھولین حافظ و سعدی
کنارِ آب رکن آباد و گلگشت مصلی را

پڑی کیا لوٹ ہین معشوق جبسے مین بنا عاشق
چنان بردند صبر از دل کہ ترکان خوان یغما را

نہایت شوخ ہین چالاک ہین عیار ہین یہ بت
چنان بردند صبر از دل کہ ترکان خوان یغما را

ہزارون عاشقون کو سادگی نے آپکی مارا
بہ آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روی زیبا را

وہ مکھڑا بھولا بھولا گورا گورا ہے عجب پیارا
بہ آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روی زیبا را

کہا روزِ ازل صانع سے اُنکے حسن ذاتی نے
بہ آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روی زیبا را

بنا کر آئنہ اس رخ کی جا لکھا مصور نے
بہ آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روی زیبا را

سرِ بازار جب آیا صدا دی حسن یوسف نے
کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را

لکھا تھا کاتبِ تقدیر نے یہ روزِ اول سے
کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را

مرے محبوب و یوسف کو دکھا کر حسن نے پوچھا
کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را

کمر اسواسطے ہر دم ہی باندھے وہ ستم آرا
کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را

بنایا وہ دہن معدوم صانع کا یہ مطلب تھا
کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را

کیا ہی روح کو بندا اسلیے اللہ نے دل مین
کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را

دلا کہنا ہمارا مان الفت مین کہ سنتے ہین
جوانانِ سعادتمند پندِ پیرِ دانا را

سنو کہنا مرا تم بھی کہ در گوش کرتے ہین
جوانانِ سعادتمند پندِ پیرِ دانا را

محبت مین تمھاری گالیان بھی ہین عجب شیرین
جوابِ تلخ می زیبد لبِ لعل شکر خا را

برا عاشق کو کہنا تجپہ اے ناصح نہین پھبتا
جوابِ تلخ می زیبد لبِ لعل شکر خا را

کہا فرہاد نے اپنی برائی سنکے شیرین سے
جوابِ تلخ می زیبد لبِ لعل شکر خا را

سوالِ بوسہ پر دی یار نے گالی تو یہ پوچھا
جوابِ تلخ مے زیبد لبِ لعلِ شکر خا را

لطافت کچھ تنا اس کان کے جھالونکی موزون کی
کہ بر نظمِ تو افشاند فلک عقدِ ثریا را
لطافت کسنکے یہ مصرع صدا ہے روح حافظ کی
کہ بر نظمِ تو افشاند فلک عقدِ ثریا را
ہر اک مصرع یہ حافظ کے لطافت کہہ رہا مصرع
کہ بر نظمِ تو افشاند فلک عقدِ ثریا را

آجکل وسعتِ جنون حد سے سوا چالاک تھا
چھپ نہ جاتا تو گریبانِ مہِ نو چاک تھا

آشنائی مین یہ دل اشتاق تھا بیباک تھا
کھا گیا غوطہ وہی دھوکے سی جو پیراک تھا

کوئی آدم کی مصیبت پر نہ یون غمناک تھا
پیش ازین کب خلد مین گندم کا سینہ چاک تھا

ہائے کیا دن تھے گناہون سے جو ہر دم پاک تھا
آبرو سے کوچۂ دلدار کے مین خاک تھا

بلبل و گل ہوگئے یکرنگ جب آئی بہار
وان گریبان چاک تھا منقار مین یان چاک تھا

ہائے کیون عاشق ہوا مین ان بتانِ دہر پر
حسن ان مٹی کے پتلون مین بھلا کیا خاک تھا

کہکشان کو دیکھ کر وحشت مین عاشق نے کہا
ہو گیا ثابت کبھی دامن فلک کا چاک تھا

کس بھروسے پر کیا انسان نے دنیا مین غرور
ابتدا بھی خاک تھا اور انتہا بھی خاک تھا

غیر سمجھے تھے جسے چلمن درِ دلدار مین
یار کے پیشِ نظر میرا دلِ صد چاک تھا

روح قالب سے نکل کر پھر نہ آئی حشر تک
جسمِ خاکی ملگجی اتری ہوئی پوشاک تھا

جب بہار آئی ہوائے گل مین سودا ہوگیا
ایک اک پر بلبلِ گلزار کا صد چاک تھا

مار ڈالا ابھی جلایا ابھی تمھارے حسن نے
زہر خطِ سبز تھا خالِ سیہ تریاک تھا

اہل دنیا کی طمع نے کر دیا بے آبرو
دُر ملا قسمت سے تو سینہ صدف کا چاک تھا

رزق طفلی مین تو پایا ہے جوانی مین ہراس
اب نہ کیون دیگا دیا تھا جب کچھ ادراک تھا

وصلت دلدار کی کسطرح لکھتا لذتین
تھی دوات اک چشم تر سینہ قلم کا چاک تھا

ہاے کیون لائی مجھے تقدیر دنیا کی طرف
جز گناہ و صدمہ و رنج اس زمین پر خاک تھا

وہ نہانے آئے جب حمام مین عاشق تھے جمع
دم مین اشنان ہیون سے مملو کیسۂ دلاک تھا

ننگ کی جا تھی جنون مین کیا پہنتا بعد قیس
جامۂ عریانی او تری تحیر کی پوشاک تھا

ہاے پہلو سے نکالا مینے کیون پہلے نہ دل
اتنی سی تو بات تھی الفت کا قصہ پاک تھا

ملکے جسم یار کیا لوٹے مزے حمام مین
مصلحت سے تو نہ خالی کیسۂ دلاک تھا

تیرے دندان کی صباحت سے دہن کی تو لیسے یار
صبح کو رشک گل شبو ہر مسواک تھا

عشق مین یوسف زلیخا دونون یکسان ہو گئے
انکا دامن چاک تھا انکا گریبان چاک تھا

ساتھ ہی دونون کو جو روز ازل پیدا کیا
بخت عاشق کیا سمین گردش افلاک تھا

واے ناکامی عجب حصے ملے روز ازل
پھر گردش یا مری تقدیر تھی یا چاک تھا

پہلے کفنی آکے پہنی اور آخر مین کفن
ابتدا سے انتہا تک مین گریبان چاک تھا

اب کفن پہنا تو اے غافل سمجھا نیک و بد
دیکھتا تھا دن پہنتا جب نہی پوشاک تھا

اے لطافت لیگیا پہلو سے وہ دل چھین کر
کس قدر عیار تھا بیباک تھا چالاک تھا

گورے گالون پر خط شبرنگ پیدا ہو گیا
تو مجسم یار کی زلفون کا سایا ہو گیا

کس سے پوچھون کون سے دلبر پوشیدا ہو گیا
دل ابھی تک تو مرے پہلو مین تھا کیا ہو گیا

کیون محبت کی بتون سے حال کیسا ہو گیا
ہاے اس چھٹے بھلے دل کو مرے کیا ہو گیا

کچھ خوشی کچھ رنج کچھ امید تھی کچھ یاس تھی
جب بلایا اسنے گھر مین آو پردا ہو گیا

گل کھلا کر تازہ ہر اک کو دکھاتی ہے بہار
ٹکڑے ٹکڑے یون ہی بلبل کا کلیجا ہو گیا

ہاے رونے مین نہ دیکھا حسن بھی معشوق کا
چادر آنکھون پر پڑی اشکون کی پردا ہو گیا

ناز سے جب رکھدیا چھاتی پہ اس دلبر نے پاؤن
ہاتھ بھر خوش ہو کے عاشق کا کلیجا ہو گیا

بوسہ لینے پر جو وہ بگڑے تو عاشق نے کہا
مصحفِ رخسار پر قرآن کا دھوکا ہو گیا

ہائے جب ترچھی نظر سے یار نے دیکھا مجھے
پرزے پرزے دن ہوا ٹکڑے کلیجا ہو گیا

عارضِ شفاف پر اوسکے نہین خط کا نمو
ہر نگہ کی گرد سے آئینہ میلا ہو گیا

ناز سے بیٹھے جو آکر پاس دل لینے کو وہ
بڑھ گئے اس پہلو سے اس پہلو کلیجا ہو گیا

ہاتھ مین اس شوخ کے آکے کہتے ہین عقیق
عشق مین پتھر کا بھی ٹکڑے کلیجا ہو گیا

مشتری کرتا ہے پیدا خود ہی جو عمدہ ہو مال
حسنِ یوسف باعثِ عشقِ زلیخا ہو گیا

ای زمین تو نے بھی مثلِ آسمان پیسا مجھے
دے کے جان اجلا کفن پایا تھا میلا ہو گیا

کیا قدم جاتا تھا گھوڑا یار کا عاشق تھی جمع
چوپایون کا باغ مین دن کو تماشا ہو گیا

رفتہ رفتہ کی ترقی خوب قدِ یار نے
پہلے بوٹا بعد سرو آخر کو طوبا ہو گیا

ڈال کر باہین گلے مین اسنے پوچھا ناز سے
ابتو دل ٹھہرا کہو ٹھنڈا کلیجا ہو گیا

فخر سے کہتا ہے وہ محبوب سب عشاق مین
لطف ہے عاشق لطافت بھی ہمارا ہو گیا

جوبن آئینہ مین دیکھا وہ حسین شاد ہوا
دھوم ہے شہرِ حلب حسن سے آباد ہوا

مین فنِ عشق مین ہے قیس کا استاد ہوا
دل لگایا تو محبت کا سبق یاد ہوا

کوچہ زلف مین دل جا کے بہت شاد ہوا
ہائے برباد ہوئے ہم تو یہ آباد ہوا

فکرِ معشوق ہوئی عشق پھر استاد ہوا
ہائے بھولا ہوا آموختہ پھر یاد ہوا

مثلِ نی سوکھ کے پھر عاشقِ ناشاد ہوا
منہ لگانا ترا پھر باعثِ فریاد ہوا

نالہ دل مرا ہر رنگ مین استاد ہوا
قہقہہ وصل مین تو ہجر مین فریاد ہوا

طفلِ اشک آنکھ سے نکلے مرا دل شاد ہوا
فخر مجھکو سببِ کثرتِ اولاد ہوا

ملکے ابرو تیری اک مطلعِ استاد ہوا
دونو آنکھین ہین کہ دو مرتبہ ہی صاد ہوا

غمِ خزان کا نہ بہار آنے سے دل شاد ہوا
سرو کی طرح مین اس باغ مین آزاد ہوا

نُل مچانا میرا اثر ہتا ہی گیا ہجر کی شب — آہ سے نالہ ہوا نالہ سے فریاد ہوا
میرے اشعار کے مضمون جو کسی نے کاٹے — دل کے ٹکڑے ہوے گویا غمِ اولاد ہوا
عشق کرکے دلِ شیدا نے مجھے ذبح کیا — ہاے پہلو مین رہا جو وہی جلاّد ہوا
ہمکو عادت ہی حسینون کے ستم سہنے کی ہے — پوچھتے رہتے ہین کوئی ستم ایجاد ہوا
تیری تصویر بنائین نظر آجاے حسن ہے — اِس غرض سے کوئی مانی کوئی بہزاد ہوا
ہڈیان کھانے کو آتی ہی ہما پستے ہین — مرکے بھی گھات سے غافل نہین صیاد ہوا
کان دھر کر وہ سُنا کرتے ہین محفل مین ستار — یہ بھی در پردہ ہماری کوئی فریاد ہوا
رنج سہتے ہین خوشی سے جو ہمیشہ عشاق — یہ بھی شاید کسی معشوق کی بیداد ہوا
صاف صاف اُنکے کہی منہ پہ جو تھی حیرانی — آئنہ سامنے اُنکے مری روداد ہوا
کچھ تو سر پھوڑنے کی داد مجھے ملجاتی — ہاے زندہ نہ مرے وقت مین فرہاد ہوا
مین وہ دیوانہ ہون بدلا مرے سایے نے جو بھیس — جان آئی کوئی مجنون کوئی فرہاد ہوا
دلِ پھنسایا تری تقریر نے اے غیرتِ گل — جانتے تھے جسے بلبل وہی صیاد ہوا

تیرے شاگرد ہون اُستاد لطافت تو ہی لطف
فخر کیا تو ہی جو شاگردون کا اُستاد ہوا

جوانی تھی مزے تھے لطف معشوقون سے حاصل تھا — ہمین ہان یاد تو آتا ہی سینہ مین کبھی دل تھا
فدا مانندِ مجنون بُلبلِ خود رفتہ کا دل تھا — سحر کو رشکِ لیلیٰ بو تھی غنچہ مثلِ محمل تھا
روان شوقِ شہادت مین جو سوے کوے قاتل تھا — یہ تھی خود رفتگی آگے کبھی مین تھا کبھی دل تھا
خوشامد لاکھہ کی بندون نے پر مطلب نہ حاصل تھا — بتو دعوی خدا ہونے کا حق یہ ہی کہ باطل تھا
سواری اُسکی جب نکلی تو پروانہ مرا دل تھا — مثالِ شمع تھا وہ شعلہ رو فانوس محمل تھا
اِدھر اُس مہر وش کی یاد مین مضطر مرا دل تھا — اُدھر شب بھر جو آغوشِ فلک مین ماہِ کامل تھا
کلامِ یار پر طفلی مین بھی شیدا مرا دل تھا — پڑھی اُستاد سے جسوقت بسم اللہ بسمل تھا

زمانہ اوپری پیکر ترے جوبن پہ مائل تھا
کلیجہ کوئی پکڑے تھا کوئی تھامے ہوئے دل تھا

جنون مین سیر دریا دیکھہ کر مجنون مراد ل تھا
کہ لیلی بے ثباتی تھی حباب بحر محمل تھا

محبت جب نتھی ہمکو بھی لطف زیست حاصل تھا
کبھی زندون مین داخل تھے ہماری پاس بھی دل تھا

سمجھہ کر غیر اپنے عکس کو شرمائے جاتے تھے
جھجکتے وصل مین وہ تھے جو آئینہ مقابل تھا

تمھارے رخ کے ہوتے کیون قسم قرآن کی ہم کھاتے
کہ یہ پیش نظر ہر وقت تھا وہ ہفت منزل تھا

رسائی ہو اگر مین عاشق روز ازل پوچھون
بنایا صانع قدرت نے پہلو مین مرے دل تھا

سقر کہتا ہی مجھہ سے کر بچیلو کیون نہ پار اترے
کہ جب زندہ تھے تم کشتی لیے ہو جو وسائل تھا

نہ کیون مجنون ہو دل میرا سیہ ہی آنکھہ مین پتلی
تری لیلی کو زیبا پردہ دار ایسا ہی محمل تھا

ستم ہی قلب عاشق ملکے تلوون سے وہ کہتے ہین
ہماری وصل کا مشتاق مدت سے یہی دل تھا

نگاہ غیر سے مر کر بھی در پردہ بچاتے تھے
غبار اٹھہ کر ہمارا گرد اس لیلی کے محمل تھا

جدا تی جاتی ہے دندان گئے تو غم ہوا مجکو
پکاری صبح پیری رات ہی بھر لطف محفل تھا

عجب دن تھے کہ جنکے ذکر سے بھی ہے مزا ملتا
وصال یار کا جب اے لطافت لطف حاصل تھا

غش آگیا تمھین کیون جاکے جان جان دیکھا
اثر دکھا ہی گیا خون ناتوان دیکھا

فلک کے ظلم تو پیری مین اٹھہ نہین سکتے
ہزار شکر نہ ہمنے اسے جوان دیکھا

حرم مین دیر مین مسجد مین دل مین آنکھو مین
کہان کہان تمھین ڈھونڈھا کہان کہان دیکھا

اسی سبب سی ہی بیمار چشم کہہ دیتی
بھلا ہوا نہ مجھے تمنے ناتوان دیکھا

حسین ہو یار تو عہد شباب کیا ہے مجال
ہوئی تھی پیر زلیخا مگر جوان دیکھا

ہماری یاد کی تاثیر دیکھہ لی ساقی
ہر ایک شیشہ کو آتی ہین ہچکیان دیکھا

مرے علاج کو آکر طبیب کہتے ہین
سنا کبھی نہ کبھی ایسا ناتوان دیکھا

جھلک دکھاکے نہ چلمن کو جا بنجان چھوڑو
تمھارے حسن کا جلوہ ابھی کہان دیکھا

تمھارے آئینہ رخ مین خط کے آگئے بال
دکھا کے دل اثر آہ ناتوان دیکھا

تمھارا کوچہ ہی اے یار واقعی فردوس
یہان جو پیر بھی آیا اسے جوان دیکھا

بھرا اہل خیر کا بیڑا ہے پار ہاتھون ہاتھ
کبھی نہ کشتی سائل مین بادبان دیکھا

یہ موت بھی ہے جہان مین عجب اک بیدرد
نہ طفل ہے نہ حسین کوئی نوجوان دیکھا

برائے صرف ملا اے بخیل مال تجھے
خدا کی راہ مین کچھ خیر کر یہان دے کھا

مرے مسیح نے رکھ رکھ کے ہاتھ سینے پر
نفس مرا صفت نبض ناتوان دیکھا

نظر لگی نہین معلوم کس کے رونے کو
کہ طفل اشک نہ ہوتے کبھی جوان دیکھا

تمھارا جلوہ کوئی برق تھا جلا عاشق
کہ تھوڑی راکھ نظر آئی کچھ دھوان دیکھا

زمین سے عرش پہ جاتی ہے آہ بیکس کی
یہ تیر چلتے ہوے ہمنے بے کمان دیکھا

لڑکپن آپکا جب تھا مری جوانی تھی
ہزار حیف ہوا پیر تو جوان دیکھا

جہان سے لوگ بھی کس درجہ ناتوان ہین ہائے
کہ سیر کی جو حبابون کو ناتوان دیکھا

مقام بیچ مین بینی کو دے کے آنکھون نے
یہ دوربین جو لگائی ترا دہان دیکھا

کہا بہشت مین حورون سے انکے عاشق نے
ہزار شکر کہ تمنے مجھے جوان دیکھا

وہ آئے بہر عیادت تو آگئی طاقت
سنا کیے نہ کبھی مجکو ناتوان دیکھا

کلام سخت سے پیری مین دانت ٹوٹ گئے
دہن مین آخر اکیلی رہی زبان دیکھا

وہ اپنی بزم مین کرتے ہین یون صفت میری
سنا نہ ہمنے لطافت سا خوش بیان دیکھا

روکے خون ایذا اٹھائی غم ہوا سودا ہوا
ایک الفت مین ہمارے واسطے کیا کیا ہوا

جب کہا مینے کہ تمکو عشق غیرون کا ہوا
بولے جھنجھلا کر اجارہ ہے ترا اچھا ہوا

اک تو وحشت تھی پر اب جوش جنون دونا ہوا
فصل گل آتے ہی مجکو اور بھی سودا ہوا

عالم وحشت مین مینے خاک اوڑائی اسقدر
دامن صحرا وفور گرد سے میلا ہوا

اُنکو عاشق کے جو مرنے کی کسی نے دی خبر
ہنس کے بولے روز کا جھگڑا گیا اچھا ہوا

آپ ہی کرتے ہین گھائل مجکو تیغ ناز سے
مین تڑپتا ہون تو کہتے ہین کہ تجکو کیا ہوا

تھا جو منظور اُس دہن کا وصف میری طبع کو
طائرِ مضمون بھی فکرِ شعر مین عنقا ہوا

عشق دلبر مین برا ہمکو نہ کہہ ناصح خموش
دل دیا اپنا دیا جو کچھ ہوا اچھا ہوا

داغِ دل نے شمع کے مانند دکھلایا فروغ
سینہ در پردہ مرا فانوس کا پردا ہوا

زلفِ مشکین کے نہ بوسے پر خفا عاشق سے ہو
آدمی تھا کی خطا جانے دو صاحب کیا ہوا

وقت فکر آیا طبیعت کو جو دھیان اُس زلف کا
کیا تکلف ہے کہ نکلا شعر بھی اُلجھا ہوا

الفتِ لیلا مین مجنون سے ہوا آخر نہ ضبط
اُسکو بھی رسوا کیا اور آپ بھی رسوا ہوا

مین جو نکلا قبر سے جائی تعجب ہی عبث
آپ نے ٹھوکر لگائی ناز سے زندا ہوا

کہتے کہتے حال فرقت جب ہوا خاموش مین
سُنکے فرمانے لگے وہ ناز سے پھر کیا ہوا

ای لطافت ہستی فانی کا کیا ہے اعتبار
ایک دن ناپید ہوگا جو کہ ہے پیدا ہوا

ہم دمو جان عزیز اُس سے بھلا کیا کرتا
اتنی سی بات پہ قاتل کو خفا کیا کرتا

نامہ اُس گل کو کیا اشک کے دریا مین رواں
التجا تجھسے مین اے بادِ صبا کیا کرتا

کی قضا ہو کے خجل پہلے ہی مجھ وحشی سے
سامنا قیس بیابان مین مرا کیا کرتا

خونِ عاشق ترے ہاتھو نمین ہے مہندی کے عوض
دخل یہان دے کے بھلا دُزدِ حنا کیا کرتا

تھا مجھے حشر کو بھی کوچہ جانان کا خیال
دیکھ کر گلشنِ جنت کی فضا کیا کرتا

لیتا وحشت مین نہ کیونکر ترے لب کا بوسہ
غیرِ عناب مین سودے کی دوا کیا کرتا

شکوۂ غیر نہ قاتل سے دمِ ذبح کیا
تہ شمشیر گلا رکھ کے گلا کیا کرتا

چشمِ جانان نے مرے دل کو نہ صحت بخشی
سچ ہے بیمار کی بیمار دوا کیا کرتا

دو سزا مجکو فرشتو نہ یہان تربت مین
تھا وہان دور بتان یادِ خدا کیا کرتا

دل ہوا میرا ہدف دیکھیے بڑھ کر صیاد
آپ کا تیر نشانے پہ خطا کیا کرتا

سرو کو دیکھ کے تم باغ سے پھر آئے کیوں
سرکشی بندۂ آزاد بھلا کیا کرتا

بیوفائی کا ہی ایجاد کیا لیلا نے
بعد اسکے کوئی معشوق وفا کیا کرتا

اسکے ساتھ آپنے محفل سے اٹھایا تھا مجھے
غیر نادان تھا بعد گلا کیا کرتا

کل مرے سامنے اغیار سے وہ ہنستے تھے
دوستو اور میں رونے کے سوا کیا کرتا

تنگ تھا ہجر میں جینے سے لطافت ہر دم
جان دیتا نہ تو پھر اسکے سوا کیا کرتا

ابر ہے مے ہے کھلے ہیں گل گلشن کیا کیا
لطف دکھلاتا ہے میخوار کو ساون کیا کیا

لطف دکھلاتا ہی ربط بت پرفن کیا کیا
دوست خوش ہوتے ہیں غم کھاتے ہیں دشمن کیا کیا

دشت میں پہلی پہل جاتا ہوں جہاں ہیں وحشی
کانٹے بڑھ بڑھ کے ہیں لیتے مرا دامن کیا کیا

بعد مرنیکے بھی تقدیر کی گردش نہ گئی
سنگ مرقد سے بنے سنگ فلاخن کیا کیا

مر گئے ہیں کسی گلرو کی جو تقریر پہ ہم
بلبلیں بول رہی ہیں سر مدفن کیا کیا

عشق میں گا نہیں چلا باغ سے جب جانب دشت
کھینچا کانٹوں نے جنوں میں مرا دامن کیا کیا

طالب دید جو جاتا ہے ترے کوچے میں
آنکھیں دکھلاتے ہیں دیوار کے روزن کیا کیا

داغ جل جل کے ہیں گلزار میں کھلتے طاوس
ناز کی چال ہے چلتا ترا توسن کیا کیا

زلف جانان کا سر شام جو آتا ہے خیال
رات بھر دل کو مرے ہوتی ہے الجھن کیا کیا

لب پہ اس گل کے جو مستی کی ادا دیکھی
نیلی پیلی ہوئی گلزار میں سوسن کیا کیا

ذبح کے وقت جب آیا مجھے اس زلف کا دھیان
تیغ جلاد سے الجھی رگ گردن کیا کیا

زیست میں ملنے یہی سوچ کے خاموش ہوں میں
سختیاں جھیلنی ہونگی پس مردن کیا کیا

چاک کرتا ہوں اسے چھوڑ کے جب میں اسکو
رشک کرتا ہے گریبان پہ دامن کیا کیا

چرخ دوار کے بھی ہوش اوڑے جاتے ہیں
گردشیں کرتی ہے چشم بت پرفن کیا کیا

گور تیرہ غمِ اعمال حساب اور فشار
مشکلین ہونگی لطافت پہ مرے دن کیا

الٰہی غضب ہاے یہ کیا ہوگیا
کہ سارا جہان بے وفا ہوگیا

درِ یار کا جو گدا ہوگیا
وہ اک آن مین بادشا ہوگیا

اودھر وہ گئے بزمِ اغیار مین
ادھر درد دل مین سوا ہوگیا

سدا دوستی کا جو بھرتا تھا دم
وہ دشمن مری جان کا ہوگیا

عزیزو مرے دل کو ڈھونڈو ذرا
ابھی پاس تھا ہاے کیا ہوگیا

ملی مہندی ہاتھون مین کس شوخ نے
مین پامال مثلِ حنا ہوگیا

مگر تیرا دیوانہ مجذوب ہے
کہ جو منہ سے اُسکے کہا ہوگیا

ترقی ہین کہتے اسے حسن کی
کہ دو دن مین وہ کیا سے کیا ہوگیا

جبین سائی اسدرجہ عاشق نے کی
ترا سنگِ در آئینا ہوگیا

مرا پیرہن فقر مین دیکھنا
رفو ہوتے ہوتے نیا ہوگیا

لیا بوسہ بے اذن عاشق نے جب
خفا وہ ہوے اور کیا ہوگیا

ترے ہجر مین ہون عجب سخت جان
اگر زہر کھایا دوا ہوگیا

چمن مین جو مہندی ملی آپ نے
ہزارون کا خون دلربا ہوگیا

جو دعواے یکتائی اوبت کیا
ارے توبہ توبہ خدا ہوگیا

جب اُس روے رنگین کی لکھی ثنا
قلم شاخ گل سے سوا ہوگیا

خجل وہ ہوے آئنہ دیکھ کر
مقابل جو ان دوسرا ہوگیا

نہین مجھکو زنجیر وحشت مین بار
تری زلف سے سلسلا ہوگیا

جو مجھ زار نے جان پر جان دی
لحد آپ کا نقشِ پا ہوگیا

یہان تک ہوا مجکو جوشِ جنون
کہ مجنون سے رتبہ سوا ہوگیا

مرے پسینے کے لیے دہر مین
فلک صورتِ آسیا ہو گیا

نہ نکلا جو پیکانِ تیر اے صنم
مرے دل مین کیا حوصلا ہو گیا

لطافت ستارے کی گردش تو دیکھ
کہ بے مہر وہ مہ لقا ہو گیا

لحد پہ فاتحہ پڑھنے جو یار آئیگا
تو خواب چین سے زیرِ مزار آئیگا

جو ایکبار مرے گھر وہ یار آئیگا
ہزار بار مجھے اعتبار آئیگا

نظر جو حسن دو ابروے یار آئیگا
گلوے غیر تہِ ذوالفقار آئیگا

جو دیکھ لوگے مرے داغہاے تن کی بہار
پسند پھر نہ تمھین لالہ زار آئیگا

ابھی تو شام ہی گھبرا نہ ہجر مین اے دل
اجل اگر نہین آئی تو یار آئیگا

بہار کوچۂ جانان پسند ہے دل سے
بہشت مین بھی نہ مجھکو قرار آئیگا

ہزار تو نے کیے جھوٹ وصل کے وعدے
نہ ایک بات کا اب اعتبار آئیگا

سبو مین ہی ابھی مے کے جام بھر جو اے ساقی
مگر کوئی نہ کوئی بادہ خوار آئیگا

ہوا ہی اس گلِ رعنا کو شوق چوسر کا
ہر ایک نقدِ دل اب سفت ہار آئیگا

وہ قتل کر کے مجھے اپنے در پہ کہتے ہین
نہ آج سے کوئی امیدوار آئیگا

کبھی ملونگا نہ صیاد مین وہ بلبل ہون
چمن مین دام لیے تو ہزار آئیگا

اخیر ہی شبِ فرقت ہوا جگر کو سکون
تجھے کب اے دلِ مضطر قرار آئیگا

وہ ہم گلون کے ہین عاشق کہ اڑ کے گلشن مین
پسِ فنا بھی ہمارا غبار آئیگا

ضرور حشر کے دن بھیڑ ہوگی قابلِ سیر
ہر ایک طالبِ دیدار یار آئیگا

ہم اسکو دیدۂ دل کا بنائینگے سرمہ
جو ہاتھ پاے صنم کا غبار آئیگا

جو اشکبار نہ آئیگی سیر ہی قبر پہ شمع
ضرور رونے کو ابرِ بہار آئیگا

پسِ فنا بھی جلائیگا دل کو عاشق کی
وہ گل سمجھانے کو شمعِ مزار آئیگا

شگفتہ ہوگا ہر اک پھول باغ مین گلچین — وہ گل مثال نسیم بہار آئیگا

رکھونگا عین جنون مین میان دشت جو پاؤن — قدم لگانے کو آنکھون سے خار آئیگا

ہی اس دہن کی مجھے یاد جاؤن باغ مین تنہا — جو مسکرائینگے غنچے تو پیار آئیگا

بہار عمر و جوانی فداے لطافت کہو
نہال عشق مین ہرگز نہ بار آئیگا

آگ اگر دل کی بجھائے تو جگر جل جائیگا — کوئی دونون مین ضرور ای چشم تر جل جائیگا

آئیگا وہ چاند سا ٹکڑا جو شبکو بزم مین — آتش غیرت سے ہر رشک قمر جل جائیگا

شمع پروانون سے کہتی ہے یہ شبکو بزم مین — عشق صادق جسکو ہے وہ بیخطر جل جائیگا

غیر کو دیگا گزک جب نشہ مین وہ بادہ خوار — رشک سے مثل کباب اپنا جگر جل جائیگا

فصد مجھ مجنون کی لینے آئیگا فصاد جب — خون مین حدت ہی ایسی نیشتر جل جائیگا

گلشن ایجاد مین وہ سوختہ قسمت ہون مین — سائے مین بیٹھونگا جسکے وہ شجر جل جائیگا

نالۂ سوزان جو ساحل پر کرونگا ہجر مین — مچھلیان دریا کی تو کیسی مگر جل جائیگا

ای ہما مجھ دلجلے کی ہڈیان کھاتا تو ہے — دیکھنا فوراً اترا ہر بال و پر جل جائیگا

آتش فرقت اگر دل مین بھڑکتی ہی رہی — دیکھ لینا نالۂ سوزان سے گھر جل جائیگا

آئیگا گلگشت کو جب وہ نہال باغ حسن — دیکھ کر سیب ذقن کو ہر ثمر جل جائیگا

کون دلسوزی کرے گا آکے میری قبر پر — ہان پہنچ جائیگا تو بیتاب اگر جل جائیگا

بولے وہ محفل مین پروانہ پھرا جب گرد شمع — کوئی کہدے اس سے دیکھ او بیخبر جل جائیگا

وہ جو ساحل پر کریگا خندۂ دندان نما — آتش حسرت سے دریا مین گہر جل جائیگا

نالۂ سوزان جو مین دیوانہ کھینچونگا کبھی — دشت مین مثل حنا اک اک شجر جل جائیگا

ای صبا صحن چمن مین چل نہ آندھی کی طرح — آتش گل سے کسی بلبل کا گھر جل جائیگا

ای لطافت مشتعل ہونگے اگر داغ جنون

رفتہ رفتہ شمع کے مانند سر جل جائے گا

ہاجر غیرون کا گوارا دلربا کیونکر ہوا
آج بندے کی طرف آنا ترا کیونکر ہوا

خون شہیدون کا تری زینت ہی ای دست صنم
سرخرو آگے ترے رنگ حنا کیونکر ہوا

زرد جوڑے نئی ہی کسکے تجکو سودائی کیا
تنکے چننے کا کمال اے کہربا کیونکر ہوا

میکدے مین روز و شب چھپ چھپ کے پیتا ہی شراب
مجکو حیرت ہی کہ زاہد پارسا کیونکر ہوا

بات کرنے پر تو مجکو گالیان دیتے تھے آپ
آج غیرون کو بھلا بوسہ عطا کیونکر ہوا

مال و دولت کا نہین منعم جہان مین اعتبار
قلب کر اقبال کو یہ لابقا کیونکر ہوا

جب انھون نے جان بلب مجکو سنا کہنے لگے
اسنے کب دیکھا مجھے عاشق مرا کیونکر ہوا

آتش رخسار ہی حد سے زیادہ مشتعل
سبزۂ خط شعلہ رو تیرا ہرا کیونکر ہوا

شب کو جو ذلت دی اسنے کیا کہون اب تو وہ
کسطرح مجکو نکلوایا خفا کیونکر ہوا

تھا نہ قربان چشم پر تیری یہ ای ابرو کمان
تیر مژگان کا ہدف دل بیخطا کیونکر ہوا

صبر لازم ہی دل نادان نہ کر فکر معاش
رزق سے مملو دہان آسیا کیونکر ہوا

وہ پریشان باغ مین آراستہ یہ سر بسر
سنبل اسکی زلف سے ہمسر بھلا کیونکر ہوا

کیا خبر ہمکو یہ وقت قتل محو دید تھی
کب لگائی تیغ اسنے سر جدا کیونکر ہوا

چاندنی مین دیکھ کر اس ماہ کو کہتی ہے خلق
ایک تو تھا چاند پیدا دوسرا کیونکر ہوا

غیر کے گھر سے لطافت کے جو گھر آیا ہے آج
مہربان ذرہ پہ تو اے مہ لقا کیونکر ہوا

عشق مین اسکے ہی اپنا دل شیدا ٹھہرا
جسکی پاپوش سے ہے عرش معلےٰ ٹھہرا

ذبح ہو کر مین کئی بار جو تڑپا ٹھہرا
رقص بسمل مرے قاتل کو تماشا ٹھہرا

ہو گیا ہجر مین آنے سے اجل کے زندہ
ملک الموت مرے حق مین مسیحا ٹھہرا

الفت سبزۂ خط مین دل مضطر کو ہے چین
ای مہوس نئی بوٹی سے ہی پارا ٹھہرا

کہتے ہین کھیل مین بھی غنچہ دہن ہاتھون ہاتھ
گل صد برگ ہمارا دل شیدا ٹھہرا

ہائے گھر سے بھی نکل کر نہ انہون نے دیکھا
دیر تک کوچے مین عاشق کا جنازا ٹھہرا

ہوگئی عمر مری ناز اٹھانے مین بسر
دے کے دل مفت مین غرور تمہارا ٹھہرا

ساتھ گھوڑے کے وہ دوڑاتے ہین کوسون تجھکو
نئی شوخی ہی کہے جلتے ہین ٹھہرا ٹھہرا

جی مین آتا ہے کرون نقل مکان وحشت مین
واسطے رہنے کے مجنون کا ہی صحرا ٹھہرا

اسکی قامت کا قیامت مین جو آیا مجھے دہیان
سیدہا فردوس مین جا کر تہ طوبے ٹھہرا

دیکھنے آتے ہین ہم آنکھونکو تمہارے عاشق
پتلیون کا ہی بنیا ابتو تماشا ٹھہرا

گردش پیر فلک دیکھ کے ہنستی ہین صنم
چرخ پوچھے کا بتون کو ہے تماشا ٹھہرا

دل عشاق ہین مانند سکندر حیران
کوچہ زلف بھی ظلمات کا رستا ٹھہرا

چشم مین آئے تصور ترا مژگان کے قریب
ہی نیا گھر نئی چلمن نیا پردا ٹھہرا

آشیان کے لیے بلبل نے اٹھایا آکر
تن لاغر مرا گلزار مین تنکا ٹھہرا

ناتوان وہ ہون جہان بیٹھ گیا پھر نہ اٹھا
خاکساری سے جو مین نقش کف پا ٹھہرا

چاہ اک بحر کرم کی جو لطافت کو ہوئی
دل کے بہلانے کو جا کر لب دریا ٹھہرا

زلف مین الجھا رہا پاکر ٹھکانا مشک کا
طائر دل نے بنایا آشیانا مشک کا

کشتۂ زلف سیہ ہون احتیاج گل نہین
دوستو لازم ہے تربت پر چڑھانا مشک کا

شہر مین پھیلی اگر خوشبو تمہاری زلف کی
مول لینا چھوڑ دے سارا زمانا مشک کا

خال کا اسکے تصور چشم محبوبان مین ہے
فی الحقیقت آہوون مین ہے ٹھکانا مشک کا

نکہت گیسوی جانان سے معطر ہین دماغ
ابکے نادان نام بھی لینگے نہ دانا مشک کا

عقدۂ گیسوے جانان نے اگر باندہی ہوا
شہر مین موقوف ہو جائیگا آنا مشک کا

عقدۂ دل مین جگہہ دی عشق زلف یار کو
تھا ہمین مد نظر نافہ بنانا مشک کا

دو دِ تنہا کو ہے خوشبو سے ہمین ثابت ہوا
ہے جلا کر یار کو منظور اوڑانا مشک کا

رشک گیسوے صنم سے اسطرح کا فور ہو
نام کو رہجاے عالم مین فسانا مشک کا

ہے انھین منظور میری زلف لاثانی رہے
عود کے بدلے نکالا ہے جلانا مشک کا

عشقِ زلفِ یار دل مین کسطرح پنہان رہے
بو کی باعث سے ہے کھلجاتا چرانا مشک کا

چشمِ مستِ یار کو آہو نہ سمجھون کسطرح
دیکھ کر تلِ کو نظر آیا ٹھکانا مشک کا

صحبتِ گیسوے عطر آگین کا اللہ رے اثر
مرتبہ آفاق مین گھٹتا ہے شانا مشک کا

آئنہ مین دیکھ کر خالِ سیہ کہتے ہین وہ
جا ے حیرت ہے حلب مین ہے ٹھکانا مشک کا

زلف کی تعریف مشتاقون سے کرتے ہو عبث
عیب ہے وقتِ خریداری بتانا مشک کا

زلفِ جانان خالِ عارض پر ہے دیکھ اے مرغِ دل
دام سنبل کا زمین صندل کے دانا مشک کا

زلف کے سودے مین ہرگز زخمِ دل اچھا نہو
ہے لطافت خوب مرہم مین ملانا مشک کا

اپنی زلفون کو جو جانا نہ بنایا ہوتا
وصل مین پنجۂ مرا شانہ بنایا ہوتا

چین کب عاشقِ دیوانہ کو آتا پس مرگ
قبر کے گرد جو جنگلا نہ بنایا ہوتا

ستمِ پامال کیا کیون دلِ صدچاک مرا
اپنی زلفون کے لیے شانہ بنایا ہوتا

میکشی مر کے بھی تقدیر مین ہوتی اے چرخ
کاسۂ سر مرا پیمانہ بنایا ہوتا

بلبلو حسنِ گل تر پہ عبث نازان ہو
میرے محبوب سا جانانہ بنایا ہوتا

دشتگردی مری تقدیر مین لکھی تھی اگر
یا خدا آبلۂ پا نہ بنایا ہوتا

قصر تعمیر کیے بادہ کشو کیا حاصل
سب نے ملکر کوئی میخانہ بنایا ہوتا

اے پری مین تو ازل سے ترا سودائی ہون
کسی ہشیار کو دیوانہ بنایا ہوتا

دم مین ہو جاتی فنا برسون نہ جلتی اے عشق
کاش آتش نے ہمین پروانہ بنایا ہوتا

بام پر بال سنوارے تھے جو دن کو تم نے
پنجۂ مہرِ فلک شانہ بنایا ہوتا

ای برہمن تجھے منظور ہی گر شیخ سی بحث
کعبہ کے پاس ہی بتخانہ بنایا ہوتا

غیر نے بوسہ جو مانگا تھا تری زلفون کا
ای پری جان کے دیوانہ بنایا ہوتا

صدمے اُس بُت کی جُدائی کی ہین کیونکر سہتا
پتھر اپنا جو کلیجا نہ بنایا ہوتا

مغبچو پھینکدیا تمنے سمجھ کر بیکار
جام ٹوٹا تھا تو پیمانہ بنایا ہوتا

عاشقون کو ہو جلا دیتے جلانیکے لیے
تمکو خالق نے مسیحا نہ بنایا ہوتا

بچتی تکلیفِ شریعت سے تو راحت ہوتی
ہمکو اللہ نے دیوانہ بنایا ہوتا

عشق مین دردِ جگر کی نہین یارب مجھے تاب
دل دیا تھا تو کلیجا نہ بنایا ہوتا

ہوگی آبادی دنیا تو لطافت برباد
مسکن اپنا کوئی ویرانہ بنایا ہوتا

جو بلند اس آہِ سوزان کا شرارا ہوگیا
ہجر کی شب آسمان پر جا کے تارا ہوگیا

جب بڑھی حدت ہماری داغِ دل کی ہجر مین
آفتاب آسمان جل کر شرارا ہوگیا

وصفِ خالِ چہرۂ پرنور جب خط مین لکھا
اوڑتے ہی اوڑ گیا کبوتر اپنا تارا ہوگیا

آنسوون نے بہ کے ساری آبرو کھودی مری
آج رازِ عشق اُنپر آشکارا ہوگیا

دل مرا تڑپا جو ان دونون کی آگے ہجر مین
برق نادم ہوگئی شرمندہ پارا ہوگیا

کب ہوئی سونی کا جلی بند اُسکی پشت دست کی
ہی ہتھیلی کا ہر اک نقش آشکارا ہوگیا

کیون تجاہل کرکے صاحب پوچھتے ہو کیا نہین
دل ہمارا تھا کبھی اب تو تمھارا ہوگیا

نہر پر جب تیری گریبان کا ہوا اک دم گذر
چشم سے سو بار شرمندہ فوارا ہوگیا

پاے شفاف اُسنے رکھا جسگھڑی قالین پر
پشت پا سے رنگ ہر گل آشکارا ہوگیا

ہوگئی محفل کی محفل اس سے بسمل دیکھنا
ناز ہی کیا تیری ابرو کا اشارا ہوگیا

ہجر کی شب آسمان کی پار کیون جاتا نہین
تو ہی اے تیرِ دعا نالہ ہمارا ہوگیا

غیر سے گو اُسنے میرے سامنے باتین نہ کین
لڑ گئین آنکھون سے جب آنکھین اشارا ہوگیا

دیکھ کر اسکی زبان سوجھی جو دل کو یہ بات / عکس تیری باتون کا آئینہ دل مین آشکارا ہو گیا

شرع کی تکلیف سی میخوار سارے بچ گئے / خوب نازل آیہ اتمم شکاری ہو گیا

سبزۂ خط یار کے رخسار نازک پر نہین / ہای گلزار [illegible] آشکارا ہو گیا

ایک جا بیٹھا ہون ضعف و ناتوانی سی یہ بین / قطب شاید یہ ہے طالع کا ستارا ہو گیا

ای لطافت جب کبھی لغزش قدم کو ہو گئی / [illegible] نام علی نکلا سہارا ہو گیا

مجھ سیہ کار کا ان گیسوون پر دل آیا / رات کو ٹھوکر کے مسافر سر منزل آیا

عیدگہ مین جو تماشے کو وہ قاتل آیا / خنجر تیز ہزارون کے گلے [illegible] آیا

بیمروت ہی نہ پہلو مین کبھی دو گھڑی بیٹھ / کوچۂ زلف سے [illegible] جو پھرا دل آیا

کسی محبوب کی ہی خال کا جلوہ آئینہ پر / بی سبب آنکھ مین ہر دم کے نہین تل آیا

عشق کا جن نہ اتارا گیا سینے سے / خود ہی دیوانہ بنا جو کوئی عامل آیا

گھاٹ کا قصد مرے بحر کرم نے جو کیا / خود قدم چومنے کو دوڑ کے ساحل آیا

بیخبر عشق سے زاہد ہے تو مشتاق ہو نہین / اس جہان مین کوئی جاہل کوئی عاقل آیا

آہ کی نجد مین مجنون نے تڑپکر جس جا / لیکے خود ناقۂ لیلی وہین محمل آیا

بوستان مین جو چلے چند قدم ناز سے وہ / کفش کے گل پہ دل زار عنادل آیا

وقت مرنے کے بھی تقدیر کی گردش نہ گئی / قتل کرنے مجھے منہ پھیر کے قاتل آیا

ہم گنہگار تو دوزخ ہی کے قابل ہونگے / عدل کرنے پہ اگر خالق عادل آیا

ایکدم تو مجھے آرام سے سونے دے / تھک کے [illegible] ہون مین ای گور کی منزل آیا

مین جو تڑپا تو یہ گھبرا کے احباب نے کہا / کسطرف آنکھ لڑی ہائے کدھر دل آیا

نہ عبادت کی خبر ہے نہ گنہ کرنے کا ہوش / شکر صد شکر [illegible] اس دہر مین غافل آیا

بام پر فرش کا [illegible] جو دیا رات کو حکم / چاندنی [illegible] لیکر [illegible] کامل آیا

یاد دلوائی وہ ابرو شب عید اسے مہِ نو
تو بھی آیا تو مری جان کو قاتل آیا

ای فلک مجکو بھی خورشید لقا یار ملا
کیا ہے حصے مین جو تیرے مہِ کامل آیا

درِ گلشن سے روِش تک جو گئے چند قدم
بولے وہ نازسے مین تو کئی منزل آیا

بعد مدت کے چھٹا ہے جو تری زلفون سے
پوچھتا پوچھتا مجھ تک ہے مرا دل آیا

کربلا جلد لطافت کو خدا پہنچائے
بمبئی تک تو ہے طے کرکے منازل آیا

انکی آنکھون کو میانِ طاقِ ابرو دیکھنا
عین کعبہ مین رما کرتے ہین آہو دیکھنا

امتحان مین عاشقِ شیدا کو بیجان کردیا
تھا انھین مدِ نظر آنکھونکا جادو دیکھنا

پاس سنبل کے ہین گلشن مین سنوارے تمنے بال
آئینہ اے سادہ رو چل کر لبِ جو دیکھنا

بیچ مین مژگان کی ہے جیسا دلکی چشمِ سیاہ
ہے تماشا شیر کے پنجہ مین آہو دیکھنا

آہوون نے مشک کو شرما کی نافون مین رکھا
تا ختن پہنچی تمھاری زلف کی بو دیکھنا

اوس پڑتی ہے سحر کو ہین وہ گلشن سے چلے
دیدۂ نرگس مین بھر آئے ہین آنسو دیکھنا

کاتبِ قدرت کی صنعت ہے وہ ابرو و چشم
کس قدر خوشخط لکھا ہے مدِ آہو دیکھنا

آئینہ سے بولے خلوت مین برہنہ ہوکے وہ
شرم آتی ہے نہ ہرگز اس طرف تو دیکھنا

آج تو اوس سے الگ ہٹ کر نہین بیٹھا ہے رقیب
کل خدا نے چاہا تو پہلو بہ پہلو دیکھنا

قطعہ

باغ مین کس غیرتِ گلزار کی آمد ہے آج
بوستان مین ہین خوشی کے طور ہر سو دیکھنا

نغمہ سنجی پر ہین آمادہ چمن مین بلبلین
وجد کے عالم مین ہے سروِ لبِ جو دیکھنا

چوب ہے نقارۂ گل کے لیے موجِ نسیم
اپنی شہنا ہے لیے طیار شبو دیکھنا

نالۂ سوزان ہین پیہم چرخ سے ٹکرا رہے
اطلسِ گردون سیہ ہو جائے گا اُتو دیکھنا

نشان دکھلاتے ہین کیا نامِ خدا خالِ سیاہ
آیتین رکھتا ہے انکا مصحفِ رو دیکھنا

مشکل ہر دم بھوون کے پاس ہے چینِ جبین
آبرو ہو جائینگے آخر وہ ابرو دیکھنا

آئینہ حیرت سے بنجاؤن گا بزم غیر مین
رونیوالے ہین نہ اُس کوچے سی اُٹھینگے کبھی

ہین تجھے دیکھون گا اے دلبر مجھے تو دیکھنا
گر پڑینگے ہم کسی دن بنکے آنسو دیکھنا

ای لطافت ہوگا سارا دن صفائی سے تمام
صبح اُٹھ کر یار کا آئینہ رو دیکھنا

اِک عید عاشقون کو ہے جاتے ہین یان سے کیا
اُٹھیگا رعب حسن دلِ ناتوان سے کیا
نالے ہین لب پہ ہجر بتِ نوجوان سے کیا
ایدل غم فراق ہی کہتا زبان سے کیا
وہ عندلیب ہین کہ کھلی ہے قفس مین آنکھ
مانند تیر بھاگتے ہین ہمسے نوجوان
پتھر کا دل تو چاہیے فولاد کا جگر
اُڑ کر بدن سے کہتی ہے یون عندلیب روح
مژگان کا رخ ہے ابروے دلدار کی طرف
برچھی سے قتل اُسنے جو ہی غیر کو کیا
اُس شاہِ حسن کی جو محبت کا تھا غرہ
مُدت کے بعد دل مین ہے آیا کسی کا غم
ویران ہونگی بنتی ہین ناحق عمارتین
سینہ سی یار کی زلف مین دل کو سکون ہوا
جائی سوال وصل کہا اُس سے رازِ عشق
سنتے ہو کان دھر کے جو غیرون کا دلکا حال
پیشت خاک مر کے بنی گردِ کوے یار

آنکھین بھری ہوئی ہین چلے ہین جہان سے کیا
دیکھین حضور یار کی نکلے زبان سے کیا
چلتے ہین آج تیر ہماری کمان سے کیا
صدمے گذر رہے ہین تو گذرے بیان سے کیا
گلزار سے غرض ہمین کام آشیان سے کیا
پیری مین ہوگئے ہین خمیدہ کمان سے کیا
اُٹھینگے ناز یار کے مجھ ناتوان سے کیا
آئی خزان چمن مین چلے ہم یہان سے کیا
اکبار سب یہ تیر چلین گے کمان سے کیا
تلوارین دیتی ہین مجھے طعنے زبان سی کیا
رغبت ہوئی ہما کو مرے استخوان سے کیا
اِک جان ہے عزیز کرون میہمان سے کیا
گھر ہے ہمارا قبر غرض ہے مکان سے کیا
صحت ہوئی مریض کو نقلِ مکان سے کیا
کہتا تھا کیا مین نشہ مین نکلا زبان سی کیا
دلچسپ ہے زیادہ مری داستان سے کیا
دو گز زمین پیچیے اِس آسمان سے کیا

ظالم نہ دورِ چرخ مین ہون تیز کس طرح
ہوتی ہی باڑھ تیغ پہ سنگِ فسان سے کیا

وہ جانتی کو ہین صبحِ شبِ وصل کیا کرون
سطلب ہزار ہا ہین کہون اک زبان سے کیا

دل مین کبھی جگر مین کبھی سینہ مین کبھی
ملتی ہین لذتین مجھے دردِ نہان سے کیا

سیراب ہوکے آبلہ پا سے دشت مین
کانٹے دعائین دیتے ہین مجکو زبان سے کیا

بلبل خموش گل ہمہ تن گوش ہوگئی
پائے مزے ہزار مری داستان سے کیا

مژگانِ تیز کو کبھی کہتا ہون مین جو تیر
رہتے ہین دیر تک وہ کشیدہ کمان سے کیا

یارب دکھا دوبارہ لطافت کو کربلا
گھبرا گیا ہے دل مرا ہندوستان سے کیا

دل یون نتھا شکستہ خیالِ کمر نتھا
اس آئینہ مین بال کبھی پیشتر نتھا

طفلی مین کچھ فراق کا غم جان پر نتھا
کیا اچھے دن تھے عشق سے بالکل خبر نتھا

عاشق رخِ صنم کا کوئی پیشتر نتھا
اس آئینہ کا سیر سے سودا دل مین گھر نتھا

سنصدت تھے سب غرور سے کوئی خبر نتھا
خودبینی کا رواج کبھی پیشتر نتھا

قبلِ سکندر آئینہ اسے سیم بر نتھا
خودبینی کا رواج کبھی پیشتر نتھا

قصہ تو مجھ پہ یار کو آیا تھا ناں مگر
افسوس ہے کہ تیغ زیبِ کمر نتھا

آیا تڑپ کی یار نہ گھر سے رقیب کے
افسوس اپنی آہ مین کچھ بھی اثر نتھا

پیری کا دھیان تھا نہ جوانی مین غافلو
کیا شب تھی خواب مین بھی خیالِ سحر نتھا

کیا لطف سی بسر ہوئی کل کی شبِ وصال
سوئے لپٹ لپٹ کے رقیبوں کا ڈر نتھا

آنسو بہا کے فاش کیا اس پہ رازِ عشق
کیا اور کوئی وقت تجھے چشمِ تر نتھا

دنیا کے چھوٹنے سے نہ غمگین ہو غافلو
یہ جا ہے مستعار تھی کچھ اپنا گھر نتھا

قارون کا حال دیکھ لے اے منعمِ دنی
نازل بلا تھی سر پہ اگر گنجِ زر نتھا

شبِ بسر فراق مین ہر درد تھا عزیز
آنسو نکل رہے تھے جو لختِ جگر نتھا

کیا سخت تھی دلا شبِ مہتاب ہجر کی — پتھر تھا میرے سینے کے اوپر قمر نہ تھا

ناقص ہے بے خدا کی مدد صنعت بشر — شدّاد نے بہشت بنایا تو در نہ تھا

صبح شبِ وصال تھی عاشق نے کی قضا — آخر گھڑی تھی عمر کی پچھلا پہر نہ تھا

سیبِ ذقن کا وصف لکھا ہو گئی بہار — باغِ جہان مین شاخِ قلم پر ثمر نہ تھا

پاتا تھا کربلا مین لطافت عجب شرف
دہلیزِ شاہ پر مرا کس وقت سر نہ تھا

کبھی جلوہ اپنا جو خواب مین مجھے اس پری نے دکھا دیا — مری بخت خفتہ نے کیا کہون مجھے کس مزے مین جگا دیا

تری وصل نے ہی شباب مین مری دل کو کیا ہی مزا دیا — مجھے بوسہ لب کا دیا صنم یہ غضب کا لپکا لگا دیا

شب وصل دیکھ کے حسن کو کیا پیار انھین جو لپٹ — ہوے بوسہ لینے سے شرمگین تو چراغ جلکے بجھا دیا

جو وہ سو گئے تھے ہم بغل مری آنکھ چین سے لگ گئی — تو ہلا کے شانہ مزار مین مجھے دوستون نے جگا دیا

شب وصل یون ہی گزر گئی جو اکیلا پایا تھا یار کو — تو دبا کے پاؤن سلا دیا کبھی بوسہ لے کے جگا دیا

مجھے بوسہ دے کے جو دل لیا تو یہ بات کوئی بری نہین — یہ خموشی آپکی ہے عبث جو لیا لیا جو دیا دیا

جو اثر دکھایا اس آہ نے تو یہ رہرون کی برائی کی — مرا گھر وہ پوچھتے پھرتے تھے نہ پتا کسی نے بتا دیا

مری داغ دل کے چراغ کو تری زلف و رخ کے خیال نے — ہوئی شام جب تو جلا دیا ہوئی صبح جب تو بجھا دیا

ہوے بعد وصل وہ شرمگین جو خیال دل مین سما گیا — تو حیا سے سر کو جھکا لیا مجھے پاس سے بھی ہٹا دیا

ہے خیال تمکو رقیب کا مرے حال کی نہین کچھ خبر — اسی یاد کرتے ہو ہر گھڑی مجھے دل سے تمنے بھلا دیا

جو سحر کو چٹکی کلی کوئی تو چمن مین بولا وہ نازنین — ابھی آنکھ لگ گئی تھی مری مجھے ہائے کسنے جگا دیا

کوئی کہدے اسنا رقیب سے مرے ساتھ تو نے بھی جان دی — مرے مرتے تھی وہ خوشی بہت تو غم نے انکو رلا دیا

جو اڑائی ہین زلفین غبار مین اسی صاف صاف بیان کرو — کسے دفن کرکے تم آئے ہو کسے خاک مین ہے ملا دیا

ترے گیسوؤن مین الجھ گیا انہی پیچ سے ہوا مبتلا — مرے دل نے کیا ہی غضب کیا مجھے کس بلا مین پھنسا دیا

شب ہجر یون ہی بسر ہوئی جو لطافت اسکا خیال تھا

کبھی غم نے دل کو جلا دیا کبھی آنسوؤں نے بجھا دیا

اب ہے سیہ جو خال چہرۂ جانان ہوا
آتش رخسار روشن سے یہ تل بریان ہوا

دل کو الجھن ہو گئی سودا بڑا عریان ہوا
باعث وحشت خیال گیسوئے جانان ہوا

مار ہیں بندہ کر سر بازار کہتا ہی گل
یہ ہوئی نوبت پھٹے کپڑوں میں جو خندان ہوا

ذبح کر کے بند کر دے آمد و رفت نفس
خنجر قاتل ہماری حلق کا دربان ہوا

مانگ لی کوچے میں تیرے اس بہانے سے جگہ
سایۂ دیوار کا سر پر مرے احسان ہوا

دفن تربت میں ہوا جب میں تو چلائی اجل
لو ہوا آباد اک گھر آج اک ویران ہوا

جوہری بازار میں لعل و گہر کی سیر کی
جب ترے مشتاق کو عشق لب و دندان ہوا

ایک بوسہ پر لیا کرتے ہیں معشوق ارج ہر
اسقدر سودا دل عشاق کا ارزان ہوا

ناز سے کہتے ہیں وہ باہیں گلے میں ڈالکے
آج تو پورا دل مشتاق کا ارمان ہوا

روح کہتی ہے نکلکر خانۂ تن سے مری
ای بسا افسوس یہ گھر آج سے ویران ہوا

آدمی پیدا جو ہوتا ہے سرائے دہر میں
موت کہتی ہے کہ وارد اور اک مہمان ہوا

میں عجب بیکس ہوں شبنم دوست دشمن ابر شمع
کون کون آ کر نہ میری قبر پر گریان ہوا

انجمن میں آپکی عشاق ہی ششدر نہیں
دیکھ کر یہ روئے صاف آئینہ بھی حیران ہوا

جب کہا مینے کہ الفت ترک کر دی آپنے
ہنسکے فرمانے لگے وہ آپکا احسان ہوا

رنج و ایذا کا نہ شاکی ہو لطافت یہ جہان
بہر کافر خلد مومن کے لیے زندان ہوا

ملیگا حسن کی خیرات اک بوسہ تو کیا ہوگا
فقیروں کا سوال ای دوست پورا کر بھلا ہوگا

گلے میں ہاتھ ہونگے لب پہ لب سینہ ملا ہوگا
شب وصلت جو آئیگی تو سچ سچ کیا مزا ہوگا

تمناؤں کی بر آئیگی پورا حوصلا ہوگا
اگر آپ ایک بوسہ ہمکو دیدینگے تو کیا ہوگا

طریقہ کجروی کا چھوڑ اسے ظالم برا ہوگا
نہ نکلیگا کمان سے تیر جب سیدھا خطا ہوگا

تری ترچھی نظر سے کام مجھ عاشق کا کیا ہوگا
نہ نکلے گا کمان سے تیر جب سیدھا خطا ہوگا

ہوئی بس دوستی و دشمنی کی حد ملانے میں
نہ سمجھا باوفا ہوگا نہ سمجھا بیوفا ہوگا

اشارہ خنجر ابرو کا کرکے کیوں ڈراتے ہو
ہماری جان بس جاتی رہیگی اور کیا ہوگا

شب فرقت [illegible] آئیگی تو سونگا راحت سے
بڑا احسان تیرا آج مجھپر اے قضا ہوگا

خدا پوری کرے مانی ہیں نذریں میرے مرنیکی
قضا آئیگی جب مجھکو تو وہاں سجدہ ادا ہوگا

فقط دنیا ہی میں ہے امتیاز زینت و ثروت
لحد میں جاکے یکساں قالب شاہ وگدا ہوگا

دعا اسوجہ سے کرتا ہے عاشق اپنے مرنے کی
سنا ہے نزع میں دیدار روے دلربا ہوگا

فقیری کی شرف سے ہوگا وہ سرتاج شاہوں کا
ہماری ہڈیاں جو زاغ کھائیگا ہما ہوگا

حسینوں سے محبت کرکے آخر کر دیا بیدم
نتھا معلوم مجھکو دل ہی دشمن جان کا ہوگا

ہنسی تھی زعفران زخم پر میری خود ہی ہنسی چالتی
ہنسا جائیگا وہ بیشک کسی پر جو ہنسا ہوگا

جو میخانے میں یاد آئیگی اسکی گردن نازک
ہمارے ہاتھ ہونگے اور صراحی کا گلا ہوگا

نہ آئینگے نہ آئینگے لطافت ہند میں پھر کے
اگر جانا دوبارہ اپنا سمت کربلا ہوگا

ہونگا میں رسوا کسی رشک قمر سے دیکھنا
چھٹ نہیں سکتا محبت کی نظر سے دیکھنا

یاد دندان میں جو رویا میں تو بولے ہنسکے وہ
آج موتی دیدۂ گریان سے برسے دیکھنا

مفت مر جاتے ہیں اے بیرحم عاشق چشم کی
زہر ہوتا ہے ترا میٹھی نظر سے دیکھنا

گر اسی صورت رہا رونا ہمارا جوش پر
ایکدن طوفان اٹھیگا چشم تر سے دیکھنا

اے دل بیتاب نصیحت یاد رکھنا تو مری
دیکھنا جسکو محبت کی نظر سے دیکھنا

وہ چلی صبح شب وصلت ہوئی ہے صبح حشر
ہوں گریبان چاک ہیں پچھلے پہر سے دیکھنا

کیا تماشا ہو اگر دستار اچھالو شیخ کی تم
میکشو واعظ وہ جاتا ہے ادہر سے دیکھنا

آخر شب اس قمر نے بام پر الٹی نقاب
آفتاب اونچا ہوا پچھلے پہر سے دیکھنا

یا خدا کس نیمجان کی آج آئی ہے قضا
نیمچہ اسنے لگایا ہے کمر سے دیکھنا

ظلم کرنے مین شریر ایسے ہوے ہین وہ مگر
عاشقو بگڑے کی چیخ فتنہ گر سے دیکھنا

تیر ہی تلوار ہی شیدا ای چشم مست کو
سرمہ دیکر یار کا ترچھی نظر سے دیکھنا

رائگان ہونگے مرے نالے نہ ای ہمدم کبھی
آئینگے وہ ایکدن انکے اثر سے دیکھنا

آج پہلو مجکو خالی خالی آتا ہے نظر
کوئی دلبر لیگیا ہے دل کو بر سے دیکھنا

یاد آتا ہی وہ شرمانا تمھارا بعد وصل
مسکرا کر منہ پھرا نیچی نظر سے دیکھنا

دھوم سے تابوت اٹھیگا شہید ناز کا
دو قدم تم بھی نکلکر اپنے گھر سے دیکھنا

ہی وہ مشہور ای لطافت بیوفا و پرجفا
دل لگایا ہے کس بیداد گر سے دیکھنا

ہر ایک گل کی کشش مین جو اضطراب ہوا
دل آب ہوکے مرا شیشۂ گلاب ہوا

وفور رحمت غفار بیحساب ہوا
گناہ کرکے جو مجکو ذرا حجاب ہوا

جو اسکے رخ سے عرق مین ساغر شراب ہوا
تو آفتاب مین پیدا اک آفتاب ہوا

بشر کی وقت ولادت ہی شور عجب جہان
فنا کے واسطے خلق اور اک حباب ہوا

ہوئے جو پاؤن کے چھالون سی خار رہ سیراب
سبیل کا ترے دیوانے کو ثواب ہوا

پلائی مجکو مئی آتشین جو ساقی نے
رقیب بزم مین جل بھن کے کیا کباب ہوا

گئے بہشت مین نادار و فاقہ کش پہلے
نہ کچھ شمار ہوا اور نہ کچھ حساب ہوا

خیال مصحف عارض مین جل رہا ہے دل
ثواب جان کو میری عجب عذاب ہوا

رخ صنم کی صفائی گئی نکلتے ہی خط
کہ بال آگئے یہ آئینہ خراب ہوا

عروج گریۂ عاشق پس فنا بھی رہا
بگولا اٹھکے مری خاک کا سحاب ہوا

دیا جواب نہ کچھ سنکے آگئی انکھین نیند
ہمارا حال دل افسانۂ وقت خواب ہوا

جہان مین یونہین فنا ہوگی غافلو دیکھو
نظر کے لیے پیدا ہر اک حباب ہوا

کھلائین کیا نہین قلب و جگر کوئی تن مین
فراق یار مین غم سے ہمین حجاب ہوا

یہ قامت [illegible] قد موزون کی وصف مین مصرع
چمن مین مصرع شمشاد کا جواب ہوا

جو کی ہی مانجہ کے دانت اسنے سحر مین کلی
صدف مین شور گہر سے تمام آب آب ہوا

زمین مین روز ولادت گڑی جو نال مری
کہا اجل نے مسافر کا پا تراب ہوا

ہوا فشار لطافت کو کچھ نہ تربت مین
تہِ زمین جو عیان عشق بو تراب ہوا

ردیف باے موحدہ

آپکی دیوار پر گر بیٹھ جائے عندلیب
نرگس آنکھو نپر رکھے گلشن مین پائے عندلیب

پھول سے عارض جو اسکے دیکھ پائے عندلیب
گل تو کیا گلشن کو نظرون سے گرائے عندلیب

آشیان ہر جا نہ شاخون پر بنائے عندلیب
باندھ دے گلچین رگِ گل سے پائی عندلیب

باغ کی خاطر پھڑک کر شل ہوی صیاد یہ
روغنِ گل ہے قفس مین کردوائی عندلیب

نامۂ رنگین بہار یہ ہے اُس گل کو لکھا
مرغِ نامہ بر کے بدلے لے کے جائے عندلیب

چہچہے نغمے ترانے زمزمے پھر ہون عجیب
میرے گل کا سا لب و لہجہ جو پائے عندلیب

باغ مین گلگشت کو آیا ہے وہ رشکِ بہار
ہان تصدق کو زرِ گل لے کے آئے عندلیب

گوشِ گل فصلِ بہاری مین بنا ہی اسواسطے
کان دھر کر تا سنین افسانہ ہائے عندلیب

عشقِ گل مین ہو اگر جوشِ جنون میری طرح
باغ مین سنبل بنے زنجیر پائے عندلیب

گفتگو معشوق و عاشق کی ہوئی یکرنگ اب
آئی غنچون کے چٹکنے سے صدائے عندلیب

دے ارے صیاد پانی کی جگہہ اسکو گلاب
چاہتا ہے تو قفس مین گر شفائے عندلیب

عشقِ گل یون ہو سراپا بنگئی تصویر باغ
غنچہ ہے منقار شکلِ خار پائے عندلیب

باغ مین آکر نقاب اُلٹے جو میرا گلبدن
چٹکیو نمین ہر گلِ تر کو اڑائے عندلیب

خاک اُڑتی ہی چمن مین گُل کی جا پر خار ہین
ہای خزان مین باغ اک ماتم سرای عندلیب

آتشِ گُل اسقدر بھڑکی ہوئی ہے باغ مین
جمع شاخو پر ہین پروانے بجائے عندلیب

پھول پینے باغ مین آیا ہی وہ رشکِ بہار
ہان گلابی ہار گُل تر کو بنائے عندلیب

بعد مُردن بھی گلو تکی ہے محبت کیا عجب
روح عاشق کی چمن مین نکلے آئی عندلیب

واہ کیا طرفہ دورنگی ہی تری ای حسن و عشق
گُل کو خندان دیکھ کر آنسو بہائے عندلیب

عشق صادق تھا لطافت کچھ نہ کچھ ہوتا اثر
گوشِ گُل مین گر پہنچ جاتی صدائے عندلیب

دیکھ لی جب سے گلون نے ہی وفائے عندلیب
سر پہ رکھتی ہین عجب الفت سے پائے عندلیب

عشق مین گُل کے اگر آنسو بہائے عندلیب
موتیے کے پھول ہون سب آنکھہائے عندلیب

تیری ایوان کی جو گُل بوٹون کو آکر دیکھلے
چھوڑ کر گلشن نشیمن یہان بنائے عندلیب

صحنِ گلشن مین ہے عمدہ فرشِ بلبل چشم کا
جبکہ اُس گُل کے لیے آنکھین بچھائے عندلیب

مین جدا ہون اپنے رشکِ باغ سے آتا ہی رشک
وصل گُل کے یون مزے ہر دم اڑائے عندلیب

ہو اگر مدِ نظر اس رشکِ گلشن کو بناو
باغ مین افشان زرِ گُل کی بنائے عندلیب

پوچھکر مجھسے نہ عزرائیل نے کی روح قبض
گُل کو ہی گلچین نے توڑا بے رضائے عندلیب

زر جو لیکر مٹھیو نمین غنچۂ گُل آئے ہین
دینگے شاید بوستان مین خونبہائے عندلیب

چلتی ہی بادِ خزان ہو جائیگی دم مین فنا
بلبلا پانی کا ہے گویا بقائے عندلیب

عشق مین اُس گُل کے مجھسے یون کھٹکتے ہین رقیب
ہی خلش جسطرح کانٹون کی برائے عندلیب

سخت دل ہین کسقدر غنچے نہ پھوٹی منہ سے کچھ
روئی شبنم سن لیا جب ماجرائے عندلیب

گر پڑون ای گُل اگر ہین زار و لاغر ضعف سے
جان کر تنکا گلستان مین اُٹھائے عندلیب

عشقِ معشوقان باغِ دہر کا بیکار ہے
گُل ہر اک ہنستا ہے سُنکے نالہائے عندلیب

ہاہو مری گُل کو چمن مین گر گُل بازی کا شوق
باغ مین اوڑا اوڑ کے ہم آنکھون سے اُٹھائے عندلیب

کاتب تقدیر حسن و عشق سے آگاہ تھا
لکھہ دیا گل کے ورق پر ماجرائے عندلیب
سنبل و سوسن کے تختے باغ مین ہین جا بجا
ہوگیا ہے جمع دو دِ نالہاے عندلیب

اے لطافت قطرۂ شبنم نہین یہ رات کو
آبدیدہ گل ہین سُنکے نالہاے عندلیب

مژگان کا ہی نہ ابروے دلدار کا جواب
تیرون کا ہی جواب نہ تلوار کا جواب
رخسار سُرخ ہین گل گلزار کا جواب
آنکھین تری ہین نرگس بیمار کا جواب
کبک دری ہی بھولا ہوا مد تونے چال
کیا اس چلن پہ دے تری رفتار کا جواب
اعمال کا سوال جو ہین ہوگا حشر کو
دیگا ہر ایک عضو گنہگار کا جواب
بینی یار کا ہی اشارہ نہ بوسہ مانگ
سید ما فقط ہی حسن کی سرکار کا جواب
وعدہ ہی گاہ حشر کا گہہ لن ترانیان
اقرار کا جواب نہ انکار کا جواب
کہتا ہی شیخ وعظ مین مستون کو دوزخی
دے کون فحش مردم بازار کا جواب
نالہ لا فراق مین کرتے ہین رفیق
تسکین دوستون کی ہی بیمار کا جواب
رکھہ لی ہی بات عشق مین اے جسم زار واہ
پیدا کیا ہے کیا کمر یار کا جواب
پیتی ہی چھک گئی نہ کیا دوسرا سوال
ساقی نہین تری مئے گلنار کا جواب
صف باندھہ کرجو عاشق حیران کھڑے ہوے
دیوار ہوگئی تری دیوار کا جواب
گردون پہ کیون چمک کے نکلتا ہے ماہ نو
کیا ہوگا تیری ابروے خمدار کا جواب
حاضر دم سوال ہے تجویز ہو سزا
اقرار آپ کے ہے گنہگار کا جواب
وحشی کے دل مین عشق فرہ ہی کھٹک رہا
دیتا ہی دشت مین خلش خار کا جواب
پیدا اگرسکے یہ بات تو ہمسر ہو لا کلام
کیا منہ جو غنچہ دے دہن یار کا جواب
واعظ سی بھی گناہ ہوا شغل بادہ خوار
مسجد بنائی خانۂ خمار کا جواب
مضمون دہان تنگ کی اسمین بھری ہین نظم
اسوجہ سے نہین مرے اشعار کا جواب

ابرو کا بوسہ مانگا تو بڑھ کر لگائی تیغ
دیکھو مرا سوال مرے یار کا جواب

سبزہ نکلتے ہی ترا جوبن رواں ہوا
کیا حسن سے گیا خطِ رخسار کا جواب

واعظ سے کہتے ہین قدحِ مے دکھا کے رند
ہے اپنے پاس بھی تری دستار کا جواب

غیبت اگر کرے ترے مقتول کی کبھی
دے تیر کی زبان لبِ سوفار کا جواب

ہم پر طرف ہین بوسون کی تنخواہ بند ہے
وہ خطِ رخ ہے حسن کی سرکار کا جواب

یوسف لقا ہی تو خریدار جمع ہین
کوچہ ترا ہے مصر کی بازار کا جواب

گلشن مین چہچہو نہ اے عندلیب پھول
غنچہ ہے شاخ پر تری منقار کا جواب

بخشش ہین تو وحید تو عصیان مین ہم ہین فرد
آمرزگار کا نہ گنہگار کا جواب ہے

کیونکر نہ اسکا عشق ہر اک کے گلے پڑے
پتلی کمر ہے یار کی زنار کا جواب ہے

بولے ہمارا نامہ لطافت وہ دیکھ کر
کسکو دماغ لکھے جو طومار کا جواب

تھا ہجر مین جو نزع کا عالم تمام شب
دیکھا کیے ہین دم مرے ہمدم تمام شب

پروانہ بھی جلا تو ہوا غم تمام شب
گریان برنگِ شمع رہے ہم تمام شب

دن بھر جنون مین ریگِ بیابان کا ہی لباس
تن پر مرے ہے جامۂ شبنم تمام شب

صورت نہ دیکھی وصل مین بھی ہمنے یار کی
بھرِ تواضع ایسے رہے خم تمام شب

آیا جو رات کو نہ چمن مین وہ رشکِ گل
ٹوٹا کیے لوٹی باغ مین شبنم تمام شب

کس مشکلون سے رات گذرتی ہے ہجر کی
کرتا ہون عید ہوتی ہے جس دم تمام شب

مانا کہ حسبِ وعدہ وہ آتے ہین میرے گھر
لیکن مزاج رہتا ہے برہم تمام شب

پہلو مین انکے چین سے سویا وہان رقیب
بیتاب اپنے گھر مین رہے ہم تمام شب

کیونکر بسر فراق مین ہوتی ہے کیا کہین
دن بھر غم اپنے گھر مین ہے ماتم تمام شب

کل بھی شبِ فراق تو آئے نہ دم مین دم
کیا کیا اجل کو ہمنے دیے دم تمام شب

پڑتی ہے اوس جا نہیں سکتے وہ اپنے گھر
باران کا کام کرتی ہے شبنم تمام شب

خندان عبث ہے ہستی ناپائدار مین
گریان ہے گل کے حال پہ شبنم تمام شب

کہتے ہین وہ کہ آؤن مین کس طرح تیرے گھر
دن کچھ ہے [illegible] اور رہی شبنم تمام شب

مضطر رہے وہ صبح مین جیسے ہم شب فراق
داغ جگر و دل پہ کرتے رہے ہم تمام شب

تنہا نہ ایک دم تھا لطافت شب فراق
ہمدم تھے رنج و درد و غم و ہم تمام شب

ہٹتی ہین وہ چڑھے ہوے ابرو جبین سے کب
تلوارین یہ اترتی ہین عرش برین سے کب

ہوگا زیادہ حسن و جمال اس حسین سے کب
بہلے گا خلد مین مرا دل حور عین سے کب

معمور دل مرا ہو خیال حسین سے کب
آباد یہ مکان ہو دیکھون مکین سے کب

خالی زمانہ ہوگا مجھ اندوہگین سے کب
اے آسمان یہ بوجھ اٹھیگا زمین سے کب

شانہ ختن ہے زلف کی مشاطہ سے کبھی کم
فغفور چین سوا ہے ترے جامہ چین سے کب

بیخوف جا کے کوچۂ جانان مین مین ہون
مومن نکالا جاتا ہے خلد برین سے کب

اقرار ہے کبھی کبھی انکار وصل کا
حیران ہم نہین ہین تری ہان نہین سے کب

بیٹھے کہین ہون دیکھتے ہین پر جمال یار
کم ہے ہمارا دیدۂ دل دوربین سے کب

عاشق کی دیکھنے کو مسیحا ان آئیے
ہوگا زیادہ وقت دم واپسین سے کب

ہونٹون کے گرد کیون نہ ہے خط کا مورچہ
شیرین لب اس پری کے ہین کم انگبین سے کب

نازک مزاج غیر کے احسان سے ہین بری
مطلب قبائے گل کو ہوا جامہ چین سے کب

شمعین ہین نور کی کنول نہین بلور کے
باہین تری عیان ہین سفید آستین سے کب

نازک ہو انتہا کے نہ اتنا کرو بناؤ
افشان کا بار اٹھیگا تمھاری جبین سے کب

موذی کو اپنے مال سے کچھ فائدہ نہین
زنبور بہرہ مند ہوئی انگبین سے کب

عشاق ہین گدا کی طرح طالب جمال
تشریف آپ لائیگا خانہ نشین سے کب

چین بر جبین ہین دوپٹہ سے آپ کا
فرمائیے خطا ہوئی تھی جامہ چین سے کب

ہوگا جنان مین بھی تری چشم سیہ کا دھیان
آنکھین لڑاؤن گا مین بھلا حور عین سے کب

بھیجون کوئی رسول اولو العزم اسکے پاس
پیغام میرا جائیگا روح الامین سے کب

ہی جب سی خاکساری و افتادگی پسند
نقش قدم کی طرح اٹھے ہم زمین سے کب

نامِ علی ہے دل پہ لطافت کے کھد گیا
ہوگا جدا یہ نقش بھلا اِس نگین سے کب

پھر روز نالہ اپنا اثر کا آسمان سے کب
قوت مین کوئی پیر بنا ہی جوان سے کب

کہتی ہے شمع کیون ہمہ تن جل رہی ہو نہین
جینے لیا تھا نام محبت زبان سے کب

وہ رنج دوست ہون کہ مین رہتا ہون منتظر
نازل مری طرف ہو بلا آسمان سے کب

پیسا ہی اسنے اپنی ہی مٹی خراب کی
دیکھین رہائی ہوگی زمین آسمان سے کب

قاصد سی حال کہتے ہوے پہنچے یار تک
دیکھو تو بیخودی ہوئی فرصت بیان سے کب

کیون میکدے مین آنے نہین دیتے مجھے
باہر ہو نہین اطاعتِ پیرِ مغان سے کب

آنسو رواں ہین چشم سے عاشق کے حال پر
چلتے ہین تیر صید فگن کی کمان سے کب

محتاج غیر کے ہین کہان صاحبان خیر
کشتی فقیر کی ہے چلی بادبان سے کب

جب آنکھ بند ہوگئی سب حال کھل گیا
غفلت کے پردے ہاے اٹھے درمیان سے کب

نالے بلند ہوکے یہ کہتے ہین ہم سحر مین
کیا چیز ہے دہین گے ہم اِس آسمان سے کب

دنبالہ چشم یار مین سرمہ کا ہے ستم
دیکھین یہ تیرِ ظلم چلے اس کمان سے کب

مرنے کا میرے حال سنا جبکہ غیر سے
بیساختہ نکل گیا ہائے انکی زبان سے کب

گو عشق کہہ رہا ہے حسینون سے دل لگاؤ
پر انکے ناز اٹھین گے مجھ ناتوان سے کب

یکسو جو ہین جہان مین نہین وہ رواں دوان
نکلا ہے مرغ قبلہ نما آشیان سے کب

نامہ روانہ کرکے لطافت ہے منتظر

قاصد جواب لاتا ہے دیکھین وہان سے کب

یون ہر جگہہ ہون یار سے مین ناتوان قریب
جس طرح سایہ جسم سے ہو ہر زمان قریب

ابرو کے سمت رخ تری مژگان کا تھہ ہے
کیونکر نہ تیر لیس ہاین ہے کمان قریب

گھبرا کے بولے وہ کہ لگی کسکے گھر مین آگ
پہنچا جو میرے نالۂ دل کا دھوان قریب

یون حاسدون کی بزم مین اہل سخن ہین
دانتون سے جسطرح ہو دہن مین زبان قریب

عاشق تنون کے واسطے کیا قرب قبر کا
حب علی ہے پاس تو حور جنان قریب

دل تھام لو صنم کہ مرے لب تک آہ ہے آہ
اُمڈی وہ فوج اشک وہ آیا نشان قریب

پاس اُس ذقن کے زلف مین دل مردہ ہو گیا
پیاسے کو موت آئی رہا جب کنوان قریب

چاہِ ذقن مین یوسفِ دل کر نہ اضطراب
خطِ عذار یار کا ہے کاروان قریب

مجھ نخچیا کے واسطے یہ جوڑتی ہے ہاتھ
کھینچنے مین گوشہ کرتی ہے آنکی کمان قریب

بلبل کے واسطے جو وہ گل آئے باغ مین
شاخین شجر کی جھک کے کرین آشیان قریب

کہتی ہے سب کو گور غریبان دکھا کے موت
بڑھ کر ملو مسافرو ہی کاروان قریب

جب سے پڑی ہے دختر رز گھر مین مست کے
ہاین بادہ کش عزیز تو پیرِ مغان قریب

بولی لچک کے ڈاب سے نکلی جو تیغ یار
صحبت کا ہی اثر کہ ہے موئے میان قریب

ہمسے تگ و دو ر آپ ہاین نکلین گے اشک بھی
اٹھا غبار سمجھے کہ ہے کاروان قریب

ای زلف ہوشیار کمر تک چلی تو ہے
نازک مقام ہے کہ ہای ہے میان قریب

آہین جو مینے کین تو یہ بولا وہ نازنین
بس بس ہٹو کہ آنے لگا اب دھوان قریب

کم مایہ چاہیے کہ رہے ہر غنی سے دور
بی آبرو ہے بحر سے گر ہے کنوان قریب

دولت بڑھے تو مثل ترازو کے جھک کے مل
پلہ شباب ہے دور زمین سے گران قریب

صد ہا برس کی راہ سے تو ہین یہ طے ہوئی
کیا قہر کرتے ہوتے اگر آسمان قریب

صحرا کا قصد جب ترے دیوانے نے کیا
آ آ کے پاؤن پڑنے لگین ہر بیابان قریب

خوفِ سوال ہوگا لطافت کے دل سے دور
ہونگے علی لحد مین دمِ امتحان قریب

ردیف یاے فارسی

ہی تاک مین انگور کی چھن چھن کے پڑی دھوپ
ہر جا ہی بنی حسن سے بھولونکی چھڑی دھوپ

اُس پرتوِ عارض سے کسی دن جو لڑی دھوپ
رخ چھوٹ گئے بھاگی مصیبت مین پڑی دھوپ

گرمی مین وہ خورشید نہ گھر تک مرے آئے
بن ٹھن کے رقیب اسلیے گلیون مین اڑی دھوپ

ہوتے ہین جو دو چاندنی مین شبکو خرامان
کہتے ہین نزاکت سے نہایت ہی کڑی دھوپ

معمور تجلّی مرے خورشید کا گھر ہے
دیوار کے سایے سے نہ اکروز لڑی دھوپ

کالی ہوئین ہرن چوکڑیان بھول کے بھاگین
کھاتے مین جو مرے دشت کی دو چار گھڑی دھوپ

رونے مین ہی اُس پرتوِ عارض کا تصور
ہی ایک جگہہ دیکھو لو ساونون کی جھڑی دھوپ

کوٹھے پہ حسین بیٹھتے ہین سامنے آکر
راحت مجھے دیتی ہی زمستان مین بڑی دھوپ

اُس مہر کی فرقت مین جو کی دشت نوردی
عاشق پہ ہی کیا صاعقہ بن بنکے پڑی دھوپ

ٹھنڈا نفس سرد نے عاشق کے کیا یہ
ہی اوس کے مانند ترے گھر مین پڑی دھوپ

ہم لیگیے دنیا سے ترے رخ کی محبت
خورشید تو با مہر رہا تربت مین گڑی دھوپ

سورج کے نکلتے ہی فنا کرتی ہے دم مین
شبنم پہ کیا کرتی ہے بیداد بڑی دھوپ

عکسِ دُرِ دندان سے صنم چاندنی چھٹکی
رخسار کے پرتو سے زمین پر ہے پڑی دھوپ

خورشید مین تیزی ہی غضب ہجر کا دن ہے
دل جلنے لگا صبح سے آنکھون مین گڑی دھوپ

معشوق نکلتے نہین گرمی مین گھرون سے
عشاق کو دینے لگی تکلیف بڑی دھوپ

دن ہجر کا کس قہر سے مشکل سے کٹا ہے
ہر ایک گھڑی اپنی نگاہون مین بڑی دھوپ

ہٹتی کسی صورت سے نہین روزِ فراق آہ
سورج نے کرن لے کے زمین پر ہے جڑی دھوپ

نازک ہو بہت پاؤن نکلتا نہین گھر سے
زنجیر بنی ہے تمھین گرمی کی کڑی دھوپ

دہلیز منور سے ترقی کی ہے سائلؔ
جب صبح ہوئی در پہ ترے آکے پڑی دھوپ

ہر گوشۂ گل تر مین دمِ صبح ہین جھالے
شبنم کو بنا دیتی ہے موتی کی لڑی دھوپ

ای مہر ہوس ہو کہ ہوئی کیون نہ سیہ مینؔ
دیکھے تری ہونٹون پہ جو مسی کی دھڑی دھوپ

بالون پہ وہ گل چینی اوڑھے ہے دوپٹہ
ہی تختۂ سنبل پہ گلستان مین پڑی دھوپ

گرمی کے ہین دن دوپہر آئی ہے مریجانؔ
جاؤگے کہان سو رہو پڑتی ہے کڑی دھوپ

پیری سے ہوے بال سفید آنکھ کھلی اب
ہوشیار ہو نیند سے سر پر جو چڑھی دھوپ

ہوگا علمِ حمد کے سائے مین لطافتؔ
کیا خوف اگر حشر کے دن ہوگی کڑی دھوپ

بیچین ہو کے کیا نکل آئے ہین گھر سے آپ
ڈریئے ہماری آہ و فغان کی اثر سے آپ

کہتے ہین عشقِ زلف ہین ہم سی سب آشنا
لاللہ ٹالیے یہ بلا اپنے سر سے آپ

کھینچا جو صبح کو ترا نقشہ تو بولے چرخ
سرخی شفق سے لیجیے سفیدہ سحر سے آپ

آئینہ مین پسند کیا اپنے حسن کو ؔ
بیمار چشم یار ہے اپنی نظر سے آپ ؔ

منظور کیجیے آج ہی کس بیگنہ کا خون
تلوار کیون لگائے ہوے ہین کمر سے آپ

اٹھا جنازہ آپ کے عاشق کا دھوم سے
صاحب نکل کے دیکھیے تو اپنے گھر سے آپ

خوشبو سے تین روز بسی رہتی ہے وہ راہ
ایسا نجان گذرتے ہین جس رہگذر سے آپ

مشتاق روے صاف کا ہی کیجیے تو یاد
بیتاب ہو کے آئینہ نکلے گا گھر سے آپ

انصاف کیجیے کہ نہ کیونکر ہون شیفتہ
دیکھین تو اپنے حسن کو میری نظر سے آپ

مژگان کی تیریون سے ہو غربال کیا عجب
آنکھین تو چاند لی ہین لڑائین قمر سے آپ

وہ آج آکے پاس مرے بولے ناز سے
بیتاب کل تھے شدتِ دردِ جگر سی آپ

بادِ خزان گلون سے یہ کہتی ہے منعمؔ
خندان ہوں باغِ دہر مین پھولین نہ زر سے آپ

دل جل رہا ہے ہنسکے دکھا دیجیے ہمکو دانت — اس آگ کو بجھائیے آب گہر سے آپ

کہتے ہین وہ بلاکے ہمین ہجر وصل پاس — خاطر ہے آئیے کہ ہین مدت سے ترسے آپ

دیکر ہمین فشار یہ دی قبر نے صدا — کیونکر گلے لگاؤن نہ آئے سفر سے آپ

طالب مدینہ کا یہ لطافت ہے یا علیؑ

بندہ کی سعی کیجیے خیر البشر سے آپ

ردیف تای فوقانیہ

اللہ اللہ افتخار و عظمت شان کوی دوست — لامکان ہے ہے کہین بڑھ کر مکان کوی دوست

ایک لحظہ جو کوی آئے میان کوی دوست — داغ حسرت رہ کے جائے ارمغان کوی دوست

عرش اعلی ہای زمین اللہ ری شان کوی دوست — دود آہ عاشقان ہای آسمان کوے دوست

فخر سے رضوان بنا ہای باغبان کوی دوست — جسکو کہتے ہین جنان ہی بوستان کوی دوست

عاشق جانباز کی کھائی ہین جیسے ہڈیان — خندہ زن شیر زیان پر ہین سگان کوی دوست

خاک پر رکھتے نہین ہین پاؤن اللہ ری عروج — آسمان پر ہے دماغ ساکنان کوی دوست

خون دل پیتی ہین راحت جانتے ہین رنج کو — غم خوشی سے کھا رہے ہین میہمان کوی دوست

ہاتھ اٹھاتے ہای دعا ہوتی ہای فوراً استجاب — بار ہا ہمنے کیا ہے امتحان کوے دوست

کہیعص آیا عجب رحمت کا ذکر — دیکھ لو قرآن مین بھی ہے بیان کوی دوست

استخوانون مین ہماری عشق کا ہای ہوا اثر — کھا رہے ہین کس حلاوت سی سگان کوی دوست

دشت پیمائی ہین کرتے مدتون سے کیون خضر — خوش رہین سرسبز ہون آکر میان کوی دوست

مجمع حجاج کعبے مین بہت ہونے لگا — بھیڑ اب رہنی لگی یان بھی بسان کوی دوست

تو بھی چل کے انہین ملجا ای سگ نفس خبیث — پاک خصلت پاک طینت ہین سگان کوی دوست

مہربان کرتی ہین کو تو سرو یہ گلزار مین ہے — راہ سیدھی پوچھتے ہین اور نشان کوی دوست

اسی رہی عزّ و شرف مسجود خاص و عام سے
مین فقط تنہا نہین ہون رتبہ دانِ کوے دوست

داشت جو انپر لگائے اے ہما کیا مُنہ ترا
استخوان میری ہین خوراکِ سگانِ کوے دوست

فخر کرتے ہین ہمیشہ خضر و الیاس و مسیح
جب سے آکر بنگئے ہین پاسبانِ کوے دوست

میرے دل کو خوب سا میری طرف سے پوچھنا
گر کہین تمکو ملے اے رہروانِ کوے دوست

پاؤن پھیلا کر لحد مین تا قیامت سوئین ہم
آسمان و وگر زمین دے گر میانِ کوے دوست

حشر کو اللہ سے کہدینگے رکھئے ہمکو یہین
کیا کرین پا کر جنان مین عاشقانِ کوے دوست

کوئی کوے یار کی جاروب کش سے مانگ دے
گر پڑا پایا ہو دل میرا میانِ کوے دوست

برہمن اور شیخ مذہب پر جھگڑتے ہین سدا
رات دن آپسمین لڑتے ہین سگانِ کوے دوست

پاؤن پھیلائے زمین پر کھینچکر دنیا سے ہاتھ
لوٹتے ہین ہین کیا پڑے افتادگانِ کوے دوست

صور اسرافیل سے بیچین ہونگے حشر کو
سو رہے ہین کس چین سے ہین خفتگانِ کوے دوست

سجدے ہی کرتا دو رسی کوچے مین اسکے جاؤنگا
پاؤن کے بدلے رکھونگا سر میانِ کوے دوست

ای لطافت قبر سے آکر ملائک لے گئے
اور جا کیونکر رہین باشندگانِ کوے دوست

حرکت ہی ہوئی پیری مین یہ سر کی صورت
جھلملاتا ہے عیان شمع سحر کی صورت

ٹھوکرون مین سرِ بازار ہے فرقِ جمشید
رفتہ رفتہ یہ ہوئی کاسۂ سر کی صورت

کسقدر عاشقِ لاغر سے ہے نفرت انکو
کھیل ہین بھی ہین اوڑاتے اسے پر کی صورت

لختِ دل چشم سے اشکون کی طرح باہر آئے
نکلے یاقوت صدف سے ہین گہر کی صورت

کیون نہ عشاق کو بتلائے عدم کا رستہ
نیمچہ انکا لچکتا ہے کمر کی صورت

لاغری مین ہین جو گل کھائے ترے چھلے کی
ہے کلائی مرے طاؤس کے پر کی صورت

طفلِ اشک آنکھ سے نکلے تو نہ کیون شاد ہون مین
خوش پدر ہوتا ہے دیکھے جو پسر کی صورت

اسکی آنکھون کے تصور مین ہوا یہ لاغر
ہون نظر سے مین نہان تارِ نظر کی صورت

خط کی سبزی سے گیا سیب ذقن کا ترے حسن
پوچھتا کوئی نہین خام ثمر کی صورت

چاندنی مین مرے اشکون کا جو دریا اُمڈا
بنگیا ہالۂ مہتاب بھنور کی صورت

اور بھی خوف سے کانپے تن خورشید فلک
دیکھے اِکدن جو مرے داغ جگر کی صورت

ابر گھر گھر کے ہزار آئے جہان مین لیکن
خاک برسے گا مرے دیدۂ تر کی صورت

گردش چرخ کی دنیا مین حقیقت نہین کچھ
جب مین جانون کہ پھرے یہ مرے سر کی صورت

جیسے اُنکے دُرِ دندان کا تصور ہے مجھے
ہمدمو خاک پہ غلطان ہون گہر کی صورت

جلکے محفل مین ملا شمع کو شاہونکا شرف
شعلہ ہے تاج دھوان صاف چنور کی صورت

جب سے اُس مہر کا دیوانہ لطافت ہی بنا
چاک رہتا ہے گریبان سحر کی صورت

سوزِ پروانہ دکھاتا ہے اثر ساری رات
شمع بھی کرتی ہے جل جل کے بسر ساری رات

وصل مین ہاے ہوئی یونہین بسر ساری رات
پاؤن تھکے یار کے اور تھاما سر ساری رات

چاندنی چھٹکی رہیگی مرے گھر ساری رات
آج مہمان ہے وہ رشکِ قمر ساری رات

آج سنتی ہین وہ ہے غیر کے گھر جانے کو
مینہ نہ اشکون کا تھمے دیدۂ تر ساری رات

عُمر بھر موت کا دنیا مین رہا ہمکو خیال
خواب مین دیکھا مسافر نے سفر ساری رات

زلف کی یاد مین ہر سو نظر آتے ہین سناٹے
کاٹے کھاتا ہے مجھے ہجر مین گھر ساری رات

چاندنی ہجر مین ہو جاتی ہے تاریکی قبر
داغ دیتا ہے مرے دل کو قمر ساری رات

یاد پیری سے جوانی مین رہے ہم غمگین
دلِ مضطر کو رہا خوف سحر ساری رات

اِسقدر جانے پہ آمادہ رہے وہ شبِ وصل
باندھے بیٹھے رہے تا صبح کمر ساری رات

یار کے آنے سے کیا باغ ہوا تھا روشن
شجرِ طور تھا ہر ایک شجر ساری رات

وہ تو سویا کیے دیکھا کیے ہم حُسن اُنکا
کام کرتی رہی عاشق کی نظر ساری رات

چھیڑ کر پوچھتے ہین مجھسے وہ یون ازرہِ طعن
ہجر مین ہوتی ہے کسطرح بسر ساری رات

الفت مال ہی آرام کو کیا کھو دیتے ہیں
جاگتے خوف سے ہین صاحب زر ساری رات

وہ وہان چھٹنے سے ہاتھے پہ اپنی افشان
تارے گن گن کر ہوئی یان ہمکو بسر ساری رات

عطر و آئینہ تھا اللہ ری شب عید بناؤ
کنگھی چوٹی مین ہوئی انکو بسر ساری رات

نہ سرک جاے کہین نیند مین چہرے سے نقاب
اونکو رہتا ہے شب وصل یہ ڈر ساری رات

ہم تری یاد مین بیدار رہا کرتے ہین
چین سے سوتے ہین عالم مین بشر ساری رات

ہو کے بے پردہ شب وصل وہ فرماتے ہین
آنکھین پھوٹین تری دیکھے جو ادھر ساری رات

نیند گرمی سے مری غیرت گل کو جو نہ آئے
بلبلین اوڑ کے جھلین باغ مین پر ساری رات

ہاے آیا نہ کوئی پوچھنے صبح شب دفن
کہو کیونکر ہوئی تربت مین بسر ساری رات

وصل کی شب وہ حیا سے رہے ایسے پنہان
نہ ہوا اپنی نظر کا کبھی گذر ساری رات

وار اوس تیغ نگہ کی جو چلی وصل کی شب
بندہ آنکھون سے رہا سینہ سپر ساری رات

صبح کو اٹھکے جو پاس آئے ہو عاشق کے تم
سچ بتاؤ کہ گنوائی ہے کدھر ساری رات

شام ہی سے مجھے بیتاب کیا کیون تونے
کاٹتی ہے ابھی اسے درد جگر ساری رات

اشک آنکھون سے شب ہجر چلے آتے ہین
دل کے دیتے ہین یہ ہرکارے خبر ساری رات

کربلا مین جو شب جمعہ لطافت ہو نصیب
آستان شاہ کا ہو اور مرا سر ساری رات

دیکھ کر روح نے تربت مین بدن کی صورت
آہ کی پائی دگرگون جو وطن کی صورت

ہون قفس مین ہمہ تن رنج و محن کی صورت
مین وہ بلبل ہون کہ دیکھی نہ چمن کی صورت

شگفتہ ہوکے لیے باغ مین بوسے منہ کے
پائی غنچہ مین جو اس گل کی دہن کی صورت

چاندنی جبکہ سیہ خانے مین آئی شب ہجر
میری نظرون مین پھری گور و کفن کی صورت

گھر کو چھوڑے ہوے اک عمر ہوئی ہے مجکو
یاد بھی اب تو نہین اہل وطن کی صورت

اوس گل تر نے لگائے جو ہین سوسن پتی
کھل گئے زخم مرے تن پہ چمن کی صورت

جوشِ وحشت مین ہی یہان موت گلوگیر ہوا
چاک رہتا ہے گریبان کفن کی صورت

خون فشان آبلۂ پا ہین نئے گل پھولے
ہمنے صحرا کو بنایا ہے چمن کی صورت

افعی زلفِ صنم نے یہ ڈرایا ہے مجھے
سانپ سمجھا نظر آئی جو رسن کی صورت

ہجر دلدار مین مردہ سا پڑا رہتا ہون
پیرہن ہے تنِ خاکی پہ کفن کی صورت

روسیہ غیر نے منہ اس رخِ روشن پہ رکھا
میری آنکھو نمین پھری چاند گہن کی صورت

اسقدر زلف کے سودے مین ہوے آوارہ
ہمنے دیکھا نہ وطن مشکِ ختن کی صورت

بیٹھے بیٹھے قدِ موزون جو ترا یاد آیا
آہ سینہ سے اُٹھے سروِ چمن کی صورت

ہی اندھیرے سے عجب توسنِ جانان کا بناؤ
منہ پہ کس حسن سے گھونگھٹ ہے دولہن کی صورت

آہِ سوزان جو کرون رات کو مین گلشن مین
سروِ تھالون مین جلین شمع لگن کی صورت

بڑھ کے شیشہ سے بھی شفاف ہی ساقی کا گلا
گفتگو مین نظر آتی ہے سخن کی صورت

لکھدیا لفظِ عدم کھینچ کے نقشہ تیرا
بن سکی جب نہ مصور سے دہن کی صورت

باعثِ بغض و حسد ہے مرا عالم مین کمال
قتل کا خوف ہے آہوے ختن کی صورت

صدقے ہونے کے لیے روح لطافت نکلی
نزع مین دیکھ کے سلطانِ زمن کی صورت

رخِ صنم پہ عرق ہے دمِ عتاب بہت
نہ کیون ہو تلخ کہ ہی تند یہ گلاب بہت

رہیگا وصل کی شب آج مستِ خواب بہت
خدا کے واسطے ای بت نہ پی شراب بہت

نہ کراری دلِ خونگشتہ اضطراب بہت
چھلک نہ جائے کہ ساغر مین ہی شراب بہت

مری کفن مین کئی چادرین ہون اے غسال
گناہگار ہون خالق سے ہے حجاب بہت

مثال ہے جو نہاے گل ترے پسینے سے
کشیدہ ہم سے رہا عطر اور گلاب بہت

سفید بال ہوے مغفرت کا طالب ہو
دعا سحر کو ہے واللہ مستجاب بہت

بھر ایک چشم ہی تر جب سی دل بھر آیا ہے
اٹھا ہے قبلہ سے برسے گا یہ سحاب بہت

کھلین گے حشر کو کیا میرے دفترِ اعمال
تو ضمیمہ ہے دن تو نسخہ تھوڑا اگر حساب بہت

عبث فراق مین نالان ہین آپ حضرتِ دل
سزا ہی عشق سے مانوس تھے جناب بہت

ہمیشہ سوگ سے گذری ہوئی جوانی کا
پسند ہے دمِ پیری سیہ خضاب بہت

خیالِ شعلہ رُخان مین پھنکا دلِ بریان
جلا جو آگ پہ ٹھہرا رہا کباب بہت

گئے حواس وہ رُخ دیکھہ کر عرق آلود
معطر دماغ کو میرے ہوا گلاب بہت

جو واعظون نے سُنا ذکر عیش نصف عیش
بیان کرنے لگے حُرمتِ شراب بہت

پکارتی عمر غنیمت سمجھہ جوانی کو
کہ چند روز مین یاد آئیگا شباب بہت

سدا ہی آتشِ رخسار مشتعل رہتی
نہ کیون ہو گیسوے جانان کو پیچ و تاب بہت

عرق آئے مجھکو جو عصیان کی یاد مین ہمدم
تو رُخ کو ہے عرقِ شرم کا گلاب بہت

وہ بحرِ حسن جو ساحل سے سیر کرکے اُٹھا
تو چھوٹ پھوٹ گئے رو دیا ہر اک حباب بہت

جنون ہی عشق مین اک شہسوار کے حذاو
گلے کو اب عوضِ طوق ہے رکاب بہت

ہوا شروع سبق عشق کا نہ گھبرانا
دلا ابھی تو ہی پڑھنی تجھے کتاب بہت

دکھا کے خشک زبان آبلون سے کہتے ہین خار
پلاؤ پیاس مین پانی کہ ہے ثواب بہت

خیالِ زلف مین سوجھی نہ کیون نئی مجھکو
دماغ ہوگا پریشان تو ہونگے خواب بہت

خیالِ رُخ مین ترا نازک کیا کرے تزئین
کہ خود سجانے کو ہی آئنہ مین آپ بہت

کہا لگا کے طمانچہ یہ سیے شباتی سے
اُٹھا اُوٹھا کے ہین سر کھڑے لیتے حباب بہت

زمین نے قصد لطافت کیا فشار کا جب
تو کام آیا مرے عشق بو تراب بہت

نہ گرمیان ہمین دکھلائے آفتاب بہت
کہ میکدہ مین ہی مستون کو آفتاب بہت

اولٹ دو بام پہ اکر وزرا اپنے رُخ سے نقاب
غرور حسن پہ کرتا ہے آفتاب بہت

جلال روی حسین کا جو مینے ذکر کیا
تو روز حشر ہوا گرم آفتاب بہت

مرے حسین سے بڑھکر نہ کوئی پاویگا
چراغ لیکے جو ڈھونڈھیگا آفتاب بہت

رقیب اُس رخ روشن پہ کیون نہ عاشق ہو
پسند دل سے ہے حربا کو آفتاب بہت

وہ چہرہ خط کے نکلتے ہی تمتمایا ہے
ہوا زوال تو ہے گرم آفتاب بہت

خیال جام شراب آرہا ہے مستی مین
فلک دکھا نہ ہمین اپنا آفتاب بہت

فلک پہ مہر کو میخانے مین ہین جام شراب
وہان ہی ایک تو اسجا ہین آفتاب بہت

خیال ہی ترے عارض کا سرد آہ ہو نہین
مفید ہوتا ہے سرما مین آفتاب بہت

تمھارے عارض پر نور سے نہین بڑھکر
کرین غرور نہ مہتاب و آفتاب بہت

پکاریگا مرا دل عشق روے جانان کا
بس اک نظر کے لیے ہے یہ آفتاب بہت

کرینگے پنجتن پاک قبر کو روشن
فلک پہ ایک زمین مین ہین آفتاب بہت

مقام شرم ہے کیا منہ دکھائے دنیا کو
خجل ہے عارض جانان سے آفتاب بہت

جنون کے داغ نے عیبون سے مجکو پاک کیا
ہوا جو خاک تو کام آیا آفتاب بہت

زیادہ دیکھ لطافت نہ وہ رخ روشن
مضر ہے چشم و بصارت کو آفتاب بہت

ردیف تاے ہندی

آبرو ہوگی دوپٹہ کو نہ اے دلبر لپیٹ
سلک گوہر لے کے پٹی کی جگہ سر پر لپیٹ

عجب و نخوت چھوڑ اے واعظ کفن کی فکر کر
تھان بھر کار زر عمامہ نہ تو سر پر لپیٹ

الفت قاتل ہے اسے جراح صحت ہو ابھی
زخم گردن پر مری پٹی کی جا خنجر لپیٹ

مرکے اے غسال خالق سی ہون مین عاصی خجل
سر کے بدلے تو عمامے کو مرے منہ پر لپیٹ

مرگ عاشق کی خبر جاتی ہے انکو ہونگے خوش
رکھ نہ اے کاتب لفافے مین نہ خط لکھکر لپیٹ

عشق سے کہدے کوئی لہراے الفت کا لگا
ایسی آفت مین نہ مجکو آگے سیرے گھر لپیٹ

الامان اے گیسوے خمدار جانان الامان — پیچ مین لا کر نہ یون میرا دل مضطر لپیٹ

نیز پر طایر ہون اے صیاد اوڑ جاؤن کہین — دام سے لیکر کوئی ڈورا گیا یون پر لپیٹ

عشق کی منزل ہے طے کرنی تجھے ہشیار رہ — پر خطر دشوار رستہ ہے کمر کس کر لپیٹ

کیون نہ مین ہر دم کھنچون تیری طرف اے تیغ یار — دام بنکر دل کو لیتے ہین ترے جوہر لپیٹ

مبتلا ہونگے جو شیعہ حشر کو اعمال مین — سب کو اک دامن مین لینگے حضرت بوذر لپیٹ

عشق زلف اے شانۂ جانان نہ عاشق کو سکھا — اپنے سر کی یہ بلا ناحق نہ میرے سر لپیٹ

روتے روتے جان دی ہے بعد مردن دے کفن — جسم لاغر کو مرے اے اشک کی چادر لپیٹ

اب کہان وہ ولولے جوش جوانی چل بسا — لے چکا درس محبت عشق کا دفتر لپیٹ

سایۂ دیوار جانان ہم سے کہتا ہے یہی — جلد او مجھ کو جسے خالی کر جگہہ بستر لپیٹ

سخت جان کو قتل کرنی ہے طپنچے سے چلا — گوشۂ چادر مین قاتل اور اک پتھر لپیٹ

ہی اٹھا فتنۂ حشر کے دن دل کریگا ہمسری — آپ کو اڑ کر میان دامن حیدر لپیٹ

رخ حسین سے صنم بام پر نقاب اولٹ — بڑھا کے شوق ادھر روے آفتاب اولٹ

مقر ہون اپنے گناہون کا بخش اے غفار — کریم تو ہے مرا دفتر حساب اولٹ

وہ بحر حسن کرے میکشی جو دریا پر — ہر ایک موج کہے ساغر حباب اولٹ

گیا وہ یار گھر اپنے گذر گئی شب وصل — زمین پہ بیٹھ ہوئی صبح فرش خواب اولٹ

لحد مین پیکے سر سے یہی کرے گی تجھے — نہ دور یون نہ زمین کو دم شباب اولٹ

بہار آئی ہے کر میکشی ارے واعظ — شراب خانے مین چل پڑھ چکا کتاب اولٹ

کھلا جو دیکھ کے عشاق کاٹتے ہین گلے — نہ آستین کو قاتل ورم عتاب اولٹ

نہ جان لی مری اے مار گیسوے جانان — نہ ڈس دکھا کے نہ یون اپنا پیچ و تاب اولٹ

[illegible] نکل کبھی اے جوش شمیم بہار دکھا — وفور گل سے چمن مین ہر اک گلاب اولٹ

بہت دنون سی ہین عشاق تیرے طالب دید
نہ شرم کر کبھی افلاک کی حجاب اولٹ

شبِ وصال ہے چھٹکا دے چاندنی گھر مین
قمر کے رخ سے فلک دامن سحاب اولٹ

اوٹھا ہی بزم سے وہ یار جلد اے ساقی
لنڈھا دے شیشہ مے ساغرِ شراب اولٹ

قریب شعلہ رخان دل کو کر تہ و بالا
ہوا ہے آگ پہ سرخ ایتو یہ کباب اولٹ

ذرا تو رحم کر اے جوششِ گریہ فرقت مین
رولا رولا کے نہ یون دیدۂ پُر آب اولٹ

جھپک کے یار کی پلکین اشارہ کرتی ہین
کہ عاشقون کی صفین جلد اے شباب اولٹ

اوڑی جو پردۂ محمل تو بولا آہ سے قیس
پڑی ہی چہرۂ لیلا پہ جو نقاب اولٹ

حجاب کیسا لطافت ہی دید کا مشتاق
شبِ وصال مین تو اے صنم نقاب اولٹ

اے بتو قہر کی اوٹھائی چوٹ
عشق مین ہمنے دل پہ کھائی چوٹ

دل کیا ٹکڑے ٹکڑے سینے مین
واہ کیا آپ نے لگائی چوٹ

زندہ خسرو ہے کوہکن نے کہا
اپنے سر آگئی پرائی چوٹ

لب ترے دیکھ کر بسی آلو وہ
ہوئی سوسن کبود کھائی چوٹ

وہ پھکیتی مین ہوگئے مشاق
سیکھ کر دو ہی دن مین گھائی چوٹ

جب پڑا سایۂ ہما اون پر
ناز سے بولے سر پہ آئی چوٹ

کیا گرا کر فقیر اے عملے کو
زر کھلواتی ہے گدائی چوٹ

خط نکلتے ہی ہوگیا جو سیاہ
تیرے سیبِ ذقن نے کھائی چوٹ

حال دل پوچھتا ہے جب وہ یار
تو دکھا دیتی ہے صفائی چوٹ

ہمسری میری سینہ کوبی سے
کیا دہل نے ہمیشہ کھائی چوٹ

قشقہ اے برہمن ہے یا کہ ضماد
کھائی کیا وقت جبہہ سائی چوٹ

پاے سرو آج لنگ ہے باغ مین لنگ
قد موزون سے کسکے کھائی چوٹ

سینے پر ہاتھ رکھے ہین پس مرگ — عشق مین تمنے دل پہ کھائی چوٹ

نیلگون ہے فلک نظر آتا — میرے نالون کی ایسی کھائی چوٹ

ای لطافت رقیب ٹل گئے سب

کیا سمہر کہ بچائی چوٹ

ردیف ثائے مثلثہ

چشم خواب آلود مین سرمہ لگاتے ہو عبث — ای صنم سوتا ہوا فتنہ جگاتے ہو عبث

لب پہ آہین آتشین پیری مین لاتے ہو عبث — جنکے سر پر مشعلین ونکو جلاتے ہو عبث

ساتھ لیکر غیر کو گھر میرے آتے ہو عبث — کسلیے دکھتے ہوی دل کو دکھاتے ہو عبث

خط کی قلمین رکھنے سے کیا فائدہ ہے تمہین — داغ گورے گورے گالون کو لگاتے ہو عبث

دیکھہ کر خندان گلون کو باغ مین بولی خزان — پھولتے ہو کسلیے تم کھلکھلاتے ہو عبث

غافلو پچتاوگے تم عاشق دنیا نہ ہو — ایسے ہرجائی سے اپنا دل لگاتے ہو عبث

موت دیتی ہے صدا ہوتے ہین جب پیدا بشر — چند دن کے واسطے مہمان آتے ہو عبث

بی ثباتی نے کہا پھوٹے جو دریا مین حباب — ایک دم کی زندگی پر سر اوٹھاتے ہو عبث

منعمون سے دہر مین ہر روز کہتی ہے اجل — فکر قبرون کی کرو تم گھر بناتے ہو عبث

عمر بھر گذری تعب مین تھک کے آج آئی ہے نیند — دوستو تربت مین تم شانہ ہلاتے ہو عبث

دل کو تڑپاوگے صاحب منہ لگاوگے نہ پھر — بوسہ دے کر وصل کی لذت چکھاتے ہو عبث

ہم نہا دھو کر ابھی کپڑے بدلکر آئے ہین — دفن کرکے خاک مین یارو رلاتے ہو عبث

رعشہ پیری مین صدا دیتا ہے پچھتاتے ہو کیا — سر ہلا کر عمر رفتہ کو بلاتے ہو عبث

حسن کہتا ہے کہ بوسہ کا اجرت لو کبھی — عاشقو مزدور بنکر ناز اوٹھاتے ہو عبث

عمر غفلت مین کٹی شانہ نہ تربت مین ہلاو — جاچکا جب ہاتھ سے وقت اب جگاتے ہو عبث

یہ جنازہ بھی اوٹھائینگے نہ آکر دو قدم
ای لطافت ناز یارونکے اوٹھائی سو عبث

ہر پل اشکون سے مری چشم ہے تر کیا باعث
انکھڑیان کسکی ہوئین مدِ نظر کیا باعث

نہ رہا نالۂ بلبل مین اثر کیا باعث
اسکے رونے پہ ہین خندان گلِ تر کیا باعث

نہین سینہ مین جو دل اور جگر کیا باعث
آج سونا نظر آتا ہے یہ گھر کیا باعث

کون سے عاشق ابروسے کشیدہ ہین حضور
نیمچہ آج ہے کیون زیب کمر کیا باعث

کسکی دانتون کی تڑپنے ہے اُنھین تڑپایا
صورتِ اشک جو غلطان ہین گہر کیا باعث

سبز جوڑا مرے قاتل نے ہے پہنا شاید
کیون ہرے ہوگئے پھر زخمِ جگر کیا باعث

باغ مین کونسی بلبل کا ہے ماتم گلچین
چاک رہتی ہے قبائے گلِ تر کیا باعث

خود بخود آپ تڑپ کر نکل آئے گھر سے
میرے نالون کا ہوا آج اثر کیا باعث

کیا کسی مہر کا آیا ہے نظر روئے صبیح
چاک رہتا ہے گریبان سحر کیا باعث

پہلوے غیر مین بیٹھا ہے وہ دلبر شاید
آج شدت سے ہے کیون دردِ جگر کیا باعث

شاید آئے ہو کسی غیر کے گھر سے مری یار
نیچی نیچی ہے جو شرمائی نظر کیا باعث

کیا وطن چھوٹنے کا رنج ابھی ہر مین ہے
نہین بھرتا کبھی ناسور گہر کیا باعث

دورِ افلاک پہ ہے بادہ کشی کا کسکی
صورتِ جام جو ہین شمس و قمر کیا باعث

پھر کسی زلف مین شاید ہین پھنسے حضرتِ دل
رات ہوتی ہے تڑپ کر جو بسر کیا باعث

میرے خوش چشم کی آنکھین ہوئی ہین کیون لال
کارگر ہوگئی ہے کسکی نظر کیا باعث

اشکِ چشمِ ترِ عاشق سے خجل ہے شاید
جوہری خشک ہے کیون آب گہر کیا باعث

کسی محبوب کی ہے انکو زمانے مین تلاش
ہین جو گردش مین سدا شمس و قمر کیا باعث

کیا ہے صیاد کو بلبل کی رعایت منظور
آج باندھے ہین رگِ گل سے جو پر کیا باعث

خون بہا ہے یہ کسی بلبلِ مقتول کا کیا
کفِ گل پر ہے دھرا باغ مین زر کیا باعث

کیا سیہ بخت ہین نیرنگیِ دنیا سے بری
بےثمران ہوتے ہین گلہاے سپر کیا باعث

چاندنی مین جو نہ تم آئے جہان تھا اندہیر
اور رونے کا ہوا اے رشکِ قمر کیا باعث

کیا مرے بختِ سیہ کا ہے اثر اسمین ہوا
کیون نہین ہے شبِ فرقت کی سحر کیا باعث

سبزیِ خط ہے تری سیبِ ذقن پر اے یار
پختہ سے خام ہوا ہے یہ ثمر کیا باعث

اوٹھکے پہلو سے مرے پوچھتے ہین طعن سے وہ
کیا ہوا کسلیے تھامے ہو جگر کیا باعث

کیا مرے نالۂ سوزان کا ہی شہرہ یہان بھی
دیکھ کر مجھکو بھڑکتا ہے سقر کیا باعث

پوچھتے لوگ ہین قاتل کی ہے کیا قتل ہوا
نہین ملتی دلِ شیدا کی خبر کیا باعث

کیا بہارِ چمن نے کوئی آکے شگوفہ چھوڑا
باغ جانے کا ہوا اے گلِ تر کیا باعث

کیا ہوا خاک مین قارون کا خزانہ برباد
گل نکلتے ہین زمین سے لیے زر کیا باعث

زلفِ دلدار کی خوشبو سے ہوا کیا ہمسر
آگ مین لوگ جلاتے ہین اگر کیا باعث

دل دکھانا مرا منظور ہے کیا حضرتِ عشق
آپ کیون لائے ہین تشریف ادہر کیا باعث

نہین معلوم کہ ہے کونسی قاتل کی تلاش
پھر رہا ہے کئی دن سے مرا سر کیا باعث

ہند مین موت لطافت کی ہی کیا اے تقدیر
کیون نجف کا نہین ہوتا ہے سفر کیا باعث

ہیچ ہے برگشتہ ہین پلکین تری اے یار عبث
اک مرا قتل صفین ہین کئی تیار عبث

ہونگے سب مثلِ زلیخا کے خریدار عبث
میرا یوسف ہی گیا سیر کو بازار عبث

حال بیتابیِ دل جبکہ سناتا ہون انھین
ہنسکے فرماتے ہین کرتے ہو مجھے پیار عبث

ہمنشین سرکا جو مینہ باغ مین ساقی برسا
جانے پائے نہ گھٹا اٹھکے دہوان دہار عبث

عشق ہر مذہب ہے حق شیخ و برہمن سن لین
پیچ ہے کاٹ کی تسبیح تو زنار عبث

خواب مین ہاے ابھی دیکھ رہے تھے وہ حسن
بخت خفتہ نے کیا نیند سے بیدار عبث

رحمتِ حق کی صدا ہے [illegible]
فرطِ عصیان سے ہین گھبرائے گنہگار عبث

لعل لب اور درِ دندان کا ہی انکے شہرہ
جوہری کیون ہین لگائے ہوے بازار عبث

جھانکنے کا ترے عاشق نے کہان قصد کیا
آنکھین دکھلاتی ہین کیون روزنِ دیوار عبث

حسن ہو ہاتھہ جو مجھہ زار کی گردنمین پڑین
تو نے پہنا ہے صنم کسلیے زنار عبث

ون ہزہے تک مرے پہلو مین وہ سویا کرتا
بوسے لے لےکے کیا رات کو بیدار عبث

ناتوان تھا ترے کوچے مین حسد سے پیسا
بنگئے دیوار گرا سایۂ دیوار عبث

رخ پہ آمد ہے خط سبز کی بیجا ہے غرور
آنکھین طوطے کی طرح پھیرتے ہو یار عبث

پاؤن پھیلائے ہوئے قبر مین ہم سوتے تھی
کردیا صورِ سرافیل نے بیدار عبث

استخوان کھائیگا مجھہ سوختہ تن کی کیا خاک
کیون جلاتا ہی ہما مفت مین منقار عبث

کھین بھوین تھہر ٹرھی اونپہ غضب چین جبین
کیون لگاتے ہین وہ تلوار پہ تلوار عبث

عادت سا وسِ مژگان ہے وہ دیوانہ ہون
کیون دکھاتا ہے خلش دشت کا ہر خار عبث

کوئی کہدے کہ نہ نکلے گا ابھی وہ خورشید
سر پہ رکھے ہی فلک مہر کی دستار عبث

حسن پر لوٹ گئین پھر کیا آنکھون نے
کردیا دل کو مصیبت مین گرفتار عبث

دم بدم ہی تری مژگان کی محبت بڑہتی
دامن دل سے الجھنے لگے یہ خار عبث

تیر تو انکے چلین بڑہ کے نشانہ نہ ہون گا
خندہ زن طعن سی عاشق پہ ہین سوفار عبث

کیا ہوا قتل جو عاشق کو کیا کچھہ نہین غم
خم ندامت سے ہوئی آپکی تلوار عبث

گردش چشم سے کیون تیز ہے خود ابروے یار
ہر گھڑی سنگ فسان پر ہی یہ تلوار عبث

کب نشانہ نہین اس تیر کا بڑہ بڑہ کے بنا
چٹکیان دل مین مرے لیتی ہین سوفار عبث

انکے جلوے سے غش آیا تو یہ بولے ہنسکر
مثل موسیٰ کے ہوے طالبِ دیدار عبث

دل مرا یار جو لیتا ہے تو کہتے ہین رقیب
مال مردے کا ہی ہوتے ہو خریدار عبث

صرف کرنے کے لیے دی ہے خدا نے دولت
حسن رکھتے ہو تو ہی وصل سے انکار عبث

عشق گل مین ہے مری طرح جنون بلبل کو
چاک مانند گریبان نہین منقار عبث

وقت تزئین مجھے کب ہوش تری دید کا تھا | بنگیا آئنہ منہ پھیر کے دیوار عبث

عشق مین کہتے ہین احباب لطافت مجسے
کر دیا اچھے بھلے دل کو گرفتار عبث

چمن مین سنتے آیا نالہ و فریاد کیا باعث
ہوا ہی کیا اسیرِ دامِ دردِ نالۂ بلبل
نہین منظور پھلنا پھولنا باغی کا عالم مین
کیئے ہین ظلم شاید انتہا کے تونے بلبل
جُھکا جاتا ہے سر حاضر ہون ہر دم قتل ہونیکو
نہین معلوم مینخانے مین ہے کس سست کا ماتم
چُھڑایا آکے عزرائیل نے اس قید ہستی سے
زیادہ حسن بھی شاید بلا ہے آفتِ جان ہے
خدا جانے پڑا ہی صبر کیا عندلیبون کا
نہین معلوم انکے سر مین کیسکے قد کا سودا ہے
مرے محبوب کی خوبی کا ہے شاید اثر آیا
مگر آکر اجل پہلے ہی اپنا منہ دکھاتی ہے
خبر بھی اسکو شاید جان شیرین اسکی جائیگی
حیا آتی ہے شاید ہمسی چار آنکھین نہین ہوتین
غضب ہے طائرِ رنگ حنا ہاتھون سے اوڑتا ہے

خود آیا بلبلون کے دام مین صیاد کیا باعث
نکلتا باغ سے باہر نہین صیاد کیا باعث
پسند آیا خدا کو گلشن شداد کیا باعث
جو غنچہ کا ہی منہ پھولا ہوا صیاد کیا باعث
کشیدہ صورت شمشیر ہے جلاد کیا باعث
سد الحلق سے شیشے کرتے ہین فریاد کیا باعث
رہائی کا ہوا شان خدا صیاد کیا باعث
سدا ہین بھاگتے پریون سے آدم زاد کیا باعث
کہ پھلتے پھولتے اکثر نہین صیاد کیا باعث
الف ہین کھینچتے ماتھے پہ کیون آزاد کیا باعث
شرف رکھتا ہی سب پر حسن آدم زاد کیا باعث
جو پیدا ہوتی ہے روتے ہین آدم زاد کیا باعث
ہمیشہ سرنگون تھا تیشۂ فرہاد کیا باعث
جو پٹی باندھتا آنکھون پہ ہے جلاد کیا باعث
گرفتار اسکو کیون رکھتا نہین صیاد کیا باعث

مگر فولاد سے بڑھ کر لطافت قلب انکے ہین
کہ مطلق رحم دل ہوتے نہین جلاد کیا باعث

یہ کیون ابرو پہ بل ہین اے ستم ایجاد کیا باعث | ہوا آزردگی کا ہی کوئی ناشاد کیا باعث

سدا تیشہ کی تھی کیون جان شیرین اپنی کھوتا تھا
بتا سر پھوڑنے کا ہی ارے فرہاد کیا باعث

تمھاری خشمگین آنکھونپہ ابرو ہین تعجب ہے
کھنچے ہین کھچے لڑتے ہین دو جلاد کیا باعث

کسی کی پیرہن کی بو نے مست اسکو کیا شاید
کہ نکہت ہی سدا وارفتہ و برباد کیا باعث

کسی مژگان کسی کی الفت مین توسودا بھی نہین مجکو
جو نشتر خون کے پیاسے ہین اے فصاد کیا باعث

دلا دہر کا محبت مین عبث ہی جان جانے کا
بتا تو بیقراری کا ہے اے ناشاد کیا باعث

نہین معلوم دیکھی آنکھہ کس طفلِ دبستان کی
سدا کھولے ہوئے ہین چشم حیران صاد کیا باعث

اشارہ صبر کا ہی کشتگانِ چشم سے شاید
کیا ہی اوسنے فردِ عاشقان پر صاد کیا باعث

خدایا کیا کہونگا جب عدم مین لوگ پوچھینگے
نہ توشہ ہے نہ کچھہ ہمراہ لائے زاد کیا باعث

ہمارے دل مین کیون اے حضرتِ عشق آپ آئے ہین
کدہر تشریف لائے کچھہ تو ہو ارشاد کیا باعث

اشارہ کرکے حق کا فلسفی سے روح کہتی ہے
ہوئے ہین جمع تجھ مین کسطرح اضداد کیا باعث

جہان ماتم سرا ہی کونسی عاشق کے ماتم مین
فلک کا نیلگون خیمہ ہے کیون استاد کیا باعث

ترے ہی عشق مین تو حال یہ اپنا بنایا ہی
غضب ہے پوچھتا ہے او ستم ایجاد کیا باعث

خیال انجام کا ہی ہم تو پیدا ہو کے روتے ہین
عزیزو ملنے ہے کیون شورِ مبارکباد کیا باعث

وہ مہرو آئنہ جب دیکھتا ہے ہنسکے کہتا ہے
بیان حیرت کی کیون کرتا نہین روداد کیا باعث

خدا جانے جہان مین آکے چھائی کیا فراموشی
عدم کا ماجرا ہمکو نہین کچھہ یاد کیا باعث

سنا جب نامِ لیلیٰ ہم سے آکر قیس نے پوچھا
ملا جاتا ہے دل سینے مین اے استاد کیا باعث

زبردست اسکیبون لو ہاترا مانین تو ہم جانین
پہنتے زیورِ آہن نہین حداد کیا باعث

حرم مین کونسا نامِ خدا ایسا صنم آیا
گرے سجدے کو بت طرفہ ہوئی افتاد کیا باعث

غمِ شبیر نے جنت مین پہنچایا لطافت کو
ہوئی ہے مغفرت کی آہ اور فریاد کیا باعث

ردیف جیم عربی

جھوم کر آئی ہی ساون کی گھٹا مستانہ آج | ساقیا چھلکا دے تو بھی ساغر و پیمانہ آج

آئیگا محفل مین میرا شعلہ رو جانانہ آج | دیکھنا جلنے لگے گا شمع سے پروانہ آج

پوچھتا ہی حالِ میخانہ جو وہ جانانہ آج | کہتا ہے ہر مست سے قلقل لبِ پیمانہ آج

یار کے آنے سے ہی آباد کیا میخانہ آج | پڑھ رہا ہے شعر جامی کے لبِ پیمانہ آج

بزم مین اُس شمع رو کے اوڑ کے جاؤن مین نحیف | جی مین آتا ہے یہی مانگون پر پروانہ آج

گرمیِ تقریر دیکھی ہے جو شب کو بزم مین | ہی ہماری شمع رو پر شمع بھی پروانہ آج

خلعتِ تن ریگِ صحرا تاجِ سر داغِ جنون | پادشاہی وقت کا اپنی ترا دیوانہ آج

ہو گیا سرشار چشمِ مست ساقی دیکھ کر | پھر گئی میری نظر مین گردشِ پیمانہ آج

چاہتا ہون لاکھ فرقت مین مگر آتے نہین | موت بھی کرتی ہی مجھسے نازِ معشوقانہ آج

بعد مدت میرے گھر آنے کو ہے وہ شمع رو | آئے محفل مین نہ بے پروانگی پروانہ آج

دیکھنا اللہ کی قدرت شفق مین ہے قمر | عاج کا دستِ حنائی مین ہے اُسکے شانہ آج

قمریان کرتی ہین کوکو سرو پر گلزار مین | کر دیا ہے کسنے ذکرِ کوچۂ جانانہ آج

ابر ہی ٹھنڈی ہوا ہے گرم ہے بازارِ مے | پوچھتے پھرتے ہین زاہد بھی رہِ میخانہ آج

کیا کہین افسوس عالم خوابگاہِ دہر کا | جو کہ تھے موجود کل حال اونکا ہے افسانہ آج

دل ہمارا لے کے گالی اُسنے دی کر یہ کہا | کل ملیگی قیمت اسکی پڑ رہا ہے یہ بیعانہ آج

قبرِ تنہا مین عروسِ مرگ سے ہون ہم بغل | مر کے ہے پیدا کیا مینے یہ خلوتخانہ آج

دل پھنسا اُس زلف مین جاکر تو سینہ ہی اُداس | صاحبِ خانہ نہین تو گھر مین ہے ویرانہ آج

دل ہمارا لے کے بولے ہی محبت کی سزا | کل کرینگے قتل تمکو پڑ رہا ہے یہ جرمانہ آج

آہ لب سے میرے نکل کر نزع مین کہتے ہین اشک | بعد مدت کے اُٹھا ہے یان سے آب و دانہ آج

دل مرا پُر آبلہ کر دے گا پڑھ کر عشقِ خال | خوشہ بنجائے گا کل ظاہر مین ہی یہ دانہ آج

ای لطافت حسبِ وعدہ آئیگا وہ رشکِ ماہ

غیرتِ برجِ قمر ہو گا مرا کاشانہ آج

کہتا ہی رو کے کون سہے گا ہزار رنج — ہی شمع سان لحد پہ مرے اشکبار رنج
دکھلا رہا ہے ہجر مین کیا کیا بہار رنج — ہین داغ دل کے پھول تو مانند خار رنج
بعدِ فنا ہی قبر مین بھی غمگسار رنج — آیا ہے پوچھتا ہوا میرا مزار رنج
عامل کوئی ملے تو کہین ہجرِ یار مین — مانند جن کے سر سے ہمارے اوتار رنج
دو دو ستون سے مر کے ہوا ہی ہین فراق — نکلا ہے دم کے ساتھ دمِ احتضار رنج
ہوتی ہے حسن و عشق مین داد و ستد نئی — عاشق کی جان لیتا ہے دیتا ہی یار رنج
صیاد باغبان خزان خار دام موت — بلبل کی ایک جان حزین ہے ہزار رنج
ساقی کا ہی فراق پئین کیا شراب ہم — غصہ ہمیشہ نشہ مے ہے خمار رنج
خطِ غبار مین ہے لکھا نامہ یار نے — تحریر کہہ رہی ہی کہ ہے آشکار رنج
فرقت کی شب بہی مری دو چار ہین اب — صدمہ قلق ملال الم اضطرار رنج
ہجرِ صنم مین حسرتِ مردہ کو گاڑ کے — عاشق کے قلب کو ہے بناتا مزار رنج
فرہاد کی ہے جان گئی جیسے بیگناہ — پنہان ہوا ہے سنگ مین بنکر شرار رنج
جب امتحان ہجر مین عاشق کا لے چکا — آخر کو تھک گیا تو ہوا شرمسار رنج
آتا ہی جب تصورِ دندان میان چشم — اشکون کے موتیون کو ہے کرتا نثار رنج
گھیرے ہوئی ہے رخ کو مری آہ کا دہوان — خط کے نکلنے کا نکرا ہے گلعذار رنج
لیتا نہین فراق مین افسوس میری جان — معشوق کی طرح ہے تغافل شعار رنج
عاشق ہی زندہ در گور اب ہجر یار مین — مثلِ زمین ہے زیست مین دیتا فشار رنج
وعدہ فراقِ یار مین تھا پر نہ جان لی — جاتا رہا ہمین تو ترا اعتبار رنج
دل پر رکھین گے ہم تو نہ بولینگے آپ سے — کر لینگے جبر کر کے اگر اختیار رنج
گرمی مین دھوپ سے ہین جو پتھر چٹک رہے — کرتے ہین کوہکن کے لیے کوہسار رنج

آنسو فراق یار مین پانی ہین دے رہے
ہوتا ہے دل مین مثل سحاب استوار رنج

عاشق کے قلب سے ہے بھلا کیا مقابلہ
کیا جانے ولمین اور کہ رکھتا ہی عار رنج

گھبرا گیا جو قید رہا دل مین مدتون
تھک کر خوشی کہا کرنے لگا انتظار رنج

کرتا ہی سیر جسم کے عالم کی ہجر مین
ہی تخت دل پہ مثل سلیمان سوار رنج

دعوت جو ہجر یار کی ہوتی ہی میرے گھر
اورون سے مانگ لیتا ہون مین مستعار رنج

سینہ مین چھپ کے طائرِ جان ڈھونڈنے لگا
ٹٹی کی اوٹ کھیلنے آیا شکار رنج

صدقے مین پنجتن کے لطافت کو ہو خوشی
کب تک سہا کرے مرے پروردگار رنج

رخ کو ہے افعیٔ گیسوے پیتا نکی احتیاج
حسن کی دولت کو بھی ہے پاسبان کی احتیاج

گر بہار آئے نہو مالِ جہان کی احتیاج
کیا زرِ گل سے بر آئے باغبان کی احتیاج

پوچھتی ہے رازقِ مطلق سے گلشن مین بہار
کیا زرِ گل سے بر آئے باغبان کی احتیاج

لے کے منہ مین شمع کا شعلہ کہا گلگیر نے
شکرِ خالق اس دہن کو تھی زبان کی احتیاج

ابرو ہے دلدار ہے ہمسر نہ اسپر بھی ہوئی
چلّے کھینچے پر نہ بر آئی کمان کی احتیاج

وقت مطلب رہت ہو جاتے ہین انسان کج مزاج
وضع کھو دیتی ہی دم مین ترچھی بانکی احتیاج

قبر مین پہنچا یا مجھے اہلِ سخن کا جسم زار
تھی دہانِ گور کو ایسی زبان کی احتیاج

قتل عالم کے لیے ہی تیر بنوا تا وہ ترک
ہی پئے سوفار میرے استخوان کی احتیاج

پیر و خم گشتہ ہو نہین ساتھ اپنے رکھے او نوجوان
تیر کو ہر وقت رہتی ہے کمان کی احتیاج

شمع اور گلگیر دونون ناقص آئے بزم مین
ہی وہ محتاج دہن اسکو زبان کی احتیاج

ماہِ نو بیکار چمکا کر دکھاتا ہے فلک
کب ہی تیرِ آہ کو اپنی کمان کی احتیاج

عاشقِ شیدا ہو نہین لب خشک ہین تر چشم ہے
پوچھتے کیا ہو عیان کو کیا بیان کی احتیاج

چبھ کے کانٹے نے کیا احسان گویا پاؤن پہ
تھی دہانِ آبلہ کو بھی زبان کی احتیاج

بسکہ منعم ہمکو غیرت نے لیا ہے منفعل ۔ زرد رنگت ہو گئی جب دم بیان کی احتیاج
اب نہ ہے طالع سگانِ یار آئے قبر پہ ۔ کھینچ لائی انکو میرے استخوان کی احتیاج
ہاں تعلّی وسعت بامِ یار کچھ موزون کرون ۔ ہے زمینِ شعر کو بھی آسمان کی احتیاج
سایۂ دیوار جانان کی محبت چھا گئی ۔ تھی سگانِ دل مین اپنے سائبان کی احتیاج
دیکھتے ہین جھک کے اپنے سینۂ پُر داغ کو ۔ ہمکو ہوتی ہے جو سیرِ بوستان کی احتیاج
دستخط کرنے کو بیٹھے ہین وہ مقتولونکی فرد ۔ ہے پئے قطگیر میرے استخوان کی احتیاج
پُر خطر ہے کوی زلف ایذا سنجا تنہا وہان ۔ تا لے آئین ساتھ لی ہے کاروان کی احتیاج
تنکے چنواتی ہے کیا کیا آمدِ فصلِ بہار ۔ بوستان مین بلبلونکو آشیان کی احتیاج
اسکو کہتے ہین کشش جب حضرتِ یوسف ۔ کھینچ لائی چاہ پر خود کاروان کی احتیاج
قصّہ میرے بختِ خفتہ کا سنو آجائے نیند ۔ تمکو وقتِ خواب اگر ہے داستان کی احتیاج
درد و آہِ عاشقان کافی ہے دیکھو مہر و ۔ اونکے کوچے مین نہین کچھ آسمان کی احتیاج
کیون نہو چاہِ زنخدان پر سخط کا ہجوم ۔ یوسفِ دل گر پڑا تھی کاروان کی احتیاج
زلف کی پاکر محبت دل کو چھینا اشب ۔ ہنس کے یہ کہنے لگا تھی عطردان کی احتیاج
زلف کا عاشق ہو نہین ظاہر پریشانی [illegible] ۔ مشک بو دیتا ہے خود کیا امتحان کی احتیاج
شامیانہ کھنچتے ہی پہنچا جنازہ تا بہ قبر ۔ کشتی تابوت کو تھی بادبان کی احتیاج

تخت شاہی سے بھی ہے بہتر لطافت جانتا
اس گدا کو ہے علی کے آستان کی احتیاج

آتے ہی اس جہان مین ہوا مبتلائے رنج ۔ ہمزاد کی طرح ہین مرے ساتھ آئے رنج
بازارِ عشق مین جو دیا دل تو پائے رنج ۔ ہم خوش خرید شدتِ سودا ہین لائے رنج
گردش سے اسکی ہے زمانے مین ملے رنج ۔ دانا نہ کیون فلک کو کہین آسیائے رنج
انجام کار کیون نہ ٹھکانے لگائے رنج ۔ جب ابتدائے عشق مین ہو انتہائے رنج

عاشق کے دل مین قید ہے مدت سے نالۂ رنج ۔ زندان عجب خدا نے بنایا برائے رنج

دل سے مرے نکلنے کا گر حکم پائے رنج ۔ فرط خوشی سے پھر تو نہ پھولا سمائے رنج

اسراف کا کفن نہین کہدینگے حشر کو ۔ ہے تو مال و زر کے عوض مین اٹھائے رنج

پہنا جو خلعت آگہی فوراً کفن کی یاد ۔ اوڑھے رہا قبائے خوشی پر بجائے رنج

آدم جو آئے خلد سے دنیا مین یہ کہا ۔ وہ انتہائے عیش تھی یہ انتہائے رنج

مجھ سخت جان کو ہمیں نہ ہجرستان مین تو ۔ دانتون پسینا آئیگا اے آسیائے رنج

لکھتا ہون خط مین آج جو نہین آزردگی کا حال ۔ کاغذ پہ ہے صریر قلم یا صدائے رنج

مہمان ہوا جنون کا جو زندان مین جا کے تن ۔ بیڑی بنھائی لا کے کہا ہے یہ پائے رنج

بے یار جام مئے ہے بنا دیدۂ پر آب ۔ ہے سکدے مین قلقل مینا صدائے رنج

گردش نصیب کو ہے یہ لغزش نہین مجھے ۔ اچھا ہوا ہے قطب پہ آسیائے رنج

عاشق کو سبز بخت کیا اور سرخ چشم ۔ طرفہ بہار آئی چلی جب ہوائے رنج

دل مین بھری ہین خال کے بوسی کی حسرتین ۔ تل رکھنے کی جگہ نہین کسطرح آئے رنج

دل سے اوٹھی جو گرد ملال اور دود آہ ۔ سمجھین یہ فلسفی کہ ہے ارض وسمائے رنج

آزردگی کا خط جو وہ قاتل لکھے مجھے ۔ خنجر ابھی تو بنکے کرے ذبح رائے رنج

سورہ لکھو کفن پہ الف لام میم کا ۔ عاشق ہے کشتۂ الم و مبتلائے رنج

پھر غیر کی طرف نظر مہر ہو گئی ۔ ہے آپ کے ہمارے کبھی تو بنائے رنج

آیا ہے پھر وصل تو آزردہ ہے وہ شوخ ۔ چہرے پہ ہے نقاب کے بدلے ردائے رنج

ہنسیئے نہ آپ غم سے جو ہون شاخ زعفران ۔ پہنی ہے زرد رنگ کی مینے قبائے رنج

شوریدہ سر کہان ہین یہ سودا خریدلین ۔ فرما دیجیئے ہے جو سر پرا وٹھائے رنج

...کار عشق نے ہے مخلع کیا ہمین ۔ داغ جنون کا دے کے عمامہ قبائے رنج

صد وہم ہو کے عشق دہن مین جو آئی موت ۔ احباب نے جنازے کے بدلے اوٹھائے رنج

ملتا ہون رات دن کفِ افسوس بہر قوت | مجھ سخت جان کے ہاتھ مین یا آسیا سے رنج

کہد ینگے روزِ حشر لطافت دمِ حساب
خونِ جگر پیا تو سدا ہمنے کھائے رنج

کیا منزلت ہی کیا ہی ترے شہ نشین کا اوج | ہی پست اسکے سامنے عرش برین کا اوج
پایا ہی بامِ یار نے عرش برین کا اوج | ہی رفعتِ مکان سے ہویدا مکین کا اوج
کھینچے نہ دور آپ کو خالق جو دے عروج | آخر زمین پہ پھینکتا ہے انگبین کا اوج
سیرے بلند قدر کے رخ کا پڑے جو عکس | حاصل ہو ذرہ ذرہ کو مہر مبین کا اوج
دی اُسنے نور تن مین جگہ ہے کسے آنکھ سے | دیکھو تو میرے لختِ جگر کے نگین کا اوج
ہی عاشقِ ذلیل سے معشوق کا عروج | دیکھو نگس کی وجہ سے ہے انگبین کا اوج
مضمون بامِ یار غزل مین جو ہونگے نظم | کر دے گا آسمان کو پست اس زمین کا اوج
بن بن کے گرد باد گئی تا بہ آسمان | اللہ رے خاکِ عاشقِ صحرا نشین کا اوج
اسفل کشادہ دل ہین تو اعلی ہین تنگ چشم | دامن سے دور چرخ مین پست آستین کا اوج
تھی پنجتن کے نام سلیمان کی مہر پر | ہوتا نہ شش جہت مین بھلا کیون نگین کا اوج
پھیکون اگر مین نشہ مین ساغر شراب کا | ہو جائے پست کاسہ مہر مبین کا اوج
سر تاج عرش کے شب معراج ہو گئی | اللہ رے کفش پائے شہِ مرسلین کا اوج
روشن ہرے حسین کے قدم سے ہین دو جہان | جنت مین بس ہے حسنِ رخ حور عین کا اوج
کیا غم اگر ہے پلہ اعمال کو حضیض | میزان مین اکطرف تو ہی میری یقین کا اوج

اسمِ علی ہے دل پہ لطافت کے کھد گیا
اس نام کے سبب سے ہوا اِس نگین کا اوج

ردیف جیم فارسی

جذب سے اپنی طرف اوسکو کسی تدبیر کھینچ
ای دلِ شیدا کوئی تو آہ پُر تاثیر کھینچ

ای مصور تو جو مجھ دیوانے کی تصویر کھینچ
سلسلۂ وحشت کا باقی رکھ مع زنجیر کھینچ

چشم مین ای ترک سرمے کی کبھی تحریر کھینچ
اصفہانی قتل عاشق کے لیے شمشیر کھینچ

ہی کشیدہ یار دل سے آہِ پُر تاثیر کھینچ
تیز ہین اغیار تو بھی میان سے شمشیر کھینچ

کس قدر تھی سنگدل شیرین کہ فرمائش یہ کی
سختیان اے کوہکن تو بھر جوئے شیر کھینچ

ای مصور تو بناتا ہے جو نقشہ یار کا
لطف ہو بیساختہ پن کی اگر تصویر کھینچ

عشق ابرو تیز ہوتا ہے نہ دکھلا تو ہلال
بیگنہ سر پر نہ میرے اے فلک شمشیر کھینچ

ای کمان ابرو تری مژگان نے توڑا دل مرا
پار تو دے کے ہوے ہین اب تو اپنے تیر کھینچ

خاکساری سیکھ سونا مرکے ہوگا خاک مین
صفحۂ دل پر یہ عمدہ نسخۂ اکسیر کھینچ

ہی تعلّی کیلیے اکدن فنا تجکو بھی ہے
آپ کو اتنا نہ درا اے آسمان پیر کھینچ

وصل کی شب کا اگر ہے روز فرقت انتظار
رات ہو اسطرح کا اک نالۂ شبگیر کھینچ

زلفِ جانان کا سراسر وصف انفاس سے
بدلے جدول کے مرے دیوان پر زنجیر کھینچ

میرے گل کے عارضِ خوش رنگ سے کی ہمسری
باغبان تو پوست لالے کا دمِ تعذیر کھینچ

شوقِ یوسف مین زلیخا روز کہتی تھی یہی
طول مدت تک نہ یون ای خواب کی تعبیر کھینچ

عشق صادق ہی ترا پہنا گلے مین سے طوق
دار پر اے سرو قمری کو نہ بے تقصیر کھینچ

ہاتھ مین کر اے کمانِ لب نشانہ غیر کو
ترکشِ دل سے کوئی آہ رسا کا تیر کھینچ

خاک سے پرہیز کیا مٹی مین ملجائیگا تو
کہرے دامن نہ یون اے صاحبِ توقیر کھینچ

ہمسری کرتی ہے اوسکے شعلۂ رخسار سے
شمع محفل کی زبان لازم ہے اے گلگیر کھینچ

ای لطافت گر نہین ہے کربلا جانیکی شکل
صورتِ مانی تصور ہی مین تو تصویر کھینچ

تمکو یکتائی کا دعوی کیون ہے جانان جھوٹ سچ
آئنہ دیکھو تو کھلجائے مری جان جھوٹ سچ

حسن کا دعوی بہت کرتی ہین پریان جھوٹ سچ
اوسکے تلوسے سے جو ہے سرخ ان کھلی ہان جھوٹ سچ

گرتے پڑتے جاتے ہین اس در پہ جب ہم ناتوان
ٹال دیتے ہین غضب ہے کہہ کے دربان جھوٹ سچ

کاذب و صادق ہوے ہم وحشیو نکلے سامنے
صبح ناحق چاک کرتی ہے گریبان جھوٹ سچ

دیکھ لین اوس لب کی سرخی کو تو پھر کھلجای رنگ
بیچتے ہین جوہری لعل بدخشان جھوٹ سچ

امتحان ہو گر پڑین اس چاہ مین آکر اگر
غیر رکھتے ہین ترا عشق زنخدان جھوٹ سچ

عشق زلف اونسی کیا جا کر بیان عاشق نے جب
سنکے وہ بولے کہ ہین خواب پریشان جھوٹ سچ

زندہ اب ہوتا تو دکھلاتے لب محبوب ہم
دیکھ آیا تھا سکندر آب حیوان جھوٹ سچ

خوب دعوی کر دیا باطل دہان یار نے
اپنی نایابی پہ عنقا کیون ہی نازان جھوٹ سچ

شمع کا ایما ہی مین گویا نہین اچھی ہے بات
ہی زبان لیکن نہ غیبت طعن بہتان جھوٹ سچ

دفعتًا ایسی چلی اولٹی زمانے مین ہوا
پھر ہی سچ جانتے ہین جھوٹ انسان جھوٹ سچ

صورت عاشق اگر سکتہ ہو تو قلعی کھلے
دیکھنے کو ہے فقط آئینہ حیران جھوٹ سچ

چشم عاشق کی طرح دریا بہائے تو ہی لطف
ہی برستا چند دن ساون مین باران جھوٹ سچ

میرے گل کی قد کی موزونی نہ پائیگا کبھی
دیکھنے کو راست ہے سرو گلستان جھوٹ سچ

چمچما غول گہ روشن کبھی خاموش ہین
نجد مین ہے قبر مجنون پر چراغان جھوٹ سچ

پیچ اوٹھائیگا عبث تقلید زلف یار کی
ہی خدا کی شان سنبل بھی پریشان جھوٹ سچ

سنبلو وحشت کی ہوا لگتی ہے باغ دہر مین
ہان شجر بھی کچھ دنون رہتے ہین عریان جھوٹ سچ

صبح صادق اور کاذب سے ہوئی ظاہر یہ بات
ہو گیا پیر فلک کا بھی نمایان جھوٹ سچ

مین ہی دیوانہ ہون جو ہون عمر بھر صحرا نشین
قیس نے کچھ دن بسایا تھا بیابان جھوٹ سچ

ای لطافت تابع احکام حیدر جو نہین
ہی زبانی اونکو عشق شاہ مردان جھوٹ سچ

آشنا جو نہین ہین وہ دریا پہ ہے مشکل پہنچ
آہ سنکر تو بھی اے دل تا لب ساحل پہنچ

ہوکے تو بھی زمرۂ عشاق مین شامل پہنچ ‏ ‏ دلبری کرتا ہے وہ جان جہان اے دل پہنچ

ہم سریع السیر کیا سمجھین قمر کو اے فلک ‏ ‏ شعلہاے آہ کی ہے سیکڑون منزل پہنچ

دل کو مجھ مجنون نے رنج وغم سے ہے خالی کیا ‏ ‏ غیرت لیلے تری خاطر ہے یہ محمل پہنچ

گر پڑا ہے دل مرا چاہِ زنخدان مین نکال ‏ ‏ جلد اے خضر خط جانان دم مشکل پہنچ

وصل کی شب ہے وہ منہ دھونے کو ہو مجبور ‏ ‏ طشت بنکر آسمان سے اے مہ کامل پہنچ

اشتیاق کا حائل ہے دریا کیا تصور اسکا آ ‏ ‏ لیکے کشتی چشم کی اے دل لب ساحل پہنچ

ضعف کہتا ہے نہ راہِ عشق مین رکھنا قدم ‏ ‏ حوصلہ کہتا ہے بڑھ چل جلد تا منزل پہنچ

عشق مین اوس روے روشن کے ہون مضطر اتنا ‏ ‏ تا فلک پہنچا ہے داغ دل کا اے مہ کامل پہنچ

نذر اوس دلبر کو ہم آنکھون سے دینگے عشق مین ‏ ‏ پنجۂ مژگان پہ تارے ہوکے جلد اے دل پہنچ

سینہ و لب تک پہنچتی ہے نکلکر دل سے آہ ‏ ‏ ضعف مین کیا بڑھ سکی ہے ایک دو منزل پہنچ

عاشقون کو تیغ کی گھاٹ آج اتاریگا وہ ‏ ‏ ہر غریقِ بحر غم کی ہوگئے تا ساحل پہنچ

ہر بگولے کو دکھا کر قیس سے کہتا تھا شوق ‏ ‏ نجد مین وہ دیکھ لے لیلے کی ہے محمل پہنچ

وقت آرائش ہے کہتی اس نگہ سے ناز کی ‏ ‏ چشم سے تا آئنہ طے کر کئی منزل پہنچ

کوچۂ جانان مین اوڑ کر اے لطافت جائینگے
خاک ہی جب ہوگئے ہم پھر ہے کیا مشکل پہنچ

ردیف حاے مہملہ

صبا جو کام کرے میرا نامہ بر کی طرح ‏ ‏ تو اوڑ کے خط اوسے پہنچے ابھی خبر کی طرح

جو بندہ کان مین یاقوت سرخ کا پہنا ‏ ‏ پہنچ کے لو مین تری اوڑ چلا شرر کی طرح

چلے ہین گھر سے مرے آپ دل تڑپتا ہے ‏ ‏ پھر آئیگا ابھی آہِ بے اثر کی طرح

کیا ہے الفت موے میان نے زار ایسا ‏ ‏ نہان ہوا ہون نظر سے تری کمر کی طرح

خیال ابروے جانا نہین اے دلِ پُر داغ
ہمیشہ پاس ترے چاند ہے سپر کی طرح

جنون مین تا بہ گلو ہے جو اشک کا دریا
ہوا ہے طوق گلے مین مرے بھنور کی طرح

ہوا زبانِ حریفان سے دل مین جب ناسور
تب آبرو ہی بہا نہین ملی گہر کی طرح

اوٹھا نہ سوے مہِ نو یہ پُر ضیا انگشت
ہلال شق ہو نہ ایجانِ جان قمر کی طرح

قریب موسے میان ہی جو واب مین ہردم
لچکتا ہے آپ کی تلوار مین کمر کی طرح

جو وقت صبح وہ خورشید بام پر آئے
زوال مہر کو ہو جائے دوپہر کی طرح

عجیب ہے لبِ شیرین یار کی تاثیر
مٹھاس پاگئی مسواک نیشکر کی طرح

بشر جہان مین کسی دن نہ موت کو بھولے
ہمیشہ ساتھ ہی کافور ہو سحر کی طرح

وہ تیرہ بخت ہو نہین ہون پناہ دشمن دوست
سدا ہون خانہ بدوش اسلیے سپر کی طرح

بُلاے پاس اشارے سے چشم کی جو وہ یار
تو جاؤن دوڑ کے آنکھون سے مین نظر کی طرح

وہ بہر قتل ہے تیار سلطنت کا ہے لطف
کہ تیغ سر پہ کھنچی ہے ہما کے پر کی طرح

خیال ہی ترے دندان کا آنسوؤن مین ہے غرق
تنِ نحیف مرا رشتۂ گہر کی طرح

شبِ فراق ہوا انتظار صبح کا جب
تو کان بجنے لگے ہر گھڑی گجر کی طرح

ملا یہ دشت مین سودائے خام سے مجھے پھل
دو بار رہا خس و خاشاک مین ثمر کی طرح

کمال محنت و گردش سے ہاتھ آتا ہے
پھرائے سر کو شب و روز جب قمر کی طرح

فراقِ یار مین خاموش بیٹھا رہتا ہون
زبان سے نطق بھی جاتا رہا اثر کی طرح

غرور و کبر سے سلطان جو تاج پہنے ہے
یہ اِک جنون کا تمغہ ہے داغ سر کی طرح

ہمارے گھر مین لطافت ہے چاندنی چھٹکی
نکھر کے آئے ہین وہ رات کو قمر کی طرح

جو روؤن الفتِ دندان مین ابر تر کی طرح
زمین پہ اشک ہون غلطان ابھی گہر کی طرح

پھلا کلام تو بیہودہ اعتراض ہوئے
لگائے سنگ گران نخل پر ثمر کی طرح

رقیب آئے ترے پاس ہون وہ سوختہ تن ہے
کہ سنگ فرش مین چھپ جاونگا شرر کی طرح

جہانئین دولت منعم ہے دیکھنے کی بہار
کسی کا کام نہ نکلا گلون کی زر کی طرح

ہر ایک دن ہے ہزارون برس کا فرقت مین
ہر اک گھڑی ہی قیامت کی دوپہر کی طرح

بنا ہون لاغری وضعف سے تماشا مین
اوڑائی پھونک کے وہ طفل کیون نہ پر کی طرح

کہا جو مو میان کو عدم تو حال کھلا
صنم نے کھینچ کے باندھا مجھے کمر کی طرح

اوٹھائے یار طلا سر پہ نیکے ہد ہد کون
کسے دماغ رکھے تاج جانور کی طرح

عیان ہے نور کا اوس گردن صبیح پہ خال
چمک رہا ہے عجب اختر سحر کی طرح

گیا ہی صبح شب وصل یار ہو ماتم
سحر نے سینہ زنی چاہیے گجر کی طرح

بخیل جو ہین برا کیون سخی کو کہتے ہین
دہن کو بند رکھین کاش اپنے در کی طرح

گلے سے اوسنے لگایا نہ وقت رخصت کے
یہ داغ دے کے چلے توشۂ سفر کی طرح

کہا تھا شام کو آؤنگا آئے پچھلے پہر ہے
تم اپنے وعدہ مین کاذب ہوئے سحر کی طرح

خدا کمال اگر دے تو انکسار کرے
زمین پہ سر کو جھکائے پھلے شجر کی طرح

فشار قبر سے آغوش مادر آیا یاد
تھپک تھپک کے سلایا مجھے پسر کی طرح

صدا دہان صدف سے یہ روز آتی ہے
بخل و دل سے تو ہو آبرو گہر کی طرح

مین آیا صبح کو کب جھوٹ سچ کہا کسنے
خبر ہے کاذب وصادق صنم سحر کی طرح

نہ مجھ تک آسنے دیا ہائے میرے قاتل کو
یہ بخت تیرہ رہا بیچ مین سپر کی طرح

سحر سے کوچۂ جانان مین گرم ہے بازار
کھنک رہا ہے کٹورا یہان گجر کی طرح

جہان مین سبز لطافت نہ کیون ہو کشت عمل ہے
غم حسین مین روتا ہون ابر تر کی طرح ہے

عشق ہے تیری بھوون کا تیزاد آرام روح
بنگیا ہے تیغ ابرو کا نیام اندام روح

دل کی صورت آج پہلو مین ہے وہ آرام روح
عیش و عشرت سے مبدل ہو گئی آلام روح

تیری زلفون کا ہے سودا اتنا او آرام روح
اندنون شاید سیہ ہے بخت نافرجام روح

پاؤن قاتل کے پڑے ہین جب اوڑا تن سے سر
کیا قدم جاتا ہی اپنا توسنِ خوش گام روح

یون شرابِ سرخ شیشہ مین ہے ساقی نے بھری
ہو دلِ شفاف سی جیسے عیان اندام روح

ہجر قاتل مین نگاہین بھی عجب ہو جائینگی
تیر ہو ہو کر پھرنگی حلق پر صمصامِ روح

زلفِ جانان سے دلِ مردہ نکل کر یہان پہنچے
کھیلتے ہین ہم شکار اکثر بچھا کر دام روح

موت بھی آفاق مین دزدِ کفن سے کم نہین
خاک کر کے تن برہنہ کر دیا اندام روح

ساقیا فصلِ بہار آئی ہی بھر سبو مین شراب
چشم کے پیمانے دو ہین شیشۂ دل جام روح

حکم حق ہے کعبۂ دل مین نکیون داخل ہو یہ
غیب کے پردے سی آیا جامۂ احرام روح

ہجر کی شب ہر گھڑی آتی ہے نالون کی صدا
دل کا ہی گھڑیال بجتا جب ہی بھرتا جام روح

جسم خاکی سے سفر کا قصد ہے سوئے عدم
نالے ہر دم ہجر مین لاتے ہین یہ پیغام روح

کندنی رنگون کی الفت بھی عجب اکسیر ہے
پکا سونا دل بنائے گا طلائے خام روح

ہی گرفتار اپنی آرائش مین او جانِ جہان
ہی دوپٹہ تیرا گلشن لپٹ کا گلدام روح

فصلِ خالق سے قضا ہی خوب ہوتی ہے بسر
دل ہے گھر در ہے دہن سینہ ہی میرا بام روح

عشق مژگان کی کھٹک سے یہ بہت بیچین ہی
پاؤن مین کانٹے چبھے ہین اٹھ سکے کیا گام روح

دل کا بیٹھا استخوانون کا نیستان جل گیا
جھومتا پھرتا ہے ہر سو جسم مین ضرغام روح

سیلی بالون کی نہین سینہ پہ انکے تا بہ ناف
ہی تن شفاف سی ظاہر ہوا اندام روح

زندگی تو ہے لطافت کی فقط دیدار پر
شکل تیری دیکھ کر جاتی رہی آلام روح

بنگیا گہوارہ دل جاتے رہے آلام روح
عشق صادق مین ہی دھڑکن باعثِ آرام روح

لاغری سی ہجر مین ہے جان جلنا آشکار
شمع ہو فانوس مین یا جسم مین اندام روح

اب دوانہ کھینچ کر دنیا مین لے آیا مجھے
جسم خاکی بھی گیا فوراً بچھا تھا دام روح

دل جو اُمڈا فرقتِ دلدار مین طوفان اٹھا
چشم سے آنسو ہوے جاری چھلک کر جامِ روح

گریہ مین اشکون کے دریا کا رہیگا زور شور
دیکھنا یہ جائیگا اک دن مکانِ خامِ روح

جسم مین آئے عدم سے تن سے جنت مین گئی
دیکھنا آغاز سے بہتر ہوا انجام روح

رند و میری جان کی ہے ساتھ شغلِ میکشی
دل کے شیشے سے ملا رہتا ہے ہر دم جام روح

آمد و شد ہی نفس کی نزع مین کیون جلد جلد
آرہے ہین اب تلک آنے کو کیا پیغام روح

جسم خاکی مین نہین رہنے کو اسکے کچھ ثبات
بی مروت ہی ہوا اہلِ اسی سے نام روح

آبرو پائے جو تیرا عشق دندان تیز سے
ہی نیامِ دل مین جو ہر دار اب صمصام روح

میرے سب احباب کو تڑپا دیا بسمل کیا
کھینچکر غصہ سے عزرائیل نے صمصام روح

عرش اعلےٰ ہے دلِ شیدا اگر اسکی قدر ہے
روح یا ان ہی ... جبریل ہے ہمنام روح

کیون مسلمان ہو نہ پیدا ہوتے ہی ہر عضو عضو
کعبہ دل سے ... شایع ہوا اسلامِ روح

عشق مین افعالِ بد اغیار نے ایسے کیے
دل کی سنتا ہون ملامت ... بدنام روح

دل مین سبکی آرزو ہر دم بھری ہی مثلِ جان
ہم عدو بھی آرزو ... نام روح

بارشِ اشکِ مسلسل نے ہماری جان لی
کیا گھر وندا تھا کو ... کا قصرِ خام روح

آسمان نے زندگی مین اسقدر صدمے دیے
کانپ اوٹھے ... زمین ہم سن لیا جب نام روح

حرف اسکے ہین جدا اور ہے نہو جائے فراق
تسبیح او ... لیتا نہین ... نام روح

دیکھئے چھپائیگا آخر کو نہ یون ہر دم ستاشہ
جان دیگا لطافت تجھپہ او آرام روح

لاغر ہوے جو عشق مین ہم تار کی طرح
اے بت لگے پڑے ترے زنار کی طرح

ساقی سے پائین مست قدح گر شراب کا
رکھین ادب سے فرق پہ دستار کی طرح

کرتے ہین وہ بناو نظر جاتے ...
آنے ... دیوار کی طرح

کیا بلبل آئی بھیس بدل کر بہار مین
کانٹا ہے گل کے پاس جو منقار کی طرح

اشعار میرے سُنکے نہ کیونکر کٹین عدو
گویا زبان دہن مین ہے تلوار کی طرح

بیجس ہو نہین جہان مین نقطے کی طرح سے
گرد آسمان ہے خطِ پرکار کی طرح

ق

صحرا کی ریگ خلعت زرین ہے جسم پر
مجنون ترا ہے دشمن زردار کی طرح

آرام پائی آبلون نے دی ہے پاؤن کو
قسمت کے پیچ سر پہ ہین دستار کی طرح

کانٹے ہین منہ چڑا کے یہ بلبل سی کہہ رہے
ہمنے اوڑاے کیا ترے منقار کی طرح

ہوتے ہین قتل شرم سے کیا ہم کرین سوال
باے طلب ہے حلق پہ تلوار کی طرح

شمشیرِ یار پاڑہ کا ڈورا جو دے ہمین
زیبِ گلو ہو رشتۂ زنار کی طرح

منعم یہ سرکشی یہ تعلّی خدا سے ڈر
رکھہ آسمان نہ فرق پہ دستار کی طرح

کوچہ مین اوسکے سایہ صفت ہون گرا پڑا
حیرت بڑھی تو اٹھونگا دیوار کی طرح

بلبل سے بحث باغ مین کرتی ہے کیا بہا
پہلی کلی جو ہوتی ہے منقار کی طرح

اوس ترک کج ادا سے نہ ممکن ہوا وصال
تلوار بیچ مین رہی دیوار کی طرح

دنیا مین گردش آیا کہ ثابت ہی دین ایک
دو پاؤن ہمنے پائے ہین پرکار کی طرح

کس بت کی برہمن ہے خلائق خبر نہین
شہرک ہر اک گلے مین ہے زنار کی طرح

ہنستے ہین لوگ کوچۂ جانا نہین دیکھ کر
حیرت سے ہون جو قہقہہ دیوار کی طرح

کس بت کے ابروون نے بنایا ہے برہمن
مالا سرو ہیو نہین ہے زنار کی طرح

ہی چاندنی جو بہاگتی مجہ تیرہ بخت سے
کیا سیکھے آنکے سایۂ دیوار کی طرح

ہی جستجوے قبر عناصر ہین کھینچتی
یہ نفس مردہ کو ہین لیے چار کی طرح

حائل طمع ہے قربِ خدا کیا نصیب ہو
دستِ دعا ہین بیچ مین دیوار کی طرح

تابوت کے ہین زیب مرے رشک و دودِ آہ
سہرے کے مثل یہ ہین وہ دستار کی طرح

نایاب کسطرح نہ لطافت کے شعر ہون
مضمون بندہ گئے کمرِ یار کی طرح

تن سے نکلی ہے تا عشق گل رخسار میں روح — قبر میں زیر زمین جسم ہے گلزار میں روح

دل کے ہمراہ گئی گیسوے دلدار میں روح — آج کل سیر کیا کرتی ہے تاتار میں روح

کون سا غیرت یوسف سر بازار آیا — بدلے بیعانہ کے ہے دست خریدار میں روح

دیکھتا ہے جو مجھے جان کے گھٹ جاتا ہے — ای پری کیا ہے ترے سایۂ دیوار میں روح

فصل گل میں نہ چمن سے اسے لیجا صیاد — بلبل زار نہیں ہے تن گلزار میں روح

جائے کسطرح نکل کر کہ عناصر میں ہے قید — آ کے فردوس سے کیا گھر گئی ان چار میں روح

باطنی حسن ملی خوبی سیرت پائی — حور پردے میں نہاں ہے کہ تن یار میں روح

یا خدا جلد کسی غیرت یوسف کو بھیج — بیچنے نکلی ہے دل عشق کے بازار میں روح

حضرت عشق نے کیا تفرقہ ڈالا افسوس — گھر میں تن زلف میں دل کوچۂ دلدار میں روح

بیوفا یار پہ دے کوئی نہ جان شیرین — بعد فرہاد یہی کہتی ہے کہسار میں روح

زندہ و زاہد پہ برابر ہے عطا ہے خالق — دیکھو یکسان ہے تن غافل و ہشیار میں روح

زندگی بادہ کشی کے ہے سہارے پہ مدام — مے ہے شیشہ میں بھری یا تن میخوار میں روح

تیر جوڑا کس ادا سے ہے کمان میں تم نے — بوسے لو انگلیون کی آئی جو سوفار میں روح

پھر گلگشت پھڑکتی ہے بہار آتی ہے — کوئی بلبل ہے قفس میں کہ تن زار میں روح

باہیں ڈالو گلے میں جو ترے میں لاغر — برہمن سمجھیں گے ای بت کہ ہے زنار میں روح

غول کے غول ہوے چال کے پیرو ہمراہ — پائی ہر نقش قدم نے تری رفتار میں روح

چلنے پھرنے سے سر معرکہ ہوتا ہے ثبوت — دم شمشیر نہیں ہے تری تلوار میں روح

وعدۂ وصل پہ ٹھہرا مرا مرنا جینا — موت آئی تری انکار میں اقرار میں روح

ای لطافت اوسے سمجھو میں حیات ابدی

تن سے نکلے جو وارستۂ ابرار میں روح

ردیف خائے معجمہ

آمد ہے خط کی ہے وہ رخ لاجواب سرخ / وقتِ طلوع جیسے کہ ہو آفتاب سرخ
ہی گلرخون کے ہجر مین چشم پُرآب سرخ / برسے گا خوب جھم کے اُٹھا ہے سحاب سرخ
ہوگا لہو سے آج ہر اک شیخ و شاب سرخ / چہرہ ہے میرے تُرک کا وقتِ عتاب سرخ
لیا وصل و سیکشی مین گذرتی ہے رنگ سے / معشوقِ سبزہ رنگ بغل مین شراب سرخ
خوناب چشم عیب گلون کی کشش مین جان / ہی نقص کی یہ بات کھینچے کر گلاب سرخ
پھوٹا ہی رنگ تگ سے ترے عارضون کا کیا / شوخی سے عکس پڑ کے ہوئی ہے نقاب سرخ
پھولی شفق جو شام کو سمجھے یہ بادہ کش / شیشہ مین آسمان کی بھری ہی شراب سرخ
دھانی ہی جوڑا اوسکا تو رخسار لال لال / اک شاخ سبز پر ہین کھلے دو گلاب سرخ
رویا مین دیکھا تھا کسی لالہ رو کو کیا / آنکھین بغیر وجہ نہین بعد خواب سرخ
ای شہسوار آتشِ رنگِ حنا سے تیز / رکھتی ہے پاؤن دم مین تکیون ہر رکاب سرخ
بوسہ لیا ہی مینے جو اُس لالہ فام کا / زردی کے بدلے رُخ ہی بوقتِ جواب سرخ
ہوتا ہے رتی رتی کا پیشِ خدا سوال / آجائیگی شمار مین وقتِ حساب سرخ
اعلیٰ ہی نشۂ مے کا عجب رنگ و کیفیت / آنکھون کو پہلے کرتی ہے دیکھو شراب سرخ
بھڑکی ہی دل مین آگ حرارت کی ہے دلیل / پوشاک ہے پسند جو وقتِ شباب سرخ
صحبت کوئی ہو جو ہر ذاتی کا پر ہے رنگ / مانند خون کے تیغ کو کرتا ہے آب سرخ
ایما ہی قتل کرنے کا سمجھا یہ نامہ بر / کاغذ منگایا اُسنے جو بہرِ جواب سرخ
تارِ شعاعِ مہر پہ لکہہ شفق کا ہے / ریشِ سفید پیرِ فلک پر خضاب سرخ
نہلا کے اُسنے خون مین لٹایا زمین پر / پوشاک کیا ہوئی ہے ہماری خراب سرخ
لکھے ہین وصف چہرۂ رنگین یار کے / یہ وجہ ہے ہوئی جو ہماری کتاب سرخ

کیا فصلِ گل مین رنگ سے گذری بہار ہو
بھروے گلابیون مین جو ساقی شرابِ سُرخ

گلنار محرم آج ہے اُوس سبزہ رنگ کی
دریاے سبز مین او بھر آئے حبابِ سُرخ

عاشق کا خون پیا تو ہے کیسا برس رہا
ابرے پھل اُسکی تیغ کا ہے یا سحابِ سُرخ

گرم آنسوؤنمین سیخ مژہ پر ہین لختِ دل
انگارون پہ ٹھہر کے ہوے یہ کبابِ سُرخ

نیرنگ رہ لطافت تو حبِ آل مین
جنّت مین حلّے دینگے تجھے بوترابِ سُرخ

پھولون سے رنگ پر ہے نہالِ چمن کی شاخ
فصلِ بہار مین ہے شبیہ انجمن کی شاخ

ہمثل نازکی مین ہین دستِ صبیح یار
صدقے ہے اسپہ یاسمن و نسترن کی شاخ

زلفِ سیاہ یار ہے خوشبو مثال مشک
ہو کنگھیو نمین صرف غزالِ ختن کی شاخ

اُس سبزہ رنگ کے جو تصوّر مین رُوون مین
ہو جاے سبز بزم مین شمع لگن کی شاخ

وہ نازنین جو بال بنائے شبِ وصال
کنگھی بناؤن توڑ کے نازک بدن کی شاخ

زیبا ہی قدِ یار پہ دھانی لباس کیا
تازہ ہری بھری ہے یہ سروِ چمن کی شاخ

ایسی چمن مین جھک گئی پھولونکے بوجھ سے
دکھلاتی ہے بہار مین صورت دولھن کی شاخ

پھولون مین چاندنی کے لگایا ہی اسنے داغ
گلشن مین تیرگی ہے دکھاتی گہن کی شاخ

ظالم ہین دورِ چرخ مین سرکش ہوا ہے جو
خنجر کا کام کرتی ہے ہر گردن کی شاخ

مسواک تیری دیکھ کے آتا ہی مجکو رشک
کیا سونگھتی ہی شوق سے خوشبو دہن کی شاخ

پھولون سی ہے بھری ہوئی ڈالی نہ توڑین آپ
دکھلاتی ہی چمن مین بہار انجمن کی شاخ

غربت مین گرچہ باغ ہو لیکن ہی مثل دشت
پھولون کی اک چھڑی ہی نہالِ وطن کی شاخ

جھولا درخت مین ہے پڑا جھولتا ہے یار
جھُک جھُک کے لے رہی ہین بلائین رسن کی شاخ

طوبیٰ سے حُلّہاے جنان شیعہ پائینگے
تدبیر بس کریگی ہر اک پیرہن کی شاخ

کیا رنگ پُر بہار مین ہے ہر درخت باغ
پتے زمرّدین ہین عقیقِ یمن کی شاخ

ہون ناتوان تپون کی محبت مین دو عصا — ہو قطع دیر سے شجرِ برہمن کی شاخ
آیا ہے خطِ یار رہنا نے تو ہے بہار — حجام کا ہی ہاتھ کہ سیبِ ذقن کی شاخ

ہو امتحان طبع لطافت تو لطف ہے
موزون کرو تمام غزل مین کفن کی شاخ

دیکھو خلش رکھی ہے جو نازکی بدن کی شاخ — ہے دھجیان لحد مین اوڑاتی کفن کی شاخ
بلبل نے آشیان مین قضا کی خزان سے ہائے — تدبیر چھال دے کے کرے اب کفن کی شاخ
آئے جو سمت مرقدِ عاشق تو پھل یہ پائے — ہر ساقِ پا ہو سوکھ کے دزدِ کفن کی شاخ
مثلِ قضا جو آئی خزان مردہ کر دیا — شبنم سے باغ مین ہوئی طالب کفن کی شاخ
بادِ خزان چلے گی تو بدلیگا رنگ باغ — سمجھے گی زرد پتون کو چادر کفن کی شاخ
ہندو کے مردے لپٹے شجر مین پھنک گئے — کیا جل اوٹھی ہر ایک درخت کفن کی شاخ

گر سدرِ صحن شہ سے لطافت تجھے ملے
تا حشر پھر ہو باعث عزت کفن کی شاخ

سوکھی ہی یون خزان مین نہالِ چمن کی شاخ — جیسے ہو خشک دشت مین ہر اک ہرن کی شاخ
آتا ہے ابکی چشم و قطرہ کا جو مجھکو دھیان — کارِ سنان ہے دشت مین کرتی ہرن کی شاخ
سرمہ جو چشم یار مین دنبالہ دار ہے — وحشی پکارتے ہین کہ دیکھو ہرن کی شاخ
وحشی وہ ہون جو میرے مرے آنسو نکالنے — ہو جائے سبز دشت مین ہر اک ہرن کی شاخ
خوش چشم ہو حسین ہو بناتے ہو بال روز — بنوا او شانے یار رنگا کر ہرن کی شاخ
مین آہ آتشین جو کرون دشت جل اوٹھے — روشن ہو مثل شمع کے ہر اک ہرن کی شاخ
نکلی سواری آپ کے وحشی کی دشت مین — آگے ہے برچھیان لیے ہر اک ہرن کی شاخ
دشت مین مار زلف صنم آ سکے گا جو یاد — ناگن بنے گی دشت مین ہر اک ہرن کی شاخ
نکلا ہے ماسہ ابروے جانانہ قرب چشم — کوپل ہے تازہ ہمکو دکھاتی ہرن کی شاخ

سودا کسی کی زلف کا اِنکے سر و نہین ہے
خمدار و پیچ دار ہے ہر اک ہرن کی شاخ

وحشی کو تیرے دین یہ کفن اور جریدتین
دامن اوڑھا ہین دشت کا رکھتین ہرن کی شاخ

وحشی کو کیا علاقۂ باغ جہان سے کام
بے برگ و بے ثمر ہے ہمیشہ ہرن کی شاخ

وحشت مین چشم یار کے لکھتے ہو گر ثنا
خامہ بناوے کے لطافت ہرن کی شاخ

ردیف دال مہملہ

دل مین رکھے گا اسے کون سدا میرے بعد
غم بہت روئے گا آکر مری جا میرے بعد

کوہکن کو یہ پہنچا مری جا میرے بعد
جانشین لو مرا شاگرد ہوا میرے بعد

ستم ایجاد یہان عاشق ہی کے دم تک ہین فقط
نہ رہیگی تری بیداد و جفا میرے بعد

خون عاشق کا بہایا تو ہوا دونا حسن
رنگ لائی ترے ہاتھون کی حنا میرے بعد

حسن کہتا ہی حسینون سے غنیمت سمجھو
منہ لگائے گا تمھین کون بھلا میرے بعد

قبر پر جمع ہین رونے کو مثال احباب
حسرت و یاس و غم و رنج و وفا میرے بعد

قتل عاشق کو جو کرتے ہو برا کرتے ہو
کون اٹھائے گا کہو ناز بھلا میرے بعد

جا مری حیرت ہی جدا انون سے یہ کہتا ہی شباب
یاد برسون ہی کروگے مجھے امیرے بعد

کرے کانٹون کی زبان خوب سے سیراب ہو دشت
مجھسا آئے گا نہ پھر آبلہ پا میرے بعد

کہکے عاشق مرے دلبر نے پکارا سر قبر
مستجاب آج ہوئی میری دعا میرے بعد

لوٹے جانان مین مری خاک کو پہنچا دینا
کرنا احسان یہ اے باد صبا میرے بعد

دے کے فقرہ جو نکالا مجھے اپنے گھر سے
آپ کے پاس رقیب آئیگا کیا میرے بعد

پوچھتا ہے گل تر باغ مین ہر بلبل سے
کہہ خزان مین ترا کیا حال ہوا میرے بعد

[illegible] آکے کہا خواب مین مجھ وحشی سے
کون دنیا مین ہوا اب ترے سوا میرے بعد

روح قالب سے نکل کر یہ صدا دیتی ہے
ہاے ویران رہگئی یہ سرا میرے بعد

زیست کہتی ہی لطافت سے کہ کر نیک اعمال
جز پشیمانی و افسوس ہے کیا میرے بعد

چشم جانان مین عجائب حسن دکھلاتی ہی نیند
یہ وہ شیشہ ہی پری بنکر اوتر آتی ہے نیند

بعد مدت کے مری آنکھون مین جب آتی ہے نیند
چشم پر مژگان کا گھونگھٹ لیکے شرماتی ہی نیند

صورت معشوق کیا عاشق کو ترساتی ہی نیند
غمزہ و ناز و ادا سے ہجر مین آتی ہی نیند

ہین وہ کمسن وصل کی شب جلد آجاتی ہی نیند
شرم بنکر آنکھ پر ہو تمین شام سے آتی ہے نیند

عشق خال روے جانان مین کسے آتی ہی نیند
رات بھر تارے گنا کرتا ہون اوڑجاتی ہی نیند

چشم جانان پر ہی چھائی اگر آتی ہے نیند
سرمہ بنکر نرگسی آنکھون مین رہجاتی ہے نیند

منتظر رہتا ہون پہرون پر نہین آتی ہی نیند
ہجر کی شب کس جگہہ پر جاکے سوجاتی ہے نیند

حال دل کہتا ہون جب کمسن ہین سوجاتے ہین وہ
کس مزے کی ہی کہانی سُنکے آجاتی ہے نیند

بعد مدت کے شب وصلت جو ہوتی ہی نصیب
بخت خفتہ کا بُرا ہو شام سے آتی ہے نیند

شبکو بی معشوق سوتے کیا ہین مرتے ہین ہم
ہجر جانان مین اخ الموت ایسی کہلاتی ہی نیند

ٹھنڈی سانسین بھرتے بھرتے ہجر مین آتا ہی غش
سرد ہوتی ہی ہوا جب مجکو آجاتی ہے نیند

نزع مین یسین پڑھتے ہی نکلجاتا ہے دم
جب کہانی یار کی سُنتے ہین آجاتی ہی نیند

پوچھتا اُنسے اگر ملتے مجھے اصحاب کہف
کسطرح تمکو فراق یار مین آتی ہی نیند

وصل کی شب خواب غفلت سے نہین وہ چونکتے
چشم کو کیا ہان گر گہوارہ سوجاتی ہی نیند

اُس حسین کا ہی تصور رات بھر رہتا مجھے
بدگمان ہوتا ہو تمین آنکھون مین کیون آتی ہی نیند

عاشق و معشوق مین ہوتی ہین باتین رات بھر
میرے خلوتخانے مین کیا آئے شرماتی ہے نیند

آنکھین ملکر ہی وہ قاتل صبحدم اوٹھ بیٹھتا
صیقل اُس تیغ نگہ پر خوب کرجاتی ہے نیند

وصل کی شب آنکھین تلوون سے ترے ملتا ہون مین
پای نازک سے سحر تک ٹھوکرین کھاتی ہے نیند

ہم شب اول لپٹ کر قبر سے یون سوئے ہین
جس طرح نوشتہ کو پہلی رات آجاتی ہے نیند

اونگھ کر گرتے ہین مجھ پر بزم مین کس حسن سے
جاگتے ہین بخت میرے انکو جب آتی ہے نیند

گذری غفلت مین جوانی آئی پیری اب تو چونک
رات بھر تو سوچکا تو دن کو بھی آتی ہے نیند

دیکھ لی ای چشم خواب آلود میرے گل کی کیا
دیدۂ نرگس مین کھٹکین کیون نہین آتی ہے نیند

دار دنیا مین عجب خود رفتگی ہے کیا کہین
وای غفلت ٹھہرے ہے سولی پہ بھی آتی ہے نیند

جھومنا انگڑائیان لینا ہمین کرتا ہے مست
نشہ کی کیفیتین ساقی کی دکھلاتی ہے نیند

قمریان سوتی ہین شب کو سرو پر گلزار مین
اہل غفلت دار پر بھی دیکھ لو آتی ہے نیند

وصل کی شب ناز سے لیتے ہین وہ انگڑائیان
کہہ رہے ہین چلئے ہم تم سو رہین آتی ہے نیند

وقت خلوت احباب روتے ہین تو سمجھاتا ہون مین
چپ رہو کیون غل مچاتے ہو مجھے آتی ہے نیند

ای لطافت چشم جانان کی لطافت کیا کہون
بند آنکھون کو کیسے ہے پر نظر آتی ہے نیند

قفس مین بند ہوا جب کھلی زبان صیاد
ترے ستم کے سوا کیا کرون بیان صیاد

اگر گلاب سے دھووے مری زبان صیاد
تو گل کا حال کرون رنگ سے بیان صیاد

جو سوز دل کی کرون داستان بیان صیاد
مثال شمع کے جلنے لگی زبان صیاد

گلون کے ہجر مین کی اسقدر فغان صیاد
کہ سوکھ کر ہوئی کانٹا مری زبان صیاد

کبھی ہای چشم کبھی زلف مہوشان صیاد
ملی ہین بلبل دل کو کہان کہان صیاد

پھنسی ہے بلبل نالان عجب بکھیڑے مین
قضا قفس کی ہے دربان نگاہبان صیاد

بہار مین دل بلبل کے پار ہوتے ہین
یہ تیلیان ہین قفس کی کہ برچھیان صیاد

خدا کے واسطے کر خوف آہ بلبل سے
کہ توڑتا ہے غضب تیرے کمان صیاد

قفس کی طرح سے ہے آشیان مین بند کیا
بنی ہے بلبل گلزار کو خزان صیاد

گلون کا عشق بھرا ہے پھنسے گی ہر بلبل
لگائے دام مین عاشق کی استخوان صیاد

فراق گل مین ہوا ہے تڑپ تڑپ کے یہ حال
یہ عندلیب کے اک مشت پر کی خواہش ہے
نہین ہے یاد کوئی داستان اسیری مین
وہ عندلیب ہون بعد فنا بھی ہون نہ رہا
اجل کو روح نے تن مین بلا لیا شب ہجر
قفس کے چاک سے نکلی جو بلبل لاغر
فراق گل مین ہے بلبل نحیف بند نکر
نہ ہونگی بلبل و گل پھر خزان جب آئیگی
پھڑک رہی ہے گلون کے الم مین بلبل روح
قفس مین بند ہے بلبل تو بیتا گلون پہ شش
گلون کے عشق مین پانی کی جا گلاب دیا
مین وہ ہون بلبل خوش نغمہ باغ کی رونق
قضا جو آئی تو سمجھا کہ دم چرایا ہے
گلون کے ہجر سے بلبل کو ہے قفس مین جنون
جو دیکھے پھول سے تلوے پھڑک گئی بلبل

قفس مین چند نفس کا ہون میہمان صیاد
کہ روز لڑتے ہین آپسین باغبان صیاد
سناؤن پڑھ کے گلستان و بوستان صیاد
قفس بنائے مرے لے کے استخوان صیاد
جو میزبان ہوئی بلبل تو میہمان صیاد
پھڑک پھڑک کے پکارا کہان کہان صیاد
قفس ہے اسکے لیے آہ کا دھوان صیاد
چمن مین اور رہین کچھ روز میہمان صیاد
قفس بنی ہین مرے تن کی استخوان صیاد
نئی زمین نیا اب ہے آسمان صیاد
یہ بلبلون کا ہوا ہے فراخ دان صیاد
بناتے ہین مرا آ آکے آشیان صیاد
ملا ہے بلبل نالان کو بدگمان صیاد
پھنسا منگا کے رگ گل کی بیڑیان صیاد
بنے ہین دام ترے پاؤن کے نشان صیاد

بدن مین روح کی حافظ ہے ای لطافت تو
ہمیشہ ہے پئے بلبل نگاہبان صیاد

جو سنکھہ دیر مین کعبہ مین ہے اذان فریاد
نکل کے لب سے گئی تا بہ لامکان فریاد
کرون فراق مین کس سے مین ناتوان فریاد
عروج پر شب فرقت ہے ہر زمان فریاد

غرض ہے عشق مین دونون جگہہ فغان فریاد
اب آگے بڑھ کے بھلا جائیگی کہان فریاد
بمشکل آئی ہے سینہ سے تا زبان فریاد
گرائے کیون نہ رقیبون پہ بجلیان فریاد

نشانہ مجکو بنائے جو نخچطا وہ ترک — زبان تیر سے کرنے لگی کمان فریاد

اثر دکھائے گا گر سوز عشق پروانہ — کرے گا بزم مین گلگیر بیزبان فریاد

جو کھینچوں آہ ترے در پہ ہو جہان تاریک — سمجھ کے رات کرین ساری پاسبان فریاد

گلون سے عشق کا طفلی سے ہوگا دل پہ اثر — کرونگا پڑھ کے گلستان و بوستان فریاد

جو زرد ہو کے کرے نالے آپ کا بیمار — بلند ہو کے بنے شاخ زعفران فریاد

فراق یار مین یہ سب رفیق ہین اپنے — بکا ملال قلق یاس غم فغان فریاد

جو بیٹھ کر لب ساحل اوٹھیگا نالۂ ہم حسن — کرے گا شور جو دریا تو مچھلیان فریاد

گلون کو دینگے اگر عندلیب کا پرسا — کرینگے باغ مین ہم قرب آشیان فریاد

ہماری آہ ضعیف آسمان تک پہونچی — بنی فراق مین گر مثل نے زبان فریاد

زمین پہ یون ترے نالان کو پیستا ہی فلک — کہ آسیا کی ہو جس طرح درمیان فریاد

لرز رہے ہین جو اعضا تو آرہی ہے صدا — تپ فراق مین کرتے ہین استخوان فریاد

تمہارے عشق مین پردہ ہے ابر کا رکھا — زبان برق سے کرتا ہے آسمان فریاد

سقر بھی شور کرے گا جلا جلا اُف اُف — کرینگے نار مین جب ہم شرر فشان فریاد

جو عشق کو ہے پنہان انھین ستائیگا — کرینگی سرو پہ کوکو سے قمریان فریاد

ہر ایک در پہ لگانے ہے اسلیے زنجیر — اگر مکین سے ہو خالی کرے مکان فریاد

ہوا نہ ضبط کہ تھا اتمام عشق پروانہ — جلا جو شمع پہ کرنے لگا فغان فریاد

ہوا ہے باغ مین ہر برگہاے خشک کا شور — گلون کے حال پہ کرتی ہے یہ خزان فریاد

بلند شور ہے قلقل کا مئی جو گھٹتی ہے — مری طرح سے ہین کرتین صراحیان فریاد

فلک نے ظلم سے پیسا ہے اب لطافت کو
دوہائی حق کی ہے یا صاحب الزمان فریاد

وصال یار کی خاطر جو ہے فغان فریاد — تو میرے دل سے نکلتی ہے توامان فریاد

فراق مین ہو نہ ایسی شرر فشان فریاد
جلے جلے مرے اُف اُف سب استخوان فریاد

سب آسمان کہین جل کے الامان فریاد
کرون جو پہلے پہل پھر امتحان فریاد

ہلا یا قلب و جگر یار کا رسائی سے
اثر دکھانے لگی ہے کہان کہان فریاد

بہار آئی گلستان مین روز غل ہوگا
کرینگی بلبل و گلچین و باغبان فریاد

خیال رات کا رہتا ہے واہ ری غفلت
جو دن کو خواب مین کرتے ہین پاسبان فریاد

جو دل جلون کا یہی خون چھپانے پڑ جائین
ابھی کرے تری تلوار کی زبان فریاد

جو ہم لگاتے ہین نالون سے آگ ساحل پر
تڑپ کے کرتی ہین دریا کی مچھلیان فریاد

قفس مین جاکے پھنسے گی جو بلبل نالان
کرے گا بن کے دہن خالی آشیان فریاد

پہنچ گئی مرے منہ سے نکلتے ہی تا عرش
رسا ہے خود نہین محتاج نردبان فریاد

یہ اشک دم مین زمین آسمان ملا دیتے
ہوتی گر ترے عاشق کے درمیان فریاد

پڑا ہی عشق بگاڑا اکا دو ماہی ہی یارب
یہ لوٹتا ہے دل و ہوش و صبر و جان فریاد

خیال یار کی مژگان کا ہو جو فرقت مین
لگائے دل پہ مرے غم کی برچھیان فریاد

بہے جو اشک محبت مین دل ہوا نالان
پڑا جو آگ پہ چھینٹا ہوئی فغان فریاد

خیال زلف مین کیون آنکھ سے نہ ٹپکین شتاب
کہ اٹھ سکے دل سے ہمارے بنے دھوان فریاد

بنے فراق مین نالے تو قہقہہ شب وصل
ہوئی ہے عشق مین ایسے فراجدان فریاد

ہوئی سوار جو لیلی تو قیس یاد آیا
کرے نہ کیون صفت ناقہ ساربان فریاد

عدم کے قافلے والو نہین یون ہو نہین نالان
جرس کے جیسے ہو ہمراہ کاروان فریاد

فراق یار مین ہر دم لبون پہ رہتی ہے
بہت دنون سے ہے عاشق پہ مہربان فریاد

بہار مین ہین ثمر اور خزان مین رنج و الم
غضب ہے کرتے ہین ہر طرح باغبان فریاد

مین دن کو ساتھ نقیبون کے غل مچاتا ہون
تمام رات ہے ہمراہ پاسبان فریاد

مری طرح سے ہے گھڑیال رحم دل شاید
کٹورہ ڈوب گیا جب تو کی فغان فریاد

ٹھہر ٹھہر کے پہنچ لامکان پہ ضعف مین تو
کہ نو فلک ہین ہنسے تیری نردبان فریاد

گرا ہے یوسف دل اوس چہ زنخدان مین
نکال آکے اب اسے خط کی کاروان فریاد

بست غرور سے تنتے ہین خیمۂ افلاک
اشارہ کردون کرے دم مین دھجیان فریاد

یہ مغفرت کا لطافت بڑا وسیلہ ہے
غم حسین مین لازم ہے ہر زمان فریاد

روان ہین اشک دلا تو بھی کر فغان فریاد
جرس کے چاہیے ہمراہ کاروان فریاد

جو اس قمر کے تصور مین ہو فغان فریاد
بلند ہو کے کرے ماہ کو کتان فریاد

جو سینہ عشق سے ہے گرم ہے فغان فریاد
سدا ہے داخل حمام تو امان فریاد

خموش بیٹھے ہین بت ہوگی رائگان فریاد
عبث ہے دیر مین ناقوس کی فغان فریاد

لرز کے ڈر کے کرین ساتون آسمان فریاد
فراق یار مین جو آئے تا زبان فریاد

زمین سے چرخ پہ اور چرخ سے گئی تا عرش
کریگی اور کہان تک بلندیان فریاد

جو اوسکے کوچہ مین نالے کیے تو بوسہ ملا
ہوئی ہے کیا سبب رزق پاسبان فریاد

وہ سنگدل ہے تو کیا موم نالے کر دینگے
کریگی صلح مرے اوسکے درمیان فریاد

ہم اونکی وصل کے لوٹین تمام رات مزے
گلے مین غیر کرے بنکے پاسبان فریاد

چھپاتے ہین سگ جانان تو آرہی ہے صدا
فنا کے بعد بھی کرتی ہین استخوان فریاد

اگر سنیگا وہ نازک مزاج ہوگا خفا
کریگی عشق کی محنت کو رائگان فریاد

بڑھا کے دست سوال آبرو جو ہم کھوتین
کرین ہتھیلیون کی کیون نہ مچھلیان فریاد

پڑا اگر ترے نالان کا اسے پری سایہ
کریگی قہقہہ دیوار ہی فغان فریاد

قطعہ

اگر جہان مین ہو حسن اور عشق کی دھوم
ہر ایک بند کرے کان ہو فغان فریاد

مچا ہی شور ادہر خوب ہی تری غلغال
ادہر جنون مین کرین میری بیڑیان فریاد

نحیف و زار وہ بلبل ہون اوڑ نہین سکتا
پھنسا ہون دام مین جب سے بنی ہوان فریاد

لبون تک آتی ہی بمشکل سے ناتوانی مین
بتون کے عشق کو مخفی رکھانے ڈرتا ہون
اگر ہی قوت کی خواہش تو حل بہر اسکے نادان
سُنے جو نالۂ عاشق تو انکو نیند آئی
جب آئینہ مین ہے اوس شعلہ رو کا پرتا عکس
نہین گہن نے چھپایا ہی بدر کو شب ماہتجبر
فلک کو وصل کسی کا نہین گوارا آہ

نفس کو تھک کے بناتی ہی زردبان فریاد
شرر ہی سنگ مین سینہ مین یا نہان فریاد
یہ روز صبح کو کرتی ہین چکیان فریاد
بنائی بے اثری نے ہے داستان فریاد
چٹک کے کرتے ہین جو ہر سپند سان فریاد
خیال زلف مین بنگئی دہوان فریاد
ہا ہمیشہ رکھتا ہی دو لب کے درمیان فریاد

علی بہشت مین پہنچا مین گے لطافت کو
کرے گا حشر مین عصیان سے جب فغان فریاد

بلبل کو ہی میان قفس یہ چمن کی یاد
کیا پنجہ جنون نے کیا بڑھ کے چاک چاک
کیونکر نکل کے جسم سے پھر آئی حشر تک
شبنم اور اسکی گل تر مرزہ پر جفا
پابند ہو گیا نظر آیا جو پیچ و تاب
یون غافلو خیال رہے قبر کا سدا
قرآن پڑھا جو عالم طفلی مین یہ کہا
دنیا نے ہر جوان کو ہے عاشق بنالیا
لا کر اندھیری قبر مین سب بند کر گئے
جُھک جُھک کے دیکھتا ہون جو زلفو نمین وہ رخ
غنچہ نہ منہ سے پھوٹین گے ای عندلیب کچھ
آئی بدن مین حشر کو جب روح یہ کہا

بن بن کے داغ رکھئے دل مین وطن کی یاد
بھولے ہے دل مین آ جو گئی پیرہن کی یاد
تکلیف سب ہے روح کو زندان تن کی یاد
گھاتین ہین آفتاب کو دزد کفن کی یاد
کر لی ہے زلف یار نے بندش رسن کی یاد
دل مین مسافرون کے ہی جیسے وطن کی یاد
کی ابتدا سے ہمنے عبارت کفن کی یاد
اس پیر زال کو ہین ادائین دولہن کی یاد
ہی ہمیر و تی مجھے اہل وطن کی یاد
کیسی نماز ہے مجھے سورج گہن کی یاد
لب بند ہین جو ہی کسی شیرین دہن کی یاد
آخر وطن مین کھینچ کے لائی وطن کی یاد

عاشق کے ہاتھ رکھے ہین سینہ پہ بعد مرگ
کہتی ہے طفل سے کفنی ہون نکلے پڑی

ایما ہی تھی یہ یانپہ سدا پنجتن کی یاد
لازم ہے تا مرنے والی ابھی ہی کفن کی یاد

عشق رضا مین طوس کا رہتا ہے دل کو دھیان
غربت مین ہر گھڑی ہے لطافت وطن کی یاد

ردیف دال ہندی

نکلا جو خط مٹائیگا اے سیمبر گھمنڈ
دھانی لباس تم ابھی پہنکر کبھی چلو نہ
بیجا ہے بدر کو رخ جانان سے ہمسری
دکھلاؤ نہین جو اشک فشانی تو ہوش اوڑین
ہوکر عدم دہن نے سنہ وعوے مٹا دیا
کہتا ہے مال آکے ہار کے بے سنہر کے پاس سے
دیکھے ہمین کہ سینہ پہ لاکھون ہین داغ عشق
دو ٹکڑے اوسنے ایک اشارہ سے کردیا
سیب ذقن کا حسن کبھی چل کے تم دکھاؤ
اچھا نہین غرور سے چلنا اکڑ کے یار
تم گردن صبیح کا دکھلا دو کوئی خال
دیکھو شرف حبیب خدا مصطفےٰ نبی
ناسور دل مین یار کے دانتون نے کردیا
پامال جہان زمانے مین ہے تاچلتی پھرتی چھاؤن

اس حسن عارضی پہ نکر اسقدر گھمنڈ
کرتے ہین سبز ہوکے چمن مین شجر گھمنڈ
مٹ جائیگا یقین ہے وقت سحر گھمنڈ
کرتا برس برس کے ہے کیون ابر تر گھمنڈ
کرتی تھی نازکی پہ تمھاری کمر گھمنڈ
کرتے ہین کیون کمال پہ اہل ہنر گھمنڈ
کیون چار پھول پاکے ہے کرتی سپر گھمنڈ
کرتا تھا اپنے حسن پہ بیجا قمر گھمنڈ
کرتے ہین باغ مین شجر بر ثمر گھمنڈ
شرمندہ کرکے تجکو چھکائے گا سر گھمنڈ
کرتا چمک چمک کے ہے نجم سحر گھمنڈ
کیونکر کرین نہ حسن پہ اپنے بشر گھمنڈ
کرتے تھے آبرو پہ نہایت گہر گھمنڈ
دولت پہ اسقدر نکرین اہل زر گھمنڈ

پامال وہ ہوا ہے لطافت جہان مین

جسکو ہوا ہے کبر سے تدِ نظر گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

حال رونے کا لکھون ہی یہی بہتر کاغذ — نامہ بر ہو کہین ابر کی جو میسر کاغذ

عارضِ صاف کی رحمت سے بنا آئینہ — ہوگیا وقت رقم صنعِ سکندر کاغذ

میرا دیوان رقم ہوتے ہی ہر جا پہنچا — کیا ہر اک طائرِ مضمون کا ہے شہپر کاغذ

قتل ہونے کی ہوس ہے انھین لکھتا ہون خط — اشک گلگون سے کرون خون کبوتر کاغذ

سختیان ہجر کی جھیلو یہ لکھا اوس بت نے — ناتوان ہون مرے سینہ پہ ہے پتھر کاغذ

کچھ نزاکت رخِ رنگین صنم کی لکھون — رگِ گل ہو جو قلم برگِ گلِ تر کاغذ

حال لکھونگا جو مین اپنے دلِ سوزان کا — حرف بنجائینگے انگارے تو مجمر کاغذ

نامہ اوس گل کا جو قاصد نے رکھا خوش ہوئی روح — قبرِ عاشق پہ بنا پھولون کی چادر کاغذ

سوزشِ ہجر کا احوال جو نامہ مین لکھا — لے اوڑا بدلے کبوتر کے سمندر کاغذ

اوس رخِ صاف کے آگے اگر آئینہ آئے — گھٹ کے خجلت سے ہو یہ صنعِ سکندر کاغذ

بختِ خفتہ کا نقاہت کا جو حال اونکو لکھون — حرف خوابیدہ نامہ کو ہو بستر کاغذ

خط و رخ کا ترے مین حال جو نامہ مین لکھون — مثلِ آئینہ کے پیدا کرے جوہر کاغذ

طبع سے میرے ادھر فوج مضامین ہے بڑھی — دستہ دستہ ہے ادھر کو لیے لشکر کاغذ

ہو مرے قتل کا تیار جو محضر پئے حشر — خون کی بوندین جو بھرین ہون تو خنجر کاغذ

اونکی تصویر جو چھپتی ہے تو یہ عالم ہے — جذبِ الفت سے نہین چھوڑتا پتھر کاغذ

تیری تصویر تصور مین جو کھینچی ہمنے — ورقِ دل سے نپایا کوئی بہتر کاغذ

خضر دیکھین وہ خطِ سبز تو بندہ ہو جائین — لکھ دے عارض کی غلامی کا سکندر کاغذ

ای زہی عز و شرف یار مجھے خط لکھے — کبھی آنکھون پہ ہون رکھتا کبھی سر پر کاغذ

ای زہے بخت لطافت جو مجھے حشر کے دن
خلد مین رہنے کا دین ساقی کوثر کا غذ

لقمہ طلب جو کرتی ہے تو ہر زمان لذیذ
لاؤن کہان سے روز طعام ای زبان لذیذ

مدت ہوئی بھرا ہے مزا اسمین عشق کا
کیونکر نہ اسے ہما ہو ن ہی استخوان لذیذ

انسان کو گر جہان مین قناعت کا ہو مزہ
نعمت کے بدلے بھوک مین ہو قرص نان لذیذ

دشنام کس مزے سے ہین عشاق کھا رہے
شیرین دہن ہے یار تو ہین گالیان لذیذ

اکل حرام پر نکر اے منعم افتخار
تلخی نہ چکھ عذاب کی کر کے دہان لذیذ

یون عشق رخ سے دل مین مرے آگیا مزہ
جیسے ہو دھوپ سے ثمر بوستان لذیذ

دنیا پھنسا کے قتل مگس کرتی ہے ہلاک
بیکار شہد سمجھے ہین پیر و جوان لذیذ

افسوس زندگی کا مزہ لے گیا شباب
جب وقت ہی نہین تو غذا ہے کہان لذیذ

لون بوسہ کیون نہ مین لب شیرین یار کا
کھاتا ہے جسکے باغ سے پھل باغبان لذیذ

دیکھو مزہ نہین دہان زخم چھوڑتے
تیرون کے پھل ہین کیا مرے ابرو کمان لذیذ

کھاتے ہین ہم مزے سے غم و غصہ ہجر مین
جو ہیش خلق تلخ ہے وہ ہی یہان لذیذ

دنیا مین کیون ہے راحت و نعمت کی جستجو
زندان مین کب ہی چین غذائین کہان لذیذ

پیدا ہوے تو شیر کی عادت ہوئی انھین
ڈھونڈھین طعام کیون نہ سب اہل جہان لذیذ

دنیا مین آکے خواہش نعمت کرو نہین کیا
کرتا نہین طعام طلب میہمان لذیذ

دنیا کی لذتون سے لطافت کر اجتناب
کھانے اگر ہین میوہ باغ جنان لذیذ

ردیف راے مہملہ

دل سے ہونٹون تلک آئی ہے مشکل کیونکر
ضعف مین آہ سنے طی کی ہے یہ منزل کیونکر

ہجر کی رات چھپیگا مہِ کامل کیونکر
ہاے سینہ سے ہٹیگی مری یہ سِل کیونکر

آتشِ حسن سے بھڑکی ہوئی ماشاءاللہ
تیرے عارض پہ سیہ رنگ ہو تل کیونکر

ابروے یار کھنچے رہتے ہین باہم ہر وقت
دونون آپس مین نہون مدِّ مقابل کیونکر

پا بہ زنجیر ہوے جوشِ جنون مین صدہا
سینہ طے کی یہ کڑی عشق کی منزل کیونکر

رشک آتا ہے کہین دیکھ نہ لے چشمِ حباب
لائین اوس پردہ نشین کو لبِ ساحل کیونکر

کیون نہ منعم کی جسارت پہ تعجب ہو مجھے
دیکھتا آنکھ سے ہے خجلتِ سائل کیونکر

چھٹکے تارے جو شبِ وصل کہا اوس مہ نے
شرم آتی ہے مین لیٹون سرِ محفل کیونکر

شرم اونکی نگہِ بد سے نہان رہتی ہے
سات پردہ ہون نہ ہر آنکھ مین حائل کیونکر

جمع ہین غیر ترے در پہ رسائی ہے محال
طے کرون وادیِ پُرخار کی منزل کیونکر

عشق سے حسن موافق ہو تو عقدہ یہ کھلے
گوشِ گل مین پڑے آوازِ عنا دل کیونکر

رخِ دلدار کے نظارہ سے محروم رہے
ہاے آئینہ ہوا بیچ مین حائل کیونکر

سیرِ محبوب مین ہین جمع ہر اک طرح کے حسن
بندہ کیا چیز خدا بھی ہو نہ مائل کیونکر

پوچھتا ہو نہین قناعت سے بوقتِ حاجت
ہاتھ پھیلا کے بشر ہوتے ہین سائل کیونکر

گر گئے دانت جو پیری مین ہوے بال سفید
ہو گئی صبح نہ برخاست ہو محفل کیونکر

سیرِ گلزارِ نجف کا ہے لطافت پھر شوق
ہند مین رہ کے نہ گھبرائے مرا دل کیونکر

پھیر لیتے ہین نگہ حور شمائل کیونکر
ایسے ہرجائیون سے عشق پھر ادل کیونکر

ایسا بیہوش ہوا ہاے خبر بھی نہ رہی
ہون مین حیران لیا آپنے مرا دل کیونکر

آپ تو پاس سے تشریف لیے جاتے ہین
یہ تو فرمائیے بہلیگا مرا دل کیونکر

وہ ہین عیار تو مین بھی کوئی نادان نہین
باتون باتون مین چرا لینگے مرا دل کیونکر

کیا کرین غیر کے پہلو مین اگر جا بیٹھو
بیوفا جان کے دین ہمکو بھلا دل کیونکر

دوست یہ پوچھتے ہین دیکھ کے مضطر مجکو
میرے پہلو مین تو بیتاب رہا کرتا تھا
کیسہ عاشق ہو کے آیا ہے کہو دل کیونکر
کہیئے پاس آپ کے ٹھہرا ہے مرا دل کیونکر

بعد مدت کے شب وصل صنم آئی ہے
حوصلے آج نکالے نہ مرا دل کیونکر
کیا کہون ہاے حنائی نظر آئے وہ ہاتھ
مل گیا دیکھ کے پہلو مین مرا دل کیونکر

حال پوچھون مین اگر قافلہ آئے کوئی
کوچۂ زلف مین کرتا ہے بسر دل کیونکر
شعلین نالۂ سوزان کی جلا مین لاکھون
کیا کہین کوچۂ گیسو سے ملا دل کیونکر

اوٹھ کے پہلو سے شب وصل وہ فرماتے ہین
ہام بھی دیکھین نہ تڑپتا ہے ترا دل کیونکر
جب نہ تھا عشق تو ہم پوچھتے تھے یارون سے
جان کیسی جاتی ہے آتا ہے کہو دل کیونکر

ہنسکے وہ کہتے ہین فرق آئیگا دلداری مین
پھیر دین لے کے محبت مین ترا دل کیونکر
میرے پہلو مین بٹھا کر اونھین غیرون نے کہا
ہمنے دیکھا نہین تم توڑتے ہو دل کیونکر

طعن کرکے وہ زلیخا پہ یہ فرماتے ہین
تھرہے مرد کو عورت نے دیا دل کیونکر
کیا کہون کوچۂ گیسو سے مرے سینہ تک
پوچھتا پوچھتا آیا ہے مرا دل کیونکر

دید بازی کا لطافت نہین چھٹتا لپکا
اچھی صورت پہ نہ آجاے مرا دل کیونکر

بزم مین آئی ہے معشوق پریرو ہوکر
سر سے نکلا ہے دھوان شمع کا گیسو ہوکر
بزم ساقی سے جو اوٹھ جاے خفا تو ہوکر
چشم ساغر سے بہے مے ابھی آنسو ہوکر

مین سیہ کار جو ہون عاشق ابرو ہوکر
نامۂ عصیان کا بڑھے زلف پریرو ہوکر
یاد کرکے جو خزان باغ مین موت آجائے
روح بلبل کی گل تر مین رہے بو ہوکر

چرخ ہشتم پہ گیا نالۂ موزون میرا
برج میزان مین رہا تیر ترازو ہوکر
زلف کی یاد مین آہون کا دھوان ہو جو بلند
حسن رخسارۂ خورشید ہو گیسو ہوکر

دست رنگین سے چھو سے تو نے جو اسے رشک بہار
گل تر باغ مین شرمائے لبالو ہوکر

تم جو آئے تو اوڑا رات کو یہ باغ کا رنگ
رہگیا لالہ چمن مین گل شبو ہوکر

عشق مین لاغری و ضعف سے یہ رنگ ہوا
چھوٹے اس گل سے تو برباد رہے بو ہوکر

جوش سودا یہ ہوا عشق مین خوش چشمون کے
بھاگتا مجھسے ہے سایا مرا آہو ہوکر

ہجر ابرو مین جو دیکھون مہ نو گردون پہ
نیش زن ہو دل بیتاب پہ بچھو ہوکر

باغ سے تم جو چلے غم کا ہوا یہ سامان
رہگئے موتیے کے پھول سب آنسو ہوکر

بلبلین مست ہوئین جھوم کے نکلے سبو
خبر موسم گل جبکہ اوڑی بو ہوکر

ہجر مین ہمنے یہ سیکھی ہے نشست و برخاست
در و بن بن کے اٹھے گر پڑے آنسو ہوکر

کون سی مست کی شیشے کو لگی ہاے نظر
مئے گلے سے نکل آتی ہے جو اچھو ہوکر

یاد ابرو مین گلون پر ہون جو دوڑاتا ہاتھ
خار کا ڈنک لگا دیتے ہین بچھو ہوکر

مدحت زلف مین جو شعر لکھے کاغذ پہ
حسن رخسارہ مضمون ہوے گیسو ہوکر

گورے گالون کا ترے نہر مین گر پڑتا عکس
غنچے فوارے کے کھلتے گل شبو ہوکر

ہم وہ مظلوم ہین قاتل نے بنایا جو ہدف
تیر بھی چشم کمان سے چلے آنسو ہوکر

مست عشاق ہوے مشک چھپانا تو نہین
گیسوون کا ترے شہرہ جو اوڑا بو ہوکر

سرمہ کا یار نے دنبالہ بنایا جب سے
شاخ وحشت کی لگی چشم مین آہو ہوکر

ہمکو آنکھون پہ حسینون نے جگہہ دی صد شکر
خم و لاغر کی یہ عزت ہوئی ابرو ہوکر

غیر آیا تو ہوا لاغری و ضعف مین وصل
چھپ رہے پیرہن یار مین ہم بو ہوکر

سرمہ آنکھین جو لگا کرتے بچھو ونکو دیتین
چشم کو کرتے ہین تسلیم خم ابرو ہوکر

اس زمانے مین ہوا جوہر ذاتی بھی بلا
جان لی آہوون کی مشک نے خوشبو ہوکر

تل سیہ دے کے ان آنکھونکو کہا صانع نے
چاہیے نافہ بھی آئے ہین یہ آہو ہوکر

شمع اس بزم سے جب بجھ کے چلی رو کے کہا
سرخرو آئے تھے ہم نکلے سیہ رو ہوکر

حسن جس یار مین جتنا ہے سمجھ لیتا ہون
تول لیتی ہین مری آنکھین ترازو ہوکر

یار کے گھر کا اشارے سے بتاتے ہین پتا
اسطرف آ پھرتے ہین جاری مرے آنسو ہو کر

نور یعقوب کی آنکھون کا جو رونے سے گیا
جامۂ حضرت یوسف مین رہا بو ہو کر

نہر پر آ کے ہنسا ہین جو وہ فوارون کو
منہ سے پانی نکل آئے ابھی اچھو ہو کر

خط ابیض نہین صبح شب وصلت اسکے
نور نکلا ہے تری آنکھ سے آنسو ہو کر

کالی آندھی مرے آہون کی اگر اٹھیگی
مہر و مہ خوف سے اوڑ جاینگے جگنو ہو کر

بخیۂ زخم جگر کو مرے آئے گا جو تار
چشم سوزن سے نکل جائیگا آنسو ہو کر

مین سیہ بخت ہوا زار لطافت جب سے
گیسوے یار مین رہتا ہون سدا بو ہو کر

اہل دل تھا تو رہے زینت پہلو ہو کر
موت بھی آئے تو معشوق پری رو ہو کر

زار ایسے ہین کہ ہم عاشق گلرو ہو کر
باغ مین نکلے بہار آئی چلی بو ہو کر

قلب ماہیت اگر مہر کی صورت ہے تو کیا
حسن کیا نام ہوا جبکہ سیہ رو ہو کر

کبھی کھینچی تھی مرے آئینہ رو نے تلوار
عکس اوسی کا ہے عیان آفتاب ابرو ہو کر

چشم بد دور عجب حسن ملا آنکھون کو
جسکو ہین دیکھ رہے خم ترے ابرو ہو کر

کاجل آنکھون کا لگا کر لیے جاتا ہی تمین
لے چلے ہین کہین آراستہ گیسو ہو کر

آج لکھنے کو ہون اس چشم سیہ کی تعریف
ہان دوات آئے یہان دیدۂ آہو ہو کر

سبزہ اکدن نہ چرا آپ کے رخسارون کا
چشم پوشی ستم آنکھون سے ہے آہو ہو کر

جمع ہوتے تو خدا جانے ستم کیا کرتے
ہین بلا دل کو پریشان ترے گیسو ہو کر

خوب کاجل کا حسینون نے بنایا ہے طوق
شوخیان کرتی تھین آنکھین بہت آہو ہو کر

اسلیے نزع مین تا ہم بند کیے ہین آنکھین
لطف نکلے نہ تری دید کا آنسو ہو کر

بے اثر باغ مین اسے گوش گل تر نہ سمجھ
کیا خطا نالہ بلبل کی اگر تو ہو کر

نامہ دوسے جا کے جو قاصد اسے مجھ گریبان کا
دائرے چشم ہون نقطے ہین آنسو ہو کر

بادہ کش خواہش مئے مین جو گیا مینخانے
مل گیا دست سبو ہونٹ سے چلو ہو کر

سکا جل آنکھون مین لگاتا ہے جو وہ آئنہ رو
عکس اوسی کا نظر آجاتا ہے ابرو ہو کر

پھر تو عاشق ترا گھبرائے نہ سر ٹکرائے
ہجر کی رات جو آئی شب گیسو ہو کر

چاندنی مین مہ کامل کا یہ اوس سے ہی سوال
دو اگر حکم رہون تکیہ زانو ہو کر

عاشق چشم کی تربت پہ بنا جب روضہ
غائب آنکھون سے ہوا گنبد آہو ہو کر

غسل پروانے کی میت کو کسی نے نہ دیا
گھل گئی شمع اسی رنج مین آنسو ہو کر

روشنی شمع اگر بانٹ دے تھوڑی تھوڑی
روز پروانے اوڑین رات کو جگنو ہو کر

طائر قبلہ نما کا ہے نشیمن تسبیح
دیکھ ایدل کہ یہ عزت ہوئی یکسو ہو کر

ہائے کیا غم ہے جوانی کے گذر جانے کا
گر پڑے دانت اسی رنج مین آنسو ہو کر

چاندنی چاند کی دیکھی تو کہا اوس رخ نے
ظرف چھوٹا ہے چھلک جاتا ہے مملو ہو کر

پاس آئینے کے جب آئنہ دیکھا ہمنے
بیٹھنا آپ کا یاد آیا دو زانو ہو کر

ان حسینون کی جوانی بھی عجب وحشی تھی
کبک کی چال تو آئی گئی آہو ہو کر

اے لطافت ہو سدا سجدہ گہ مخلوقات
در سرور پہ رہے خاک اگر تو ہو کر

غیر منقوط ذو قافیتین

گھر سدا مارا سحر وصل وہ مہرو سو کر
دھوم ہو کاسہ گر اس مہر کا مملو ہو کر

صدمۂ درد و الم دور ہو آرام ہو واہ
مار ڈالو اگر اس دل کو ہلاکو ہو کر

رکھ دلا کاکل دلدار کا سودا ہمراہ
رہا آوارہ سدا مسک کو آہو کھو کر

وہم اس دل کا سوا اور ہوا او دلدار
گر کھلا حال کمر کا گرہ مو ہو کر

ماہ کامل کو گلا دھر کا ہر ماہ رہا
کاسہ ڈہلکا ہر ار سوا ہوا مملو ہو کر

آ ادھر آ ادھر اس سر کو الگ کر للہ
اور اک وار ہو صمصام کا مہرو دو کر

کھا کر اک لمحہ ہوا ہر سحر اسکا گھوڑا لہ
کس طرح اسکا گلہ او دل آوارہ ہوا
وہ دل آرام اگر دور ہوا اک لمحہ لہ

آگاہ طاؤس ہوا گہہ اوڑا آہو ہو کر لہ
الم وصدمہ کہا روح کا ہر سو رو کر لہ
آہ آوارہ ہا دل مرا ہر سو رو کر لہ

مسبک کا عطر ہر اک عطر کو کردو ہو دھوم لہ
گرہ طرۂ طرار کو کھول دو گھر لہ

تمھین عاشق نے دیکھا ہے وہان پہ
جوان پیری مین ہو مثل زلیخا
جلی بلبل جو نالون سے قفس مین لہ
کہا سینے پہ رکھہ کر پائون اسنے لہ
سُنائے کیون نہ ہمکو تیر فقرے لہ
ہوا ہے گل مین دوڑی بلبل زار لہ
مرے تلوون کا خون جب سے پیا ہے
یہ کسکے قتل کی منت ہے اے تیر
چلے کانٹے مرے تلوے سے جو تھے گرم
عصا ہے ہاتھہ مین پیری سے ہون خم
جلی بلبل جو غنچہ مسکرایا لہ
چمن مین کی جو اوس مستی کی تعریف
مرے لب پر سدا رہتا ہے نالہ
عجب دریا دلی ساقی نے کی ہے
نشانہ کرکے مجکو کیون نہو خم لہ
اسی تقریر پہ نازان تھی بلبل لہ

کلیم اللہ کو غش آیا جہان پر لہ
جو عاشق ہو تلک اس نوجوان پر
چلی سوئے چمن بنکر دھوان پر
بتاؤ درد ہوتا ہے کہان پر لہ
رکھی باڑھ اسنے خنجر کی زبان پہ
بنی ان کشتیون کی بادبان پہ
مزہ ابتک ہے کانٹون کی زبان پہ
بندھا ہے آجتک چلہ کمان پہ
پڑے ہین آبلے نوک زبان پر
نیا چلہ چڑھایا ہے کمان پر لہ
گری بجلی یکایک آشیان پہ
اوداہٹ آئی سوسن کی زبان پر لہ
ہمیشہ لیس ہے تیر اس کمان پہ
تنا ہے موج ساغر کی زبان پہ
خطا کا بار ہے پشت کمان پر
مقابل ہے اس پیچی زبان پر لہ

جہان تیرہ ہوا یہ روز فرقت
نظر آئے ستارے آسمان پر

ہما سے کہدو منہ پھیلاے ہے کیون
سگ جانان کا ہے دانت استخوان پر

یہ ایما ہے عصا کا رک کے اے پیر
کہ اک دن دفن ہونا ہے یہان پر

مقدر نے کیا مر کر بھی زخمی
ہزارون قط لگے اک استخوان پر

ظرافت اک مسیحا پر ہون عاشق
دماغ اپنا ہے چوتھے آسمان پر

باغ سے گلچین گئے چننے گل تر ٹوٹ کر
بلبل شیدا کے اوتنے ہی گرے پر ٹوٹ کر

کم ہوئی جب انکی افشان وقت زینت رات کو
آسمان سے گر پڑے دس بیس اختر ٹوٹ کر

اپنے عاشق پر نہ ہر دم دانت پیسا کیجیے
دیکھیے بے قدر ہو جاتے ہین گوہر ٹوٹ کر

ذبح کا شکر یہ تیرا سخت جان کرنے کو ہے
ہو زبان ہر دہان زخم خنجر ٹوٹ کر

دفن ہونے کو ہے تازہ کشتہ چشم یار کا
پھول ہین نرگس کے آئے ہر چادر ٹوٹ کر

مینے رکھا ہے دل نازک بھی خط مین ہوشیار
گر نہ جائے راہ مین یہ اے کبوتر ٹوٹ کر

ٹکڑے ٹکڑے دل ہوا جب سر تین کشتہ ہو گئین
پائی افسر نے شکست فاش لشکر ٹوٹ کر

چاہیے یون ہین شکستہ خاطرون کو اتفاق
جیسے ہوتے ہین بہم شبنم کے گوہر ٹوٹ کر

سامنے میرے فسون گر کے جو خط لیجائیگا
گنڈے بازو سے گرینگے اے کبوتر ٹوٹ کر

آبرو دارون کو ہی گھٹنے مین بھی عزت حصول
بھر انگشتر نگین بنتے ہین گوہر ٹوٹ کر

خط اوسے دیکر جو ہوگا ذبح تو ہوگی خبر
پاس میرے آئینگے پر اے کبوتر ٹوٹ کر

عاشق لاغر کی گردن کے لیے پھانسی بنا
دست مشاطہ سے تار زلف دلبر ٹوٹ کر

قبر مین میری وہ اترے ہین قدم لینے کو ہون
ہاتھ نکلے ہین کفن سے بند چادر ٹوٹ کر

خط اوٹھین دے کر یہ بالیدہ ہوا انکا نہ ذبح
پہنچی اوتری مگر پائے کبوتر ٹوٹ کر

تجھ نہ آئے گا نظر گالون پہ جز خط سیاہ
یہ طلسم حسن اکدن بندہ پرور ٹوٹ کر

قبر عاشق سے وفا کی بو جو پائی یار نے
گر کے ہاتھو ان کے بنے پھولون کی چادر ٹوٹ کر

چھوڑ دین گر ساتھ قفل جوہر اعلے کھلین
لعل معدن سے عیان ہوتے ہین پتھر ٹوٹ کر

تھا اوتارسی کھولے لب ان دانتون کے بوسے لیے
چوری اس گھر مین ہوئی یون قفل اکثر ٹوٹ کر

حسن نے چادر چڑھائی طرفہ میری قبر پر
وہ جو آئے گر پڑا پھولون کا زیور ٹوٹ کر

پھوٹے منہ سے یون دلی دیتے ہین سائل کو جواب
جیسے درہم نکلے مہر کیسہ زر ٹوٹ کر

دونون کھل کھیلے جوانی مین عجب اودھم مچائی
شرم اونکی میری توبہ نے برابر ٹوٹ کر

سرخ عارض ہو گئے بوسے جو عاشق نے لیے
بڑھ گیا رنگ چمن پھول اسے گل تر ٹوٹ کر

درد سر ہی پھر تپ فرقت کی دیتا ہے خبر
پھر مرا ایک ایک بند اسے جسم لاغر ٹوٹ کر

ہم بھی نالون کے دکھائینگے کبھی تیر شہاب
سیر دکھلاتے ہین تارے اوسکو شب بھر ٹوٹ کر

قبر مین تیری ذقن کے عشق کا یہ پھل ملا
سیب جنت آئے ہین بہتر سے بہتر ٹوٹ کر

ہاے اوکے تیرا دم زینت وگرنہ آہ سے
آئنہ کیا گر پڑے سد سکندر ٹوٹ کر

چودھوین شب کی لذتی ہے مہ کامل گھٹا
رات ہی بھر مین ہوا ناقص یہ ساغر ٹوٹ کر

جیسا تپ فرقت کی ہو سے عجب نعمت ملے
آپ کے بیمار کا پرہیز دلبر ٹوٹ کر

اسے ہوا سے آہ دکھلا آج تو اپنا اثر
گر پڑین بند نقاب روے دلبر ٹوٹ کر

بوسہ چاہ ذقن سے ہوتے ہین سیراب غیر
یہ کنوان اندھا نہوا سے ماہ پیکر ٹوٹ کر

انکھ سے کرتے ہین جو بنکر بگڑ جاتے ہین یون
یہ اشارہ کرتے ہین اشکون کے گوہر ٹوٹ کر

میری تربت پر جو اس بیرحم کے ٹپکین نہ اشک
گر پڑی فورا آنکلے سے سلک گوہر ٹوٹ کر

ای لطافت اوس قد موزون نے دی ایسی شکست
گر پڑے گلزار مین جڑ سے صنوبر ٹوٹ کر

میخوارئی و مستی کا مزا دل مین بڑھا پھر
ہان بادہ کشو جھوم کے آئی ہے گھٹا پھر

الفت مین جلاتا مجھے منظور ہے کیا پھر
ہے مہر تری مجھ پہ مرے مہر لقا پھر

خون ہونگے ہزارون کے چمن مین نجد اپھر
ہاتھون مین لگاتا ہے وہ گل آج حنا پھر

اس دار محن ہی مین ہے اندیشہ اجل کا
جب اوٹھ گئے دنیا سے نہ آئیگی قضا پھر

جس سمت کو اوس بت کا دلا کعبۂ رخ ہے
تو بھی اوسی جانب صفت قبلہ نما پھر

ہو شل خفتہ دشت نوردی جو ہمیشہ
کیا بحر جہان مین مزہ آب بقا پھر

عادت ہی جلانے کی دلا شمع رخون کو
پروانے کے مانند نہ تو گرد سدا پھر

آمادہ ہوے قتل پہ ہان آج تو ہین آپ
لیکن مین کہے دیتا ہون پچتاپیے گا پھر

افراط نزاکت ہی نہ جوبن پہ زوال آئے
یون دھوپ مین گرمی کی نہ اے ماہ لقا پھر

اے حضرت دل خوب ہنر آپ نے پائی
بتلائیے ہان عشق کا چکھیے گا مزا پھر

شاہی سے ہے نفرت ترے سایہ سے ہے وحشت
آآکے فقیرون کے سرون پر نہ ہما پھر

وصف قد موزون جو کیا ہنسکے وہ بولے
کیا خوب ہے مصرع اسے پڑھیے گا ذرا پھر

کی حسن خداداد کی عاشق نے جو تعریف
ہنسکر وہ صنم کہنے لگا آپ کو کیا پھر

بوسہ جو لیا مینے تو جھنجھلا کے وہ بولے
یہ بے ادبی ہمسے نہ کیجے گا ذرا پھر

بیمار محبت سے ہے پرہیز مسیحا
بتلائیے کس درد کی ہاین آپ دوا پھر

مینے جو دیا وصل کا پیغام وہ بولے
جس سے مجھے نفرت ہے وہی ذکر کیا پھر

دل ہند مین گھبراتا ہے واللہ لطافت
دکھلائیے خدایا روضۂ شاہ شہدا پھر

دیکھنا گیسوے یار نوجوان بالاے سر
چڑھ گیا ہے کان کی لو کا دھوان بالاے سر

چاند سورج ایک جا پر ہین عیان بالاے سر
ہی لگائے چھپکہ میرا نوجوان بالاے سر

ہو سر مو بھی نہ سر کٹنے کا قاتل شکر ادا
گر بنے ہر بال مانند زبان بالاے سر

بھاری جوڑا پاؤن مین ہے اونکی افشان مانگ مین
ہین ستارے زیر پا اور کہکشان بالاے سر

وام گیسو مین پھنسا تو پائی چوٹی کی جگہ
طائر دل نے بنایا آشیان بالاے سر

آنکھین نرگس نے بچھائین باغ مین آیا جو تو
رکھے سبزے نے قدم اے جانِ جان بالاے سر

یک بیک جوشِ جنون نے لاغر ایسا کر دیا
طوق پہنچا زیرِ پا اور بیڑیان بالاے سر

ہو گیا روشن گلِ خورشید پھولا سرو مین
تاج زرین ہے رکھے وہ جانِ جان بالاے سر

فرقتِ جانان سے تنگ آیا ہون مین جاؤن کہان
زیر پا فرشِ زمین ہے آسمان بالاے سر

عشق مین خاموش جلتا ہون نہین گویا دہن
شمع کے مانند رکھتا ہون دھوان بالاے سر

کر کے منت کیون لون اونکا بوسہ مین نازک مزاج
ہو گا اک احسان کا بارِ گران بالاے سر

چار دن کو اس جہان مین پادشاہی کی تو کیا
فخر کیا گر تاج آیا میہمان بالاے سر

لطف ہی ہجرِ صنم مین تیر آہون کے چلین
ہی خمیدہ آسمان مثلِ کمان بالاے سر

کوچۂ جانان تلک پہنچا ہماری ہڈیان
تاج کی جا اے ہما رکھہ استخوان بالاے سر

دھجیان اوڑ جائینگی فصلِ بہار آنے تو دو
ہے عمامہ شیخ جی کا میہمان بالاے سر

کسکی جو کنگھی اوسنے گھر سارا معطر ہو گیا
حلقۂ گیسو ہین یا ہین عطر دان بالاے سر

ٹھوکرون مین کاسۂ سر انکے ہین اے چرخ پیر
تاج رکھتے تھے سدا جو نوجوان بالاے سر

کیا عجب گر فرق پر ہے داغِ سودا کا مقام
چاہیے تھی سچ ہے جاے میہمان بالاے سر

ہی غرورِ حسن بل کرتے ہین بال اس حور کے
پڑ گئی ہین کس قدر یہ ناتوان بالاے سر

خم ہو کسطرح پیری مین کمر انسان کی
دفترِ عصیان کا ہے بارِ گران بالاے سر

آشیان مین پاؤن رکھنے بھی نپائی عندلیب
کس قدر جلد آ گئی فصلِ خزان بالاے سر

اوٹھہ سکون کوچے سے تیرے کسطرح مین ناتوان
سایۂ دیوار ہے بارِ گران بالاے سر

تاج شعلہ کا پہنکر افسری کرتی ہے شمع
ہی چتر کی طرح محفل مین دھوان بالاے سر

جا بجا ہے اے لطافت مصحفِ ناطق کا وصف
میرے دیوان کو رکھین اہلِ زبان بالاے سر

عاشق ہین کسکی ابروون کے سب جمال پر
اوٹھتی ہین انگلیان جو ہمیشہ ہلال پر

بیجا غرور و کبر ہے دنیا کے مال پر
ہے اعتنا ہر ایک کو دنیا کے حال پر
دل مستعد ہے بوسۂ ابرو و خال پر
عبرت جہان مین چاہیے قارون کے حال پر
ہمراہِ یار لطف سے گذری شب وصال
رفتار یار دیکھ لے تو کھائے ٹھوکرین
امیدِ زندگی پہ ہین بنتی عمارتین
ہے ڈرا ہرون کو ڈر غضبِ کردگار کا
سنگِ فسان کی طرح جو پھرتا ہے آسمان
اڑ کر قفس سے جاؤنگا گلزار کی طرف
قبضہ ہے زر پہ ہمتِ موذی کا اسطرح
کھوتا ہے قدر عزت و توقیر مانگنا
کیونکر دعا نہ عاشقِ مضطر کی ہو قبول
رہتا ہون گرم چین سے سرما مین رات بھر
جب وحشیو نمین ذکر ان آنکھون کا آگیا
ہے آجکل بہار پہ کیسی سیہ گری
آئی بہار غنچۂ دل سب کے کھل گئے
ناخن سے یار کے نہین کرتا برابری
بخشے تمام عمر کے اک آن مین گناہ
آنسو بہائیے کہ ہوا رنج یار سے

انسان کو غور چاہیے اپنے مآل پر
کیا کیا جوان فریفتہ ہین پیر زال پر
اک روز نوبت آئیگی تلوار ڈھال پر
مصروف کیون ہین صاحبِ زر جمع مال پر
تھے لب پہ لب کبھی تو کبھی گال گال پر
خود رفتہ کیون ہے کبک دری اپنی چال پر
یہ بندوبست و پختگی اک احتمال پر
نازان ہین بادہ کش کرمِ ذوالجلال پر
رکھتا ہے بارہ قتل کو تیغ ہلال پر
صیاد تو کترنہ مرے ابکی سال پر
جیسے بناکے سانپ بٹھاتے ہین مال پر
مر جائیے کسی سے نہ کیجے سوال پر
کھاتا ہے غم معاش سے اکل حلال پر
کمل کو میرے فوق ہے منعم کی شال پر
صحرا مین چشمگین ہوئین چشم غزال پر
پھل تیغ مین ہے پھول ہین قاتل کی ڈھال پر
کیا بلبلین نہال ہین ہر اک نہال پر
نازان نہ اے سپہر ہو اپنے ہلال پر
بے رحم آگیا خدا کو مرے انفعال پر
باقی چھڑکیے اشک کا گرد ملال پر

مدت ہوئی کہ عشق لطافت سے چھٹ گیا

عادت قدیم تھی نہ گئی دیکھ بھال پر

[illegible] تعلی اور رونے کی فنا ہو کر
غبار اپنا اوڑا ہے جانبِ گردون گھٹا ہو کر

[illegible] مری آنکھون سے آنسو قافلہ ہو کر
تو نالہ بھی چلا ہے ساتھ آوازِ درا ہو کر

[illegible] نکو ہو بارش کا سنا ہے وہ خفا ہو کر
دھوان آہون کا پھیلے اسطرح ہر سو گھٹا ہو کر

[illegible] کروہ نہ سوئے اپنے عاشق سے
غضب ہے انکھڑیون مین نیند بھی آئی حیا ہو کر

[illegible] اوضاع جہان برہم ہوتے ہین ایسے
فلک آکے پڑا تربت پہ اک پٹلی ردا ہو کر

[illegible] بلا یک رہتا اک مصیبت ہے
کفِ حسرت حسین ملتی ہین پابندِ حنا ہو کر

[illegible] کسی سے عارضِ روشن کے
سہ و خورشید نے پیسا مراد آسیا ہو کر

[illegible] چمن سے تیرے عریان کو
رگِ گل ٹھیک آئی جسمِ لاغر پر قبا ہو کر

[illegible] دنیا نے زبون مین روح شاہو نکی
نہ کیونکر استخوان کھانے کی عادت ہما ہو کر

[illegible] مین نفرین جو کرتا ہون تو کہتا ہے
تمھارا کوسنا تا عرش جائیگا دعا ہو کر

[illegible] کھائین نہ اٹھے ناتوانی سے
زمین کوے جانان پر جو بیٹھے نقشِ پا ہو کر

[illegible] ہندی کا تو مجکو بوسے لینے دو
ابھی ڈورے گی سرخی ہاتھ مین رنگِ حنا ہو کر

[illegible] جام رعبِ حسنِ جانان سے
کمر کے سبزۂ خط لیچلا ہے کہربا ہو کر

[illegible] عاشق کے لاشے کو
چھپایا تن کو دامن دار زخمون نے ردا ہو کر

[illegible] اس بت یکتا کے کوچے کا
مری آنکھونکی دونون پتلیان قبلہ نما ہو کر

[illegible] چلا اوس کوچہ گیسو مین یہ کہکے
سنا ہے بادشاہ شب کو نکلتے ہین گدا ہو کر

[illegible] مرا گرنے کو اوس چاہِ زنخدان مین
مدد اے خضرِ خطِ سبز کیجے رہنما ہو کر

[illegible] کا قتل ہونے ہم جو بیٹھے ہین
کھنچی ہے تیغِ قاتل فرق پر بالِ ہما ہو کر

[illegible] و عریان ہون بہار اپنی دکھا آئی
ہوئین گلکاریان تن پر تو دستِ بوریا ہو کر

[illegible] جدائی فلک ہے آئی شب وصلت
مبارکباد نالے دے رہا ہے قہقہا ہو کر

نہ مہندی مل کے ہیرے کی انگوٹھی ہاتھ مین پہنو
لگا دیگی حنا مین داغ یہ دزدِ حنا ہو کر

سفیدی سر مین آتی ہے حرارت سب گئی دل کی
سحر ہوتے ہی بجھا شمع سے شعلہ جدا ہو کر

گلون کے عشق مین وقتِ سحر گر موت آئیگی
کفن بلبل کو دیگی باغ مین شبنم ردا ہو کر

وہی تو چاندنی ہے چودہوین شب کی زمانہ مین
جو اترا ہے دوپٹہ اس قمر کا ملگجا ہو کر

دکھائے رنگ کیا کیا وصل مین گرمی صحبت نے
پسینا ہاتھ مین آیا ترے عطرِ حنا ہو کر

جو گھر مین مجھ فقیر و زار کے وہ شاہِ حسن آیا
ادب سے خاک پر بچھ بچھ گیا مین بوریا ہو کر

حسینون کی محبت مین ہوا سودا تو موت آئی
ہمارے سر پہ آئین کھیلنے پریان قضا ہو کر

نہ کیون ہمراہ لیلی مر گیا دیوانہ مجنون تھا
ڈبویا عاشقی کا نام اسنے بیوفا ہو کر

فقیر و زار ہون ہوگی جو سیرِ آب کی خواہش
بچھینگی صفحۂ دریا پہ موجین بوریا ہو کر

حسینون کو رکھے سرسبز خالق سرخرو ہمکو
دعا دیتی ہے گلشن مین زبان برگِ حنا ہو کر

تاسف آجتک فرہاد کے مرنے کا باقی ہے
کفِ افسوس پتھر مل رہے ہین آسیا ہو کر

خضابِ سرخ بنکر ریش تک پیری مین پہنچیگا
پریدہ نوجوانو ہاتھ سے رنگِ حنا ہو کر

مزہ پایا ہی ایسا ذبح ہونے مین ارے قاتل
تہِ خنجر بڑھے جاتے ہین سب اعدا گلا ہو کر

مقامِ رشک تھا شب بھر رہی کیا وصل گالون سے
مرا دل رونکے گال تکیون نے پیسا آسیا ہو کر

لطافت حشر کو شیعہ کہینگے جا کے جنت مین
مزے کیا کیا اوٹھائے ہین محبِ مرتضی ہو کر

غیر منقوط و ذو قافیتین

رہا گرد ور اک لمحہ ہوا صدمہ گرا رو کر
سرور آرام او دلدار اوڑا دل کا ہوا ہو کر

سدا احوال گردِ راہ آسا ہوگا اوڑا اوڑ کر
دل آگاہ ہو للہ کم حرص و ہوا کو کر

رسالہ حال دل کا اوس ملک کو گر لکھا ہمدم
اوڑا ہدہد ہما ہو کر اوڑا ہدہد ہما ہو کر

ہراک لمحہ رہا اہلِ دول کو مال کا دھڑکا ۔۔۔ ہوا آسودہ و مسرور ہر دم ہر گدا سوکر
سطر آسا ہوا رحم و کرم اللہ کا وارد ۔۔۔ مرا طومار اعمال اسطرح سادہ ہوا دھوکر
مرا دل آدھا آدھا حصہ درد و الم ہوگا ۔۔۔ ادہر آوار صمصام ادا کا اک لگا دوکر

غزل ذو قافیتین

وہ شوخ اکثر یہ پوچھا کرتا ہے مجھسے خفا ہوکر ۔۔۔ طبیعت کسپہ آئی ہے بیان کچھ ماجرا توکر
چمن سر پر اوٹھاتی ہے عبث بلبل سدا روکر ۔۔۔ اثر ہرگز نہین ہونے کا گوش گل ہین بارو کر
ہنسا بوسہ جو مین لے کے تو وہ بولے خفا ہوکر ۔۔۔ ارے بیشرم لازم ہے گنہ کرکے حیا توکر
دوہائی نوح کی دیتے ہین مردم شور برپا ہے ۔۔۔ ٹھہراے دیدۂ گریان نہ یون طوفان کا ٹھا روکر
ہماری خاک لیجائے اوڑا کر کوے جانان مین ۔۔۔ نہایت آرزو ہے حکم یہ یارب ہوا کو کر
پیام وصل سنکر ہے اشارہ چشم جانان کا ۔۔۔ نکل آئیگا مطلب کچھ دنون تو التجا توکر
چھری چلتی ہے کسپر کون دیکھین قتل ہوتا ہے ۔۔۔ الٰہی خیر ہو وہ قاتل عالم اٹھا سوکر
شفق الشوخ پھولی ہو تماشا دیدکے قابل ۔۔۔ زمین کو آسمان کر دے حنائی دست پا دھوکر
یہ وہ ظلمات ہی جسمین ہزارون قافلے گم ہین ۔۔۔ عبث ہے کوچہ گیسو مین دل کو ڈھونڈھتا کھوکر
رخ روشن پہ زلفین آئین دونون وقت ملتے ہین ۔۔۔ قبول اسوقت ہوگی ای دل مضطر دعا جو کر
سدا ہین ملتجی دریا مین رہتے سانپ پانی کے ۔۔۔ کبھی زہر ہلاہل بانٹتے زلف دوتا ہوکر
سنا ہی ای حسین مینے غضب سے بڑھ کے رحمت ہے ۔۔۔ اگر اکبار ہو مجھپر خفا بوسے عطا دوکر
مرا دل پھیر دیتے ہین نہ دلبر جان لیتے ہین ۔۔۔ ہمیشہ ہاتھ ملتا ہون جوانی کا مزا کھوکر
جلانے مردہ عاشق کا جو وہ اٹھلا کے آتے ہین ۔۔۔ صدا اچھا گل ہی آتی ہے لگا ٹھوکر لگا ٹھوکر
قضا جب آئیگی رہجائیگا سب مال اے منعم ۔۔۔ لحد مین کسطرح لیجائے گا سیم و طلا ڈھوکر
بتون کے عشق مین اسکو نہ کر برباد اے غافل ۔۔۔ جوانی پھر نہ آئیگی بہت پچتائے گا کھوکر

غم شاہِ شہیدان مین لطافت اشک جاری کر
کرینگے پاک یہ دفتر ترے اعمال کا دہو کر

غزل سہ قافیہ

دلا رکھہ عشق مین عزت خریدارِ بلا ہو کر
اک آہِ پُر شرر سے گرم بازارِ وفا تو کر

دل و جان و جگر کی کیا حقیقت سونپ اپنے دامان
بہت کم ہے شبِ وصلت نثارِ دلربا ہو کر

دکھا ای استخوان سوزِ محبت بعد مرنے کے
جلا کر خاک ہان اک روز منقارِ ہما تو کر

چمن مین ہو کے جب مغرور اوسکے ساتھہ سوتے ہین
لگاتی ہے ہمارے سر کو رفتارِ صبا ٹھوکر

کیا پُر داغ میرے دل کو اپنی پلکین جھپکا کے
نرالے گل کھلائے آپ نے خارِ جفا ہو کر

تمنا ہے کہ اکدن خواب ہی مین وہ نظر آئے
کیا کرتا ہون اکثر انتظارِ دلربا سو کر

اگر سمجھو بڑی محنت ہی قربان ایسی زینت کے
اوتارو دست نازک سے صنم بارِ حنا ہو کر

وہ زلفین خواب مین دیکھین پڑا سودا پریشان ہون
یہ کیا معلوم تھا ہونگا گرفتارِ بلا سو کر

مٹا کر داغِ الفت دل سے یون حیران پھرتا ہون
پریشان جسطرح مفلس ہو دینارِ طلا کھو کر

سہے صدمے جو فرقت مین تو آیا موسمِ پیری
جوانی نے بھی چھوڑا ساتھہ یارِ بیوفا ہو کر

ملا ہی مجھکو عریانی مین کیا خلعت مشجر کا
بنائے جسم پر نقش و نگارِ بوریا سو کر

نہ پھر باقی رہیگا اشتیاقِ گلشنِ جنت
لطافت چلکے تو سیرِ بہارِ کربلا ہو کر

محفل مین حسینون کو خریدار سمجھکر
عشاق ہین دل بیچتے بازار سمجھکر

مجھہ زار نے گردن مین صنم ہاتھہ ہین ڈالے
رہنے دو خدا کے لیے زنار سمجھکر

رزاق اوسے جان کے کریو ہین توکل
کرتا ہے گنہ جیسے کہ غفار سمجھکر

پردہ یہ تمہارا ہے نیا واہ ری شوخی
چھپتے ہو مجھے طالبِ دیدار سمجھکر

عشاق کے دل آپ کے کوچے مین پڑے ہین
رکھیے گا قدم خاک پہ اے یار سمجھ کر

اے درد نہ الفت مین جدا ہو مرے دل سے
پہلو مین ہے رکھا تجھے غمخوار سمجھ کر

نرگس کو تری چشم پہ صدقے نہ اوتارا
پھینکا اسے گلزار مین بیمار سمجھ کر

تم حکم سزا دوگے مین کرلون گا زیارت
عاشق کو بلاؤ تو گنہگار سمجھ کر

گلشن مین گلے عاشق شیدا نے لگایا
ہر سرو چمن کو قد دلدار سمجھ کر

دیدون گا مین جان اپنی یہ ہے زہر مرے پاس
اب کیجیے گا وصل کا انکار سمجھ کر

کیا جان کے پہلے مرے پہلو سے لیا تھا
اب روندتے ہو دل مرا بیکار سمجھ کر

جانباز بہت تجھے کا کس کس کو بھلا قتل
ہان لیجیے گا ہاتھ مین تلوار سمجھ کر

جنت کو تری دیکھ لیا جاتے ہین رضوان
آئے تھے اسے کوچۂ دلدار سمجھ کر

اب دل جگر انکو جو دیے پاس بٹھایا
پہلے نہ تخاطب ہوے نادار سمجھ کر

رحمت پہ تری ناز ہے جو چاہے سزا دے
کرتے ہین گنہ ہم تجھے غفار سمجھ کر

دل اسمین لطافت کا کئی شب سے ہے اولجھا
سلجھائیے گا زلف کو اے یار سمجھ کر

خبر دیتا ہے مجمع موج دریا کا روان ہو کر
چلے ہین ہم اوسی کی جستجو مین کاروان ہو کر

لگائے جام ہو لوٹن سے اگر دہ شادمان ہو کر
ہنسا بول اوٹھے ہر موج بھی مثل زبان ہو کر

بناوٹ یہ نہین بیساختہ آنسو نکلتے ہین
تصور زلف جانان کا رولاتا ہے دھوان ہو کر

مسافر چونک اٹھو صبح پیری سر پہ آپہنچی
ارادہ کوچ کا رکھتے ہین دندان کاروان ہو کر

روان کہتی ہے بحر غم مین ہر اک چشم کی کشتی
فراق یار مین اشکون کی چادر بادبان ہو کر

صدائے قلقل مینا ہے پڑ مجذوب کی نکلے
پیالہ پی مرید حضرت پیر مغان ہو کر

وہ بحر حسن دریا مین جو گھوڑا ڈال دیتا ہے
گلے کا ہار بنجاتی ہین ہیکل مچھلیان ہو کر

تماشا ہو اگر مندد ن ہین سوئے میکدہ ہم ہین
تبرک ہو عمامہ شیخ جی کا دھجیان ہو کر

پڑہے ہین گئے رام ہو کر بت جو اُس محبوب کا کلمہ
صدا نکلے گی ناقوسِ برہمن سے اذان ہو کر

وہ ایذا دوست ہین ہم سخت جان قط گیر گزرتی
مزے سے زخم کہا لیتی ہمہ تن استخوان ہو کر

تواضع ہی وہ خصلت رتبہ عالی جس سے ہوتا ہے
جہکے مغرور تو پائے بلندی آسمان ہو کر

بنا کر بال کاشن مین جو سیر اشعلہ رو آیا
خجالت سے اوڑا کیا رنگ سنبل کا دہوان ہو کر

علی بند آپ نے پہنا جو ہین دستِ حنائی مین
کیا پابند کیا دزدِ حنا کو بیڑیان ہو کر

چلے جب قافلے عشاق کے اوس کوچہ کی جانب
تو پہنچا خاکسار اول ہی گردِ کاروان ہو کر

گنہ سے باز رہ غافل کہ دشمن ساتھ ہین تیرے
گواہی دینگے اعضا حشر کو ساری زبان ہو کر

گلون کا عشق بہرِ عندلیبِ زار اسیری ہے
قفس بنتا ہے طرفہ جمع نالون کا دہوان ہو کر

جو وہ تشریف لائے دیکہنے سیر اپنے روضے کی
تڑپتے لختِ دل آنکہون مین آئے مچہلیان ہو کر

جنون نے بند و بست اپنا رکہا ہے صحت مین بہی باقی
بنی بندِ قبا کپڑے جو اُترے دہجیان ہو کر

مدد اے حضرتِ پیرِ مغان تشنہ دہانی ہے
زبانِ خشک کے کانٹے بہی سائل ہین زبان ہو کر

سنو تو کہہ رہے ہین سامنے غیرون کے وہ کیا کیا
لطافت تم نہین دیتے جواب اہلِ زبان ہو کر

علی اعلا نکیون ہون افتخارِ مرسلان ہو کر
عروج اک صاحبِ معراج دی جب نے دبا ہو کر

اگر دین حکم گویا وہ لبِ معجز بیان ہو کر
ابہی گرمِ سخن ہو شمع کا شعلہ زبان ہو کر

فراقِ یار مین ہر دوست ہے ایذا رسان میرا
جو نکلی آہ بہی تو آرزو ہے دشمنان ہو کر

روانہ قافلہ فرقت مین اشکون کا ہوا جسدم
غبارِ دل ہوا ہمراہ گردِ کاروان ہو کر

سرِ فرہاد و پائے قیس کی ہین ہڈیان نقشین
نہین ضایع لباس اپنا جنون مین دہجیان ہو کر

عوض قیمت کے سیپارہ بازار مین پتہر لگاتے ہین
ہوا بیقدر سودا ایجنون تیرا گران ہو کر

چمن مین مل گئی ہستی کہ لبِ معجز بیان پوچہو
دعائین دے سے ہر اک برگِ گل سوسن زبان ہو کر

لحد تک کشتی تابوت کو کیا جلد پہنچایا
کہنچا صندوق پر جب شامیانہ بادبان ہو کر

وہ زار و ناتوان ہون بامِ جانان تک رسائی کی
دلِ عشاق کا مجمع تمھاری زلف نے توڑا
کلامِ سخت سے پرہیز کر ایماہے صانع کا
نکالا یوسفؑ دل کو تری چاہِ زنخدان سے
خبر دیتی ہین موجین ریگ دشتِ نجد کی تک
حلیم الطبع تو اعدا مین ہو تو بات رہجاہے
غزالِ چشم جانان کیا ہمارے خون کا پیاسا ہے
جرس بنکے دلِ نالان بھی آگے آگے چلتا ہے
جہان سے قبر مین آیا خدایا اب کہان جاؤن
زبانِ حال سے ہر نقشیکر کہتا ہے دیوانو

کیا کیا کام دو دِ آہ دل نے ترد بان ہوکر
پریشان ہوکے پھر آیے گئے تھے کاروان ہوکر
دہن مین اسلیے آئی زبان بے استخوان ہوکر
ہوے موے سیاہ خط جو وارد کاروان ہوکر
لباس اوترا ہے یان مجنون کا یونہین دھجیان ہوکر
بسر نرمی سے کرتی ہیں دانتون مین زبان ہوکر
جو نکلا سرمہ کا دنبالہ ہے سوکھی زبان ہوکر
نکل آتے ہین فرقت مین جو آنسو کاروان ہوکر
زمین بھی پیستی ہے ہاے مجکو آسمان ہوکر
لباس اوترا ہے اس وحشت کدے مین دھجیان ہوکر

زہے قسمت کہین تجکو فرشتے بوترابی ہے
لطافت رہ درِ حیدر پہ خاکِ آستان ہوکر

طبیعت ہو گئی مائل گناہونکی جسارت پر
یہ کیا آفت ہے اس جوش جوانی اِن طبیعت پر
گناہون کی سبب یہ دل ہوا مائل جو رقت پر
پڑھی ہے آج کل یہہ اوس بازارِ محبت پر
جو خوف ناز سی جلتا ہے دل عصیان کی کثرت پر
خدا جانے وہ کیا شئی ہے جو دل کو چھین لیتی ہے
ہوے کشتون کے پشتے دل ہمارا ہے کہ مقتل ہے
بھلا اس عشق کے پھندے مین پھنسکر کوئی بچ نکلا
علی نے پشتِ احمد پر جو رکھا پاے نورانی

غضب مین مبتلا ہون ناز کرکے تیری رحمت پر
لڑین جسوقت آنکھین بس گیا دل اچھی صورت پر
خدا کو رحم آخر آگیا میری ندامت پر
کہ بکتا ہے دلِ مشتاق دو بوسونکی قیمت پر
ٹپک کر اشک گرتے ہین نظر کر اوسکی رحمت پر
نہین موقوف الفت گوری رنگت اچھی صورت پر
پڑی ہے آرزو پر آرزو حسرت ہے حسرت پر
بُری عادت ہے دل کا لوٹ جانا اچھی صورت پر
نگین دُرِّ نجف کا جڑدیا مُہرِ نبوت پر

پوچھا جو میرے وصل کا اغیار نے آنسے
کہا شرما کے ہمکو آگیا رحم اوسکی منت پر

مذمت عشق کی گھر بیٹھے کرتے ہین بہت واعظ
تماشا ہو نظر پڑ جاے گر اک اچھی صورت پر

حسینان جہان کے ناز اوٹھا کر بوسے پاتی ہے
بسر کرتے ہین عشاق آجکل اوقات اجرت پر

گئی جب سے جوانی بھول کر اکدن نہ پھر آئی
حسینو بیوفائی ختم ہے اس بیمروت پر

بھلا اوس بھیڑ مین اچھی طرح دیکھیگا کیا عاشق
اوٹھا رکھا ہے دیدار اپنا کیون تونے قیامت پر

گناہون مین بسر کرتا ہے غافل زندگی اپنی
بھروسا اس قدر اس بیوفا اس بیمروت پر

خدا چاہی تو ہو جائے ہنر ہر عیب بندے کا
بنے موسی کلیم اللہ پیار آیا جو لکنت پر

لطافت حق تو یہ ہے مفت ہمکو مل گئی جنت
گواہی دے کے وحدت پر رسالت پر امامت پر

کہا کرتے ہین لوگ افسوس کر کے میری غربت پر
میسر ہو نہ چادر بھی جسے خاک ایسی تربت پر

فلک کے ہاتھون ابتک ہے جدائی کا اثر باقی
درخت بید مجنون بھی نہین لیلی کی تربت پر

وہ دیوانہ ہون وصلت دوست کر مجکو حکومت ہے
بنی تصویر لیلی نجد مین مجنون کی تربت پر

حسین کھینچ کھینچ کے بہر فاتحہ ہر روز آتے ہین
کوئی تعویذ جب ہے لوح کی جا میری تربت پر

محبت ہے کبھی ان منعمون کو زر کی باقی ہے
پڑی رہتی ہے چادر اشرفی بوٹی کی تربت پر

شب فرقت جو نکلی چاندنی مین مردہ دل سمجھا
پڑی ہے ململی چادر کسی بیکس کی تربت پر

گری گر فاتحہ پڑھنے مین افشان اسکے ماتھے سے
تو ہو طرفہ چراغان عاشق بیکس کی تربت پر

وہ وصلت [illegible] انکی فرقت پہ رحم آیا
جلا مین قبر مین جب شمع فانوس آئی تربت پر

تری رحمت نے اے غفار کیسی پردہ پوشی کی
بچھائے آکے شہپر قدسیون نے میری تربت پر

مین ایسا کشتہ فرقت ہون شب بھر جمع ہین بلبل
رہا کرتا ہے مجمع دن کو پروانون کا تربت پر

نہایت بیمروت بیوفا معشوق ہوتے ہین
ہوئی اک شب نہ روشن شمع پروانیکی تربت پر

وہ عاشق تن ہون مین دیوانہ موت آئی اگر مجکو
حسین لڑکے لگائین ٹھوکرین ڈھیر تربت پر

غضب ہے دفن کر کے سب یگانے تو ہوے راہی
فقط ہے سبزہ بیگانہ مجھ بیکس کی تربت پر

ہوا ہون جب سے شادی مرگ لطف وصل جانانہ
مرادین مانگتے ہین آ کے عاشق میری تربت پر

مرے سینہ پہ رکھ کر ہاتھ جب دیکھا دل مردہ
کہا شوخی سے اوسنے فاتحہ پڑھتا ہون تربت پر

لطافت بھی اوسی کوچہ مین یارب خاک ہو جائے
جہان مردے پہ مردہ دفن ہے تربت پہ تربت پر

ردیف را سے ہندی

شکوہ نہ کر جفا کا نہ دلدار سے بگاڑ
پھر کیا بنائے گا جو ہوا یار سے بگاڑ

اے شیخ تو نہ وضع کو اس بار سے بگاڑ
ہیئت نہ اپنی جبہ و دستار سے بگاڑ

قاتل لگا وہ ہاتھ کہ سر تن سے ہو جدا
مٹی کا یہ گھروندا ہے تلوار سے بگاڑ

وہ بوسہ دے کے مانگتے ہین دل کے ساتھ جان
اتنی سی بات پر نہ خریدار سے بگاڑ

برگشتہ مردمک سی وہ پلکین ہین خوف ہے
اچھا نہین ہے فوج کا سردار سے بگاڑ

مینے نشان قبر بنایا ہے اسلیے
ہے آرزو کہ تو کبھی رفتار سے بگاڑے

جب سے ہین انکے دوست بنی خلق ہے عدو
جب یار سے ملاپ ہے اغیار سے بگاڑ

کوئی بسا ہوا ہے تو برباد ہے کوئی
کس سے نہین ہے چرخ ستمگار سے بگاڑ

گل منہ سے بولتے نہین نالان ہے عندلیب
مفلس کے حق مین زہر ہے زردار سے بگاڑ

جب غرض تھے ملتے تھے جھک جھک کے سب حسین
اے دل غضب کیا کہ ہوا پیار سے بگاڑ

دیتا نہین زکوٰۃ جو اے منعم بخیل
مل مل کے سکہ درہم و دینار سے بگاڑ

اے چشم تر بنا گئے ہین غیر اپنی شکل
آنسو بہا کے یار کی دیوار سے بگاڑ

بوسہ نہ دے کے دل کو خفا یار نے کیا
پرہیز کو کہا تو ہے بیمار سے بگاڑ

بیچتے ہین کھوٹے وہ انپہ یوسف لقا حسین
اس نرخ کا ہے مصر کی بازار سے بگاڑ

لوگ اسطرح کے بھی ہین لطافت جہان مین
احمد کے دوست حیدر کرار سے بگاڑ

ابر اوٹھا ہے تو بہ اے دل مستانہ نہ توڑ
گر نہین ساقی نہو قفل در میخانہ نہ توڑ

ہے نگینہ گلچین نہ عاشق کا دل دیوانہ توڑ
پھول گلشن مین نہ پیش بلبل مستانہ توڑ

پھینک شیشہ کو نہ تو اے محتسب پیمانہ توڑ
آہ سے مظلوم کے کر خوف دل میرا نہ توڑ

عشق کر میرے صنم کا سنگدل اتنا نہو
پھینک یہ پتھر کے بت ای برہمن بتخانہ توڑ

آبرو کھوئی او طبیع کر ہو گیا خود چاک چاک
گیسوون کے پیچ کا لایا نہ کوئی شانہ توڑ

دل مین آیا ہے غم جانان فدا اسے روح ہے
آئے گر مہمان مروت کو نہ صاحب خانہ توڑ

پہلے عاشق کے دل مشتاق کو تو دہ بنا
آزما تیر نگہ کا تو جو اے جانانہ توڑ

نقد جان ہے پاس میرے اے صنم لے لیجیے
عشق کے جھگڑے کا کیجے لے کے یہ جرمانہ توڑ

ساقیا یہ بدچلن کہتا ہے رندون کو بہت
زور واعظ کا دکھا کر لغزش مستانہ توڑ

بندوبست اوس جعد مشکین کا نہ کچھ تجویز کھلا
شانہ مین سے کوئی کہدے اُستخوان شانہ توڑ

وصل سے ہے اونکو یہ نفرت مجھے دیتے ہین حکم
شمع روشن کو جو محفل مین پر پروانہ توڑ

وحشیون مین ہی جنون کہتا تھا دشت نجد سے
قیس کو اپنی طرف دکھلا کے یہ ویرانہ توڑ

حق یہی اے شیخ ہے کر مذہب عشق اختیار
سو طرح کے ہین بکھیڑے سبحہ صد دانہ توڑ

ہی عجب بے دید یہ منہ دیکھنے قابل نہین
کھوئی یکتائی تری آئینہ اے جانانہ توڑ

اشک جاری کرکے پانی پانی کر دونگا ابھی
میری چشم تر کو دکھلا سے بہت دریا نہ توڑ

زیست کی کیا کیفیت اے محتسب بے شغل مے
دے چبانے کو مجھے شیشہ کا گر پیمانہ توڑ

وصل کی شب یار شرماتا ہے گل کر شمع کو
ای صبا چل کر طلسم الفت پروانہ توڑ

وصل کا وعدہ ہے اُسنے پہلے اک بوسہ ملا
دل کی قیمت کا کیا ہے دے کے یہ بیعانہ توڑ

مہربان ہو جائیگا جب تو بہت پچتائیگا
جوڑنا مشکل پڑے گا یار دل میرا نہ توڑ

شغلِ مے نوشی لطافت ہی کئے دم تک تھا فقط
ساقیا سنگِ لحد سے شیشہ و پیمانہ توڑ

ردیف زاے معجمہ

آتا ہے سیر باغ کو وہ نونہال روز
امید دل بر آئی شجر ہین نہال روز

پڑھتے ہین حرمتِ مے گلگون کا حال روز
تیغ زبان سے کرتے ہین واعظ حلال روز

ہی صبحِ حشر کا مرے دل کو خیال روز
اک رشکِ مہر کا ہے ہی نظر مین جمال روز

ہوگی ضرور ترک ملاقات دیکھنا
رہتا ہے ہمسے یار سے اب تو ملال روز

لاکھون کو قتل کرتا ہے اوس حور کا بناؤ
گھر سیکڑون بگڑتے ہین بنتے ہین بال روز

آنکھون سے انکے ہوتے ہین دل عاشقون کے صید
کرتے شکار شیر کا ہین یہ غزال روز

کسطرح یار کے رخِ روشن سے دون مثال
ہوتا ہے آفتابِ فلک کو زوال روز

کالی بلا کہین شبِ فرقت کی دور ہو
ہو عید کی خوشی جو دکھائے جمال روز

کیا انتظارِ وصل مین ہے دل کو اضطراب
گر اک مہینہ شب ہے تو ہے ایک سال روز

خوش چشمون کی کشش مجھے بعد فنا بھی ہے
چرتے ہین سبزہ لحد آ کر غزال روز

آئی بہار پیچھے پھرتے ہین کو بکو
سر پر سبو شراب کے رکھے کلال روز

اب تک بچا ہوا ہون نہین دنیا کے مکر سے
لاتی ہے اپنے دام مین یہ پیرزال روز

باندھی ہی یوہین تیغ کمر مین تو لطف کیا
دو چار عاشقون کو تو کیجے حلال روز

کہتے ہین وہ کہ دیکھنے جاؤن کہان کہان
رہتا ہے عاشقون کا یوہین غیر حال روز

پھر کربلا کے سمت لطافت روانہ ہوئے
درگاہِ ذوالجلال مین ہے یہ سوال روز

اسطرح روئے کتابی پہ ہے خطِ یار سبز
گرد قرآن کے ہو جیسے جدولِ زنگار سبز

ہاں نقاب سبز ہین یون ابروے دلدار سبز
رشک نیرنگ جہان ہے ان حسینونکا لباس
یار نے بوسہ جو خط سبز عارض کا دیا
قتل کرنے آتے ہین شمشیر زہر آلود سے
کسقدر رکھتی ہے سمیت ہواے باغ دہر
حسن شاید ماشق مظلوم کا ہے سوگوار
اللہ اللہ ہی وہ طفل برہمن کیا سبز رنگ
زمزم دل اندار سان بھی ہین یہ ہے فیض بہار
طرفہ نیرنگی دکھاتی ہے ہمین فصل بہار
باغ کوے یار ہین ہے کسقدر جوش بہار
سبزہ رنگون کو زمرد کے ہے زیور کی تلاش
ہو مرے رشک چمن کی چال بھی طرفہ بہار
کیا زمرد کی لہرین دکھلا رہی ہین اپنا رنگ
دھوم ہی ملک ختن مین آگئی فصل بہار
کوے جانان مین جو سیر ہے اشک کا دریا چڑھا
فصل گل آتے ہی آئی بادہ خواری رنگ پر
زہر کھانے کی اجازت چاہتا ہون یار سے
خط کا ہالہ ہے رخ دلدار پر کتنا صحیح ہے
اسطرح کے زہر قاتل مین سمجھے ہین اونکے تیر
زہر کھا کر سبزہ رنگون پر ہے بینے جان دی
خط کے سبزے نے ترے سیب ذقن کی کھو دی قدر

جس طرح سبزے مین ہو ہر دار ہو تلوار سبز
زرد نارنجی گلابی کاسنی گلنار سبز
آج کل شاید ہے بخت عاشق بیمار سبز
سرخ خلعت دے کے تن کر دیگی وہ تلوار سبز
خاک سے ہوتے ہی پیدا ہوگئے اشجار سبز
گورے گالون پر نہین ہو جیسے خط یار سبز
جسم کی تاثیر سے گردن مین ہے زنار سبز
کم ہین تیزی مین خاص مین جبتلک ہین خار سبز
سرخ اودے زرد گل پھولے ہوے گلزار سبز
ہی سیہ ہونے کے بدلے سایۂ دیوار سبز
آج کل رہتا ہے سارا جوہری بازار سبز
معجزے سے ہی زمین ہوتی قدم رفتار سبز
چھوٹ پڑکر ہوگیا وہ موتیون کا ہار سبز
گیسوے مشکین سیہ ہین یار کی دستار سبز
کیا طراوت تھی ہوے خار سر دیوار سبز
ہی شراب سرخ خم مین خانۂ خمار سبز
نامہ لکھنے کے لیے کاغذ ہوا اور کار سبز
بھر دیا ہے رنگ گویا پھیر کر پرکار سبز
بدلے سرخی کے اترتے ہین لب سوفار سبز
قبر پر میرے ہے زیبا چادر و دستار سبز
خام کہتے ہین اسے جو ہو ثمر اے یار سبز

اے لطافت جو کہ روتے ہین غم شبیر مین
کرتے ہین کشتِ عمل اشکون سے وہ دیندار سبز

ردیف سین مہملہ

ہی دل کو قید زلف گرہ گیر کی ہوس
دیوانہ کو ترے ہوئی زنجیر کی ہوس

نقشہ رخِ حسین کا کھنچا دل مین شکر ہے
اس آئینہ کو تھی تری تصویر کی ہوس

ملنے کا شوق تھا خطِ توام مین خط لکھا
درپردہ وصل یار کی تحریر کی ہوس

تھا عیش وصل غیر کی قسمت مین یا خدا
رکھی تھی کیا فقط مری تقدیر کی ہوس

پایا نہ لطف دشت نوردی بہار مین
نکلی کبھی نہ بستۂ زنجیر کی ہوس

ہوتی ہین سنتین مری پوری بہار مین
رہتی ہے سال بھر مجھے زنجیر کی ہوس

ہی لن ترانیون کا مرے دل کو اشتیاق
تحریر کیا کرون تری تقریر کی ہوس

حیرت مین جو ہین اونکو بہار و خزان سے کیا
نکلی کبھی نہ بلبلِ تصویر کی ہوس

دل سے رقیب کے نہوئی پار میری آہ
پوری ہوئی جہان مین نہ اس تیر کی ہوس

ہی موج بوے گل مجھے گلشن مین کھینچتی
ہوتی ہے گر بہار مین زنجیر کی ہوس

ہی حیرت و سکوت مین برسون سے آئینہ
رکھتا ہے کسکی طوطیِ تقریر کی ہوس

پر نوچ کر لگائیے للہ تیر مین
جان آئی نکلی آپ کی نخچیر کی ہوس

باہین گلے مین ڈالدی زلفون نے دل پھنسا
ہے آرزو سے طوق تو زنجیر کی ہوس

پیری مین خم ہوئی تو ہوا شوق آہ کا
جب ہم کمان بنے تو ہوئی تیر کی ہوس

پھر سرزمین کربلا کی لطافت ہوا بھری
پھر دل کو ہے زیارت شبیر کی ہوس

کوچۂ یار سے مجھے عاشقِ ناشاد کے پاس
دشت و کہسار ہی گر قیس کے فرہاد کے پاس

لے کے یہ تحفہ گئے اوس ستم ایجاد کے پاس
سخت جانی سے نہ مین ذبح سے محروم رہون
مژہ و گیسو و ابروہی وہان یان کدل
تھی الف سے قدِ دلدار کے مشتاق ہوے
یاد آتا ہی جو فرقت مین وہ قدِ موزون
کیا زبان کھولکے آفت مین پھنسی ہے بلبل
نجد کے دشت کا پابند نرہتا مجنون
اسقدر محو ہو بیدام پھنسی ہر بلبل
یا ب پنجم سے نے بتا لی تھی محبت کی راہ
عمر اندوہ و غم و رنج و الم مین گذری
ناتوان ہم ہین جنون کو ہو کوئی دم آرام
توڑ ڈالین ترے دیوانے نے کیا زنجیرین
وعدۂ وصل وہ یہ کہہ کے اوڑا دیتے ہین
تیز کر دیتے تھی کس شوق سے خود حضرت عشق
سخت جان تھی ترے عاشق جو بہت آے ظالم
زار ہون فصل بہاری مین جنون ہے نے فصد
وائے تقدیر جدا عشق نے اوس سے بھی کیا
رنگ سے کھچتی ہے تصویر جو گل بوٹون کی
کون سی حسن کی ہی بات جو دلبر مین نہین
قید بلبل کی ہے تدبیر گلون کو ہے غم
چشمِ جانانہ لڑکپن سے نظر رہتی تھی

تھا نہ کچھ اور سوا نالہ و فریاد کے پاس
یا خدا تیغ بھی خنجر بھی ہو جلاد کے پاس
تیر بھی دام بھی خنجر بھی ہے صیاد کے پاس
پڑھنے بیٹھے تھے جو مکتب مین ہم اوستاد کے پاس
جا کے ہم باغ مین رو لیتے ہین شمشاد کے پاس
چار دن باغ مین پھر قید ہے صیاد کے پاس
درس لیتا جو جنون کا کسی اوستاد کے پاس
سیر کے گلرو کی جو تصویر ہو صیاد کے پاس
جب گلستان کا سبق پڑھتے تھے اوستاد کے پاس
نہ خوشی پھول کے آئی ترے ناشاد کے پاس
مژہ یار کا نشتر ہو جو فصاد کے پاس
کبھی خط لکھ کے شکست آئے ہین حداد کے پاس
کام انسان کا بھلا کیا ہے پریزاد کے پاس
کند ہوتا تھا جو تیشہ کبھی فرہاد کے پاس
التجا لے کے گئے خنجرِ فولاد کے پاس
رگِ گل سا کوئی نشتر ہو جو فصاد کے پاس
جانِ شیرین بھی جو معشوق تھی فرہاد کے پاس
ہو قلم کیا پرِ بلبل کا ہے بہزاد کے پاس
ہان فقط پر تو زیادہ ہین پریزاد کے پاس
باغبان آتے خوشامد کو ہین صیاد کے پاس
صاد کی مشق کیا کرتے تھے اوستاد کے پاس

مین وہ بلبل ہون کہ مشتاق قفس رہتا ہون
اوڑکے پر پھر طلب جاتے ہین صیاد کے پاس

صنعت انسان کی ہے یہ دحق ناقص ہے
جب بنا باغ نہ دروازہ تھا شداد کے پاس

بدگمان وہ ہون کہ اسبات کا رہتا ہے خیال
غیر کی یاد نہ ہو دل مین تری یاد کے پاس

ایک بلبل کی ہی جان اور خریدار کئی
زیر گل تر ہین لیے دام ہین صیاد کے پاس

عشق مجنون نے تو لیلی کی ادا مین سیکھین
دونون کیا خوب پڑھے ہین ایک ہی استاد کے پاس

ہوگیا بعد امانت کے لطافت شاعر
نہ گیا پھر تلمذ کسی اوستاد کے پاس

ردیف شین معجمہ

بلا ہے یار کی چشم سیاہ کی گردش
تڑپ ہے برق کی یا ہے نگاہ کی گردش

دکھاتی ہے زحل کینہ خواہ کی گردش
ہماری کوکب بخت سیاہ کی گردش

قریب گھر کے اوسے لاکے آہ پھیر دیا
مرے نصیب نے کیا خوب واہ کی گردش

بچاکے پھر وہ مہ آسمان سے خالق نے
مرے نصیب مین تحریر آہ کی گردش

فراق مین مرے دوران سر سے کیا نسبت
نہین ہے کچھ فلک کینہ خواہ کی گردش

تمام عمر بسر ہوگئی تھکے عاشق
بلا ہے کوچہ گیسو مین راہ کی گردش

کسی کی بزم کا وہ دور جام یاد آیا
نظر جب آگئی تارون مین ماہ کی گردش

قصور کون سا مجھسے ہوا ہے زیر فلک
عبث زمانے نے ہی بیگناہ کی گردش

نہ پھیر یار کو عاشق سے اسقدر اے چرخ
پسند آتی ہے بس راہ راہ کی گردش

تمھارے کوچہ مین کعبہ سے ہوکے آئے ہین
اوٹھائی حاجیون نے مفت راہ کی گردش

ہوئی ہے تیز پئے قتل تیغ ابرو کی
فسان بنی تری چشم سیاہ کی گردش

حضور بزم مین ہر اک کو مست کرتی ہے
شراب پینے کے بعد اس نگاہ کی گردش

ہلاتے مردم دیدہ ہین آجکل برچھیا
نہین ہے یار کی ترچھی نگاہ کی گردش

بنا ہی کاسۂ سر سیرا جام مے اسے چرخ
گئی نہ مرکے بھی بخت سیاہ کی گردش

کسی حسین کی انکھین جستجو لطافت ہے
عبث نہین یہ سدا مہر و ماہ کی گردش

دیر مین پہنچے حرم مین ہمنے جا کر کی تلاش
تھی جو اے معشوق ہرجائی ترے گھر کی تلاش

نام ساقی کا ہون لینے کو طہارت چاہیے
کلی کرنے کے لیے ہی آب کوثر کی تلاش

جب سے قول مصطفےٰ الفقر فخری سن لیا
پادشاہون کو فقیرون کی ہے بستر کی تلاش

جو کہ ہین صحرا نشین ہشیار ہین بیشک وہی
ہین وہ دیوانے جنہین دنیا مین ہے گھر کی تلاش

حال لکھا ہی اسے اپنے دل بیتاب کا
بھیجنے کو خط ہے سیمابی کبوتر کی تلاش

چبھ گئی نوک مژہ دل مین تو سودا کم ہوا
تھی ترے دیوانے کو ایسے ہی نشتر کی تلاش

رنج عصیان مین ہے جاتا سنگ اسود پر خیال
پھوڑنے کو سر اگر ہوتی ہے پتھر کی تلاش

ہون وہ دیوانہ لیے پھرتی ہے یارو نکو مری
طوق کی زنجیر کی زندان کی نشتر کی تلاش

ڈھونڈھ آیا کعبہ و دیر و کلیسا و کنشت
دل مین پایا اسکو جسکی زندگی بھر کی تلاش

گرچہ وادی بہت مشکل ہے اعلیٰ کی شناخت
ہے جواہر تولنے سے پہلے پتھر کی تلاش

زاریٔ عشق کمر مین ہون نہ اسکو بھی ملا
ڈھونڈھ ڈالا موت نے بھی آکے بستر کی تلاش

الصنم اطفال دیوانہ کو تیرے دیکھ کر
بت اٹھا لاتے ہین ہوتی ہے جو پتھر کی تلاش

کھینچون کیون بے سبب چاک گریبان بڑھ گیا
تا بہ دامن اسکو لائی ہے رفوگر کی تلاش

دے کے آئینہ حسینون کو کیا مغرور حسن
پھر شکوہ ہمکو رہتی ہے سکندر کی تلاش

کیا کرے بد ذائقہ بدبو نجس دنیا کی مے
ہے لطافت کو شراب حوض کوثر کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

ٹلتی نہین جو سر سے بشر کے بلاے حرص
افسوس عمر بھر کی مشقت مٹائے حرص
تنبیہ ہو بشر کو نہو مبتلاے حرص
خانہ نشین ہون پاس مرے کیونکر آئے حرص
کرتے ہین جمع مال کو انسان بے ثبات
نیت کے قبضہ مین ہے سدا آدمی کا دل
بوسے کئی لیے تو کہا ہے منسکے یار نے
منعم کے واسطے ہے جو ارث حرام مال
ہین اشرفی کی چادر تربت پہ بوٹیان
کیا جلد دوڑتے ہین زر و مال کی طرف
زاہد نہ پڑہ نماز طمع پر بہشت کے
کیونکر نہ مبتلاے مصیبت رہے حریص
زر کی طلب مین ہے کف افسوس مل رہا
سکہ پہ زر کے چشم قناعت سے کر نظر

زنجیر مین طمع کے پڑا کیا ہے پاے حرص
انسان کے سارے نیک عمل ہین غذاے حرص
محرومی اسلیے ہے بناے سزاے حرص
دنیا سے ہاتھ کھینچ کے توڑے ہین پائے حرص
طرفہ حباب بنتے ہین بھر کر ہواے حرص
گھر عشق کا ہے جاے قناعت سراے حرص
یہ مال مفت کا نہین اسے مبتلائے حرص
کھایا اسے تو اور بڑھی اشتہاے حرص
ہے منعمو یہ بعد فنا بھی بقاے حرص
اے بیخبر یہ دست طمع ہین کہ پاے حرص
مزدور کا یہ کام ہے اسے مبتلاے حرص
رہتی ہے اسکے ساتھ ہمیشہ بلاے حرص
یہ ہاتھ ہین بخیل کے یا آسیاے حرص
افسانہ ہے طمع کا رقم ماجراے حرص

کیا چین سے بسر ہو لطافت جہان مین
دل مین اگر جگہہ ہو قناعت کے جاے حرص

گو دیے ہوے ہین ہاے مجھے اسقدر حریص
کھاتا ہی جو ان نعمت منعم یہ سمجھا ب
یہ جانتے ہین کام نہ نکلے گا کچھ مگر
وہ رنج دین کہ تیغ ادا کی لگائین وار
بعد فنا سواے کفن کچھ نہ پاے گا

غم بھی اگر مین کھاؤن لگائین نظر حریص
کچھ اپنی جان کا بھی نہین تجکو ڈر حریص
گلشن مین تاکتے ہین ہر اک گل کا زر حریص
ہین داغ و زخم کھانے مین قلب و جگر حریص
بے سود مال جمع نکر اسقدر حریص

دن رات اُنکے رخ سے طلبگار نور ہین
اللہ کسقدر ہین یہ شمس و قمر حریص

جامِ گلی مین جذب نہو مَی یہ ہے خیال
مجھسا نہین ہے رندون مین کوئی مگر حریص

رزقِ حلال کیا نہین ممکن جہان مین
اکلِ حرام سے تو نہ یون پیٹ بھر حریص

دل عاشقون کے لیتے ہین ہر روز ہشیار
دنیا مین یہ حسین بھی ہین کسقدر حریص

اب تیرا مال لینے کی اورون کو فکر ہے
یہ بھی خبر نہین تجھے او بیخبر حریص

ہای حرص خوانِ نعمتِ منعم کو دیکھ کر
بیٹھا ہوا ہے مثلِ مگس بے خطر حریص

کوئی انھین بُرا کہے یا ہون کہین ذلیل
باندھے ہوے ہین حرص پہ اپنی کمر حریص

سائے کی طرح ہوتے نہین ایک دم جُدا
ہای حرص ساتھ ساتھ ہی جائے جدھر حریص

کیا بارور ہے عشق مین نخلِ مرادِ غیر
پتھر اسے لگائین کہو ہین کدھر حریص

اک بوسہ لے کے مانگا لطافت جو بوسہ اور
وہ ہنسکے بولے آپ بھی ہین کسقدر حریص

ردیف ضاد

روے یوسف پہ بنا حسن و بہارِ عارض
میرے محبوب نے جھاڑا جو غبارِ عارض

گرمیِ حسن مین ہے طولِ بہارِ عارض
خال سو گھٹ کے نہ کیونکر شبِ تارِ عارض

ای حسین خال سے ہے حسن و وقارِ عارض
طفلِ زنگی ہے شہنشاہِ دیارِ عارض

گرمیِ حسن سے بھڑکی ہے جو نارِ عارض
بُندے یاقوت کے ہین یا کہ شرارِ عارض

خط سمجھتے ہین جسے عاشقِ زارِ عارض
ہو گئے گرد نگاہون کے یہ یارِ عارض

دام ہے خط سیہ خال سیہ دانہ ہے
طائرِ دل ہو نہ کسطرح شکارِ عارض

حسن دکھلا کے ہین کہتے ترے گوشِ نازک
قابلِ دید ہے یہ فیض جوارِ عارض

خط جوانی مین سیہ ہوتا ہے پیری مین سفید
رات دن دیکھتے ہین لیل و نہارِ عارض

وصل مین کیون نہ ہوا آکے اولٹ دے ہاتھ
نازکی مین ہی نقاب آپکی بارِ عارض

خط نکلتے ہی سیہ حسن حسینون کا چلا
اسپ مشکی پہ چڑھا شاہ سوارِ عارض

دیکھ کر جوہر آئینہ وہ رخ کہتا ہے
ہین مرے عکس مین چھپتے ترے خارِ عارض

خوب خورشید قیامت کے مزے لوٹے گا
آنکھین سینکیگا ہر اک عاشق زارِ عارض

بالیون کا ہے طلا سرخ ہمیشہ اے یار
گوش پر نور ہین یا شعلۂ نارِ عارض

آئینہ کہتا ہے ستانے سے نہ چھوٹینگے کبھی
زلف کا صید ہے تو ہم ہین شکارِ عارض

نزع مین قبر مین کہدونگا جو آئینگے علی
کہ ازل ہی سے ہو مین عاشق زارِ عارض

حسن اپنا ہین دکھاتے کہ ہر اک بوسے لے
کرتے ہین چاند سے تلوے ترے کارِ عارض

ہی لطافت جسے سب کہتے ہین باغ فردوس
اُس حسین نے یہ دکھائی ہے بہارِ عارض

ہر گھڑی کیون نہ رہون عاشق زارِ عارض
میری طینت ہے حسینون کا غبارِ عارض

فصل ہو اور گڑھی عاشق زارِ عارض
دو جو ہا تھے کا عرق اور غبارِ عارض

جستجو مین جو کسی مہر کے ہے سرگردان
داغ ہین ماہ فلک مین کہ غبارِ عارض

ہی یہ عشاق کی تقدیر کا لکھا اے یار
پڑھ سکے خاک کوئی خطِ غبارِ عارض

میرے دلبر سے حسین بھی ہین لگاوٹ کیتے
سرمہ آنکھون کا بناتے ہین غبارِ عارض

مر گئے بھی بوسۂ رخسار کا لپکا نہ گیا
خاک ہو کر ہون حسینون کا غبارِ عارض

مین ندامت کے سبب قبر مین گڑ جاؤنگا
دے کے مٹی جو وہ جھاڑینگے غبارِ عارض

اوج خورشیدِ فلک دیکھ کے کہتا ہے وہ یار
ہی یہ اک ذرۂ بیقدر غبارِ عارض

رنگ کندن سا تمہارا جو ہوس دیکھین
مانگین اکسیر بنانے کو غبارِ عارض

اسکی تصویر کا خاکا جو بنائے بہزاد
صبح جنت کا سفیدہ ہو غبارِ عارض

گھر سے آیا ہے گلستان مین برا رشک بہار
جھاڑ دے دامنِ گل بڑھ کے غبارِ عارض

ہاے وہ مرکے دبے سیکڑوں من مٹی مین
تھا گران جنکو نزاکت سے غبارِ عارض

صورتِ آئنہ ہو جاتے ہین صاف اور وہ گال
لطف غازے کا دکھاتا ہے غبارِ عارض

اس بہانے سے بلائین رخِ دلدار کی لین
دور سے آئیے ہو جھاڑون تو غبارِ عارض

طالبِ دید کے گھر آکے وہ فرماتے ہین
جھاڑئیے پنجۂ مژگان سے غبارِ عارض

پھر نہ اندما ہو عجب حسن کی قلعی ہو جائے
آئنہ مانگ لے اس سے جو غبارِ عارض

غیر کے ساتھ کیا کرتے ہو کوچہ گردی
صاف دیتا ہے خبر مجکو غبارِ عارض

پڑھنے پر سورۂ اخلاص کے بگڑا جو وہ بت
تو کہا پھونک کے جھاڑا ہے غبارِ عارض

واہ رے حسن عجب چہرۂ جانانہ ہے نور
دھوپ پڑتی ہے تو بنتی ہے غبارِ عارض

تیرے اعضا کی صفائی سے ہے آئینہ بھی گرد
کہ قفا سے نظر آتا ہے غبارِ عارض

سرخرو قبر سے اٹھین گے لطافت شیعہ
حشر کو خاکِ شفا ہوگی غبارِ عارض

محتسب خون بہا تو مئے احمر کے عوض
چور کر شیشۂ دل کو مرے ساغر کے عوض

ہو یہ ظاہر نہ کدورت تھی کسی سے دل مین
میری تربت پہ ہو نصب آئینہ پتھر کے عوض

واہ جس در پہ دھرین پاؤن کے بدلے سر ہم
بے ادب غیر وہان پاون رکھے سر کے عوض

میری تربت پہ وہ جب آئے تو بولے ہا کر
ہین مرے نقشِ قدم پھولونکی چادر کے عوض

بعد مرنے کے تو لازم ہے تمہین جتّے دو
ہاے تم کہہ کے جلاؤ مجھے ٹھوکر کے عوض

ہجرِ ساقی مین مجھے دیتے ہین طعنہ احباب
پیجیے خونِ جگر اب مئے احمر کی عوض

آنکے عاشق سے یہ رضوان نے کہا محشر مین
آ جنان دین تجھے ہم کوچۂ دلبر کے عوض

عشقِ مژگان مین جنون ہے مجھے سن اے فصاد
کھول تو فصد مری خار سے نشتر کے عوض

غیر نے زیست مین پایا جو مکان فخر نہین
قبر پائینگے ترے کوچہ مین ہم گھر کے عوض

ہونگے عشاق حلال آئی ہے عید قربان
لیکے نکلے ہین چھری آج وہ خنجر کے عوض

اب مجھے صبر نہین ابر وہ اٹھا ساقی ہے
دونون چلو مرے بھر دے کہین ساغر کے عوض

بھیجتا ہون جو کبھی اس شہ خوبی کے پاس
نامہ دیتا ہون ہما کو مین کبوتر کے عوض

آئینہ اسنے بنایا ترے چہرے کی مثال ہے
آئینہ گر کو سزا دیجیے سکندر کے عوض

کہو اطفال سے اس چشم کا دیوانہ ہون
ڈھیلے آنکھون کے لگاؤ مجھے پتھر کے عوض

وہ نہین آپ کے قابل اسے لیجے صاحب
ہی کلیجہ مرا حاضر دل مضطر کے عوض

نازنین آپ ہین بوجھ اسکا اٹھے گا کیونکر
رکھیے پھولون کی چھڑی ہاتھ مین خنجر کے عوض

دوستو گور غریبان مین وہی ہے مری قبر
کانٹے جس قبر پہ ہین پھولونکی چادر کے عوض

اُنکا قاصد بھی ہے کیا شوخ کہ خط دے کے مجھے
مانگتا نقدِ دل انعام مین ہے زر کے عوض

پشت پر ہے جو مرے دفترِ اعمال کا بوجھ
ہاے پیری مین کمر جھک گئی ہے سر کے عوض

خوف کفار علی کو نہ لطافت کچھ تھا
بسترِ خواب پہ سوئے تھے پیمبر کے عوض

ردیف طاے مہملہ

اچھا تو ہے جو دفن کیوقت اُنکا آئے خط
قاصد نے اُسکے رنج دیا کیون دکھائے خط

احباب شاد ہون مرا مردہ جلائے خط
اپنا تو ایک بھی نہین سب ہین پرائے خط

اُس بُت نے دیکھتے ہی کیا پُرزے پُرزے کیون
شاید خدا کے نام سے تھی ابتدائے خط

تلقین کے عوض اُسے پڑھ دینا دوستو
شاید ہمارے دفن کے وقت اُسکا آئے خط

بھیجون گا وصف چہرۂ رنگین مین لکھکے شعر
درکار ہے مجھے ورقِ گُل براے خط

نامے ہمارے اُنکو دکھانا نہ قاصدا
جسطرح ہمکو غیر کے تو نے دکھائے خط

جوشِ جنون ہے نامہ لکھین قاصد اُسکو کیا
لیجا ہمارے جیب کا ٹکڑا بجاے خط

ہمنے جو نامہ بھیجا تو اُنکو دکھا دیا
غیرون نے لکھکے بھیجے تو ہمسے چھپائے خط

قاصد کو بھیجیں ہم کہ کبوتر کو بھیجیں ہم ۔ کیا خوب وہان حلال ہو جو لے کے جائے خط
اے یار ہاتھ کانپتے ہین رعب حسن سے ۔ لکھا جائے کسطرح سے تمہارا اپنا نئے خط
اب ہی یقین کہ قتل کرے گا وہ کل مجھے ۔ گردن پہ آج تیغ اُٹھا کر لگائے خط
قاصد جواب لایا ہے تو اُنکے پاس سے ۔ پھر لون مین تیرے گرد تو ہونگا فدائے خط
ہمکو تو ایک نامہ بھی لکھا نہ یار نے ۔ غیرون کے پاس ہائے غضب خط پہ آئے خط
جو مین نہ کہہ سکون گا کبھی وہ کہے گا یہ ۔ دے جا کے دل مرا اُنھین قاصد بجائے خط
قاصد یہ مجھ سے کہتا ہے وہان ہم نجائینگے ۔ جو ہاتھ دھوئے جان سے وہ لے کے جائے خط
دھو کے مین نامہ پھیر دیا ہے جو یار کا ۔ ہر وقت ہاتھ مل کے مین کہتا ہون ہائے خط

لکھنا ہی حال گریہ لطافت اگر اسے
پہلے منگاؤ کاغذ ابری برائے خط

غیر واقف نہین کہ کیا ہے شرط ۔ دل لگانے کو حوصلا ہے شرط
اچھی صورت ہو تو نہین معشوق ۔ غمزہ و عشوہ و ادا ہے شرط
ہر تسکین عاشق بے صبر ۔ وصل معشوق مہ لقا ہے شرط
سیری جانب ضرور وہ دیکھین ۔ مگر اے عشق سامنا ہے شرط
باغ ہو اور پاس ہو معشوق ۔ پھر تو پینا شراب کا ہے شرط
اونکے سننے پہ کچھ نہین موقوف ۔ عاشقو عرض مدعا ہے شرط
حوصلہ دل مین چاہیے ہے ضرور ۔ جیسے کشتی کو ناخدا ہے شرط
دل پر آرزو مین چاہیے عشق ۔ شہر مین جیسے بادشاہی شرط
ظلم کرتے ہین تو کرین معشوق ۔ عاشقون کے لیے وفا ہے شرط
نالہ بھی چاہیے جو اشک بہین ۔ کاروان کے لیے درا ہے شرط
وقت آرائش ان حسینون کو ۔ غازہ کاجل مسی حنا ہے شرط

استخوان دل جلون کی شوق سے کہا
کہہ نہ اُف اُف یہ اسے ہما ہے شرط

بعد مرنے کے قبر پر میرے
جائے لوح انکا نقش پا ہے شرط

وصل پر وہ ضرور ہون راضی
عاشقوں سے التجا ہے شرط

آج گھر سے نکل کے وہ بولے
چال سے حشر ہو بپا ہے شرط

عمل نیک کچھ مفید نہین
یا علی آپ کی ولا ہے شرط

ہجر مین مستعد ہین مرنے پر
اے لطافت مگر قضا ہے شرط

ردیف ظاء معجمہ

اگر ہی آب کی حاجت پئے وضو واعظ
شراب لانے سے بھر لاؤن مین سبو واعظ

بُرا شراب کو رندون مین کہہ نہ تو واعظ
کہین نہ خاک مین ملجائے آبرو واعظ

سنی ہے وعظ تو میخوار ہین عدو واعظ
جو بس چلے تو بہا دین ترا لہو واعظ

ارے بہار مین بنت العنب حرام نہین
کسے دماغ کرے کون گفتگو واعظ

نماز و روزہ و تقوا و وعظ کچھ نہ رہے
وہ حسن ایک نظر دیکھ لے جو تو واعظ

ارے حرام ہین دو تو شراب اور غیبت
یقین کر نہین فرق ہمین ایک مو واعظ

رہے اگر یہ ہین پیر مغان کا دور ادور
پکارتا پھرے تو بھی سبو سبو واعظ

قسم بھی کھائے اگر یہ تو ہمین یقین نہین
شراب مفت ملی اور پیے نہ تو واعظ

نماز کیا پڑھین پانی تو میکدے مین نہین
جواز ہو تو کرین مے سے ہم وضو واعظ

حواس جاتے رہے اس حسین کو دیکھتے ہی
نماز پڑھنے لگا آج بے وضو واعظ

ہمارے سامنے پیر مغان کو بد کہتا
میان وعظ یہ بیہودہ گفتگو واعظ

میان صحبت واعظ آج ہے فساد ضرور
کہ بد مزاج ہین رند اور تند خو واعظ

رہیگی فصل بہاری مین میکشی گھر گھر
نہ سچکے جائیگا بیڑ ہب پھنسا ہی رند و مُنین
تباہ رند نہونگے نہ میکدہ ویران
بھلا حلال ہے ایسی شراب بھی کہ نہین
نہ پاک دھبون سے ہو جامہ پارسائی کا
نہ ہم شراب کرین ترک اور نہ توغیبت
جو رند آتے ہین مسجد مین منع کرتا ہے
وہ رند ہون کہ نہو ناگوار کچھہ بھی مجھے

ہزار وعظ کہے روز کو بکو واعظ
شراب پی لے تو رہجاے آبرو واعظ
یہ تیرے دل کی نہ نکلے گی آرزو واعظ
کہ جسمین کچھہ نہ مزا ہو نہ آئے بو واعظ
اگر ہزار کرے اسکی شست و شو واعظ
جو ہی ہماری یہ عادت وہ تیری خو واعظ
خدا کے گھر پہ بھی قابض ہوا ہے تو واعظ
مین وعظ روز سنون ہو جو خوش گلو واعظ

لطافت آکے جو دیکھے بہار کوچۂ یار
کرے نہ سیر جنان کی پھر آرزو واعظ

عشق مین ہے مجھے حسن و رشتمائل کا لحاظ
سامنے آ نکلے نہ پھر شمع پہ اے پروانے
اور عشاق کے دل سیکڑون پامال کیے
بے حقیقت سمجھہ اور و نکے دلونکو اے شوخ
نہین معلوم صبا کہہ گئی ہے بلبل سے کیا
میان سے جب یہ نکلتا ہے جھجکتا ہون کہ
ہائے مقتل مین تڑپنے ندیا بسمل کو
دور سے دیکھہ کے ناقہ نہ رکا را ہوتا
پردۂ ابر مین چھپکر تمہین دیکھا شب بھر
ظلم مظلوم پہ کرتا ہے جو تو اے ظالم
خون کی چھینٹ پڑی کوئی نہ دامن پہ ترے

اسکو بھی چاہیے مجھہ عاشق بیدل کا لحاظ
بے ادب تجکو نہین صاحب محفل کا لحاظ
جانکر کعبہ وہ کرتے ہین مرے دل کا لحاظ
جسمین الفت تری رہتی ہے کر اس دل کا لحاظ
غنچے ہین دم بخود ایسا ہی عنادل کا لحاظ
کہ ہے قاتل سے سوا خنجر قاتل کا لحاظ
قتل کے بعد یہ مانع ہوا قاتل کا لحاظ
قیس کو چاہیے تھا صاحب محمل کا لحاظ
قابل دید تھا صاحب مہ کامل کا لحاظ
تجکو ہی خوف نہ کچھہ خالق عادل کا لحاظ
ذبح کے بعد ذرا دیکھہ تو بسمل کا لحاظ

دیکھا یہ چاند سا چہرہ تو چھپا ابر مین ماہ
چاہیے آپ کو بھی اپنے مقابل کا لحاظ

کبھی کامل نکرے صحبت کسی ناقص سے
جو کہ ناقص ہے اُسے چاہیے کامل کا لحاظ

وحشی نجد نہ آتے تھے قرین ناقہ کے
قیس کیوجہ سے تھا صاحبِ محمل کا لحاظ

ہاتھ پھیلائے ترے سامنے ہے اے منعم
مُنہ سے کہتا نہین کچھ دیکھ تو سائل کا لحاظ

ہائے دربان ٹھہرنے نہین دیتا دم بھر
چاہیے ہے ترے دروازے کے سائل کا لحاظ

اہل دنیا کا عجب طور لطافت دیکھا
پاس حق کا نہین کچھ ہے بھی تو باطل کا لحاظ

ردیف عین مہملہ

صدقے ہوگی بزم مین گردِ رخِ جانانہ شمع
پردۂ فانوس سے نکلی ہے بیتابانہ شمع

بس یہی ہین عاشق و معشوق مشہور جہان
سرو و قمری بلبل و گل آپ ہین پروانہ شمع

ہجر کی شب ایک میری نیند آنیکے لیے
صبح تک بالین سر کہتی رہی افسانہ شمع

اسلیے تربت پہ میری شبکو گھیرے ہین پتنگ
تیرگی کے خوف سے بجھائے نہ بیتابانہ شمع

ہم تو کیا ہین اور کے عاشق سے بھی ضد ہے اسے
کہتے ہین آئی مری محفل مین بے پروانہ شمع

ہجر کی شب آ کے میرے گھر در و دیوار سے
پھوڑتی ہے اپنے سر کو صورتِ دیوانہ شمع

قمری و پروانہ و بلبل تصدق ہون نکیون
سرو قامت پھول ہے رخ ساعدِ جانانہ شمع

ہون وہ عاشق دیکھو بلبل نے چڑھائے گلکے پھول
رات کو لایا ہے میری قبر پر پروانہ شمع

ہوگیا دل تار یک میرا داغ سے پُر نور ہے
جس طرح کرتی ہے روشن رات کو کاشانہ شمع

ہے تمنا اے شمع اگر تیری رسائی ہو کبھی
سامنے اُنکے بیان کرنا مرا افسانہ شمع

رات کیوں آئی تو پوچھا اہل محفل کی بزم مین
رعب سے لیکن اسقدر چھپایا ہوئی گویا نہ شمع

ہین وہ سودائی ہون بعدِ مرگ میری قبر پر
شب کو روشن کرنے آتا ہے مرا اک دیوانہ شمع

وصل کی شب ہین جو پردے مین ادہر ہم اور آپ
مستطرت فانوس مین مضطرب ہے پی پروانہ شمع

شام سے مسجد کے دروازے پہ جلتا ہی چراغ
ساقیا رکھہ تو بھی بالاے در مینا نہ شمع

روشنی تو ہے تمہارے چہرۂ پر نور کی
جلتی ہے ناحق بجھا دو بزم مین جانانہ شمع

انجمن مین انکی شب کو ہین قرینہ سے یہ سب
آئنہ گلدستہ ساغر تو تلین پیمانہ شمع

شام سے یہ اپنی محفل مین دیا ہے اسنے حکم
بے ادب آئین نہ پروانے نہ گستاخانہ شمع

ہجر کی شب خوف تھا تنہا نہ آئے میرے گہر
ساتھہ اپنے لیکے آئی سیکڑون پروانہ شمع

اے لطافت چھیڑ پروانون کی لاکر شمع کو ساتھہ
کرتی ہے آباد یہ اُجڑا ہوا کاشانہ شمع

دیکھتے ہو رات کو جب سامنے آتی ہے شمع
کیا تمہارے چہرۂ روشن سے شرماتی ہے شمع

کیا مرے گھر ہجر کی شب آکے گھبراتی ہے شمع
اپنا سر فانوس سے تا صبح ٹکراتی ہے شمع

اہل محفل کو محبت اپنی دکھلاتی ہے شمع
دیکھو پروانے جلا کر خود بھی جل جاتی ہے شمع

میری تربت پر جو گورستان مین آتی ہے شمع
گھیرلی ہی شب کو تاریکی تو گھبراتی ہے شمع

سمجھو یہ مطلب ہی جو فانوس مین آتی ہے شمع
عاشقو پردے مین چھپنا انکو سکھلاتی ہے شمع

جنبشِ شعلہ نہین یہ صاف صاف اکہے دین
یہ تمہارے رعب سے محفل مین تھراتی ہے شمع

ذکر ہم عشاق کا تو کیا اسے کہتے ہین حکم
رو نہین سکتی تری محفل مین جب آتی ہے شمع

آہین جو کرتا ہو عاشق اسکو محفل سے اٹھا
دیکھو روشن ہو کے جب آتی ہے بجھہ جاتی ہے شمع

عشق میرا اور تمہارا حسن ہے مشہور خلق
ہین خجل پروانے مجھسے تمسے شرماتی ہے شمع

صبح ہی نزدیک رات آخر ہوئی اے اہلِ بزم
دو گھڑی اب اور دنیا کی ہوا کھاتی ہے شمع

ہمسری کی انکے رخ سے تو ہوا سر بھی جدا
اب سزا پائی ہے محفل مین تو پچھتاتی ہے شمع

بعد مردن ہوتی ہے معشوق کو عاشق کی قدر
مردہ پروانہ کو اشکون سے نہلاتی ہے شمع

واہ میرے دوستون کے ساتھہ اکثر شام کو
پہلے ہی سے قبر پر روتی ہوئی آتی ہے شمع

بعدِ مُردن عشقِ صادق یون دکھاتا ہے اثر
غم مین پروانون کے رفتہ رفتہ گھل جاتی ہے شمع

رات کو جاتا ہے جسکی بزم مین وہ شعلہ رو
تا لبِ فرش اُسکے استقبال کو آتی ہے شمع

اک ہماری ہی سنا ہی ہے اُسکی محفل مین ہے
آپ بھی آتی ہے پروانونکو بھی لاتی ہے شمع

اے لطافت بزم مین اُس شعلہ رو کو دیکھکر
آتشِ رشک و عداوت سے جلی جاتی ہے شمع

ردیف غین

آئی ہے ابکی جوش پہ ایسی بہار باغ
مانند سبزہ سبز ہے ہر ایک خار باغ

بیخوار دا ب ہے آمدِ فصلِ بہار باغ
لو ابر آٹھا ٹھانیکو گرد و غبار باغ

سو جان سے کیون ہون عنادل نثار باغ
جوبن پہ اند نون ہے عروسِ بہار باغ

تاراج سارا باغ ہوا آتی ہے خزان
باقی بس ایک سرو رہا یادگار باغ

اُس رشکِ گل کی دیکھی سواری جو باغ مین
سمجھی یہ عندلیب کہ آئی بہار باغ

خوا سے بڑھی ہے اُس رخِ رنگین کی آبرو
دیوار کے سبب سی ہے دونا وقار باغ

فصلِ بہار پر تجھے بیکار ناز تھا
گلچین کہان ہین اب وہ گلِ بیشمار باغ

اے عندلیب حسنِ عروسانِ باغ دیکھ
تو کیا ہے خود نثار ہے اُسپر بہار باغ

جھولا پڑا ہے اُسکے لیے جس درخت مین
سچ تو یہ ہے وہی ہے درختِ افتخار باغ

اُس آپ خوشخرام کی بس ہے یہی مثال
بالکل سبکروی مین نسیمِ بہار باغ

سامان اگلے سال کا ہے یاد ابھی تلک
وہ ابر وہ ہوا وہ مۓ خوشگوار باغ

جب منتقش ہو چکے فصلِ بہار سے
تسلیم کو جھکے شجرِ میوہ دار باغ

چارون طرف سے ابر نے گھیرا ہے باغبان
اب تو نکل کے جا نہین سکتی بہارِ باغ

گلزار مین یہ بادِ صبا کا ہے بندوبست
اُلجھی کبھی نہ چادرِ شبنم سے خارِ باغ

دیکھے لطافت آکے اگر کوے یار کو
بلبل کی آنکھ مین نہ رہے کچھ وقار باغ

باہر آکر میان سی مقتل مین اٹھلاتی ہے تیغ
عاشقون کو ناز معشوقانہ دکھلاتی ہے تیغ

اِی ستمگر کیا نزاکت اپنی دکھلاتی ہے تیغ
آج کیون مقتل مین چلتے چلتے رکجاتی ہے تیغ

جب نکل کر میان سے غصے مین بل کھاتی ہے تیغ
خوب قاتل معرکہ مین آگ برساتی ہے تیغ

دیکھ رہکر ڈاب مین تاثیر صحبت ہو گئی
جب لچکتی ہے کمر تیری تو بل کھاتی ہے تیغ

اوڑنے جاینگے اے ستمگر بسملونکی مرغ جان
دام جوہر اسلیے مقتل مین پھیلاتی ہے تیغ

جان نثارون مین تمھارے جبکہ ہوتا ہے فساد
میان سے کیا فیصلہ کرنے نکل آتی ہے تیغ

ہجر ساقی مین جو قصد مے کشی کرتا ہون مین
صاف ہر اک موج مے ساغر مین بنجاتی ہے تیغ

ہاتھ مین آئینہ لیکر اے ستمگر دیکھ تو
ہے شکن تیری ابرو پر کہ بل کھاتی ہے تیغ

دیکھتا ہون چشم حسرت سے جو مین ہنگام قتل
دیدۂ جوہر سے مجکو آنکھین دکھلاتی ہے تیغ

اب پس و پیش اس کمر کی عاشقونکو ہے عبث
راستا سیدھا عدم کا انکو بتلاتی ہے تیغ

قتل ہو بلبل نہ کیونکر آتی ہے فصل خزان
سوکھ کر ہر شاخ گل گلشن مین بنجاتی ہے تیغ

صحبت اہل سخن مین کیون زبان کھولون نہ مین
معرکہ مین اپنے جوہر خوب دکھلاتی ہے تیغ

میرے دامن دار زخمون مین چھپائے کیون نہ منہ
اے ستمگر مجکو بسمل کرکے شرماتی ہے تیغ

خنجر میرا اسکی نخوت دیکھ اے قاتل ذرا
جون جون اپنا سر جھکاتا ہون کھنچی جاتی ہے تیغ

اے لطافت ہجر ابرو مین جو پڑتی ہے نظر
کیا مہ نو کی مری گردن پہ پھر جاتی ہے تیغ

ردیف فا

بڑھ بڑھ کے اس حسین کی کمر تک جو آئے زلف
سب عاشقون کو راہ عدم کی بتائے زلف

اے توسہی دل اُسکا بھی ہو مبتلائے زلف
تصویر ہین جو تیری مصور بنائے زلف

اِک دل تھا دوست وہ بھی ہوا مبتلائے زلف
الفت مین جان لیگی ہماری بلائے زلف

اُس رُخ سے گر نقاب اوڑائے ہوائے آہ
بکھری کچھ اسطرح سے کہ چہرہ چھپائے زلف

گر آپ حکم دین تو سنوارون مین ہاتھ سے
شانہ کی احتیاج نہین کچھ برائے زلف

کوئی نہ تم سے بزم مین بوسہ طلب کرے
گر تازیانہ ایک کو بڑھکر لگائے زلف

شہرِ حلب سے ملک ختن جاؤن ہے یہ قصد
تعریف رُخ کی بعد کرون مین ثنائے زلف

برہم نہون کہین کہ وہ نازک مزاج ہین
مشاطہ خوب سوچ سمجھ کر بنائے زلف

اے یار طائرِ دل عشاق کیا بچین
کاکل کے پھندے سے قہر غضب حلقہ ہائے زلف

غش آئے اُنکے حسن کے نظارے سے اگر
بڑہ بڑہ کے لخلخہ مجھے اپنا سونگھائے زلف

وہ آئے دیکھنا گل و سنبل کو باغبان
رُخ پر کوئی نثار ہے کوئی فدائے زلف

بے اذن یہ بکھر گئے رُخ پر تمھارے کیون
جوڑے مین کسکے باندہو یہی ہی سزائے زلف

عشاق کی زبان پہ دن رات ہجر ہین
گہہ ہائے ہائے رُخ ہے کبھی ہائے ہائے زلف

ایدل چھٹا ہی ایک سے گر عشق مین تو کیا
گیسو و کاکل اور بھی دو ہین سوائے زلف

کہتا ہی مجھسے بال بنا کر وہ شوخ آج
اب دیکھ دل کو تھام کے ای مبتلائے زلف

بوسہ تم اُنکے رخ کا لطافت سمجھ کے لو
مارِ سیہ کی طرح کہین بل نہ کھائے زلف

دیکھتا ہے جو رخِ تابان دلبر کی طرف
پھر نظر کرتا نہین وہ مہر انور کی طرف

پیش داور دعوئے خون کرکے مین چھوٹا ہوا
ہو گئے سب اہل محشر اُس ستمگر کی طرف

صحبتِ ساقی مین گو بیٹھا ہوا ہون مین خموش
جانبِ شیشہ ہے دل آنکھین ہین ساغر کی طرف

عاشقون کو اپنے کوچہ سے نکالا اُسنے جب
کچھ گئے بتخانے کچھ اللہ کے گھر کی طرف

ابتدائے روز فرقت ہے الٰہی خیر ہو
اُٹھتی ہے رہ رہ کے ہوک اس قلب مضطر کی طرف

ایک دن اُس شوخ نے جھانکا تھا برسوں ہو گئے
اب ہاین لاکھون کی نگاہین روزنِ در کی طرف

بوسہ لینے کی ہے مجکو آرزو ہنگام ذبح
کیا کرون خنجر کا منہ ہے اُس ستمگر کی طرف

سیر کیجے باغ کی سروِ چمن سے کیا غرض
لاکھ اکڑی دیکھیے کیون اپنے ہمسر کی طرف

ای خوشا قسمت زہے عزو شرف حجاج کا
جاتے ہاین کعبہ سے ہوکر کوے دلبر کی طرف

دیکھ قاتل اشتیاق ذبح کہتے ہین اسے
خود بخود گردن کھنچی جاتی ہے خنجر کی طرف

ہای کیا جانین یکایک دل مین کیا سوجھا وہ شوخ
پھر گیا یہان آتے آتے غیر کے گھر کی طرف

وہ دلِ پُر داغ میرا دیکھتے ہین اسطرح
جیسے مفلس کی نظر ہو کیسہ زر کی طرف

عاشقون کو مبتلا کرتی ہے خوشبو پھیل کر
دل کھنچے جاتے ہاین اُس زلفِ معنبر کی طرف

دیکھ ظالم خون کی پیاسی ہے تیری تیغ تیز
دیکھتی ہے چشم جوہر سے مرے سر کی طرف

قبر سے اُٹھا ہین دیوانہ فرشتو ہوشیار
ہاتھ دوڑاتا ہون اب دامانِ محشر کی طرف

اے لطافت ہم وہ ہین مستِ مئی حبِ علی
خلد مین گھر ہوگا اپنا حوضِ کوثر کی طرف

ردیف قاف

عکس رُخ اُسکا ہے کھاکر دھوپ سونے کا ورق
شاعرو ہے خاک پتھر دھوپ سونے کا ورق

باغ پر فصلِ خزان مین بھی ہے اک طرفہ بہار
ہوگیا ہر برگ کھاکر دھوپ سونے کا ورق

مرغ زرین بنگیا خط دے کے شاہِ حسن کو
بنگئی ہر کبوتر دھوپ سونے کا ورق

نقرئی گہنے پہ گر چاہے ملمع وہ حسین
بام پر ہو ہر زیور دھوپ سونے کا ورق

ذبح مین ہے کیا سنہرے رنگ کا قاتل کے عکس
ہوگئی ہے زیر خنجر دھوپ سونے کا ورق

وصل کی دولت سے مالا مال ہون ہی رات دن
چاندنی چاندی کا پتّر دھوپ سونے کا ورق

کیا ملمع سازیان اپنی دکھاتا ہے فلک
چاندنی چاندی کا پتّر دھوپ سونے کا ورق

صبح کو کھینچون جو اُس ملبوس گلگون کی شبیہ
ہو شفق خونِ کبوتر دھوپ سونے کا ورق

ہان سنہری رنگ کا اُس مہر کے لکھنا ہی وصف
اے فلک بنجاے آکر دھوپ سونے کا ورق

گل پہ ہو لطفِ مرصع کاری ای فصلِ بہار
قطرۂ شبنم ہو گوہر دھوپ سونے کا ورق

نقرئی قبضہ پہ اُس شمشیر کے عاشق کا خون
بنگیا کیا خوب کھاکر دہوپ سونے کا ورق

قبرِ عاشق کی جو ہے پوشش تو چھپی دونا ہی حسن
بنگئی ہے بہر چادر دہوپ سونے کا ورق

نامہ اُس خورشید رو کو لکھ کے فارغ ہون جو مین
آئی بہرِ لوح بنکر دہوپ سونے کا ورق

تربتِ عاشق کا ہی گنبد طلائی ہر سحر
ہی شفق تانبے کی چادر دہوپ سونے کا ورق

زیبِ پشتِ آئنہ کرتے ابھی خورشید رو
کاش ہوتی اے سکندر دہوپ سونے کا ورق

سوئے گر صبحِ شبِ وصلت لپٹ کر محبوبے وہ
آکے اُلٹی قرب بستر دھوپ سونے کا ورق

نقرئی اُسکی سہری تک جو پہنچی صبح کو
آرزو سے ہو لپٹ کر دہوپ سونے کا ورق

بام پر آئین گلوری لے کے سر ما مین جو وہ
کس لگاوٹ سے ہو آکر دہوپ سونے کا ورق

اے **لطافت** عکسِ روے یار کو مین کیا کہون
ماہِ تابان مہرِ انور دہوپ سونے کا ورق

ہجر کی رات رہے ہم یہ سحر کے مشتاق
شام سے کان تھے ہر وقت گجر کے مشتاق

زلزلہ آئے پھنکے صور کہ برپا ہو حشر
نہ اُٹھے ہین نہ اُٹھینگے ترے در کے مشتاق

آنکھ اُٹھاکر کبھی اِس سمت بھی دیکھو ظالم
ہم بھی بیٹھے ہین تری ایک نظر کے مشتاق

جو پسند آئیگا اِن دونون مین وہ لے لینگے
دل مرا دیکھ چکے اب ہین جگر کے مشتاق

ہو ئی شہرت مرے مرنے کی تو اک عید ہوئی
کان اغیار کے تھے ایسی خبر کے مشتاق

کچھ سمجھتے نہین نادان ہین ناواقف ہین
نخلِ الفت سے ہین کیون لوگ ثمر کے مشتاق

کیا قباحت ہے اگر اتنی اجازت دیدے
سیر کر لین ترے کوچے کی ٹھہر کے مشتاق

ہی جو کعبہ سے سوا آپ کے در کی حرمت
کچھ خبر ہے ادہر آئے ہین ادہر کے مشتاق

واہ خود اونکی کمر کا تو بھلا ذکر ہی کیا
رفتہ رفتہ ہوئے معدوم کمر کے مشتاق

ایک گالی تری کھا کر یہ ملی ہے لذت
اے صنم دیر سے ہین بار دگر کے مشتاق

اونکے بیمار محبت ہین یہ جینے سے تنگ
کہ دوا پی کے ہین کمبخت ضرر کے مشتاق

انجمن مین نگہ لطف ادہر کی تو لیتے
ہای غضب رہگئی محروم ادہر کے مشتاق

اپنے گھر مین ہم ادہر غیر کے گھر مین وہ ادہر
شام سے جاگتے ہین دونون سحر کے مشتاق

مجکو تڑپا کے وہ اغیار سے بولے ہنسکر
تھے یہ مدت سے عرفی تیر نظر کے مشتاق

اے لطافت نہین اب ہمکو کسی بات کا شوق
ہین فقط وصل بت رشک قمر کے مشتاق

ردیف کاف

مدتین گذرین پہ ہے عشق کا چرچا ابتک
قیس و فرہاد زمانے مین ہین رسوا ابتک

سنتے ہین جب مرے نالونکی صدا وہ شب ہجر
کہتے ہین ہنسکے یہ کمبخت ہے زندا ابتک

آپکے سایۂ دیوار نے ممنون کیا
تھا نہ سر پر مرے احسان کسی کا ابتک

اے صنم رسم محبت کو زمانہ گذرا
واہ اٹھا نہ تری شرم کا پردا ابتک

نزع کیوقت یہ انسان کو دہیان آتا ہے
ہائے ہم کسلیے آئے تھے کیا کیا ابتک

گرجلانا مرے مردے کا ہی منظور انھین
آئین رکھا ہی سر قبر جنازا ابتک

کوئے قاتل مین پڑی بھیڑ ہے جانبازونکی
قتل لاکھون ہوئے پر بند ہے رستا ابتک

ایکدن ہجر مین دل کھوکے رویا تھا مین
مدتین گذرین پہ ہے جوش پہ دریا ابتک

برسون گذرے ہین مجھے عشق فقرہ ترک کئے
پر ہے کانٹا سا مرے دلمین کھٹکتا ابتک

دوستو ہوتی نگاہ اونکی اگر دزدیدہ
میرے پہلو مین نہ رہتا دل شیدا ابتک

ہاتھ رکھکر مرے سینہ پہ وہ دیکھین پس مرگ
دل دھڑکتا ہے اچھلتا ہے کلیجا ابتک

کہتے ہین قبر پہ میری غم وارمان وملال ؎
ذکر جب قیس کا ہوتا ہے وہ فرماتے ہین
ہاے برسون ہوے بیمار ہو نہین عاشق چشم
اسیجون قیس کے ماتم کو زمانہ گذرا ؎
موشگافی تو بہت کی شعرا نے اے یار
ذکر جانبازئ فرہاد پہ وہ کہتے ہین
آج کی رات بھی تم آئے بہت خوب کیا
سیکڑون پیر مغان کیا ہمین سمجھائے گا
گو تم اچھے سہی یوسف سے مگر کیا کہئے

دیکھہ ہم سب نے ترا ساتھہ چھوڑا اتبک
ہمکو ایسا نہ ملا چاہنے والا اتبک
اوسنے جھوٹون کبھی کبھی حال نہ پوچھا اتبک
صف بچھاے ہوے ہے جادۂ صحرا اتبک
نہ کھلا بھید مگر تیری کمر کا اتبک
سنتے آئے ہین پہ کوئی نہین دیکھا اتبک
بدگمانی رہی سوچا کیے کیا کیا اتبک
خود ہی معنئ خط ساغر کے نہ سمجھا اتبک
نہوا کوئی خریدار تمھارا اتبک

آجکل طرز سخن گو کہ لطافت ہے کچھ اور
شعر گوئی مین وہی رنگ ہے اپنا اتبک ؎

آرام وعیش مین تو ہر اک دوست تھا شریک
یہ آسمان تو کیا ہے پہونچتے ہین عرش تک
آتی ہے لاش عاشق شیدا کی دہوم سے
مقبول بارگاہ الٰہی کبھی نہین ؎
پھر تو نقاب چہرۂ دلدار اوڑے ضرور
یارب منزہ اور منزہ ہے تیری ذات
اے توبہ انکے حسن پہ عاشق نہو کوئی ؎
کیا کم تھے عاشقون کے لیے آپکے ستم ؎
جب میری لاش اٹھنے کی لوگون نے دی خبر
الفت کسی سے کرکے بلا مین پھنسا ہون مین ؎

وقت مصیبت آکے نہ کوئی ہوا شریک
نالون مین ہے ہماری جو آہ رسا شریک
گھر سے نکل کے آپ بھی تو ہون ذرا شریک
زاہد تری نماز مین تو ہے ریا شریک
گر ہو ہماری آہ مین کچھہ بھی ہوا شریک
تو لاشریک ہے نہین کوئی ترا شریک
گر ہون نہ آکے غمزہ و ناز و ادا شریک
بیکار آسمان کو صاحب کیا شریک
ہنسکر وہ بولے ہوتی ہے میری بلا شریک
احباب ہین عزیز نہ ہین اقربا شریک

اوس در پہ ہو ضرور رسائی کبھی کبھی
گر آسکے ہم فقیرون مین ہو بادشا شریک

اللہ کیا پڑی تھی مصیبت شبِ فراق
تھا دل سا دوست پاس یہ وہ بھی نتھا شریک

یہ منع کرنے آئے ہین یا پینے آئے ہین
ساقی کچھ آج بزم مین ہین پارسا شریک

روندا مزار مگر پڑھکے فاتحہ
کیا خوب ہی دفا مین بھی انکی جفا شریک

مجھ بیکس مریض کو ساقی نے دیکے جام
اتنا کہا شراب مین کرلی دوا شریک

تنہا تو ایکدن نہین کھاتا ہون اے کریم
ہر روز میری رزق مین ہے آسیا شریک

ہون دفن کربلا مین لطافت جو بعد مرگ
ہو بیشک اپنی خاک مین خاکِ شفا شریک

ردیف گاف

فرقت مین نہ اشکون کی بہی پانی سے بجھی آگ
دل مین ترے عاشق کے بھڑکتی ہی گئی آگ

وہ مہندی ملے پاؤن کو دہوکر جو ہین اٹھے
دریا مین تلاطم ہوا ساحل پہ لگی آگ

روتا ہوا محشر مین جب آیا مین گنہگار
مالک نے جہنم سے صدا دی کہ بجھی آگ

اللہ کی قدرت سے بچے خوب براہیم
گرمی نہ رہی نام کو یہ سرد ہوئی آگ

کیسا نفسِ سرد عنا دل نے بچایا
گلشن مین کبھی آتشِ گل سے نہ لگی آگ

دوزخ سے لپکتے نظر آتے نہین شعلے
ہی ہے گنہگارون کے لینے کو بڑھی آگ

ای صلِ علیٰ جبکہ محمد ہوے پیدا
روشن تھے جو آتشکدے اُن سبکی بجھی آگ

دوزخ مین نہ آیا تھا جو مجسا کوئی عاصی
رکھا جو قدم مینے بہت تیز ہوئی آگ

آرام ملا ہجر مین کب سوز درون سے
جب بجھ گئی دل مین تو کلیجے مین لگی آگ

مین سوختہ تن حشر کو دوزخ مین جو پہنچا
مالک تو نکل آیا مصیبت مین پڑی آگ

یہ قلب وجگر پھنک رہے تھے سوز درون سے
اب اشک کے دریا نے بجھایا تو بجھی آگ

نالے شرر افشان جو کیے مینے شب ہجر — ہر سمت ہوا شور ارے آگ لگی آگ
میت جو گڑی قبر مین مجھ سوختہ تن کی — اوس شوخ نے غیرون سے کہا دفن ہوئی آگ
تم آئے بڑی خیر ہوئی جان بچی خوب — دل اور کلیجے مین بھڑکتی تھی ابھی آگ

تن ناریون کے اور بھی پھنکتے تھے لطافت
برسانی تھی جنگاہ مین جب تیغ علی آگ

ردیف لام

آئے وہ سیر کو جب باغ سے جائے بلبل — بد رنگ ہاین کہین اس گل پہ نہ ڈالے بلبل
منہ سے ہاین بولتے خوشخط مرے دیوان کی حرف — اس گلستان مین خوش آواز ہاین کالے بلبل
بیٹھو ہم ہاین سنا اوس گل تر کا قصہ — ہان بھلا ہوگا فقیرون کی دعا لے بلبل
گل تر خشک خزان مین ہوے جیتی رہی ہے — کچھ جو غیرت ہو نہ پھر نام وفا لے بلبل
بولے وہ کوچہ مین عشاق کی روحین پاکر — ہمنے کیا خوب ہاین اس باغ مین پالے بلبل
باغ مین دیکھتے ہی اوس گل تر کے گیسو — ڈس نہ لین تجکو کسی روز یہ کالے بلبل
جسم سے روح مری کی ملک الموت نے قبض — باغ چھوٹا پڑی صیاد کے پالے بلبل
ہے یہ بازار محبت ہاین مرے دل کی صدا — چھپکے سنلے کوئی جور لقا لے بلبل
باغ عالم مین موافق جو ہوا اچل جائے — خود بخود گل ہون ترے چاہنے والے بلبل
باغ سے جاتا ہے وہ سرو قد و گل اندام — قمریان لوٹتی ہاین دل ہاین سنبھالے بلبل
پھر صید آئے جو گلشن مین وہ صیاد حسین — کھل کھلا کر کہے ہر گل ادھر آئے بلبل
رفتہ رفتہ مرے گل پر ہوے عاشق کیا خوب — پیٹ سی پانون بہت تونے نکالے بلبل
اسقدر جلد نہ جا باغ سے اے فصل بہار — حسن گل دیکھ لے گلزار مین آئے بلبل
پر نکلتے ہی گلستان پہ ہے قبضہ ہوتا — تیری شمشیر جھنیون کے ہاین قبالے بلبل

باغ مین سیر کو آتا ہے مرا پردہ نشین ؎ پر ذرا دیدۂ نرگس پہ اوڑنا اے بلبل ؎

باغبان خار ہی گلچین سے چمن مین کھاتا اتو پھوٹے دل مغموم کے چھالے بلبل

ہی شب وصل چمن مین ابھی ہونا نہ خموش داستان سُنکے تری نیند اسے آئے بلبل

لے چلا باغ سے صیاد تو ہر گل نے کہا تجکو اللہ کے کرتا ہون حوالے بلبل ؎

کیا قیامت ہی نہین باغ سے ٹلتا صیاد ہی طمع اور کوئی دام مین آئے بلبل

غیرت باغ سمجھتی ہے تجھے گر پوچھون عارض گل کی قسم باغ مین کھائے بلبل ؎

قدر کھلجائیگی ہم چل کے وہین بیٹھین گے فصل گل ابکی برس باغ مین آئے بلبل

باغ پھرتا ہی تری آنکھون مین آتی ہے خزان دیدۂ تر شجر گل کے ہین تھالے بلبل ؎

گل کی تو فصل بہاری ہین پرستش کر لے سرو گویا چمنون مین ہین شوالے بلبل ؎

پھر گل سرخ گلستان مین کھلے آئی بہار زخم دل پھر ترے ہو جائینگے آلے بلبل ؎

بدنگہ ہے تو مرے گل کو نہین دیکھا ہے پھول کو بہر قسم سر پہ اوٹھالے بلبل ؎

آتش گل ہے بہت باغ مین بھڑکی ابکی دیکھ کر چل نہ پڑین پاؤن مین چھالے بلبل ؎

عشق گل کا جو بڑھا خون اگلنے لگے تو رنج کھائے نہین کچھ منہ کے نوالے بلبل ؎

بہر گلگشت گلستان مین بلائین اسکو منتظر ہم ہین کہ گلزار سے جائے بلبل ؎

چمنون مین ہین گل سرخ کی ہر سمت صفین کیا مجسم ہوئے سوزان ترے نالے بلبل ؎

کیا چمن مین ہے یہان آئے تو دل ٹھنڈا ہو دیکھیے گلکاریون کے اوسکے دوشالے بلبل

روضۂ شاہ مین نالان ہین لطافت زائر ؎
رشک فردوس وہ گلشن ہے نرالی بلبل ؎

ہی فصل گل ہین پیر مغان کی دکانپہ قفل گویا دیا ہے بادہ کشون کے دہانپہ قفل

کہتا ہون نشۂ مین مہ تابان کو دیکھ کر کسنے لگا دیا ہے در آسمان پہ قفل ؎

زندان کے در پہ طفل دبستان ہوئے ہین جمع ابجد کا کیا کسی نے لگایا یہان پہ قفل ؎

محروم سیر سے ہین نہ دے فصل گل مین خار
اے باغبان لگا نہ درِ بوستان پہ قفل

ہونٹون مین وہ دبا کے گلوری کو چپ ہو
پایا عجیب رنگ کا اونکی دہان پہ قفل

قارون کے سر پہ مال نے آکر یہ دی صدا
دوڑے نگاہبان ہوے مانع نہ پاسبان پہ قفل

بلبل ہے بندوبست جو کرتی بہار مین
غنچہ کا چاہیے ہے درِ آشیان پہ قفل

حیران ہون اسکی ناف و کمر دیکھ کر کمال
وسواس کا لگا دیا صانع نے یان پہ قفل

آنگیا کی گھاٹ پر ہے وہ ہیرے کی دہگدگی
دیکھو جڑاؤ ہے درِ گنجِ نہان پہ قفل

کھٹکا ہوا کہ غیر اُسے لیگئے ہین ساتھ
دیکھا جو مینے جاکے صنم کے مکان پہ قفل

دیکھی ہے اسکی ناف تو ہوں ڈیرے سے مجبور
گویا لگا دیا ہے کسی نے دہان پہ قفل

ملکِ عدم پہ بھی ہے کیا اسنے بندوبست
ہر دم ہے ڈاب کا کمرِ جانستان پہ قفل

صد شکر ہے کلید اوسی کی زبان مرے
ہے زیرِ عرش جو درِ گنجِ نہان پہ قفل

دروازہ کھول کر وہ بلانے کو تھا مجھے
طالع کا پیچ دیکھیے بگڑا کہان پہ قفل

دستِ سخی مین آکے صدا دے رہا ہے مال
کیون منعمو نہ آکے لگایا یہان پہ قفل

حُبِ علی کے پاس لطافت کی ہے کلید
کیا غم جو ہوگا حشر کو بابِ جنان پہ قفل

چشمِ پروانہ مین مقتل ہے بنی ہر محفل
شمع کا ظلم سے کرتی ہے جدا سر محفل

مست ہین موسمِ گل مین ہے مقرر محفل
بادہ خواری کی رہا کرتی ہے گھر گھر محفل

کی مرے قبر پہ احباب نے مل کر محفل
روکے اشکون کی چڑھا جائیگی چادر محفل

آئے وہ شمع تو پروانہ ہو آسپر محفل
بنکے فانوس خیالی کرے چکر محفل

مرگیا دیکھکے اوس حور کی دم بھر محفل
صف بچھائے مرے ماتم مین دلا ہر محفل

شعلہ رو کو مرے دیکھین نظرِ بد سے اگر
رو سیہ غیر ہون اسپند تو مجمر محفل

خاک پر ہم ہین پڑے قبر کے اندر تنہا
کی ہے بیفائدہ احباب نے باہر محفل

متصل دیگا جو ساقی بھرا بھر بھر کے شراب
باغ فردوس مین ہوگی لب کوثر محفل

ہی تماشا ترے گھر آئینہ رخسار ہین جمع
فرط حیرت ہو اگر دیکھے سکندر محفل

سرخ جوڑے کا ترے گل کے اگر عکس پڑے
ہوش اوڑے دیکھ کے ہو خون کبوتر محفل

بزم مین یار جو آیا تو بڑہی قوت روح
ہوگئی جسم کی خوشبو سے معطر محفل

عاشقان رخ و قامت ہین ترے باغ مین جمع
ہی قرین گل کے کبھی قرب صنوبر محفل

بادہ خواری مین خفا ہو کے جو اٹھ جاے وہ بت
مے کے شیشون پہ لگانے لگے پتھر محفل

ہین نکیرین علیؑ اور ترے سب اعمال
قابل دید ہوئی قبر کے اندر محفل

شب معراج نبی تھے جو وہان عرش نشین
دیکھتے یہان سے علیؑ تھے سر ستر محفل

بھیجا اوس بزم مین خط پر یہ پھڑکتا ہے دل
مین تو محروم رہون دیکھے کبوتر محفل

بزم مین آئے بھبو و نیر ہو چھڑک کر افشان
ہی غرض ہیچون کی اسکی دیکھ لے جوہر محفل

کس شہید ستم و ظلم کا ماتم ہے بپا
ہی ستارون کی فلک پر جو کھلے سر محفل

ساغر مے نظر آیا ہے ہمین رات کو ماہ
جانتے نشہ مین ہین مجمع اختر محفل

نالے کیون کرتے ہین ناقوس بتون کے آگے
نہ اثر ہوگا کبھی دل کی ہے پتھر محفل

بزم مین پنجۂ مژگان پہ ہین آنسو اے یار
نذر دیتی ہے تجھے اشک کی گوہر محفل

شمع کے اشک لگن مین ہین عوض مہرون کے
خون پروانہ سوا دیکھ لے محضر محفل

کھول لیتے ہین وہ اگر زلف کی ناگن سر بزم
پوچھتی چشم سے ہے سانپ کے منتر محفل

قبر صوفی پہ ہے گلدام پھنسین تاکہ اسیر
جانتے دھوکے سے ہین پھولون کی چادر محفل

بڑھ گیا خضر کا سن دیکھ کے بزم جانان
کشتی عمر روان کو ہوئی لنگر محفل

بزم مین دست حنائی جو دکھائیگا وہ ترک
جان جائیگی ترے خون کی محضر محفل

بزم ہوتی ہے جو روشن ترے آجانے سے
اوٹھ کے شمعون کو بجھا دیتی ہے ٹھوکر محفل

بزم مین یار یہ رومال جھلے جاتے ہین
اوڑ چلے کیون نہ کہ رکھتی ہے [illegible] محفل

حلقہ حلقہ ہین سدا گرد سلاطین جہان ٭ تیرے کوچہ کے فقیرون کا ہی بستر محفل ٭

اے لطافت یہ ہوا حکم خدا روز غدیر ٭
دین خلافت بہ علی کرکے پیمبر محفل ٭

اپنی محرم کو چھپاؤ کہ ہے دلبر محفل ٭ ہوگئے بدست جو دیکھیگی یہ ساغر محفل ٭
جمع رندون کو کیا ہے تو پلا آکے شراب ٭ ساقیا ہیچ ہے بے شیشہ و ساغر محفل ٭
بادہ خواری جو کرے بزم مین وہ عالی ظرف ٭ لائے نور روز کو خورشید کا ساغر محفل ٭
بھر کے شیشہ مین جو لائے مرا ساقی شیخ ٭ لے کے آنکھون سے بڑہے چشم کی ساغر محفل
دل لگا نا تری آنکھون سے ہے یاد آجا تا ٭ پاس شیشہ کے دکھاتی ہے جو ساغر محفل ٭
آخری دور ہے ساقی ہے مرا جانے کو ٭ دیکھتا دیدۂ حسرت سے ہے ساغر محفل ٭
بزم عشاق مین وہ پھول جیسے گر اکر ٭ گل کہین باغ مین لے لے مری ساغر محفل
بزم مین منہ سے لگا لے جو ہمارا ساقی ٭ برکت جان کے چومے لب ساغر محفل ٭
بزم مین آبیٹھے پی ساتھ رقیبون کے شراب ٭ دل مرا دیکھ کیا تنگئے ہے ساغر محفل ٭
مست آنکھین مرے ساقی کی اگر آئین نظر ٭ پھینک دے بادۂ گلرنگ کی ساغر محفل ٭
جلترنگ آکے بجاتا ہے جو وہ زہرہ جمال ٭ جمع کر لیتے ہین کیا بول کے ساغر محفل ٭
بی ثباتی کی خبر دیتی ہین دریا کے حباب ٭ او ٹھ گئے چھوڑ کے اولٹے ہوئے ساغر محفل ٭

اے لطافت نہ کراب کاسۂ سر کو خالی ٭
کرچکا نظم بہت طرح سے ساغر محفل ٭

کیا باغ باغ ہین جو کھلے ہین چمن مین گل ٭ کر کے سفر عدم کا ہین آئے وطن مین گل ٭
اندھیر دود آہ سے یون ہے شب فراق ٭ جیسے ہو شمع ماہ فلک پر گہن مین گل
بکرینگے دوست مجکو رسن تاب سے کہو ٭ دیوانہ ہون گلون کا بنائے رسن مین گل
ساقین یار سے جو ہٹے شب کو پائچے ٭ شمعین حیا سے جل کے ہوئین انجمن مین گل

روئے ہین خون قبر مین آنکھون سے بہا
کافور کے بنائے ہین ٹکڑے کفن مین گل

کھا کے یاد کرتے ہین بلبل کے پیچھے
شب بھر جو باتین سنتے ہین وہ لطف وطن مین گل

کس نوجوان کے عشق مین جلتا ہے روز و شب
تارے ہین یا کہ ہین تن چرخ کہن مین گل

وہ غنچہ لب جو بزم مین جاتا ہے چمن کی سیر
بجھا ہین آنسو شمع کے گر کر لگن مین گل

ہوجہ کب سے بلبل تقریر یار تیز
گویا کہ رنگ پان سے زبان کے دہن مین گل

شرمندہ رنگ رخ سے چمن مین ہین ڈوبتی
پاتے جو پانی آپ کے چاہ ذقن مین گل

تختہ مین ہے گلاب کے سنبل کا بند و بست
جوش جنون سے کیا جو بند ہے ہین رسن مین گل

دیوانے تیرے دشت مین طرفہ بہار ہین
تلوون مین خار خاک سر و پیرہن مین گل

پژمردہ دل ہوا ہے جو غربت مین دوستو
خط کے عوض سکھا کے ہین بھیجے وطن مین گل

ہمسر ہوے تھے رخ سے ترے پائی یہ سزا
تشہیر شہر مین ہوے بندھ کر رسن مین گل

ہنس ہنس کے کھیلتا ہے وہ رشک چمن شکار
ہین گولیون کے زخم کہ خندان ہر تن مین گل

شب بھر گلے کا ہار ہین بیٹھے زہے نصیب
پاتے ہین بھینی بھینی جو خوشبو دہن مین گل

بلبل تو کیا کسی کی نہین رفع احتیاج
زر سے ہوے ہین ہمسر قارون چلن مین گل

جھلا دیا ہے قہر و غضب سے جو یار نے
خورشید حشر سے ہین زیادہ جلن مین گل

دل میرا چاک ہو گیا ہے جو دیر مین
پیش بتان بنا ہے کف برہمن مین گل

ہم سے شکستہ خاطرون کا ٹکڑے دل ہوا
توڑے جو عشق دلبر پیمان شکن مین گل

دین گر اجازت آپ تو یہ باغ مین ہے شوق
پیوست تخم نکلے ہون سیب ذقن مین گل

تاثیر مان جائین تری اے بہار ہم
کلیون کے ساتھ نکلین جو بلبل کے تن مین گل

سرسون ہماری آنکھون مین پھولی جنون بڑہا
دیکھے جو زرد زرد ہو نکلے بن مین گل

اندہا ہوا ہے دیکھ کے زلف سیاہ یار کے
دون قرب چشم خال سے کالے ہین بن مین گل

وہ سو گئے ہین اسلیے یارو نہ رکھ کے منہ
بس جائین بو سے تازہ سیب ذقن مین گل

آیا وہ رشک باغ تو پھولے یہ ہاتھ پاؤن
ہمنے لگائے شمع کے بدلے لگن مین گل

نکلا خط اسکے رخ پہ پڑے میرے دل مین داغ
گلزار مین ہین خار ہوے جمع بن مین گل

بادِ خزان سے کہدو کرے دفن اوڑا کے خاک
شبنم نے مردہ پاکے لپیٹے کفن مین گل

کہتا ہون چشم یار کو آہو جو باغ مین
شاخین نکالتی ہین ہزارون ہرن مین گل

پژمردہ ہوگئے تھے جو تیزی سے دھوپ کے
کیا باغ باغ ہوتے ہین سورج گہن مین گل

چادر ہے میری قبر پہ پھولون کی بعد مرگ
مارا کسی نے مفت بندھے ہین رسن مین گل

عشقِ علیؑ کی مرکے لطافت بہار ہے
کیا داغہائے دل سے کھلے ہین کفن مین گل

بو یار کھائے آتشِ گل سے بدن مین گل
ہم سیر کو گئے تو یہ پھولا چمن مین گل

اوڑ جائے رنگ دیکھین جو عاشق کی تن مین گل
کرتی ہین شوخیان بہت اپنے چمن مین گل

دندان و ساعدِ رخِ جانان سے ہین خجل
گوہر صدف مین بزم مین شمعین چمن مین گل

قلیان کشی جو کی مرے رشکِ بہار نے
بلبل اٹھاکے لیگئی اپنے چمن مین گل

دل بلبلون کے غم سے نکل آئے ہوکے چاک
فصلِ خزان مین بھی نظر آئے چمن مین گل

روشن رہا یوہین جو مرے داغِ دل کا نام
ہوگا چراغِ لالۂ احمر چمن مین گل

ثابت نہین کہ عشق مین کسکے ہے چاک چاک
سینہ مین قلب زلف مین شانہ چمن مین گل

مضمون ہین جو تازہ و رنگین بہار پر
دیوان ہے مرا کہ کھلے ہین چمن مین گل

ای تیغ ترک خون مرا جوہرون مین ہو
طرفہ بہار ہو جو کھلین ہر چمن مین گل

دیتی ہین کیا بہار مین بلبل کا خون بہا
ہین زر بکف زمین سے نکلتے چمن مین گل

سینے جو روکے باغ کو دریا بنا دیا
ترتے ہین بلبلون کی طرح ہر چمن مین گل

کہتے ہین وہ پہنکے کرن پھول قربِ رخ
الماس کے کھلے ہین ہمارے چمن مین گل

مدحِ عذارِ یار لطافت ہو کیا بیان

اس رنگ سے نہو نگلے جہان کے چمن مین پھول

دل رقیب نہین تیر یار کے قابل
خرام طیر کہان ہے شکار کے قابل

امام عصر نہ کیون تکرہون شاد شیعون سے
یہی گروہ ملا انتظار کے قابل

سوا نبی کے اُٹھاتا علی کو دوش پہ کون
رسول ہی تھے امامت کے بار کے قابل

نہ کیجئے آکے عیادت کے بار احسان کو
نہین یہ بوجھہ مرے جسم زار کے قابل

مری لحد پہ چڑہائی جو اُسنے چادر اشک
کہا یہ تحفہ ہے ایسے مزار کے قابل

گلے لگا کے یہ کہتی ہے کربلا کی زمین
نہین حسین کا زائر فشار کے قابل

گلون کو دیکھہ کے لیلی سے قیس کہتا تھا
تو ایک ہے یہ لیے یہ ہزار کے قابل

جہان مین احمد و عیسی کے امتحان مین ہے فرق
ہوے یہ عرش کے لائق وہ دار کے قابل

قفس مین ماسے وہ بلبل ہوا مردہ دل
خزان کا رنج نہ سیر بہار کے قابل

تری مژہ کے ہین مشتاق دیدۂ پر اشک
یہ آبلے وہ نہین جو ہون خار کے قابل

پہنکے طوق یہ کہتی ہے سرو پر قمری
گناہگار محبت ہین دار کے قابل

وہ بولے اس دل مردہ کو تل کے تلوون
کہ میت ایسی ہے ایسے فشار کے قابل

جھٹک کے خاک گنہگار کی وہ کہتے ہین
نہین یہ دامن پاک اس غبار کے قابل

وسیع ہے تری رحمت مرے گناہ کثیر
حساب اُسکا نہ یہ ہین شمار کے قابل

سوال بوسۂ دندان پہ یار کہتا ہے
نہین فقیر دُر شاہوار کے قابل

کفن پہنتے ہین ہم غیر کی نظر نہ لگے
کہ ہے یہ وضع عدم کے دیار کے قابل

شراب طیب و طاہر کا جام دے ساقی
سمجھ یہ نہین مجھہ بادہ خوار کے قابل

منگائین ہم خبر رہروان ملک عدم
پیام بر جو ملے اُس دیار کے قابل

ہر ایک گیسوی مشکین تراختن کا ہے مول
ہر ایک تار خراج تتار کے قابل

بنا کے سرمہ مری خاک آنکھین چھپاؤ
پسا ہوا ہون نہین ایسے فشار کے قابل

سزا ملی ہے یہ گندم کو صبر آدم سے — کہ ہے جہان مین پس پس کے نار کے قابل
مرے تڑپنے کو کافی کہان ہی عرصۂ حشر — یہ تنگ جا نہین مجھ بیقرار کے قابل
یہ رو کے صاحبِ محفل سے شمع کہتی ہے — سمجھا کہ مین ہون تیرے فرار کے قابل
کمان گرچہ خمیدہ ہے پر ہے تیر افگن — عدو کا عجز نہین اعتبار کے قابل
تمہاری آنکھ کے سرمہ مین گر گیا مین زار — نئی زمین نکالی مزار کے قابل

زہے نصیب لطافت ہے جو وہ می خلد
بنے جو مومن و پرہیزگار کے قابل

تم ہو گلشن مین مقرر ہین شان بہبودی کے پھول — ملتجی ہین عارضِ رنگین سے بہبودی کے پھول
باغ کی دکھلائی ابراہیم کو تو نے بہار — بن گئے صحرا مین شعلے نارِ نمرودی کے پھول
فرش بزمِ یار پر ہے باغ کی گویا بہار — تختہ سوسن کا بنے ہین مخمل عودی کے پھول
بعد مرنے کے یہ دولت خاک مین ملجائیگی — ای دنی نفعے نہ کھا کھا کر زرِ سودی کے پھول
بلبلین کہتی ہین سنبل سے پریشان ہوگا تو — حسن دکھلا کر نہ اپنے گیسوی دودی کے پھول
اسقدر کیون جلد جاتی ہے تو اے فصلِ بہار — باغ مین بلبل سے شاکی ہین تیرے زودی کے پھول
بات ہو بلبل سناؤ باغ مین تم زمزمے — ہین بہت مشتاق اے گل لحنِ داؤدی کے پھول
وصل مین گر چٹکیان لے ناز سے وہ گلبدن — نیل سیرے جسم پر جو دی ہون داؤدی کے پھول
عشق مین جانا خلیل اللہ کا تھا طرفہ بہار — فرسخون جاتے تھے اوڑ کر نارِ نمرودی کے پھول
ہجر مین اس گل کے جب اٹھا مرا طوفان اشک — کیا اثر تھا سنگریزے ہوگئے جودی کے پھول
باغ مین منعم کسی کو آنے کیون دیتا نہین — کیا ہو اشرفیان سمجھتا زرد داؤدی کے پھول
دیکھتے ہی دیکھتے آنکھون سی غائب ہوگئے — تھی بہار ایکی انارِ خاک بارودی کے پھول
ہم نہین صیاد کا دل آہ سے کر دو جو نرم — عندلیبو ہون مقرر اعجاز داؤدی کے پھول
وہ شگفتہ دل ہو ہمنین بیتی اگر کی جب چلے — جابجا گر کر لحد پر بن گئے عودی کے پھول

ای لطافت اوسنے مستی ملکے جب کین کلیان
باغ مین کیا پھولے عودے عودی و اودی کے پھول

ردیف میم

سنسان بعدِ قیس ہوا جبکہ بن تمام
آیا ہمارے حصہ مین دیوانہ پن تمام

شیرین وشون کے عشق مین مرنیکی ملتی داد
افسوس ہمسے پہلے ہوا کوہکن تمام

چشمان یار کی جو مین وحشی کرون ثنا
آنکھین چرائین دشت مین مجھسے ہرن تمام

سینے جو ہجر یار مین کی آہِ آتشین
جلکر زمین پہ تن سے گرا پیرہن تمام

وہ گلبدن اکڑ کے چلا ہے جو باغ مین
گڑگڑ گئے ہین شرم سے سروِ چمن تمام

جلوا مرے صنم کا اگر دیکھین اک نظر
توڑین بتون کو دیر مین خود برہمن تمام

شیرین نے کی نہ بات نہ دیکھا اُٹھا کی آنکھ
آخر اسی ہوس مین ہوا کوہکن تمام

کیا بات ہے دہان صنم کی خدا گواہ
ہین تنگ اسکے وصف مین اہلِ سخن تمام

گر وہ اُلٹ دین چہرۂ شفاف سے نقاب
حیران مثلِ آئنہ ہو انجمن تمام

دستِ جنون سے چھوٹے پس مرگ بھی نہ ہم
ہے چاک چاک مثل گریبان کفن تمام

ہو شاخِ آبنوس اگر شمع جلکے آئے
ایسا سیاہ ہے مرا بیت الحزن تمام

وہ گل جو بات ناز سے کرتا ہے بزم مین
ہوتے ہین تنگ دیکھ کے غنچہ دہن تمام

دورِ فلک مین واسطے کامل کے ہے زوال
پڑتا ہے دیکھو بدر پہ اکثر گہن تمام

سوز و گداز دیکھو جو پروانہ مرگیا
جل جل کے غم سے ہوگئی شمع لگن تمام

زندہ سدا رہیگا لطافت جہان مین کون
جب آکے شش جہت مین ہوے پنجتن تمام

جاتے ہین سوے ملکِ عدم اس جہان سے ہم
اب تنگ آگئے ستمِ آسمان سے ہم

بعدِ فنا لحد بھی ہماری ہمین بنی
بیٹھے تو پھر اُٹھے نہ ترے آستان سے ہم

بی اُون دختِ رز پہ نگہ ڈالین کیا مجال
باہر نہین اطاعتِ پیرِ مغان سے ہم

آئینہ دیکھنے نہین دیتا ترا جمال
گر حکم ہو ہٹا دین اسے درمیان سے ہم

سب رہروان ملکِ عدم آگے بڑھ گئے
ہین پیچھے پیچھے گردِ پسِ کاروان سے ہم

کہتے ہین میرے بعد مجھے یاد کرکے وہ
لائین اب ایسا چاہنے والا کہان سے ہم

کھلتا کسی طرح نہین اُنکے دہن کا بھید
پوچھین گے ایکدن کسی اہلِ زبان سے ہم

آوازِ صور سے بھی نہ چونکین گے حشر کو
غافل ہین ایسے موت کے خوابِ گران سے ہم

دیتا ہے یہ خدا ہمین ہر وقت گالیان
اے عشق عاجز آگئے ہین اُس بدزبان سے ہم

ظالم اک طرف یہ سنگِ حوادث بھی گر لگا
کچھ ہو وگر دبین گے نہ اس آسمان سے ہم

کافی بس اپنی آہِ رسا لاغری مین ہے
روز اونکے گھر مین جاتے ہین اس نردبان سے ہم

یارو نہ پوچھو ہاے تمہین کیا بتائین
اس دل پہ چوٹ کھا گئے ہین آئے کہان سے ہم

کمبخت اوسکے در سے اوٹھاتا ہے رات کو
اب قصد ہے کہ ساز کرین پاسبان سے ہم

وہ آج مانگتے ہین اشارے سے دل مرا
مطلب یہ ہے کہینگے نہ اپنی زبان سے ہم

سینہ پہ داغ درد ہے دل مین جگر مین زخم
یہ تین تحفہ لائے ہین یارو وہان سے ہم

ناقدر سے جہان مین لطافت غرض نہین
لینگے سخن کی داد کسی قدردان سے ہم

ردیف نون

ہوئی قیدِ حیات آفت عزیزو ناچار جانا ہمین
ہمارے جسم مین ہے روح یا یوسف ہے زندان مین

ہوئی اجلاف ناہمسر ہے دورِ چرخِ گردان مین
کہ جیسے سنگ ہم پلہ جواہر کے ہو میزان مین

نہین افشان ہے در سی حسن سے اس لب پیشانی پہ
تماشا ہے نظر آتے ہین جگنو سنبلستان مین

ملک مین ہی نہ پری ہونمین نہ حور و نمین نہ غلمانمین
ادا و غمزہ و ناز و کرشمہ ہے جو انسانمین

پری رو تیرے دیوانہ کے مرنے سے ہی ویرانہ
پہاڑونمین بیابانونمین بازارونمین زندانمین

حنا بستی ہی شمشادِ چمن پامال ہوتے ہین
وہ جب اٹھکھیلیون کی چال چلتے ہین گلستانمین

محبت سی قسم کھاتے ہین میرے سر کی کیون قاتل
دبا جاتا ہونمین غیرت کے مارے بار احسانمین

رخ و پیشانی و گیسو و لب کا انکی ٹہرہ ہے
حلب مین چین مین تاتار مین شہر بدخشانمین

کیا جوشِ جنون نے لاغری مین کیا مجھے خاتر
اولجھہ کر ہاتھہ میرا رہ گیا تارِ گریبانمین

نہین موے سیہ پشتِ لبِ رنگین جانان پر
دہوان اے جوہری ہے آتش لعل بدخشانمین

تری زلفون کے سودے مین نہ صحرا سی کہین نکلا
بنا زنجیر پا مجکو ہر اک جادہ بیابانمین

لپٹ کر رات بھر کیا چین سے ہم ساتھ سوتے ہین
بہت صحبت ہے گرم اوس آتشین رخسے شبستانمین

پھڑک کر ہجر گل مین دم نکلجاے جو بلبل کا
تو اے صیاد اسکو دفن کر دینا گلستانمین

جو مین داغِ عزیزان لے کے آیا فاتحہ پڑھنے
ہوا لطفِ چراغان رات کو گورِ غریبانمین

بنا کر قبر اپنی چین سے سوؤن قیامت تک
ملے اے آسمان دو گز زمین کوے جانانمین

صفت اُس چشم کی صحرا مین لکھون شاخ آہو سے
سیاہی ہے دوا تونکی طرح چشم غزالانمین

دلِ پرداغ مین جلوہ ہے اُسکے روی روشن کا
گلِ خورشید پھولا دیکھنا سرو چراغانمین

ترا احسان بعدِ مرگ اے بادِ صبا ہوگا
ہماری خاک پہنچانا اوڑا کر کوے جانانمین

گمان ہوتا ہی مجکو ہین کنوئین مین حضرت یوسف
نہایت حسن سے ہے خال اُس چاہِ زنخدانمین

الٰہی خیر دیکھین آج سر کٹتا ہے کس کس کا
سحر کو اوٹھہ کے منہ قاتل نے دیکھا تیغ عریانمین

اٹھائین دھوپ گر اک روز مجھ مجنون کی صحرا کی
پڑین کانٹے زبانِ خشک ہر خارِ مغیلانمین

نہ کیون یہ شش جہت تا زندگی زیرِ نگین رہتے
جنابِ پنجتن کے نام تھے مہرِ سلیمانمین

جنون مین بھی مری عزت ہے خالق کی عنایت سے
قدم لیتے ہین کس تعظیم سے کانٹے بیابانمین

قدم جوشِ جنون مین جانبِ صحرا جو ہٹتا ہے
ہمارے پاؤن پڑتی ہے ہر اک زنجیر زندانمین

دلا کیا فخر جا ہے سفلہ گر محفل مین اعلےٰ ہے
ہمیشہ سے سبک بالا گران پائین ہی میزان مین

لڑکپن مین بھی وصل عاشق و معشوق سے چھوٹا تھا
پر بلبل کی رکھتا تھا نشانی مین گلستان مین

وہ رشکِ مہر تل بیٹھا ہے صدقے ہی دلِ عاشق
منجم کہہ رہے ہین آفتاب آیا ہی میزان مین

میسر وصل دلبر کا نہین ہوتا لطافت کو
گذرتے ہین یونہین دن ہجر کے امیدواریان مین

دلا صنم کی کمر کا خیال ہے کہ نہین
لگی ہے چوٹ تو شیشہ مین بال ہے کہ نہین

دکھا کے چاند کو داغی وہ فخر سے بولے
بتاؤ حسن کو میرے کمال ہے کہ نہین

دکھا کے آئنہ کہتا ہون یارِ نوخط سے
اس آفتاب کو دیکھو زوال ہے کہ نہین

وہ ترک قتل مجھے کر کے طعن سے بولا
بتاؤ بوسہ کا اب بھی سوال ہے کہ نہین

بتون کے ہجر مین برسون سے دل تڑپتا ہے
مرے نصیب مین یارب وصال ہے کہ نہین

عدم مین جاؤن گا تو شاعرون سے پوچھونگا
بتاؤ وصفِ کمر کا محال ہے کہ نہین

دکھا کے چاند کو انگلی سے وہ قمر بولا
بتاؤ ہمسرِ ناخن ہلال ہے کہ نہین

کسی کے کہنے کا انکو اگر یقین نہو
خود آ کے دیکھین مرا غیر حال ہے کہ نہین

عوض مین بوسہ کے دل لے کے میرا وہ بولے
بتاؤ عاشقو ارزان یہ مال ہے کہ نہین

دکھا کے کان کی بجلی وہ مجھسے کہتے ہین
بتاؤ حلقہ بگوش اب ہلال ہے کہ نہین

مریضِ ہجر سے وہ بعدِ وصل پوچھتے ہین
مزاج اب تو تمھارا بحال ہے کہ نہین

نہ زمین کوئی قارون سے پوچھ لے جا کر
وبال واسطے انسان کے مال ہے کہ نہین

ہمیشہ انکو ہے اٹکھیلیون کی چال سے کام
نہین خیال کوئی پائمال ہے کہ نہین

بشر سے نزع کے عالم مین موت کہتی ہے
گنہ سے اب بھی تجھے انفعال ہے کہ نہین

گلے لپٹ کے لطافت سے بولے وہ شبِ وصل
بتاؤ ہجر کا اب بھی ملال ہے کہ نہین

سودا کے داغ سر سے پا تک ہین میری تن مین
ہی عشق بجلس بدلے حاضر ہر انجمن مین
مژگان کہبی ہین دل پر کیا عشق گلبدن مین
باندھا ہی اس خطا پر اُسنے مجھے رسن مین
آوارہ تھے جو عشق گیسوے پُر شکن مین
مشغول ہون جو وصف دندان سیم تن مین
گر چشم دل ہو بینا جاؤن نہ مین چمن مین
دندان قرب لب ہین اُس شوخ کے دہن مین
دندان کا ہی تصور ہین چشم تر مین ہر لشو
دیکر فشار جسم خاکی سے قبر بولی
کانٹے خط سیہ کے بڑھ کر نکالتے ہین
وہ زار ہون کہ مجکو وصل حسین سدا ہے
سر پھرتے پھرتے میرا فرقت مین تھک گیا ہے
کیا توسن صنم کی چالاکیون کو لکھون
چوٹی مین اوس پری کے موباف نقرئی ہے
کس درجہ صبح فرقت بے نور چاندنی تھی
ہی تنگ تیرا عاشق کسطرح وصف لکھے
خط رخ پہ ہے نمایان للہ بوسے دیجے
بولی دوات لکھا جب وصف اُن لبون کا
گردش جو ہے ہمیشہ کہتی ہے چشم جانان
فرہاد قیس وامق پروانہ کبک بلبل

مجنون سے کوئی کہدی پھولا ہے ڈہاک بن مین
پروانہ محفلون مین بلبل ہے ہر چمن مین
پھولون کی بدلے کانٹے بوئے ہین اس چمن مین
بے آبرو ہوا ہون گر کر چہہ ذقن مین
مانند مشک آئے پھر کر نہ ہم وطن مین
ہی آبرو بھرے ہین موتی مرے دہن مین
ہی چار باغ عنصر کی خود بہار تن مین
شان خدا ہے موتی پیدا ہوے یمن مین
کیا پھول موتیے کے پھولے ہین اس چمن مین
کیون ہم بغل نہون ہین آیا ہے تو وطن مین
دل گر پڑا ہے کسکا اُنکے چہہ ذقن مین
بن بن کے بو رہا ہون یوسف کے پیرہن مین
بیٹھا رہا اوٹھائے رنج سفر وطن مین
چھل بل نہ یہ پری مین شوخی نہ یہ ہرن مین
بجلی چمک رہی ہے کس حسن سے ختن مین
مین مردہ دل یہ سمجھا کافور ہے کفن مین
اک نقطہ کی سمائی مشکل سے ہے دہن مین
خیرات کیجیے کچھ خورشید ہے گہن مین
شکر بھری ہوئی ہے گویا مرے دہن مین
حاصل ہے ہمکو دیکھو سیر سفر وطن مین
شاگرد میرے یہ سب ہین عاشقی کے فن مین

اسلام کے ہی پردے میں کفر شیخ نہان
تسبیح ہے پرو لی زنار برہمن میں

آئینہ ہاتھ میں ہے آنکھیں ہیں وہ لڑتے
نرگس کی سیر ہوتی ہے حسن کے چمن میں

وابستہ کربلا سے ہے دل ترا لطافت
کام آئے گا یہ ذرہ بعدِ فنا کفن میں

گل کی لیے ہوئی ہے فرقت جو روح و تن میں
بلبل کے پھول کر دے اے باغبان چمن میں

کیا شاد حشر کو ہی عاشق کی روح تن میں
جیسے سفر سے آئے پھر کر کوئی وطن میں

لیں چٹکیاں جو اُسنے تو نیل ہیں بدن میں
سوسن کا تختہ پھولا ہے خوب اس چمن میں

اُف رے غضب کی سوزش سودی کی آگ بدن میں
صورت سے میری جلتا ہے ہر خار تن میں

لیلی کی بو سے عاشق حسرت سے رو رہے ہیں
ہی آنسوؤں کا پانی آنکھ کے چہرۂ فتن میں

عبرت کی جا ہی دیکھو وہ خاک میں پڑے ہیں
مٹی کا عطر جنکو تھا بار پیرہن میں

حسرت سے ہاتھ اپنی کیونکر ملے نہ عاشق
ہیہات ہاتھ اسکا ہو دست برہمن میں

ہر ایک سی صدف میں ہے یہ صدا گہر کی
بے آبرو رہیگا جب تک ہی تو وطن میں

باغِ جہان ہے فانی بلبل نہ دل لگانا
غنچہ چٹک کے ہر دم کہتے ہیں یہ چمن میں

مجھ زار کو جنون ہے عشقِ بتان میں یارو
بدلے رسن کے باندھو زنار برہمن میں

پہلے پہل جو آیا صحرا میں تیرا مجنون
تعظیم کو بگولے ہر سو اٹھے ہیں بن میں

اللہ رے بعد مردن تاثیر آہِ سوزان
چنگاریوں کی صورت کافور ہے کفن میں

ہی رعب دشمنوں پر خاموش گو کہ میں ہون
شمشیر میان میں ہے یا ہے زبان دہن میں

عشقِ بتان میں ہم ہیں بعدِ فنا بھی نالان
ہیں صرف ہڈیاں بھی ناقوس برہمن میں

منہ سے جو منہ ملایا لب ہو گیا معطر
خوشبو گلاب کی سی اس گل کی ہے دہن میں

شمع کی کیون نہ میت ہو قبر میں برہنہ
شاباش کہہ رہے ہیں اک بردہ ہے کفن میں

اُس شعلہ رو کو محفل میں رات پھر دعا دی
گر شمع کی زبان ہو گلگیر سے دہن میں

دونابنا کی پتی کا پھول اوسنے رکھے — ثمرہ ملا تو کیا کیا پھولا ہی ڈھاک بن مین

شکر یہ اپنے قاتل کا کچھ ادا کرین ہم — گر تیر کے زبان ہو ہر زخم کے دہن مین

تسبیح پاس اوسکے زنار اسکا بانا — بی شبہ رشتہ داری ہی شیخ و برہمن مین

فانوس مین ہے جیسے خاموش شمع جلتی — جھلکتا ہی تن ہمارا اسطرح پیرہن مین

آیا خزان کا موسم کانٹو گلون کو اپنے — یہ برگ خشک خنجر ہین بلبلو چمن مین

دیوانون کو ہوا ہے صحرا مین کیا تماشا — اک آگ سی لگی ہے پھولا ہی ڈھاک بن مین

رائج ہوے ہین جیسے دینار داغ دل کے — خورشید و ماہ دونو کھوٹے ہوے چلن مین

جی جاؤن مرکے شاد رہی روح کیا مزا ہو
دم نکلے اسے **لطافت** گر عشق سیمتن مین

ہو گئے صد چاک کہا دل نے کہ حیران ہون مین — کسی دیوانے کا شاید کہ گریبان ہون مین

لاغری جیسے بڑھی بندہ احسان ہون مین — ساتھ رہتا ہون ترے سایہ مین پنہان ہون مین

تیری بیباکیون سے بزم مین حیران ہون مین — تھرہے بوسے تو لے غیر پشیمان ہون مین

ہجر کی رات نہین صبح کا خواہان ہون مین — شام سے مثل سحر چاک گریبان ہون مین

آئنہ دیکھکے نیرنگ جہان کہتا ہے — آنکھ جس روز سے کھولی ہی حیران ہون مین

چاندنی آکے ہر اک گھر مین ہی کہتی شب کو — زینت خانہ ہون ناخواندہ وہ مہمان ہون مین

دست وحشت مین جو گستاخ تو کہتا ہی ہلال — کیون نہ پوشیدہ رہون شکل گریبان ہون مین

ناز سے کہتے ہین وہ ہجر کا کیون شکوہ ہے — یہ تو ظاہر ہے کہ دل مین ترے پنہان ہون مین

ہتکڑی سے یہ مرے طوق نے وحشت مین کہا — آستین تو ہی جنون مین تو گریبان ہون مین

ناز سے کہتی ہی وہ تیغ مثال معشوق — کیا گلے لوگ لگاتے ہین جو عریان ہون مین

آج بوسی لب رنگین کے لپٹ کر لون گا — وہ خفا ہونگے تو کہدونگا پشیمان ہون مین

مومنون سے یہ صعوبت مین سہے دنیا ہی — طالب عیش نہو مجھ مین کہ زندان ہون مین

شمع پر جلکے کہا بزم مین پروانے نے
جا مرے سر پہ ناخوانده وه مہمان ہون نہین

آتے جاتے انھین دیکھون نہ رقیب آنے پائے
کیا مزا ہو جو در یار کا دربان ہون نہین

دانۂ خال یہ کہتا ہے نہ کیونکر ہون سیاه
آتش حسن رخ یار سے بریان ہون نہین

میرے محبوب کو دیکھا تو کہا یوسف نے
نام کو خلق مین مشہور حسین ہان ہون نہین

روح قالب مین جو پہلے پہل آئی تو کہا
صاحب خانہ ہوے ہم کے وه مہمان ہون نہین

استخوان ہین فقط اعضا مرے گر مر جاؤن
کیا مزا ہو دہن گور مین دندان ہون نہین

شمع کہتی ہے ہر اک بزم مین نامحرم ہین
کیون نہ پروانے جلین دیکھکے عریان ہون نہین

چشم عاشق ہی عجب رشک سی کہتی شب وصل
لوٹتا دل ہے مرے اور نگہبان ہون نہین

بعد وصل اونکو بہی کہکے منا لیتا ہون
توبہ توبہ ہوئی تقصیر پشیمان ہون نہین

غفلت عشق یہ کہتی ہے کہ ہشیار رہو
موت تعبیر ہے وه خواب پریشان ہون نہین

عشق کا راز جو تھا دل مین ہوا وه افشا
ہاے رونا تو اسی کا ہے کہ گریان ہون نہین

شرم کہتی ہے غنیمت ہے یہ نیچی نظرین
چند دن یار جو کمسن ہے تو مہمان ہون نہین

شکر ہے فخر سے کہتا ہے وه محبوب حسین
پیار کرتے ہین لطافت مجھے نازان ہون نہین

طلب ہون بہر سزا حسن پر نگاه کرین
اراده ہے عمداً ہم ترے گناه کرین

دہان تنگ پہ انکے اگر نگاه کرین
نشان بوسۂ عاشق کا اشتباه کرین

تمھارے مصحف رخسار پر نگاه کرین
ثواب ہو جو ہم اسطرح کا گناه کرین

لحد مین کاسۂ سر پر اگر نگاه کرین
مجال کیا ہے جو فرق گدا و شاه کرین

فرشتے لکھ کے عجب کیا جو واه واه کرین
اگر کرین بھی تو ہم عشق کا گناه کرین

وه زلفین انکی کو بڑھ کے رو سیاه کرین
سزا ملے جو رخ یار پر نگاه کرین

غضب ہے جان کے رزاق اسے نہین قانع
رحیم جان کے الله کو گناه کرین

نہ دوست درہم و دینار کو رکھا اسنے
ادا سے آئے وہ خوش قد تو ملکے سب اٹھے
یہ جل کے کہتا ہی شیطان خبیث نفسون سے
جفا و ظلم کے شکوے سنے تو اُسنے کہا
اشارے دیر سے ہم کر رہے ہین دلکو لیئے
ستون کا عشق کیا دل نے شاہد آنکھین ہین
یہ ہاتھ کھینچ کے تکیہ کرے توکل پر
سکھاتے بزم مین عشاق کو ہین پروانے
بنا ہی فقر کی دولت سے بوریا مسند
چلے ہین دشت کو لین ساتھ مجمع اطفال
جہان تیرہ مین ہم یون فقیر آئے ہین
جنون مین آبلے یہ پاؤن پڑکے کہتے ہین
وہ بوسی یار کے لین اور مین جلون سے عشق
سمجھ کے غیر وہ میرے گلے لپٹ جائین
مجھے ہی خوف نہ عاشق کہین نہی سمجھین
سکھا کے اشہدان لا آلہ الا اللہ
خدا کے رحم پہ نازان ہون کاتب اعمال
نہ سبحہ غم مین ہوا ہون سی دل تہ و بالا
فلک نے عشق مین اُسکے دکھا کے صبح کیا
عدو تہ فلک سبز سبکی دنیا ہے
خموش عشق مین بیٹھے ہوے ہین دل پکڑے

شمال کعبہ کہین دل نہ یہ سیاہ کرین
بلند نعرہ قد قامت الصلوٰہ کرین
غضب ہی نام تو میرا ہو خود گناہ کرین
حضور اب کوئی معشوق خیر خواہ کرین
ادہر وہ ناز سے کب دیکھنے نگاہ کرین
بپا نہ حشر قیامت مین یہ گواہ کرین
در فقیر کا دربار پادشاہ کرین
کہ یون خموش جلین عشق مین نہ آہ کرین
فقیر کیون نہ لقب اس جہانمین شاہ کرین
جنون مین شاہ ہین پھرتی نئی سپاہ کرین
گدا گذارات کو جس طرح بھینس شاہ کرین
کہ ہم عطا سر ہر خار کو کلاہ کرین
سزا ملی مجھے اغیار جب گناہ کرین
عجب مزا ہو کسی دن جو اشتباہ کرین
حسین تم ہو نہ یوسف کا اشتباہ کرین
خدا کی شان ہے بندے کو وہ گواہ کرین
ثواب چھوڑتے جائین رقم گناہ کرین
ہوا کے جھونکے نہ کشتی کہین تباہ کرین
کبھی تو آٹھ پہر بعد ہم بھی آہ کرین
تصور اسکو سدا آب زیر کاہ کرین
حضور کہیے اجازت ہی ہم بھی آہ کرین

یہ مہر کرتی ہے فریاد اہل دنیا کے
کہ اپنا نام ہو اور مجکو روسیاہ کریں

اوٹھے گا بوجھہ نہ کاجل کا آنکی آنکھون سے
قرین ہے زلف سیہ ناز سے نگاہ کریں

تمھارے چاہنے والون کو حور سے کیا کام
نہ جائین خلد مین اس قصد سے گناہ کریں

مشاعرون کا نیا رنگ اے لطافت ہے
رفیق لاتے ہین شاعر کہ واہ واہ کریں

شیشۂ مے جھک گیا ای پیر مغان ملتا نہین
جب گلے سی ساغر تشنہ دہان ملتا نہین

مین جو کہتا ہون کہ بوسہ جان جان ملتا نہین
ہنسکے کہتے ہین ڈھٹائی سے کہ ہان ملتا نہین

کیا کہین جانا کسی صورت وہان ملتا نہین
چاہتے ہین لاکھہ لیکن پاسبان ملتا نہین

ہے زبان پیری مین دندان کا نشان ملتا نہین
چاہ مین یوسف تو ہے پر کاروان ملتا نہین

غیر کے امداد کے محتاج کب ہین اہل خیر
کشتی سائل کو زور بادبان ملتا نہین

زار و لاغر تھے بناتے قبر اپنی ہم وہین
کیا کہین اس پای نازک کا نشان ملتا نہین

کون کون اسکی جفاؤن سے ہین پیوند زمین
خاک مین اسے آہ کیون یہ آسمان ملتا نہین

اب کہان دندان دہن مین ہو چکا سر بھی سفید
دن کو اے غافل سرا مین کاروان ملتا نہین

عارض شفاف جانان ہین مثال آئینہ
لاکھہ بوسے لے کوئی لیکن نشان ملتا نہین

کیون تعجب ہے صف مژگان پہ آئے ہین جو اشک
راہ مین کیا کاروان کو کاروان ملتا نہین

عشق کا دل پر لگا ہے تیر ہو کیونکر علاج
زخم وہ پنہان ہے یہ جسکا نشان ملتا نہین

مانگتا ہون دل تو ہنسکر ناز سے کہتے ہین وہ
کیجیے فریاد ڈھونڈھا ہمنے ہان ملتا نہین

وہ پیام وصل پر انکار کرتے ہین سدا
خبر نہین ہمکو جواب اکرو زبان ملتا نہین

دل لگانیکا ہوا ہے شوق پیری مین ہمین
کیا کہین کوئی حسین نوجوان ملتا نہین

کیون تقاضا ہے کہانے لاؤ نہین تیرے لیے
خوش مزہ عزت سے لقمہ اے زبان ملتا نہین

عشق ہے نیرنگیان اپنی دکھاتا ہر جگہہ
بنکے یہ ہر رنگ مین پانی کہان ملتا نہین

عشق گل مین کسقدر بلبل ہی گم کردہ حواس — چھوٹتی ہی جب قفس سے آشیان ملتا نہین

ہجر کا جاگا ہون مانگون گر ملین اصحاب کہف — ہو گیا سوداگرانِ خواب گران ملتا نہین

قتل کرکے مجھکو اُسنے اپنے کوچہ مین کہا — ٹھنڈی ٹھنڈی جائیے رہنا یہان ملتا نہین

گر پڑینگے ایکدن چاہِ ذقن کی چاہ مین — قبر سے بہتر کوئی اندھا کنوان ملتا نہین

زار تھے ہم بام پر آئے تو حیران کیون ہو تم — سایۂ دیوار جائے نردبان ملتا نہین

خط مرا دیکھا تو اُسنے گالیان دے کر کہا — اور کچھ انعام اے قاصد یہان ملتا نہین

پھر گلستان مین کھلے گل پھر چلی بادِ بہار — پھر ہوا پر سے مزاجِ باغبان ملتا نہین

پیر کی تائید سے ہین بہرہ ور سوتے جوان — تیر کو ہرگز نشانہ بے کمان ملتا نہین

واہ چھوٹا منہ بڑی بات ایسی کج بحثی بری — اس دہن سے کچھ بھی غنچہ کا دہان ملتا نہین

چار دن کا ہی تماشا ای غافل اسکو رکھ عزیز — روٹھ جاتا ہے تو پھر یہ میہمان ملتا نہین

شعلہ رویون کی محبت مین ہون جلکر مثلِ شمع — اور کچھ تن مین مرے جز استخوان ملتا نہین

اس بہانہ سے وہ کرتے ہین مرا دل چاک چاک — ڈھونڈھتا ہون تیر مین اپنا یہان ملتا نہین

ہجر کی بندہ نوازی ہی عجب احسان ہے — ناتوان ہون خواب بھی مجکو گران ملتا نہین

قبر سے اندھے کنوئین مین ڈالکر سب چل بسے — کیا کہین کس سے گلہ وہ کاروان ملتا نہین

عشق کا طرفہ اثر دیکھا کہ ہی نایاب وصل — لب سے لب اس لفظ مین بھی ای زبان ملتا نہین

پار اوترنا بحرِ عصیان سے ہے مشکل ای تخیل — ہاتھ سے سائل کے جبتک ہاتھ یان ملتا نہین

ای لطافت فکر کر اب وہ سفر درپیش ہے
کوئی جز اعمال رستے مین جہان ملتا نہین

کئی دلبر ہین کسی ہوش ہے پہچانے کون — لیگیا دل مرے پہلو سے خدا جانے کون

مہر و مہ دیکھ کے ساقی سے کہا مستی مین — بھر گیا مے سے یہ بلّور کے پیمانے کون

انکو عشاق سے نفرت ہے تو کرتے ہین تلاش — ساتھ لے آیا مری بزم مین پروانے کون

چاہنے والے کا دیوانہ رکھا تمنے خطاب
سچ ہی نادان کی باتونکا برا مانے کون

خوانِ غم بھر کے یہ عشاق سے کہتا ہی فلک
آئیگا دیکھیے الفت مین اسے کھانے کون

دشت دکھلا کے یہ مجنون سے جنون کہتا تھا
کیسے دلچسپ پسند آئے ہین ویرانے کون

آج اترائی ہوئی کیون ہے نسیم سحری
صبح کو باغ مین آیا تھا ہوا کھانے کون

سخت جان اسنے کہا مجھکو کٹے دل مین رقیب
دیکھنا کسکی ندامت ہو برا مانے کون

ہاے ای شمع نہ اتنا بھی سحر کو پوچھا
مرگئے جلکے پتنگے بزم مین پروانے کون

کہتے ہین تیر مژہ میری کمان ابرو کے
کسکو فرصت ہے چھٹنی دلکو ترے چھانے کون

کہا اس مست نے دیکھی لب دریا جو حباب
اوٹھ گیا چھوڑ کے اولٹے ہوے پیمانے کون

کچھ بنائے ہوے گھر بیٹھی ہین کچھ دشت نشین
عاقلو سوچو کہ دنیا مین ہین دیوانے کون

انتظار اسکا شب وصل یہ تھا جو آیا
بڑھ کے ہر مرتبہ پوچھا دل شیدا نے کون

شمع کہتی ہے برہنہ ہین جو محفل مین ہم
چلنے والے ہین عبث بزم مین پروانے کون

ایسا صبح کو جل بھر کے یہ دیتی ہے صدا
کسکی تقدیر کے ہین کھائیگا یہ دانے کون

چلو ون سی جو شراب اسنے پلائی تو کہا
شکر کر کون ہے ساقی ترا پیمانے کون

آستین چاک ہے پھبکن ہین گریبان نہین
ایسی پوشاک کے موجد ہوے دیوانے کون

پوچھہ لونگا مین اُنہہ سے لطافت دم حشر
مول لیتا گہر اشک کے ہے دانے کون

بلبلون کی نہ اسیری گئی بازارونمین
کہ لگائے گئے دام آکے خریدارونمین

جب جوانی تھی مزے اوڑتے تھے دلدارونمین
جشن تھے قہقہے تھے چہچہے تھے یارونمین

نام کو ایکی بہار آئی تھی گلزارون مین
چہچہے بلبلون کے رہگئے منقارون مین

چرخ کہتا ہے انھین دیکھ کے دلدارونمین
آپ یکتا ہین زمانے کے ستمگارونمین

اک نہ اک ظلم طبیعت سے ہی ہر وقت ایجاد
آپ یکتا ہین زمانے کے ستمگارونمین

اک نہ اک ظلم طبیعت سی ہی ہر وقت ایجاد
آپ یکتا ہین زمانے کے ستمگارون مین

وہ ستم دوست ہون یہ پوچھ کے دل دیتا ہون
آپ یکتا ہین زمانے کے ستمگارون مین

عشق گل کرکے ہی یون برگ خزان مین بلبل
جسطراح کوئی گنہگار ہو تلوارون مین

داغ حسرت دل سوزان مین جو ہین آہ نکر
عیب کی جا ہے دہوان ہو اگر انگارون مین

کیون نہ دہارے انھین دریا شہادت کی کہون
گہاٹ بھی باڑہ بھی ہے آب بھی تلوارون مین

خیر حسرت زدہ ہین تم نہ لڑاو آنکھین
نفع کیا ڈہیلے لگاتے ہو جو دیوارون مین

سیکھ لی کیا ترے عاشق کی نشست و برخاست
بیٹھنے اوٹھنے کی عادت ہے جو دیوارون مین

پرزے پرزے خط رنگین جو مرا اوسنے کیا
بلبلین جان کے گل لیگئین منقارون مین

سرو استادہ ہین یون باغ مین گل تخت نشین
حال مفلس کا ہو جس طرح سے زردارون مین

تنگنین فرش کی زندان ہین تری فرقت مین
قید ہون لاغری و ضعف سے دیوارون مین

کیا کسی بت کے ہین دیوانے برہمن سارے
جکڑے جاتے ہین لڑکپن سے جو زنارون مین

دل پہ جو کچھ کہ گذرتی ہے خبر دیتے ہین
اشک ای دیدۂ تر ہین مرے ہرکارون مین

داغ الفت سے سدا ہے مرے دل کو آرام
چین ہے مثل سمندر اسے انگارون مین

جذب الفت سے مری طرح جو دم گل کا بھرو
بلبلو پھول کی بو ہو ابھی منقارون مین

وہ گنہگار ہین احسان نہو اقبر کا بھی
دب کے ہم رہ گئے اعمال کے پشتارون مین

مٹھیان بند ہین غنچون کے کھلے دست حنا
مفلسون مین ہے کرم بخل ہے زردارون مین

کیا بھرے گا اسے خون شہدا سے ایچرخ
صورت کاسۂ خالی ہے جو تلوارون مین

پیری آتے ہی گئے دانت ستارہ بدلا
جو کہ ثابت تھے وہ شامل ہوئے سیارون مین

نظر آتا ہے پریشان جو چمن مین سنبل
ہائے یہ کس کشتۂ گیسو کے عزادارون مین

گل فروش اوس گل تر تک ہو رسائی شاید
جسم لاغر مرا ڈورے کے ہو جا ہارون مین

اوسکی دانتون کا ہنسی مین جو پڑے عکس نظر
آب گوہر نظر آئے مجھے فوارون مین

دل جلون کو جو سدا قتل ہین کرتے قاتل
اوسکی مژگان کا رہا بعدِ فنا بھی مجھے عشق
باغِ عالم مین بدون سے ہے ہر اک کو کھٹکا
بوی گل دیکھکے برباد عنادل نے کہا
داغ جو کھاتے ہین دنیا مین نہین انکو خلش
گل ہین پژمردہ خزان سے تو عنادل مین ہے شور

چھالے اس وجہ سے پڑ جاتے ہین تلوار نہین
ہڈیان صرف ہوئین تیر کے سوفار نہین
ہاتھ ڈالا نہین گلچین نے کبھی خار نہین
ہو بہار آکے یہ بسپا سے جو منقار نہین
پھول دیکھا نہین لاسکا کبھی خار نہین
نشل مستے ہین اٹھائے ہوسے منقار نہین

حشر مین ہوگا نہ ہرگز وہ لطافت گریان
جو حسین بن علی کے ہے عزاداروں مین

دلا محبت گیسو سے مشک بو تو نہین
چمن مین ہم گل و بلبل سے پوچھتے ہین کہ آئین
ہم اپنی جان نہایت عزیز رکھتے ہین
وہ بدگمان صنم آیا جو لاشے پر تو کہا
ہزار جان سے بلبل فدا ہے کیون اسپر
جو بیٹھے پھولون کے ہار اسکو بھیجے تو بولا
ہمین ہے وصل کی شب عید کا دن ایسا قی
بھرا ہے حسرت و ارمان سے یون تو دل میرا
وہ دل کو روندنے آئے تو پہلے یہ پوچھا
کہا یہ روندکے شیرین نے لالۂ کہسار
تمنا کسی کا جو مرنا تو دل نے مجھسے کہا
جو فصد لی ترے مجنون کی ہمدمون نے کہا
نکل وطن سے تو ہو قدر حسب کہین وانا

ہزار شکر پریشان کو بکو تو نہین
وصال و ہجر کی آپسمین گفتگو تو نہین
نہان کہین دلِ پر آرزو مین تو تو نہین
یہ دیکھنا ہے کہین لاش قبلہ رو تو نہین
گلون مین رنگ محبت وفا کی بو تو نہین
یہ پوچھ لو کہ محبت کی انمین بو تو نہین
بتا کہ شیشہ مئے گریہ در گلو تو نہین
ہزار شکر کہ دولت کی آرزو تو نہین
بتاؤ آپ مین کہین میری آرزو تو نہین
کہین یہی سرِ فرہاد کا لہو تو نہین
خبر منگاؤ کوئی میری آرزو تو نہین
ٹپک رہی ہین فقط حسرتین لہو تو نہین
کہ ہے صدف مین گہر جبتک آبرو تو نہین

نشانہ کرکے فرا دل وہ دیکھنے آئے
کہ نکلی تیر کے ہمراہ آرزو تو نہین

مری شراب کا لیتا ہے نام منبر پر
یہ پوچھ لے کوئی واعظ سے بے وضو تو نہین

سبب یہی ہے جو مجھے نزع مین وہ دیکھنے آئے
کہ نکلی دم کے بہانے سے آرزو تو نہین

علی کو کہیئے خدائی کا مالک و مختار
لطافت اتنا سمجھ لیجئے غلو تو نہین

زبان لب رنگ پان سے سرخ ہے دندان دلبر مین
خدنگ کی ہے پیدا لالی مچھلی آب گوہر مین

نمایان ہین رگین اسطرح میرے جسم لاغر مین
وصال ابدل ہو جیسے صفحہ قرطاس و مسطر مین

مری آنکھین نہین ہین کیفیتین ہین دو ساغر مین
پڑی ہین روز سے ہے دختِ رز مجہہ مست کے گہر مین

شبِ فرقت ہے کیا یہ نور آئی چاندنی گہر مین
سفیدی جس طرح بے نور ہو مرقد کی چادر مین

تصور ہے جو ان دانتون کا میرے دیدۂ تر مین
دُرِ شہوار آتے ہین نظر سبکو سمندر مین

یہ عالم لاغری کا اب تو پہنچا ہجر دلبر مین
کہ سب احباب مجکو ڈھونڈتے ہین بار بستر مین

نمایان پتلیان کب ہین ہمارے دیدۂ تر مین
مگر ہین آشنا و مردمِ آبی سمندر مین

ہوا ہے اب تو ایسا حال میرا ہجر دلبر مین
نہ خون تن مین نہ سینہ مین کلیجہ ہے نہ دل بر مین

پھڑکنے سے لگے دہبا لہو کا خاک شہپر مین
قفس مین خشک ہے بلبل کا خون یا دلِ تر مین

فلک سے کہدو نکلا ہے مرا خورشید رو باہر
سپند اختر کا ڈالے مجمرِ مہرِ منور مین

سمجھ کر شانہ کرنا اب کہے دیتے ہین مشاطہ
پھنسا ہے دل ہمارا یار کی زلفِ معنبر مین

فنا ہو دم جدائی مین اگر اوس سحر خوبی کے
تو کفنائیو مجھے سب آشنا پانی کی چادر مین

خرامان ہو کبھی اے سروِ قامت باغ مین چلکر
نہین دیکھی لڑائی ہمنے قمری و صنوبر مین

رہائی قید غم سے عاشق صادق کو ہے مشکل
سدا قمری اسیرِ طوق ہے عشقِ صنوبر مین

نہین اس غنچہ لب کی سرخ آنکھین نشہ مے سے
مئے گلگون بھری ہے دیکھ لو نرگس کے ساغر مین

گمان مجکو ہوا کوئی پری چلمن مین بیٹھی ہے
تہِ مژگان نظر آئی جو پتلی چشم دلبر مین

مرے اشکون سی ہین لخت دلِ سم خوردہ واں
زمرد کی ٹہرین کیا خوشنما ہین سلک گوہر مین

گلستان کی حکایت کیا کہون نادیدہ مین بلبل
اسیر دام آنکھہ سے میری کھُلی صیاد کے گھر مین

بکل ہاہر حسینون سے مقابل ہو کہُلین جوہر
عبث حیران بیٹھا ہے مثالِ آئنہ گھر مین

کوئی دیوانہ ہے کیا گھر بنانے کا ہوا موجب
کہ باقی اتبلک ہی سلسلہ زنجیر کا در مین

نہ کر تیرہ دل شفاف اپنا حرص دولت سے
سیاہی دیکھہ آجاتی ہے فوراً کیسہ زر مین

مری تربت پہ شبنم نے ہین ٹانکے رات کو موتی
زرِ گل سے تہلون کا لطف ہی پھولونکی چادر مین

کفن مین دیکھہ کر مجھکو فرشتے ہین بہت حیران
سمجھتے ہین گناہونکی بندہی ہے پوٹ چادر مین

بڑی دولت ہی کسو ہو کے رہنا بیقرارونکا
جگہہ ہے طائرِ قبلہ نما کے خانۂ زر مین

نہ خائف ہو جہنم سے نہ کر اندیشہ میزان ؔکا
معین ہونگے لطافتؔ چاردہ معصوم محشر مین

اب کہان ویسی تڑپ میرے دلِ بیتاب مین
بانٹ دی کچہہ برق مین ہے اور کچہہ سیماب مین

آتشِ عشق حسینان سے دل بیتاب مین
شعبدہ ہی آگ لو رکہتے ہین ہم سیماب مین

چاندنی مین اوس قمر نے جب دیا جام شراب
آفتاب آیا نظر ہمکو شبِ مہتاب مین

منعمون کی ہی لحد کو بھی زرِ دنیا کی چاہ
اشرفی کی بوٹیان ہین قبر کی کمخواب مین

دیکھہ تو اے جوہری سلک درِ دندان یار
خاک ہوگی یہ صفائی موتیون کی آب مین

موشگافی کر رہا ہون پیچ یہ کھلتا نہین
دام مین عنقا ہے یا اُسکی کمر ہے ڈاب مین

دشمنِ ہمجنس سے ہرگز خلش ہوتی نہین
خار چبھتا ہے کہان برگِ گلِ شاداب مین

آرسی مین دیکھیے سلکِ درِ دندان نہ آپ
آب گوہر مل نہ جائے آئنہ کی آب مین

جب کبھی آیا ہی اونکے ساتھہ سونیکا خیال
ہجر کی شب رات بھر رویا کیا ہون خواب مین

دوست گر مجہہ زار کے لاشے کو دریا مین بہائین
کھٹکے تنکا بنکے برسون دیدۂ گرداب مین

دن کو یون آنے مین حیلہ ہی نزاکت کا نہین
لیکن آیا کرتے ہین راتون کو اکثر خواب مین

پڑ رہا ہی اونکے دندان مین لب نگین کا عکس
آتش یاقوت دیکھو موتیون کی آب مین
چاندنی مین رات کو سویا ہون جب مین ناتوان
جسم لاغر چھپ گیا ہے چادرِ مہتاب مین
آنکھ اپنی جب دُرِ دندان جانان سے لڑی
ناؤ ہم چشمون نے دیکھی موتیونکی آب مین

ہای لطافت کی دعا یہ کربلا مین ہوت آئے
صحن مین دم نکلے میرا دفن ہون سرداب مین

بنی مری آہ و چشم گریان فلک پہ بجلی زمین پہ باران
نہ کس طرح ہو جہان مین حیران فلک پہ بجلی زمین پہ باران
وہ مجکو ڑپا رہی ہے دیکھو یہ مای رُلوا رہا ہے یارو
فراق مین ہی غضب کا سامان فلک پہ بجلی زمین پہ باران
وہ اپنی کوٹھی پہ ہنس رہا ہی مین اسکے کوچہ مین رو رہا ہون
ہر اک یہی کہتا کہ ہای نمایان فلک پہ بجلی زمین پہ باران
عجیب کیفیتین ہین ہر سو صنم ہے ساون کی میکشی ہے
ہرا بھرا ہے ہر اک گلستان فلک پہ بجلی زمین پہ باران
ہوا یہ ثابت ہمین جہان مین از لشادی و غم ہے توام
کوئی ہے خندان کوئی ہے گریان فلک پہ بجلی زمین پہ باران
تمھارے کانون کی بجلیونکا تمھارے جھالونکا سنکے شہرہ
سحاب اور بحر مین ہی پنہان فلک پہ بجلی زمین پہ باران
بلند ہی قدر دلجلونکی ہے رونیوالونکا پست تبہ
جسے نہ باور ہو دیکھ لے ہان فلک پہ بجلی زمین پہ باران
سنا دون اگر و زرا پنا نالہ دکھا دون اک روز اپنا رونا
بہت ہے جوبن پہ اپنی نازان فلک پہ بجلی زمین پہ باران
صنم ہے ہمین عذر کرتا مہینا ساون کا اک برس ہے
گھٹا ہی اُمڈی لگی ہین جھڑیان فلک پہ بجلی زمین پہ باران
دوپٹہ زنگاری بجلی کا ہی وہ اوڑھکر آج منہ کو دھوتا
دکھا رہا ہی عجیب سامان فلک پہ بجلی زمین پہ باران
بچاؤ اللہ سیری گھر سے کہ دوپہر رات آگئی ہے
اوٹھے ہو کیون دیکھو لو برجان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

زمانہ وصل اے لطافت مجھے ہو رہ رہ کے یاد آتا
فراق مین اوسکے ہے نمایان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

عجب بدبخت ہین وہ جو کسی سے دل لگاتے ہین
شل ہے دن بُرے آتے ہین تو کیا کھلکے آتے ہین
سوالِ مے پہ ساقی ہر گھڑی آنکھین دکھاتے ہین
ہمارے شیشہ دل پر نئے ڈھیلے لگاتے ہین
قدِ موزون جانانکا زبان پر وصف لاتے ہین
چمن مین مصرع شمشاد پر مصرع لگاتے ہین

ہوی مزدوری اب یوسی عوض اُجرت کی پاتے ہین
حسینانِ جہان کے آجکل ہم ناز اُٹھاتے ہین

حنائی ہاتھ سے وہ اپنی لفونکو بناتے ہین
شبِ تاریک مین لطفِ شفق ہمکو دکھاتے ہین

جو وہ تلوار ادا سے کھینچکر مقتل مین آتے ہین
تو ہم بھی جان کے محراب کعبہ سر جھکاتے ہین

محبت ترک کرکے زلف کے دل رُخیہ لاتے ہین
کلیسا چھوڑتے ہین ہم تو کعبہ کو جاتے ہین

ہوا ہی شمع فانوس اور پروانی سے یہ روشن
حسینان جہان در پردہ عاشق کو جلاتے ہین

دلِ بیتاب ہمکو آپ کے گھر مین ہے لے آیا
ہوی تقصیر جانے دیجیے جاتے ہین جاتے ہین

مچل جاتا ہے جب کوچہ مین اُس بیرحم کے جاکر
ہم اپنے دل کو بہلا کر بڑی مشکل سے لاتے ہین

جو مینے وعدۂ وصل اونکو آکر یاد دلوایا
تو شرما کر کہا مجبور ہین ہم بھول جاتے ہین

شبِ وصلت گذر جاتی ہے ان جھگڑے بکھیڑون مین
ذرا سی بات پر وہ روٹھتے ہین ہم مناتے ہین

رہا ہم ہوش گم کردہ کو جب صیاد کرتا ہے
قفس سے چھوٹ کر راہِ گلستان بھول جاتے ہین

ہماری ذات سے کیا عاشقون کا نام روشن ہے
زرِ گل کی چراغی قبرِ بلبل پر چڑھاتے ہین

لگاتے ہین لبِ رنگین پہ وہ گلنار مین مسّی
نیا ہی شعبدہ لاے کو نافرمان بناتے ہین

ہمین ثابت ہوی یہ بات عالم مین منہ تو سے
کمال ابدل جنہین منظور ہے وہ سر جھکاتے ہین

لگاتے ہین صنم کی چشم خواب آلود مین سرمہ
ہم اکثر چھیڑ کر سوتا ہوا فتنہ جگاتے ہین

اونہین بعدِ فنا بھی عاشقِ شیدا سے نفرت ہے
کبھی آتے بھی ہین تو قبر پہ تیوری چڑھاتے ہین

مثالِ شمع مین لاغر ہوا ہون جیسے عالم مین
یہ شعلہ رو جلاتے ہین کھلاتے ہین رُلاتے ہین

ہماری بے ثباتی بعد مرنے کے بھی ظاہر ہے
لحد پر آکے احباب اشک کی چادر چڑھاتے ہین

حسینون کی محبت مین ہوی ہے بیخودی ایسی
دیا ہے کون سے دلبر کو دل ہم بھول جاتے ہین

ہمین اس ناتوانی نے گل بازی بنایا ہے
کبھی گرتے ہین تو معشوق آنکھو نسے اٹھاتے ہین

قدِ موزون جو اوسکا اے لطافت یاد آتا ہے
گلستان مین صنوبر کو گلے سے ہم لگاتے ہین

دل جو کہتا ہی محبت مین ضرر کچھہ بھی نہین
آگے اُن دانتون کے الماس و گہر کچھہ بھی نہین
غم یار آئیگا مہمان مرے گھر کچھہ بھی نہین
زلف بڑہ بڑہ کے ہی لو موے کمر سے اُلجھی
شور عالم مین سمندر کی ہے طغیانی کا
انکھڑیون نے ترے بیجا ہی کیا عاشق کو
راتدن یون ہین بسر کرتے ہین ہم فرقت مین
قبر کا دہیان جب آتا ہی تو کہتا ہون نہین
منفعل ہوکے جو رو دینگے تو بجھہ جائیگی آگ
ہی عبث خاک کے پتلے کو غرور و نخوت
آج ہم خوب سی دلبر ترے بوسے لینگے
ہین شب زلف پہ مغرور حسینان جہان
احتیاج اور خریدار جہان مین جو نہو
یون تو ظلم و ستم و جور ہین اونکے بیحد
یون تو ہے رنج و ملال و غم و اندوہ و الم
کعبہ و دیر کلیسا مین نہ ڈہونڈہ اُس بت کو
اسقدر چرخ ہے کیون نور قمر پر نازان
جام پر جام تو غیرون کو ہے دیتا ساقی
سامنے میرے رقیبون سے گلے ملتے ہو
بات کی اُسنے تو ہنستے کا ہوا اشک ل کو
ہمسے اُس بت سی ہوا معرکہ دیکھین کیا ہو

اشک کیون آنکھونسے بہتے ہین اگر کچھہ بھی نہین
جوہری چہوٹے ہین خود اُنکی نظر کچھہ بھی نہین
پاس عاشق کے دل و جان و جگر کچھہ بھی نہین
حسن پر ایسے ہو مغرور خبر کچھہ بھی نہین
آگے اس دیدۂ گریان کے مگر کچھہ بھی نہین
ہم سمجھتے تھے کہ جادو مین اثر کچھہ بھی نہین
شغل رونے کے سوا آٹھہ پہر کچھہ بھی نہین
ہاے منزل ہے کڑی زاد سفر کچھہ بھی نہین
زاہد و عاصیون کو خوف سقر کچھہ بھی نہین
اصل خلقت کو جو دیکھو تو بشر کچھہ بھی نہین
جان دینے کا ہوا قصد تو ڈر کچھہ بھی نہین
جس گھڑی آگئی پیری کی سحر کچھہ بھی نہین
بدتر از خاک ہے پھر رتبۂ زر کچھہ بھی نہین
سامنے وصل کی لذت کی مگر کچھہ بھی نہین
آگئی جبکہ تری شکل نظر کچھہ بھی نہین
اے دل گمشدہ جاتا ہے کدہر کچھہ بھی نہین
چاندنی چھپ گئی جب وقت سحر کچھہ بھی نہین
واے محرومی تقدیر ادہر کچھہ بھی نہین
ایسے بیباک ہوے تم مرا ڈر کچھہ بھی نہین
دہن یار تو کچھہ ہے یہ کمر کچھہ بھی نہین
اُوس طرف ساری خدائی ہے ادہر کچھہ بھی نہین

خواب مین دیکھتے تھے رات کو اس مہ کا وصال
کھل گئی آنکھہ جو بین وقت سحر کچھہ بھی نہین ؎

تجھسے شرمندہ ہون اے پایۂ میزان عمل ؎
ہای اودھر بار گنہ اور ادھر کچھہ بھی نہین ؎

اے لطافت شب فرقت کو گذر جانے دے
رات ہای ہجر کا یہ صدمہ ہے سحر کچھہ بھی نہین ؎

ذرا تجھہ سے یوسف کو نسبت نہین ؎
یہ شوکت یہ صورت یہ سیرت نہین ؎

کسی سے سوا تیرے الفت نہین ؎
مجھے جھوٹ کہنے کی عادت نہین ؎

جو برہم ہو وہ زلف ہے آپ کی
جو بدلی وہ میری طبیعت نہین ؎

نہین عشق جسمین وہ دل سنگ ہے
جو الفت نہین آدمیت نہین ؎

گئے ہین مرے سب جوانی کے ساتھہ
وہ دن وہ سن اور وہ طبیعت نہین ؎

گل تر کو ل دل کے پھینکین نہ آپ ؎
مرادل یہ حضرت سلامت نہین ؎

ہین دیر و حرم مین بھی اے عشق آپ
کہان آپ کا دخل حضرت نہین ؎

اشارہ یہی چشم نرگس کا ہے ؎
ترے دید کی کسکو حسرت نہین ؎

جو اوڑتی ہے ہر ایک کے ہاتھہ سے
یہ پردا رہے چیز دولت نہین ؎

بدن سے نکلتی ہے کیا جلد روح
مروت نہین کچھہ محبت نہین ؎

خجل ہو کے پریان چھپین قاف مین
کہان حسن کی تیری شہرت نہین ؎

یہ دنیا ہے مومن کو دار المحن ؎
سوا رنج و ایذا کے راحت نہین ؎

فشار و سوال نکیرین ہے ؎
ہمین تو لحد مین بھی راحت نہین

خدایا میسر ہو وصل بتان ؎
سوا اسکے اب کوئی حسرت نہین ؎

وہ بولے سنا ذکر فرماد جب ؎
مرے عاشقون مین یہ ہمت نہین ؎

مزا شعر گوئی کا جاتا رہا ؎
لطافت جہان مین امانت نہین ؎

ہمارے گھر مین جو مہمان رات بھر کے ہین
طریقے آپنے پیدا کیے قمر کے ہین

شب فراق عجب اضطراب ہی دلکو
غضب ہی شام ہی سے منتظر سحر کے ہین

شب وصال بھی عاشق سے اونکو نفرت ہے
جو سوئے بھی ہین تو پہلو سے میرے سرکے ہین

جو مین جہان مین آیا تو بولی جنت و نار
کہان کا قصد ارادے کہو کدہر کے ہین

عیان ہی سر مین سفیدی عدم کا قصد کرو
اوٹھو مسافرو آثار یہ سحر کے ہین

سدا ہی موت پہ تکیہ ترے فقیرون کا
ہمیشہ سوتے کفن کو سرہانے دھر کے ہین

خمار خواب ہی انگڑائیان وہ لیتے ہین
گئے تھے غیر گھر جاگے رات بھر کے ہین

عدم کا حال سناتا ہے کیون ہمین زاہد
بندھے ہوے یہ مضامین کسی کمر کے ہین

نکال دو انھین جائین یہ دیر و کعبہ مین
تمھارے کوچہ مین جو لوگ ادہر اودہر کے ہین

نہ دو شراب و کباب اپنی بزم مین ہمکو
امیدوار فقط لطف کی نظر کے ہین

حضور دیکھیے تو کون ہی سوا خوش رنگ
وہ لعل اور یہ ٹکڑے مرے جگر کے ہین

وہ ذی وقار زمانے مین ہے مرا محبوب
فرشتے سیکڑون دربان جسکے در کے ہین

تمھارے گھر پہ وہ آتے ہین یہ کہے کوئی
ہمارے کان تو مشتاق اسی خبر کے ہین

ہی آج رنگ زمانے کا اور کل کچھہ اور
یہ شعبدے فقط اس چشم فتنہ گر کے ہین

لطافت اشک بھرے ہین جو میری آنکھون
ہر ایک کہتا ہے دو ٹکڑے ابر تر کے ہین

اومنڈتا ہی اگر دل اشک آنکھون سے ٹپکتے ہین
جو خالی شیشہ ہو جاتا ہی تو ساغر چھلکتے ہین

دم تزئین سیہ زلفون پہ وہ افشان چھڑکتے ہین
تماشا ہی شب تاریک مین جگنو چمکتے ہین

معاذ اللہ جمال یار عاشق دیکھہ سکتے ہین
سنی ہی لن ترانی جب سے غش آئے ہین سکتے ہین

وہان گلزار مین رہنا مبارک ہمصفیرون کو
اکیلے ہاے ہم کنج قفس مین یان پھڑکتے ہین

ارے قاصد پتہ یہ یاد رکھنا کوے قاتل کا
ہزارون ہین وہان دم توڑتے لاکھون سسکتے ہین

بھڑکتی ہی ہماری تن سے ایسی آتش فرقت
جگر اور دل مین پہلو مین کہ انگارے دہکتے ہین

کسی کے ہجر مین ہی بال سی باریک جسم اپنا
یہ باعث ہی کہ چشم غیر مین ہر پل کھٹکتے ہین

تری مژگان کے سودے مین یہ کی ہی دشت پیمائی
ہمارے پاؤن کی چھالون سی کانٹے بھی کھٹکتے ہین

سمجھتے ہین جسی تیر شہاب آسمان مردم
یہ میری آہ کے شعلے سوئے گردون لپکتے ہین

گذر جس راہ سی ہوتا ہے میرے غیرت گل کا
بسی رہتی ہین گلیان تین دن کوچہ مہکتے ہین

بیابان مین پہنچتا ہی جو وحشی چشم جانان کا
تو استقبال کو آنکھون سی سب آہو لپکتے ہین

انا الحق کہتے کہتے مر گیا منصور سولی پہ
ہی عرفان کو سپکر رند مشرب یون بہکتے ہین

دل عشاق کھا کر داغ فرقت کرتے ہین نالے
شگفتہ جب یہ گل ہوتے ہین تب بلبل چہکتے ہین

کیا تھا حسن روئے یار سے بل تو سزا پائی
کہ پیچ و تاب اب تک گیسوؤن کو ہی لٹکتے ہین

رخ شفاف کسکا اے سکندر دیکھہ پایا ہے
کہ آئینون کو اب تک حیرتین ہین اور سکتے ہین

وہ پتلا آگ کا مین دل جلا ہون بعد مرنیکے
جہنم دور ہی سے دیکھہ کر مجھکو بھڑکتے ہین

مخل ہین کاتب اعمال دونو اپنی خلوت کے
نہین دم بھر مثال سایہ پہلو سے سرکتے ہین

مجھے گریان جو دیکھا اسے لطافت دوست یہ بولے
جھڑی ساون کی ہے یا آنکھہ سے آنسو ٹپکتے ہین

پڑا ہی قالب خاکی جو روح تن مین نہین
اجاڑ شہر ہوا آباد شاد وطن مین نہین

مرا نظیر کوئی عاشقی کے فن مین نہین
یہ وہ کمال ہے جو قیس و کوہکن مین نہین

لیا ہی کون سی دلبر نے دل جو تن مین نہین
چمن مین پھول نہین شمع انجمن مین نہین

بیان یہ دوستون کا ہی جو مین وطن مین نہین
چمن مین پھول نہین شمع انجمن مین نہین

ستم جو کرتے ہین گلچین تمام اور گلگشت
چمن مین پھول نہین شمع انجمن مین نہین

ہوا ہی بلبل و پروانہ پر جو ظلم فلک
چمن مین پھول نہین شمع انجمن مین نہین

ہرا ہی سبزہ رخسار یار پھر کیونکر
سنا ہی نام کو پانی چہ ذقن مین نہین

مثال شمع کے جلتا ہون شب بھر استادہ | جو بیٹھنے کی اجازت اس انجمن مین نہین
فشار دے کے ملا ای زمین نہ خاک مین تو | ابھی تلک کوئی دھبا مرے کفن مین نہین
جہان مین خاتمہ تجھپر ہے بیوفائی کا | یہ وجہ ہے جو صنم چاہ بھی ذقن مین نہین
خجل یہ کرکے تری چشم نے کیا ناپید | کہ نرگس آنکھہ لگانے کو بھی چمن مین نہین
گذر ہوا چمن کو ہے یار مین شاید | سمائی آج ہوا گل کے پیرہن مین نہین
ہماری دل مین ہی بلبل ہجوم داغون کا | سوا گلون کے کوئی خار اس چمن مین نہین
خدا کے سامنے جائیے ہر ایک خالی ہاتھ | یہی ہے وجہ کہ جو آستین کفن مین نہین
جلی کٹی کہین پروانہ سے نہ بزم مین ہو | زبان اسلیے گلگیر کے دہن مین نہین
گہر صدف سے نکل کر صدا یہ دیتا ہے | کہ آبرو پئے دانا کبھی وطن مین نہین

کبھی گئے جو لطافت کمال شوق مین ہم
وہ بولے تیری جگہ میری انجمن مین نہین

پہلو سے وہ اٹھے ہین کسیطرح کل نہین | کہتا ہی درد تھام کے دل کو سنبھل نہین
کہتا ہی میری قالب بیجان سے یہ کفن | دم مین ملین گے خاک مین کپڑے بدل نہین
پیری مین بھی ہی الفت گیسو سے پیچ و تاب | رسی تو جل گئی یہ گیا اسکا بل نہین
لینگے بلائین زلف کی ہوگا جو دسترس | شانے کی طرح شکر خدا ہاتھ شل نہین
دنیا مین اغنیا ہین مگس کی طرح پہنسے | لیتا ہے جان زہر سے کم یہ عسل نہین
نیرنگ باغ دہر تو قابل ہنسی کے ہے | گلزار مین خندۂ گل بے محل نہین
حاضر ہین کھیلیے دل عشاق کا شکار | زلف سیاہ تاب سے بڑھ کر رفل نہین
اس آفتاب حسن کو برگشتہ یون نکر | ای دہر رنگ صورت حربا بدل نہین
فرہاد و قیس عالم فانی کو چل بسے | افسوس کیا نصیب مین میرے اجل نہین
عاشق ہوئے ہین دست حنائی پہ کی خطا | مہندی کی طرح یون دل عشاق مل نہین

پتھر بت حسین نہ لگائینگے جب تلک / سودا مرا جہان مین ضرب المثل نہین

جوہر ہای زلفِ یار کا خم اور پیچ و تاب / بیکار ربط ہو وہ رسن جسمین بل نہین

بھڑکی ہوئی ہے آتشِ رخسار سے یہ پیچ / ہو جو روئے یار پہ زلفون مین بل نہین

عاشق ترا ہے ضعف و نقاہت مین بے مثال / پڑتی ہے چوٹ طاقتِ ضرب المثل نہین

عشاق سخت جان ہین کیسے قتل سیکڑون / اسپر بھی تیغ یار کی ابرو پہ کل نہین

دل لیچلے ہو تیر تو پہلو پہ اک لگاؤ / کیا شکر ہم کرینگے کہ نعم البدل نہین

تلوار کھینچکر جو وہ آئے ہین بہرِ قتل / سر شوق سے جھکائے ہون ابرو پہ بل نہین

بولے وہ حسین نزع مین عاشق کو دیکھکر / بے دید میرے سامنے آنکھین بدل نہین

مشکل کشا کا نام لطافت زبان سے لے
مشکل وہ کون سی ہے جو دم بھر مین حل نہین

سمت میخانہ چلو سرد ہوائین آئین / میکشو مژدہ وہ ساون کی گھٹائین آئین

مے جو پی ہم نے ہنسا کی صدائین آئین / بنکے موجین لبِ ساغر پہ دعائین آئین

عجب انداز سے آج اسنے بنائین زلفین / قاف سے لینے کو پریان بھی بلائین آئین

باغ مین پھر مے گلرنگ کا مینہ برسے گا / شوق مستون کا بڑھانے کو گھٹائین آئین

مرگیا کیا دل بیمار مرا سینے مین / کئی دن سے نہین آہ و نکی صدائین آئین

قتل عشاق پہ جب حسن ہوا آمادہ / کھیلنے سر پہ پری بنکے قضائین آئین

پھر خدا خیر کرے عشق کا پھر جوش ہوا / پھر جنون خیز بیابان کی ہوائین آئین

زلف جانان شبِ فرقت لحدِ تیرہ و تار / سر پہ عشاق کے کیا کیا نہ بلائین آئین

نہین معلوم کہ ہے کون سکھانے والا / تمکو کسطرح مریجان یہ جفائین آئین

غل مچاتے ہوے میخوار گھرون سے نکلے / جھوم کر باغ مین مستانہ گھٹائین آئین

حال دل مجھسے جو پوچھا مرے ساقی نے کبھی / دہنِ شیشہ سے قلقل کی صدائین آئین

آمدِ فصلِ زمستان ہی حسینون سے ہو وصل
تم جو اٹھلا کے چلے ہو گئی عاشق پامال
ہم ہین روتے وہ لگاتے ہین لبون پر مسّی
ہاتھ اٹھاتے ہین جو مظلوم تو کہتے ہین ملال
نکلے وہ گورِ غریبان کی طرف سی جو کبھی

ہان بغل گرم رہے سرد ہوائین آئین
تمنے سیکھین جو ادائین تو قضائین آئین
مینہ برستا ہی بدخشان مین گھٹائین آئین
کھول دو بابِ اجابت کہ دعائین آئین
اسطرف آؤ یہ قبرون سے صدائین آئین

باغ مین چلیے لطافت وہین مَی آج پئین
مینہ برستا ہی وہوان دہار گھٹائین آئین

ہم اس نگاہ سے ہر شعرِ تر کو دیکھتے ہین
وہ کس طرح چلے جاتے ہین گھر کو دیکھتے ہین
کمال عیب کو ہو تو ہنر سے ہے بڑھ کر
نظر ہمین نہین آتی جو یار کی صورت
یہی نہین ہی شبِ ہجر یا کہ جان نہین
قفس سمیت اوڑینگے اسیر اسے صیاد
خدا کا شکر صفائی سے دن گذرتا ہے
وہ ترک دیکھ کے لالے کی سیر کہتا ہے
یہ سیم تن ہین فقط زر کے آشنا سچ ہے
اوٹھائین شوق سی اب آپ اپنی رخ سی نقاب
ذقن پہ اونکی نہ کسطرح ہاتھ دوڑائین
مجھے یہ خوف ہی کم سن ہین ڈر نجائین وہ
ضرور اُسنے ہے خنجر پہ باڑھ رکھوائی
بھلا مقابلِ عشاق ہونگے کیسا سجاج

کہ جیسے پیار سے لختِ جگر کو دیکھتے ہین
ہم آج آہِ رسا کے اثر کو دیکھتے ہین
بشوق لوگ گہن مین قمر کو دیکھتے ہین
مثالِ آئنہ حیرت سے گھر کو دیکھتے ہین
ہم آج شدتِ دردِ جگر کو دیکھتے ہین
کچھ آج تول کے سب بال و پر کو دیکھتے ہین
بجائے آئنہ وہ رخِ سحر کو دیکھتے ہین
ہم آج باغ کے زخمِ جگر کو دیکھتے ہین
گلے مین ڈال کے باہین کمر کو دیکھتے ہین
کہ تمنے تھام لیا ہے جگر کو دیکھتے ہین
کہ مول لینے سے پہلے ثمر کو دیکھتے ہین
بغور کیون مرے زخمِ جگر کو دیکھتے ہین
خمیدہ ہم کئی دن سے جو سر کو دیکھتے ہین
یہ اُسکو دیکھتے ہین اور وہ گھر کو دیکھتے ہین

ہمیشہ عالم پیری مین گرد ہین دلسوز
پتنگ پاس سے شمع سحر کو دیکھتے ہین

دکھا کے حسن وہ ہین لوٹ ہین پڑے کیسے
کہ دل تو چھین چکے اب جگر کو دیکھتے ہین

لحد مین شانہ ہلاتے ہین جب عزیز احباب
سنا ہی کھول کے آنکھہ اپنے گھر کو دیکھتے ہین

بچشم یار کی فرمائش اے غم فرقت
ہم اپنے سینے مین دل کو جگر کو دیکھتے ہین

شب فراق لطافت یہ شوق صبح کا ہے
کہ آدھی رات سے نجم سحر کو دیکھتے ہین

رقم آنکھون سے کرتے چشم جانانکی ثنا لونہین
نہوتی شاعر و گر شاخ وحشت کی غزالونہین

دورنگی اک طلسم تازہ ہی ان خوشنما لونہین
نہایت کالے کالے تل ہین گوری گوری گالونہین

بلا کے پیچ پھندی تھر کے حلقہ ہین آفت کے
الجھکر رہ گیا حسن انکے گھونگھر والے بالونہین

قیامت کا نمونہ دہوپ ہی صحرای وحشت کی
چھپے آ آکے کانٹے بھی مرے تلوونکے چھالونہین

تصور مین کسی عاشق نے شاید لے لیے بوسے
نہین بیوجہ سرخی نازکی سے انکے گالونہین

کلیجہ منہ کو آیا دل گیا اس زلف کیجانب
جدائی عشق نے ڈالی مرے نازونکے پالونہین

برہمن کو مبارک دیر یہ پتھر کی تصویرین
ہمارے بت ہین وہ رہتی ہین جو دلکے شوالونہین

جلانے کو کہا گلگیر نے گل شمع کی لیکر
عجب لذت ہی پروانو مرے منہ کے نوالونہین

لگا جوبن مین دہبا اور بوسے غیر کو دیتے
نہین خط سیہ ہی اسکے رخ کا عکس گالونہین

جنون نے دشت گردی مین خمیدہ کر دیا اتنا
کہ بنکر خار پلکین چبھ گئین تلوونکے چھالونہین

دم زینت وہ حسن آئینہ اور ضد ہی یہی کہتا
کہ تو منہ دیکھنے والونہین ہی یہ پائمالونہین

تمہاری ابرونہین چاند نکلی جب نظر آئی
ہوا ثابت کہ فرق اک ناہ کا ہی دو ہلالونہین

حباب بحر کہتے ہین کہ آؤ غافلو دیکھو
بھری ہی بے ثباتی بہر عبرت ان پیالونہین

مرے محبوب پر ہین جان دیتے ذبیحات اپنی
خضر ہین زہر کھانے والے عیسی نیوالونہین

خلاف قاعدہ ہین اس غزل مین قافیے موزون

لطافت کیا کرین یہ رسم ہے صاحب کیا تونہین

ہجر کی شب مر گئے روئے سحر دیکھا نہین
طول ایسا ہمنے قصۂ مختصر دیکھا نہین

برہمن کعبہ کے در پر کہہ رہا ہے شیخ سے
ہمکو بھی دکھلا دو کیسا ہے یہ گھر دیکھا نہین

کہتی ہین آپ ہمین پریان حسن انکا دیکھکر
ہم سے بھی اچھا ہی ایسا تو بشر دیکھا نہین

اونکو یکتائی کے دعوی پر نہایت ہی غرور
اس نظر سے آئنہ بھی بھول کر دیکھا نہین

تو دکہا دے نوح کے طوفان کا ہی اشتیاق
سنتے آتے ہین مگر اے چشم تر دیکھا نہین

آہ ای دل تو نکر نا شاید آئے گا وہ یار
استخارہ اشک کی دانو نپہ گر دیکھا نہین

اہل عزت کے لیے ہی شرط ناسور جگر
آبرو سے ہمنے بن بیدھا گہر دیکھا نہین

ڈر گئے ہو اک مری بیتابی دل دیکھکر
شکر ہی تمنے مراز خم جگر دیکھا نہین

اپنی دولت سی بخیلان جہان ہین بی نصیب
بخل کہتا ہی کسی جا جمع کر دے کھا نہین

ہجر کی شب بے سحر اسواسطے مشہور ہے
زندہ رہتے کوئی عاشق رات بھر دیکھا نہین

تو وہان سی آتے ہی انعام کا طالب ہوا
ہمنے خط بھی کھولکر اے نامہ بر دیکھا نہین

جب ڈو پٹہ ہٹ گیا سینہ سی پوچھا یار نے
کھا قسم آنکھون کی تونے تو ادہر دیکھا نہین

طعن سے وہ عاشقو نمین اپنی فرماتے ہین آج
سنتے ہین پر عشق صادق کا اثر دیکھا نہین

زاہد انکو دیکھکر رہتا بھلا پابند شرع
آ گیا غش اسلیے بار دگر دیکھا نہین

ای لطافت دیکھیے تدبیر لینے کی ذرا
کہتے ہین وہ دیکھکر دل کو جگر دیکھا نہین

وہ کمسن ہین تو اٹھکر نیند سی آنکھونکو ملتی ہین
نگہ کے پیچھے عاشق پہ صیقل ہوکے چلتے ہین

چلے ہین غیر کے گھر آج وہ کپڑے بدلتی ہین
بہانہ ہو گیا ہم عطر لیکر ہاتھ ملتے ہین

محبت مین ہی ایسا زخم کھانے سی مزہ پایا
تمھاری تیر کی پیکان سی عاشق دل بدلتی ہین

زیادہ ہجر سی ہی وصل مین پروانو نکو ایذا
تڑپتے دن کو یاد شمع مین ہین شبکو جلتے ہین

نہین معلوم جلوہ کس حسین کا ہے نظر آتا
جو مرنے والے ہین نزع مین آنکھین بدلتے ہین

وہ ذکر غیر کرتے ہین گلے مین ڈال کے بانہین
بظاہر دل تو ٹھنڈا ہی مگر باطن مین جلتے ہین

مقام رشک ہی کیا دیکھتا ہی یار کا جوبن
ہم آئینہ سی اپنا دیدۂ حیران بدلتے ہین

ہماری عشق صادق سے ہی پروانی کو کیا نسبت
جو وہ ظاہر مین جلتا ہی تو ہم باطن مین جلتے ہین

کہان ثابت گریبان وحشیو نکے موسم گل مین
رفو ہوتے ہین اک جا سی تو سو جا سی نکلتے ہین

ہوائے گلشن آفاق مین سمیت ایسی ہے
شجر ہین سبز ہو جاتے زمین سی جب نکلتے ہین

نکلتے ہین جو باری باری مہر و ماہ اب سمجھے
ہمارے زخم دل کا آسمان پھاہا بدلتے ہین

مرے دل مین جناب عشق آتے ہین مبارک ہو
بھرا ہین لے کے استقبال کو آنسو نکلتے ہین

خجل مجکو کیا ہی ذبح مین اس سخت جانی نے
کٹا جاتا ہون مین ہر بار وہ خنجر بدلتے ہین

پریشان کیون نہو عاشق بلا ہی طول دونو کا
شب فرقت سی بھی کچھ آپ کے گیسو نکلتے ہین

فلک ہی وصل کا دشمن ٹرا کر ضعف کہتا ہی
حسد کی جا ہی کیون عاشق کف افسوس ملتے ہین

جو کم سن ہین کسی کے جھانکنے کا شبہہ ہوتا ہے
مکدر ہو کے وہ ہر بار آئینہ بدلتے ہین

حنا کہتی ہے یاد آتی ہی جب پیری جوانی کی
کبھی سر پر چڑھا تے تھے ابھی پاؤن مین ملتے ہین

کبھی محفل مین پروانہ کبھی بلبل گلستان مین
جناب عشق ہر جا بھیس اک طرفہ بدلتے ہین

غضب کی شوخ ہین چالاک ہین عیار ہین ہمدم
الگ بیٹھے ہین چھپکے دل مگر سینہ مین ملتے ہین

ستم ہی مین جو روتا ہون تو وہ کہتی ہین ہنس ہنس کر
دھوان ہی آہ کا اس وجہ سی آنسو نکلتے ہین

ترا تیر نگہ دل توڑ کر نکلا جو پہلو سے
کہا فوارۂ خون نے ٹھہریے ہم بھی چلتے ہین

ابھی ہو جائے ثابت بی ثباتی ہی سو آسمین ہے
حباب بحر سے ہم زندگی اپنی بدلتے ہین

چبا کر پان پھینکا جب اگال اسنے کہا مجھسے
تماشا ہی زمرد کھا کے ہم یاقوت اگلتے ہین

اشارہ وصل کا ہین جوڑ کر ہاتھ انسے ہم کرتے
کوئی دیکھے گا کہدینگے کف افسوس ملتے ہین

لطافت ہون جو مہمل اعتراض اشعار خوش ہو

برستے ہین اُنھین پر سنگ جو اشجار پھلتے ہین

مصرع عہابر مصرع مشہور حسب فرمایش جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر اعلی اللہ مقامہ

دل سی بڑہ کر لوح کوئی آجتک پائی نہین
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین

آنکھین دیکھین حسن دل نے تاب یہ پائی نہین
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین

مانی و بہزاد کی منظور رسوائی نہین ؎
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین

عشق صادق ہی جنھین ہرگز تماشائی نہین
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین

وصل ہو کاغذ سے دیکھین ایسی سودائی نہین
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین ؎

ہمتو کیا موسی کو نظارے کی تاب آئی نہین
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین

ناز و غمزہ اور بن سکتے خود آرائی نہین
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین

آنکھ اٹھائین ضعف مین اتنی توانائی نہین
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین

وہ تلون سی بری ہی ادہر جائی نہین
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین

بوسے لین گی بے ادب ہوکر شکیبائی نہین
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین

وصل ہی ہر وقت نوبت ہجر کی آئی نہین
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین ؎

غیر کی تقلید بیجا یہ پسند آئی نہین ؎
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین

روح کی ماہیت انسان نے کبھی پائی نہین
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین ؎

ای مصور ہی عدم موئے کمر عنقا دہن ؎
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین

خود تصور ہی مصور سے کرین کیون التجا
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین

لے قلم بوسے مصور حسن دیکھے تھرسے
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین

نازنین ہی وہ کشش کا نام بھی ہے ناگوار
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین

دل تو کہو بیٹھے کرینگے حسن رخ پر کیا نگاہ
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کہنچوائی نہین

جب نظر ٹھہری نہ دم بھر حسن پر کیا فائدا
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کہنچوائی نہین

ہجر کا سامان کرنا وصل مین ہے فالِ بد
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کہنچوائی نہین

بیخبر ابتک ہی جوبن پر کہین نازان نہو
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کہنچوائی نہین

بعد مرنے کے نہین معلوم آئے کِسکے ہاتھ
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کہنچوائی نہین

برہمن پوجینگے بوسے غیر لینگے رشک ہے
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کہنچوائی نہین

شوخ ہی چالاک ہی دم بھر ٹھہرنا ہی محال
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کہنچوائی نہین

مردمِ دیدہ سی کہدو رشک ہی دیکھین نہ حسن
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کہنچوائی نہین

ای **لطافت** خود ہو جو بے مثل کیا اُسکی مثال
اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کہنچوائی نہین

ردیف واو

بناؤ آئینہ مین زلفِ پیچان دیکھتے جاؤ
حلب کی سیر لطفِ سنبلستان دیکھتے جاؤ

ادہر آؤ مرا وحشت کدہ ہان دیکھتے جاؤ
ہی یہ دلچسپ چھوٹا سا بیابان دیکھتے جاؤ

خیالِ زلف مین اُلجہن ہے جانان دیکھتے جاؤ
ذرا ٹہرو مرا حالِ پریشان دیکھتے جاؤ

مثالِ چشم جوہر آنسوون کے پاکے کہتا ہون
زہی قسمت جمالِ مہ جبینان دیکھتے جاؤ

نقابِ رخ اُلٹکر عاشقون سے یار کہتا ہے
نکالو آج اپنے دل کے ارمان دیکھتے جاؤ

مرے ہمدم ہین کہتے دیکھ کر اُس رشکِ عیسیٰ کو
قریبِ مرگ ہی بیمارِ ہجران دیکھتے جاؤ

تلاش کوی جانا نمین جو مین نکلا قیامت کو
کہا رضوان نے جنّت کا گلستان دیکھتے جاؤ

تمہاری چشم کا عاشق ہوا ہون در پہ بیٹھا ہون
مجھے آنکھین دکھاتے ہین نگہبان دیکھتے جاؤ

ہماری لختِ دل آنکھون مین آکر لٹنے کہتے ہین
بہت سے اور ہین لعل بدخشان دیکھتے جاؤ

ہوئی صبح شبِ وصلت ٹھہر جاؤ کوئی لحظہ
کرینگے چاک اب ہم بھی گریبان دیکھتے جاؤ

جنون مین چشم بنکر آبلے تلووں نے کہتے ہین
ذرا کیفیت و سیرِ بیابان دیکھتے جاؤ

شبِ وصل آتے ہی پٹی لگین آئنہ مین زلفین
نکالا پھر وہی جنجال جانان دیکھتے جاؤ

دمِ تزئین یہ اُنسے جوہرِ آئینہ کہتے ہین
بڑھاؤ آبرو میری جو دندان دیکھتے جاؤ

لڑا کر غیر سے آنکھین مرا خوش چشم کہتا ہے
دکھائے گردشین جو چرخ گردان دیکھتے جاؤ

بدن پر داغِ سودا چشم بنکر مجھسے کہتا ہے
تماشا رہگذر کا حسنِ طفلان دیکھتے جاؤ

کیا ہے لعل کو ہمسر لبِ رنگین جانان سے
تم اپنی شوخیان اہلِ بدخشان دیکھتے جاؤ

مرا دل آرزو و حسرتِ مُردہ کا مدفن ہے
ادہر آؤ ذرا گورِ غریبان دیکھتے جاؤ

رقیبون سے مخاطب اسقدر ہوتے ہو محفل مین
گنہگارون کو بھی مُڑ مُڑ کے جانان دیکھتے جاؤ

بلایا پھر رقیبون کو اشارہ کرکے مژگان کا
لگاتے ہو دلِ عاشق پہ چھریان دیکھتے جاؤ

نقابِ رخ اُلٹ کر حسنِ جانان ہے صدا دیتا
خریدارو چلو سیبِ زنخدان دیکھتے جاؤ

سیاہی اور سفیدی چشم کی ہر وقت کہتی ہے
دو رنگی اپنی اے گبر و مسلمان دیکھتے جاؤ

اشارہ وقتِ پیری ہے یہی قدِّ خمیدہ کا
مقامِ قبر بالائے زمین ہان دیکھتے جاؤ

دمِ جامہ دری ہین شاعرو اشعار کہتا ہون
ہر اک مصرع مرا دست و گریبان دیکھتے جاؤ

مری زنجیر کہتی ہے جنون طرفہ تماشا ہے
ہمہ تن اسلیے ہون چشم زندان دیکھتے جاؤ

نکل کر گھر سے شوقِ دید مین آئینہ کہتا ہے
ہوے جوشِ جنون مین ہم بھی عریان دیکھتے جاؤ

عدم کے جانیوالون سے اجل کہتی ہے دنیا مین
یہ دلچسپ اک سرا ہے رہ سکے مہمان دیکھتے جاؤ

شبِ قدر آ نکلے گیسو کی دکھا کر رخ کو کہتی ہے
دعا مین عاشقو مانگو یہ قرآن دیکھتے جاؤ

ترا دیوانہ ہے مشہور ایسا حسن بینی مین
بلاتے ہین کھلونے والے پریان دیکھتے جاؤ

مہِ نو کا ہر اک سے اے لطافت یہ اشارہ ہے
فلک کھینچے ہوئے ہے تیغ عریان دیکھتے جاؤ

خبر وہ دیتی ہے صبا آکے یہ میخواروں کو — فصل گل آئی چلو جھومتے گلزاروں کو

خط سے کیا حسن ملا یار کے رخساروں کو — لطف سے گھیر لیا سبزہ نے گلزاروں کو

آج بازار میں آیا ہے وہ رشکِ یوسفؑ — حسن سے کہدو کہ لے آئے خریداروں کو

برہمن حسن خداداد کی عاشق ہو کر — کلمہ پڑھتے ہیں ترا توڑ کے زناروں کو

صدمۂ ہجر میں مرتے ہیں تو جی جاتے ہیں — موت ہے مثل مسیحا ترے بیماروں کو

آنکھیں اسطرح سے جلتی ہیں ترے گریہ کی — جیسے پانی میں بجھائے کوئی انگاروں کو

سنکے تعریف مری ان آنکھوں کی کہا نرگس نے — واہ کیا چشم نمائی ہوئی بیماروں کو

پاؤں کے آبلوں کی خوب ہی رکھی ہے سبیل — تر زباں ہے بیاباں میں کیا خاروں کو

یوں مکدر دلِ عاشق میں ہیں داغِ فرقت — راکھ میں جیسے دبائے کوئی انگاروں کو

ناتواں ہجر میں اسدرجہ ہوا ہوں ابتو — توڑ سکتا نہیں ہیں آنسوؤں کے تاروں کو

سر پہ ہے آبلۂ پا کی پنھائی دستار — خلعتِ سرخ لہو کا جو دیا خاروں کو

جوش سودا سے بیاباں میں قضا کی افسوس — میرے مرنے کی خبر بھی نہوئی یاروں کو

چمن دہر ہے سبکو بدوں سے کھٹکا — نہ چنا باغ میں گلچیں نے کبھی خاروں کو

نکہتِ گل سی قفس میں ہے عنادل کہتے — شاد کر آکے کسی روز گرفتاروں کو

عشق مژگاں کا ہوا تھا نہیں کیا اے قاتل — تیر باراں جو کیا اپنے گنہگاروں کو

آتشِ گل پہ بہار آتی ہے بھڑکی ایکی — کر دیا مات گلِ سرخ نے انگاروں کو

دوش پر لے گئے تا قبر جنازہ افسوس — مجھپہ احسان ہوا تکلیف ہوئی یاروں کو

گل کو نظروں پہ چڑھائے نہ کبھی پھر بلبل — آکے سونگھے جو ترے اترے ہوئے ہاروں کو

قتل کر کے کسے بشاش ہیں یہ اے قاتل — خندہ لب دیکھتے ابتک ہیں جو سوفاروں کو

پائے پر آبلہ صحرا میں سروں پر رکھے — میری تعظیم جو منظور ہوئی خاروں کو

گردش چشم سے ابرو ہیں ترے برق بنے — تیز یہ سنگِ فساں کرتی ہے تلواروں کو

عشق ابروی حسینان سے دل شیدا ہین
چھپے اک میان مین دیکھا کبھی تلوارون کو

مختلف قافیہ تو نظم لطافت سے ہوے
اب سنائے نئے عنوان سے منقارون کو

کبک پاتی ہین جو کرم آپ کی رفتارونکو
آگ کھاتے ہین مزا ملتا ہے منقارون کو

بلبلین نام تو لیتی ہین ہمارے گل کا
پہلے پھولون مین بسا لین کہو منقارونکو

دست صانع کو بھی تھا عشق عنادل کا خیال
صورت غنچہ بنایا ہے جو منقارون کو

شام سے چیختی ہین مرغ سحر وصل کی شب
لطف ہو موت کرے بند جو منقارون کو

بلبلین گل کے لیے سوکھہ کے کانٹا یہ ہوئین
کر دیا خار خزان آتے ہی منقارون کو

تن لاغر مرا تنکا سا چمن مین پا کر
بلبلین دوڑتی ہین کھول کے منقارونکو

مانتے ہم تری تاثیر جب اے فصل بہار
سبز کر دیتے عنادل کی جو منقارون کو

استخوان کھاتی ہین مجھہ سوختہ تن کی ناحق
کیون جلاتی ہی ہما مفت ہین منقارون کو

بلبلین سمجھین گی کیا اُنسے نہین منہ ایسا
دیکھہ لین آئنۂ آب مین منقارون کو

بلبلین کہتی ہین کچھہ راز دل اپنا شاید
گوش ہر گل سے ملائے ہین جو منقارون کو

فصل گل باغ سے کیا جلد گئی ہی ایکی
بلبلین کھولنے پائین بھی نہ منقارون کو

بلبلو شاخون کی شمعون پہ ہین گل کے شعلے
تم بھی گلگیر صفت کھول دو منقارون کو

بلبلین چیختی ہین باغ مین سوتا ہی وہ یار
رگ گل لے کے کوئی باندہ دی منقارونکو

بلبل طبع لطافت نہ کر اب گل ریزی
کر چکا نظم بہت طرح سے منقارون کو

للّٰہ الحمد اولو العزم ہین دلبر گیسو
لائے ہین مصحف خط بنکے پیمبر گیسو

ساتھہ ہوتا ہے وہ گل جبکہ بنا کر گیسو
تختہ سنبل کا بنا دیتے ہین بستر گیسو

خوف آتا ہی بہت رکھتے ہین گرہ گیر گیسو
الجھین مشاطہ نہ آئینہ سے جو ہر گیسو

پاؤن مین یار کے مہندی ہے تو سر پر گیسو
ہاتھ دکھنے لگے اُنکے جو بنا کر گیسو
بل کی لیتی ہین اُلجھ پڑتے ہین اکثر گیسو
زندگی مین نظر آئے ترے دلبر گیسو
حورین کہتی ہین ترے پا کے معطر گیسو
رات کو یار نے بالو نپہ ہی افشان چہڑکی
زلفِ جانان کی ہین پیچیدہ مضامین خط کے
بال کھولے جو وہ گلِ فاتحہ پڑھنے آیا
حسن کا دونون کو دعوی ہی لڑائی ہے نہی
قطعہ
روی زیبا کی طرف فوج لگا ہو نکی سے
سیر ظلمات کی خواہش نہ سر مو رہتی
فرصتِ وصل اُنھین آئینہ شانہ سے نہین
جوبن ادہر چلتا ہی جب بال بناتے ہین وہ
پھنس گیا دام مین پاس اُنکے جو خط لے کیا
داغ دینا دلِ عاشق کو جو ہوتا ہے پسند
ربط دل نے مرے صد شکر دکھائی تاثیر
کاکل و زلف سے بال اُنکے جو پیچ رہتے ہین
کشتیان ابروے جانان کی تلاطم سے بچین
کھینچکر آہ ترے حسن کو ہم دیکھتے ہین
کس شہیدِ ستم و ظلم کا غم ہے قاتل
دیکھکر جلوہ جو اُس رخ کا غش آجاتا ہے

آتشِ رنگِ حنا کا ہے دہوان ہر گیسو
پاؤن پڑنے کے لیے بڑھ کے گیا ہر گیسو
چڑھ گئے ہین بہت اُس حور کے سر پر گیسو
سنبلِ باغ جنان سے بھی ہین بڑہکر گیسو
سنبلِ باغ جنان سے بھی ہین بڑہکر گیسو
شبِ یلدا کی طرح رکھتے ہین اختر گیسو
بدلے چوٹی کے نکالے گا کبوتر گیسو
قبر عاشق پہ بنی پھولون کی چادر گیسو
بحث آپس مین ہی کرتے رُخ دلبر گیسو
ساتھ لائے دلِ عشاق کا لشکر گیسو
دیکھتا گر مرے دلبر کے سکندر گیسو
سارے دن مین نظر رُخ ہی تو شب بھر گیسو
طائرِ حسن کے بنجاتے ہین شہپر گیسو
پھندے سے بالون کے بنے بھر کبوتر گیسو
بُندے یاقوت کے کردیتے ہین اخگر گیسو
سر چڑھا اُنکے دہوان آہ کا بنکر گیسو
کنگھی کر دیتی ہے مشاطہ بنا کر گیسو
بنگئے حسن کے دریا مین جو لنگر گیسو
روے روشن سی ہٹا دیگی یہ صرصر گیسو
جوہرون کے ہین جو کھولے ہوے خنجر گیسو
لخلخہ مجکو سنگھا دیتے ہین بڑہکر گیسو

کچھ ادائی مری معشوق کی ہی طرفہ سمان
بل بھوین رکہتی ہین خم زلف تو گہونگھر گیسو

دل عاشق کی شکایت ہی مگر مشاطہ
کان مین یار کے کچھہ کہتے ہین جہک کر گیسو

کان گوہر وہ دہن معدن جادو آنکھین
رخ مکان حسن کا خوشبو کے ہین گہر گیسو

پیچ وتاب اپنا جو ہو جون نی دکھایا مجکو
یاد اس حور کی آئی لب کوثر گیسو

حسن دلدار نے رکھی ہی دکان عطار
صندلی رنگ ہی رخ کا تو معنبر گیسو

مثل عاشق کے کیا حسن نے انکو بھی اسیر
خوب زنجیر ہنی پاون کی بڑہ کر گیسو

عشق کاکل مین سراسر ہین سیاہ اور طویل
بنگئے کیا مرے اعمال کے دفتر گیسو

میرے میخانہ کی افتاد بھی ہی حسن کے ساتھ
بال بڑجائین تو پیدا کرے ساغر گیسو

ای لطافت وہ ہی سر شمر نے کاٹا افسوس
جسکے دہو یا کیے جبریل و پیمبر گیسو

دکھاؤن اے مصور وصل کی کیفیت اُس گل کو
گُل تر کے ورق پر کہینچ دے تصویر بلبل کو

جگہہ گلزار مین کیون باغبان نی دی ہی سنبل کو
دہوان در کار تھا کیا عندلیب آتش گل کو

سمجھہ کر فرض کہہ دیتے ہین ساقی کے تغافل کو
اوامر جانتے ہین بادہ کش شیشون کی قلقل کو

قلم ای باغبان کرتا ہی شاخ سنبل و گل کو
یہ تیری کاٹ چھانٹ اکدن کریگی ذبح بلبل کو

قناعت مین غنی ہو کر بڑہایا ہے تجمل کو
بنایا ہمنے مسند صبر کو تکیہ توکل کو

ہوی عشاق مین بدنام غیرت آئی بلبل کو
خوشی سی دیکھتی شب بھر ہی وصل شبنم و گل کو

بلا کی پیچ دعوی بل بی آرائش کاکل کو
پریشان کر دیا تمنے چمن مین جا کے سنبل کو

عروسان چمن نے جب سی دیکھا اونکے کاکل کو
دہوان کہہ کے اوڑا یا چٹکیو نمین حسن سنبل کو

محبت عارضی سی ظاہری ہی گل سے بلبل کو
نہ کیون منقار مین اکدن اُٹھایا شمع کی گل کو

چمن مین کچھہ تو باقی رکھہ کہ ہو تسکین بلبل کو
اوٹھا سر پر نہ قارون کی طرح گلچین زر گل کو

چمن کی ہجر مین موت آئی اب تو وصل حاصل ہی
کفن دے دامن گل کا ارے صیاد بلبل کو

مرا دل چھین کر وہ پوچھتے ہین کیون تڑپتے ہو
کیا ہی حسن نے تعلیم اس طرفہ تجاہل کو

نگاہون پر چڑھا گا ہی گرا ہین اونکی نظرون سے
بہت جھیلی ہوسے ہون اس ترقی اس تنزل کو

تری چاہِ ذقن کے معجزے جان بخش ہوتے ہین
فسونگر بھول جاہین کیون نہ سحرِ چاہِ بابل کو

گذرگاہِ نگاہِ عاشقان صانع نے ٹھہرائی
جگہہ آنکھون پہ دی ہی ابروے دلدار کے پل کو

شبِ وصل اسنے پوچھا شام ہی سے رات کتنی ہے
کوئی دیکھے تو عیاری کو شوخی کو تجاہل کو

جنون کا داغ سر پر تاج تن پر ریگ کا خلعت
کدھر ہی قیس دیکھے دشت مین میرے تجمل کو

ترا انکار کرنا ذبح کرتا ہے ارے ساقی
رگِ گردن سے میرے باندہ اپنی شیشۂ مل کو

نکالی روح عزرائیل نے تن سے جوانی مین
چمن سے لے چلا صیاد فصلِ گل مین بلبل کو

نگاہین میٹھی میٹھی بزم مین پڑتی ہین لے ساقی
پئے جاتے ہین آنکھون مین شرابی ساغرِ مل کو

شکار اسنے کیا جو مرغِ مضمون سامنے آیا
قلم سے میرے کچھہ نسبت نہین شاہین کے چنگل کو

کہین گے حشر کو عاشق ابھی تربت مین سوئے تھے
ہوئے بیچین سنکر صورِ اسرافیل کے غل کو

غریقِ بحرِ عصیان مرکے واماندون سے کہتے ہین
سمجھہ کر طے کرو دنیا سے ناہموار کے پل کو

ہوئی ہی شرطِ حسن و عشق مین طرفہ تماشا ہی
بڑہاتے ہم ہین دودِ آہ کو وہ اپنی کاکل کو

کبھی گہوارہ مسکن تھا زمین مین گاہ مدفن تھا
جہان مین آئے تھے ہم اس ترقی اس تنزل کو

کمان کی پشت ہی سمتِ عدو لیکن ہے تیر افگن
خطا ہے جانتا بیکار دشمن کے تغافل کو

ہوا کیسی چلی ہی بخل کے گلزارِ عالم مین
کہ ہر غنچہ نے مٹھی مین دبایا ہے زرِ گل کو

دوئی معشوق و عاشق سے اٹھی بس ایک ہو جاتے ہین
ملی مانندِ غنچہ اسلیے منقار بلبل کو

کنارے گور کے پہنچے اگر ہی شہادت ہے
اری سفاک طے کرکے تری تلوار کے پل کو

دو عملے مین پھنسا ہون ہای مین کسکا کہا مانون
بڑہاتے ہین طمع کو حاجتین غیرت توکل کو

شرابِ حوضِ کوثر کا فقط خواہان لطافت ہی
لگائے گا نہ منہ اسکے تلخ و بد بو بد مزہ مل کو

نہ چھوڑا غم نے مجکو آشنا گر ہو تو ایسا ہو — جو مونس ہو تو ایسا ہو جو یاور ہو تو ایسا ہو

وہی دلجو نہی کا مہ لقا گر ہو تو ایسا ہو — خضر سے چھین لے دل کو جو دلبر ہو تو ایسا ہو

لحد مین پاؤن پھیلائے عجب راحت سے سوتے ہین — نہ نکلے مر کے انسان حشر تک گھر ہو تو ایسا ہو

مری تقدیر کی کہا کر قسم عشاق کہتے ہین — کیا معشوق کو عاشق مقدر ہو تو ایسا ہو

سنا کر حال دل اپنا رجوع اسکو کیا ہمنے — جو جادو ہو تو ایسا ہو جو منتر ہو تو ایسا ہو

کیے ناقوس نے ہر چند نالے دیر مین لیکن — نہ پگھلا ان بتون کا دل جو پتھر ہو تو ایسا ہو

شب فرقت صدائے پاسبان تکبیر مین سمجھا — اذان کا اشتیاق اللہ اکبر ہو تو ایسا ہو

کیا منہ پھیر کر قاتل نے مجکو ذبح خنجر سے — دم آخر بھی برگشتہ مقدر ہو تو ایسا ہو

پلائی دل لگا کر مجکو چلو سے شراب اسنے — جو شیشہ ہو تو ایسا ہو جو ساغر ہو تو ایسا ہو

در مضمون ترے دندان کا میرے دلمین پنہان ہے — صدف گر ہو تو ایسی ہو جو گوہر ہو تو ایسا ہو

بنا مسجود خلق اللہ سنگ آستان تیرا — بتون نے بھی کیا سجدہ جو پتھر ہو تو ایسا ہو

نہ وقت ذبح بھی منہ سے کہی تکبیر او قاتل — غرور و کفر و کبر اللہ اکبر ہو تو ایسا ہو

مری اوسکی محبت دیکھکر اغیار کہتے ہین — جو قسمت ہو تو ایسی ہو مقدر ہو تو ایسا ہو

کسی گل کے ہین عاشق دل شگفتہ ہو تہ تربت — ہماری قبر پر پھولون کی چادر ہو تو ایسا ہو

جگہ اب فضل خالق سے ہی اس دلدار کی دلمین — اگر ہم خانمان برباد کا گھر ہو تو ایسا ہو

ہوا مین ذبح ابرو کا اشارہ جب کیا اسنے — چھری گر ہو تو ایسی ہو جو خنجر ہو تو ایسا ہو

قرہ نے اسکے چھپکر دلمین یہ تاثیر دکھلائی — ہوا سودا ہمارا تیز نشتر ہو تو ایسا ہو

بلا گردان پریزاد پر رہا خط دیکھے عاشق کا — پھڑکنے کی یہ باتین ہین کبوتر ہو تو ایسا ہو

لطافت کا دکھا کر حال وہ غیرون سے کہتے ہین
مقام رشک ہے عاشق جو ہمسر ہو تو ایسا ہو

آرزو تھی صید ہونے کی تری نخچیر کو — قسمین دے دے کے لہو کی ہے بلا یا تیر کو

قتل کا مژدہ دیا جب عاشقِ دلگیر کو — نامہ بر شوخی سے قاتل نے بنایا تیر کو

توڑ کر کھتے ہین قلبِ عاشقِ دلگیر کو — آشیان در کار تھا مدت سے مرغِ تیر کو

دو اجازت بوسہ لے لینے کی مجھہ دلگیر کو — گر سکھاتے ہو لبِ معشوق ہونا تیر کو

جذب دل آہن ربا سے چھین کر تا تیر کو — کھینچ لانا غیر کیجانب سے اونکے تیر کو

ناز سے بولے وہ بسمل دیکھہ کر نخچیر کو — توڑتے گا دم کے دھوکے سی نہ میرے تیر کو

دیکھنے آتے ہین تیر انداز مجہ نخچیر کو — خوف ہے تا پہنچے نہ چشم زخم اونکے تیر کو

نوجوانو چاہیے سمجھو غنیمت پیر کو — ہای کمان کی وجہ سے قوت زیادہ تیر کو

چشم عاشق پر نہین ہو جبہ مژگانکی صفین — دی ہے تا آنکھو نپر جگہہ قاتل کے ہر اک تیر کو

نوجوانو موت کچھہ موقوف پیری پر نہین — دوڑتے آگے کمان سی دیکھتے ہین تیر کو

چھد کے میرا دل نکل آیا تو قاتل نے کہا — مل گیا لو اور اک پیکان ہمارے تیر کو

نوجوانو اپنے قدِ راست پر نازان نہو — ایکدن پیری بنائیگی کمان اس تیر کو

دل کو لیکر ناتوانی مین لبون تک آئی آہ — مل گیا سوفار و پیکان دیکھنا اس تیر کو

آہ سنتی ہی نگاہِ تیز سے دیکھا مجھے — تیر پر روکا مری ابرو کمان نے تیر کو

نیچی نیچی اونکی نظرون کا اشارہ ہے یہی — ہان جبھی جانین کہ دل پر روک لیں اس تیر کو

وہ اگر پوچھے گیا کیونکر دلِ عاشق سے صبر — چھوڑ کر قاصد دکھا دینا کمان سے تیر کو

پوچھتے کیا ہو جوانی کے گذر جانیکا حال — چھوٹتے دیکھا کمانِ سخت سے ہے تیر کو

سخت جانی سی ڈرے ہے بدگمانی اسقدر — یار نے کہہ کر خدا حافظ ہے چھوڑا تیر کو

صید گہہ مین قاتل و مقتول دونون ہین خجل — ہم ہین اپنی جان کو روتے وہ اپنی تیر کو

لین بلائین کسنے مژگان کی نکالو سیکے نام — ہاتھہ عاشق کا پکڑ لے حسکم ہو گر تیر کو

صید ہو کر مین تمھاری رعب سے تڑپا نہین — پوچھہ لو دو حسکم گویائی زبانِ تیر کو

چشم قاتل مین ستم ہے سرمۂ دنبالہ دار — دیکھہ لو گوشے سے چلتے اس کمان مین تیر کو

اے لطافت کیسی تکلیف اور راحت بڑہ گئی
جانتا ہون جان تازہ دل مین اونکے تیر کو

غیر پر صانع نہ کیجے آپ اپنے تیر کو
مانگ لیجے مجھسے آکر آہ بے تاثیر کو

چھان کر خاک اے مصور حسن یوسف ڈہونڈ لا
چاہیے گردہ مرے محبوب کی تصویر کو

بے ثباتی کہہ رہی ہی سبکو دکھلا کر حباب
غافلو دیکھو تم اپنی زیست کی تصویر کو

گھر بنانے کا یہان موجد کوئی دیوانہ ہے
دیکھ لو ہر ایک در پر غافلو زنجیر کو

گر لپٹ کر خواب مین عارض کے بوسے لیجیے
آپ منصف ہین سزا دیجے مری تصویر کو

دشت کو جاتا ہو نمین دیوانہ زندانین ہے عقل
پاؤن پڑتی ہی مرے الفت ہی کیا زنجیر کو

ردیف ہاے ہوز

ہین قرین سیندور کے ٹیکے سی وہ ابرو سیاہ
یا مرے دل کے لیے لڑتے ہین دو بچھو سیاہ

عکس عارض سے ہوی ہین دیدۂ مہر و سیاہ
تھی جو نازک چاندنی مین ہو گئے آہو سیاہ

حسن سی بنتا ہی زنجیر خال اے مہر و سیاہ
سرمہ دیکر جب نکلتا ہی ترا آنسو سیاہ

یاد کرتا ہی بتون کے ابرو و گیسو سیاہ
نامۂ اعمال کیون کرتا ہی اے دل تو سیاہ

ہی عجب پُر نور ہر خال رخ مہر و سیاہ
جسکے آگے ہی زحل گردون پہ اک جگنو سیاہ

ہین مقابل ابروے قاتل سے جو آفاق مین
زہر رکھتے ہین سوا اسوجہ سے بچھو سیاہ

دود آہ دل ہمارا روز فرقت ہی بلند
عارض خورشید پر بنجائے گا گیسو سیاہ

دود آہ دل نے عاشق کے دکھایا ہے یہ رنگ
بخت تیرہ کی طرح سے ہی سدا پہلو سیاہ

صحبت بد کا نہین آتا شگفتہ دلمین رنگ
ہو گئی تاثیر شب سی کب گل شبو سیاہ

تیرہ بختون نے جو برسون آکے سر ٹکرائے ہین
ہو گیا ہی تیرے دروازے کا ہر بازو سیاہ

روز اول وصف کسکی چشم کا لکھا گیا
ہین دوات مین جو مثال دیدۂ آہو سیاہ

تیرہ بختی الفت گیسو مین ہے حد سے بڑھی / کیا عجب میرے چمن مین ہون گل شبو سیاہ

جسکو خط سبز ہوکے سے ہین عاشق جانتے / زہر کالے کا اوگلتے ہین ترے گیسو سیاہ

یار کو خط لکھکے رویا تیرہ بختی پر جو مین / بنگئے حرفونپہ نقطے جا بجا آنسو سیاہ

برہنہ ہوکر نہ زلفین کھولیے خلوت مین آپ / ہو نجائے عکس سے آئینہ زانو سیاہ

نقص ہوگا ماہ کامل ہین لگاتے گہن / چاند سے منہ پر ہے منہ رکھتا رقیب روسیاہ

دلمین الفت درہم و دینار کی ہرگز نرکھ / دیکھ لے کیسہ کو کردیتے ہین یہ بدخو سیاہ

سو رہے تھے لپٹے اس خورشید سے ہم صبح وصل / قہر ہے آیا اندھیرے منہ رقیب روسیاہ

زلف ساقی کے جو پھندے دیکھکر پی لی [illegible] / میکدے مین غیر کے منہ کو کرے اچھو سیاہ

غیر اپنے ہاتھ سے تمکو پلاتا ہے شراب / چاند سے منہ کے قرین لاؤ نہ یہ چلو سیاہ

تیرہ بختون کا فلک چاہیگا جب اوج و فروغ / بعد مردن ہونگے پیدا خاک سے جگنو سیاہ

حسن روئے یار ہے نیرنگ دکھلاتا عجیب / سرخ عارض سبز خط دندان سفید ابرو سیاہ

یکزبان ہو حرف کہتے آئے ہین اہل سواد / دو زبانین جسکی ہین مثل قلم ہے روسیاہ

بال کھلانے بچاؤ بام پر اے جان جان / آندھیان لائین کہین کالی نہ یہ گیسو سیاہ

قتل کرنا روکنا میرا نیا لایا ہے رنگ / سرخرو شمشیر قاتل کی سپر ہے روسیاہ

شاہد مضمون کا ہر جا حسن دونا ہوگیا / بنگئے مصرع مرے دیوان کے گیسو سیاہ

ہاے پروانون کو تھا شب بھر جلایا بیقصور / صبح ہوتے ہی ہوئی کیا شمع محفل روسیاہ

عارض جانان سکندر ہین تو خط سبز خضر / چشمۂ حیوان دہن ظلمات ہین گیسو سیاہ

بہر نفع غیر رسوا آدمی اتنا تو ہو / نام کردیتی ہے روشن مہر ہوکر روسیاہ

ظلم سے مہر و مہ ٹہرا ہوسے پیوند خاک ہے
اے لطافت ہے نظر مین یہ جہان ہر سو سیاہ

اوس رخ شفاف کے ہم آگے جو آتے آئینہ / کیا عجب حیران ہوکر منہ کی کہائے آئینہ

پہلے ایسے غمزہ و انداز و ناز نہیں تھے
اور کون آکر سکھاتا ہے سواے آئنہ

ہاتھ سے گر کر جو ٹوٹا ہی مکدر کیون ہو تم
یہ دلِ شفاف حاضر ہے بجائے آئنہ

وقت زینت غیض آتا ہے جو اس سفاک کو
سامنے جاتا نہیں کوئی سواے آئنہ

عاشقو بوجہ زنگ آلود یہ رہتا نہیں
اونکے خط سبز پہ ہے زہر کھائے آئنہ

آجکل جو شوق آرائش کا اس کمسن کو ہے
ہی نرالی ہٹ سکندر سے کے آئے آئنہ

دیکھنے والا ہو نہیں انکے رخِ شفاف کا
میری نظرو نہیں بھلا کیونکر سمائے آئنہ

بعد آرایش کرینگے قتل وہ عشاق کو
سامنے تلوار رکھی ہے بجائے آئنہ

صاف اگر پوچھو تو اس چہرے کی آگے کچھ نہین
نازکیِ گل ضیائے مہ صفائے آئنہ

آتی ہی پیہم لبِ گورِ سکندر سے صدا
قبر پر پتھر کی جا کوئی لگائے آئنہ

ہم سے پوچھو اسطرح چھپکو جو بیدرد سے تم
یہ دلِ نازک تو کیا ہے ٹوٹ جائے آئنہ

عاشقو نکلا نہیں خط اس رخِ شفاف پر
دیکھو آئینہ پہ لکھی ہی ثنائے آئنہ

شاہدِ گل دیکھتے ہین باغ مین ہر صبح منہ
نہر کا شفاف پانی ہے بجائے آئنہ

ذرے افشان کے ہین جیسے اوس جبین صاف پر
ایسے دو چار اپنے بھی جوہر دکھائے آئنہ

بولے وہ اپنا رخ شفاف دکھلا کر مجھے
آئنہ گر سے کہو ایسا بنائے آئنہ

ای لطافت جب نظر آتا ہے گردون پر ہلال
دیکھتا ہون نقش پا اونکا بجائے آئنہ

گر دیکھہ پائین اوس صنم دلربا کے ہاتھ
نکلین حسین جہان کے بغل مین چھپا کے ہاتھ

ای شاہ حسن سمجھون مین اکسیر سے سوا
آجائے خاکِ پا جو تری مجھہ گدا کے ہاتھ

پایا جو مینے بل کبھی ابروے یار مین
جانِ حزین پہ پڑ گئی تیغِ قضا کے ہاتھ

مینے بلائین لین جو بھوونکی تو کیا ہوا
کر اتنی بات پر نہ قلم بیخطا کے ہاتھ

ہمسر ہوا جو گل رخِ رنگین یار سے
گلچین نے مارا منہ پہ طپانچہ بڑھا کے ہاتھ

کب ہاتھ مین لکیرین ہین اُس شوخ کے ولا
پابند ہے ہین رسیمان سے یہ دزدِ حنا کے ہاتھ

عاشق سمجھ گئے کہ اشارہ ہے قتل کا
اُس شوخ نے دکھائے جو مہندی لگا کے ہاتھ

کیا رنگ ہی حنا کا جما باغ دہر مین
پابند ایسکے رہتے ہین ہر دلربا کے ہاتھ

لی ہین بلائین آپ کی محفل مین غیر نے
لازم ہی قطع کیجیے اسی بیحیا کے ہاتھ

پیچھے قدم ہٹے ہین جو مقتل مین غیر کے
تیغ دودم کا وار لگا ویڑ ہا کے ہاتھ

قاصد نے میرا نامہ و پیغام جب دیا
سنتا ہون اوسنے قطع زبان کی جلا کے ہاتھ

تنکے فراقِ یار مین چنتا ہون رات دن
اللہ نے دیے ہین مجھے کہربا کے ہاتھ

صحبت ہی غیر جنس کی وحشت مین ناپسند
کرتے ہین ٹکڑے جوش جنون مین قبا کے ہاتھ

اُس شاہ حسن کا ہے دماغ آسمان پر
بھیجون گا اپنے شوق کا نامہ ہما کے ہاتھ

لیجائے کوے یار مین یا جانبِ چمن
عزت ہے اپنی خاک کی بادِ صبا کے ہاتھ

پھولی شفق زمین پہ مانند آسمان
دھو لی جو میرے شوخ نے مہندی چھڑا کے ہاتھ

دستِ خدا کے عشق مین ثابت رہین قدم
کریہ دعا خدا سے لطافت اوٹھا کے ہاتھ

ردیف یائے تحتانیہ

گُل کھلے بادہ فروشون کی صدا بھی آئی
میکشو مژدہ بہار آئی گھٹا بھی آئی

سر جھکا کھینچ کے تری تیغ جفا بھی آئی
ہم تو مرجانے پہ راضی تھے قضا بھی آئی

ہاے اِن دونون نے کیا وصل سے محروم رکھا
قہر ہے نیند کے ساتھ انکو حیا بھی آئی

میری قاتل کی یہ تاکید ہے دربانون کو
سر اوڑا دو نگہتون سے جو ہوا بھی آئی

یان تکلم ہے نہ دیدار مگر غش مین ہین ہم
دیکھی موسیٰ نے تجلی بھی صدا بھی آئی

دل لگا تا چمنِ دہر مین کیا اے بلبل
یان کسی گل سے مجھے بوے وفا بھی آئی

جمع حجاج ہوے دہوم ہوئی کعبہ کی
مین جو اُس در پہ گیا خلق خدا بھی آئی

دل جلایا جو بتون نے ہوئین آہین پیدا
جب لگی آگ مرے گھر مین ہوا بھی آئی

نہین پامال فقط مین قدم جانان کا
بہر پابوس ہی پس پس کے حنا بھی آئی

دن کٹی عمر کے اب قبر ہے اور تاریکی
ای مسافر ہوئی شام اور سرا بھی آئی

آہ کہتی ترے مظلوم کی ہے نالون سے
تم تو لب تک گئی مین عرش ہلا بھی آئی

درد سر ہمکو ملا رنگ اُنھین صندل سا
عارضہ جب کوئی آیا تو دوا بھی آئی

دل نے شب بھر یہی کہہ کہہ کے مجھے بہلایا
لو وہ خود آئے وہ چھاگل کی صدا بھی آئی

اُنکی کنگھی نے شب وصل کہا حسن ہے اب
تم بگڑتے رہے مین زلف بنا بھی آئی

بلبلے دیکھ کے صیاد مرا کہتا ہے
دیکھنا دام مین پانی کی ہوا بھی آئی

دلربائی مین ہین مشاق وہ ہوتے جاتے
ناز کیا کم تھی ہوا قہر ادا بھی آئی

ہوگیا خلق مین مشہور جمال یوسف
چھاؤن جب آپکے جوبن کی ذرا بھی آئی

کم لیاقت کی تعلّی ہے ہلاکت کا سبب
پر کسی چونٹی کے نکلے تو قضا بھی آئی

چار دشمن جو ہوے جمع بنی تشکل بشر
خاک بھی آگ بھی پانی بھی ہوا بھی آئی

ہنسکے وہ کہتے ہین کیون خنجری کا ہے گلا
کہین مجھ تک ترے نالون کی صدا بھی آئی

حسن مین رنج پسند الفت گیسو مین نیند
ہم پری سمجھے اگر سر پہ بلا بھی آئی

کیا اسی یار کی تقلید ہوئی ہجر کی شب
کثرت ناز و ادا سے نہ قضا بھی آئی

یا خدا ہے ترے بندے کو بہت شرم سوال
تو ہی معبود تو لب تک ہے دعا بھی آئی

رات بھر اُنکو یہ تھا عاشق گستاخ کا ڈر
چونک اُٹھے خوف سے گر نیند ذرا بھی آئی

لاکھ روٹھی ہوئی لیلی تھی منا لینا تھا
بات بگڑی تجھے ای قیس بنا بھی آئی

دشمن اعدا کا لطافت ہے ائمہ کا دوست
ایک ہی دلمین عداوت ہے ولا بھی آئی

شگفتہ وصل سے دل ہو تو آرزو نکلے
نسیم لطف سے غنچہ کھلے تو بو نکلے

بدن سے روح اگر اُنکے روبرو نکلے
بخیر ہو مرا انجام آرزو نکلے

کہرون سی عید کو یونتو ہین خوبرو نکلے
گلے سے یار جو لپٹے تو آرزو نکلے

پھنسا دیا مجھے پھندے مین عشق کی ایدل
خدا کرے کہین پہلو سے میرے تو نکلے

خیال یار کی آمد ہے بدگمان ہو نہین
کوئی کہے دل شیدا سے آرزو نکلے

دکھا کے حسن پھنسایا مرا دل شیدا
یہ دونون دیدہ مشتاق دو عدو نکلے

دل حزین سے محبت مین تنگ آ گئے ہین
ہمارے سینہ سے یہ لے کے آرزو نکلے

کھلا یہ ہمپہ کہ دنیا مقام ہے نازک
گرہ مین لے کے گہر اپنی آبرو نکلے

گلے لگا کے بتون کو خجل ہین حشر کے دن
لحد سے غرق پسینے مین تا گلو نکلے

خیال زلف ہے دل مین مگر بسا ہے دماغ
عجب نہی مشک ہو نافے مین اور بو نکلے

جگر کہین ہے کہین دل کہین مری آنکھین
یہ چار تھے مرے ہمدرد چارسو نکلے

وہ بہر وصل جو آئین تو مین ہون شادی مرگ
ادہر مری تو ادہر انکی آرزو نکلے

شگفتہ دل ہین نہ روکے سی باغبان لگ کے
بہار بنکے گئے باغ مثل بو نکلے

ثواب جان کے پیر مغان ہمین دینا
زکوۃ میکدہ کوئی اگر سبو نکلے

وہ آج گھر سے چلے یون مری عیادت کو
کہ جس طرح دل عاشق سے آرزو نکلے

صبیح رنگ جو قاتل کا عکس افگن ہو
سفید ہوکے ہر اک زخم سے لہو نکلے

پھنسا کے عشق مین برباد کر دیا مجکو
دل و جگر مرے پہلو مین دو عدو نکلے

جو نکلے متصل آنسو دعا یہ رشک سے کی
خدا کرے یونہین دل کی ہر آرزو نکلے

اجل نے آکے پریشان کیا عناصر کو
ہم یہ چار مسافر تھے چارسو نکلے

ہوئی نہ تار کی حاجت مرے گریبان مین
یہ اشک دیدہ سوزن و دم رفو نکلے

وہ مست ہون در میخانہ پر اگر پہنچا
تو ہاتھون ہاتھ مجھے لینے کو سبو نکلے

نشانہ ہو نیکی ایسی ہی میرے دلکو ہوس
جو تیر آئے ترا لیکے آرزو نکلے

لکھین جو ہم دلِ خون گشتہ کا اُنھین احوال
دوات سے بھی سیاہی کی جا لہو نکلے

پیام یار کو اسطرح نامہ بر دیتا
کہ بات بات مین ارمان ہو آرزو نکلے

تمھارے کعبۂ ابرو مین ہم کرین سجدے
جو آبِ چاہِ ذقن سے پئے وضو نکلے

بنا کے باغ نہ شدّاد سیر دیکھہ سکا
خدا ہی چاہے تو بندہ کی آرزو نکلے

جو بجھہ کے شمع چلی بزم یار سے تو کہا
کہ سرخرو تو ہم آئے سیاہ رو نکلے

وہ ہم ہین سحر شہادت کے سہرے وا لے
جو آبِ تیغ کی لین تھاہ تا گلو نکلے

فرشتے سونگھہ کے محظوظ اے لطافت ہون
لحد مین دل سے جو عشقِ علی کی بو نکلے

ہم سمجھتے تھے سدا یاد مین مقتول پڑے
آج کیا تھا کدھر آپ آئے کہان بھول پڑے

گڑگیا شرم سے مین اسنے جو فیروزنہین کہا
ایسے مرنے پہ تری خاک پڑے دھول پڑے

سرفروشی کو ہین بازار محبت مین چلے
دل بھی دین گر تری سرکار مین محصول پڑے

ای پری بزم مین لیتی ہین بلائین تری غیر
ایسا اک وار لگا ہاتھہ ابھی جھول پڑے

یاد دندان مین جو رویا تو وہ ہنسکر بولے
نہین آنسو ترے ہین موتیے کے پھول پڑے

یار سے وصل کا وعدہ تھا قضا غیر نے کی
خار دینے کو اسی روز تو ہین پھول پڑے

نوجوانی مین مرا خرمن دل ہے طیار
لی اوڑھی آتش الفت کا جو اک پھول پڑے

بوسے گن گن کے وہ دیتے ہین جو جا کرتا ہون
لیکے ہر بار مکر جاؤن اگر بھول پڑے

ہای کیا قہر ہین میرے لیے صبح شبِ وصل
نشتر کنین فرش کی مرجھائے ہوے پھول پڑے

کشتۂ چشمِ گل اندام لطافت جو تھا
قبر پر نرگس شہلا کے ہین کچھہ پھول پڑے

مرے پر بھی ہمارا ظاہر و باطن برابر ہے
لحد مین داغ دل ہین قبر پر پھولونکی چادر ہے

ترقی پر نہایت شعلۂ رخسار دلبر ہے
کہ جو ہر شبنمی چنگاریان آئینہ مجمر ہے

گلستان مین عجب سامان مستونکی لحد پر ہے
جہنی ہی دہوپ سایۂ تاک کا پہولونکی چادر ہے

زرا گلگیر کو دیکھو گنہ سے عذر بدتر ہے
کہ خود ہی سر سے کاٹا اور پائے شمع پر سر ہے

بہار تازہ عکس عارض رنگین دلبر ہے
دم تزئین سراسر آئینہ پہولونکی چادر ہے

وہ قاتل ذبح کر کے میرے قاصد کو یہ کہتا ہے
جواب نامہ لکھنے کو روا خون کبوتر ہے

زوال آیا تو ساری سرکشی ہی خاک اے منعم
نظر کر اپنا سایہ دوپہر کو پاؤن پر سر ہے

بدلنا وضع آپس مین عداوت مول لینا ہے
کہ پیدا ہی اسی سے پہر عدو شیشہ کا پتھر ہے

شب فرقت جو چھٹکی چاندنی مین مردہ دل سمجھا
کہ یہ شہر خموشان مین کسی تربت کی چادر ہے

وفاداری کا مجھ مجبور کے وہ ذکر کرتے ہین
زبان تک اُنکی پہونچا نام میرا مجھ سے بہتر ہے

مضامین ہین بندھے اشعار مین اُس گل کی نکہت کے
مرا ہر صفحۂ دیوان نہین پہولون کی چادر ہے

ارے غافل زیادہ قوت کی خواہش سے کیا حاصل
ملے گا رزق اُتنا ہی تجھے جتنا مقرر ہے

عبادت کو جو آیا ہے تو پیتا جا صبوحی بھی
ہمارا میکدہ اے شیخ مسجد کے برابر ہے

لحد پر صوفیون کے کیون نہ منعم آکے کھینچا ہین
بچھا ہے قبر پر گلدام یا پہولونکی چادر ہے

فرشتون سے کہین گے اے لطافت قبر مین جاکر
زرا سونگھو ہمارے دل مین بوئے حب حیدر ہے

کسی کے عشق کا ہین تیر جیب سے کھائے ہوئے
ہم اپنے دل کو کلیجہ سے ہین لگائے ہوئے

ہوا ہمارا روز ولادت ہی موت کا سامان
جبھی سے ہین کفنی پہنے اور نہائے ہوئے

بفخر کہتے ہین جبریل سب فرشتون مین
کہ ہم علیؑ سے ہین اُستاد کے پڑھائے ہوئے

جو پھول توڑ کے بلبل کا دل دکھایا ہے
چمن مین غنچے ہین گلچین سے منہ پھلائے ہوئے

چمن مین نغمۂ بلبل وہ سُنکے کہتے ہین
یہ طرز ہین مری تقریر کے اوڑائے ہوئے

بہ مکر شیخ حمائل کیئے ہے قرآن کو
سدا بغل مین ہے ایمان یہ دبائے ہوئے

تمھاری زلف کی خوشبو سی ہین خجل آہو
ہمیشہ مشک کو نافونمین ہین چھپائے ہوئے

کیے تھے جمع خزانے سدا جو قارون نے
وہ تیرے بادہ کشونکے ہین سب لٹائے ہوئے

محل مین یار کے مزدور بنکے جا پہنچے
سنبھالے بوجھ محبت کا ناز اٹھائے ہوئے

سمجھ کے قبر مین اے منکر و نکیر آنا
علی مدد کے لیے ہین لحد مین آئے ہوئے

ہوی ہین فصل بہاری مین رند خود رفتہ
کلام بہکے ہوئے پاؤن لڑکھڑائے ہوئے

نکل کے کوچہ جانان سے جاؤن کیا مین زار
کہ مجھکو سایۂ دیوار ہے دبائے ہوئے

دکھا کے دست حنائی وہ شوخ کہتا ہے
ہین اپنے پنجۂ مرجان شکست کھائے ہوئے

کرو خیال سنبھلو تا آل قارون پر
زمین مین غرق ہوا سر پہ گنج اٹھائے ہوئے

دکھا کے تم قد موزون غرور کم کر دو
چمن مین سرو ہی نخوت سی سر اٹھائے ہوئے

کہین نہ حال کہے محتسب سے مستی کا
گلا ہی شیشہ کا ہر بادہ کش دبائے ہوئے

اتارتے ہین وہ احسان ناز اٹھانیکا
کہ دوش پر ہین جنازہ مرا اٹھائے ہوئے

فلک نے پیس کے گو ہمکو کر دیا سرمہ
مگر حسینونکی آنکھونمین ہین سمائے ہوئے

عجیب وقت ملا ہی لپٹ کے بوسے لین
کہ ہاتھ پاؤن مین مہندی ہین وہ لگائے ہوئے

قریب شمع مرے ٹھنڈے دل سے پروانے
رہی نصیب ہین معشوق کے جلائے ہوئے

جو کوہ و دشت مین فرہاد و قیس جا بیٹھے
یہ دونو کوچۂ جانان سے ہین اٹھائے ہوئے

جدا جدا ہی ترا اپنے عاشقون سے ڈھنگ
رہا خلیل کلیم آگ سے جلائے ہوئے

گہر نثار ترے دانتون کی سنکے کہتے ہین
صدف مین ہم ہین پڑے آبرو بچائے ہوئے

خدا کرے وہ دن آئین کہی ہر اک زرا اٹھئے
کہ آج کل ہین لطافت نجف مین آئے ہوئے

زلف شبگون قرب گوش نازک جانانہ ہے
مجھ پریشان کی سیہ بختی کا اک افسانہ ہے

غمکدہ صبح شب وصلت مرا کاشانہ ہے
مردہ دل ہین شمع کشتہ میت پروانہ ہے

ائی رہی رفعت وہ باغ کو جنہ جانا ہے
آسمان سبز جسکا سبزہ بیگانہ ہے

جب جوانی بنکے جاتی ہے دولہن کرتی طعن
روک لے مجکو کسی مین ہمت مردانہ ہے

یا علی مین ہون شراب حوض کوثر کا حریص
سر پہ خم شیشہ بغل مین ہاتھ مین پیمانہ ہے

زوال دنیا سے کرو نہین مال و زر کی التجا
شرم آتی ہے خلاف ہمت مردانہ ہے

فصل گل مین باغبان کنگھی سے بھی کچھ پوچھ ہو
زلف سنبل کو چمن مین احتیاج شانہ ہے

لے کے دل عشاق کے کس ناز سے کہتے ہین وہ
ابتدا مین یہ گناہ عشق کا جرمانہ ہے

عاشق و معشوق دونون چال سے خالی نہین
وان خرام ناز ہے یان لغزش مستانہ ہے

لکھدیا رونا مری تقدیر مین رزاق نے
اشک پر موقوف مجھہ گریانکا آب و دانہ ہے

زوال دنیا مین یارہی مگر پوچھی نہ بات
جز شتہ مردان یہ کس مین ہمت مردانہ ہے

ظلم جو کرتا ہو کر آیا ہی گرا سے روز ہجر
ایک تو مین دل جلا ہون دوسرا پروانہ ہے

چلتا ہی کوئی رگ کے گردن پر سہاری قبر تیغ
خنجر قاتل مین بالکل ناز معشوقانہ ہے

خوب گذریگی جو مل بیٹھین گے دو اک خستہ
تم اگر ہو شوخ حالت یان بھی بیتابانہ ہے

ہم بغل ہو کر عروس مرگ سے ہین سو رہے
قبر سے عاشق تنون کا ایک خلوتخانہ ہے

فرض ادا کرتا ہو نہین محراب تیغ یار مین
کٹ سکے سر گر نا قدم پر سجدہ شکرانہ ہے

وصل کے بدلے جو مین دل بیچتا ہون انکے ہاتھ
بوسہ دے کر ناز سے کہتے ہین یہ بیعانہ ہے

نفع ثمرہ خیر کا ہی سب سے کہتی ہے زمین
خوشے مین دیتے ہون جو دیتا مجھے اک دانہ ہے

ہم اشارون سے ہین محفل مین بناؤ انکے بال
پنجۂ مژگان نہین زلف سیہ کا شانہ ہے

کیا خریداری کرے گا کوئی اس محبوب کی
حسن یوسف جس حسین کا کم سے کم بیعانہ ہے

آسمان پر کیا کوئی محبوب کرتا ہے بناو
ماہ کامل آئنہ ہے اور ناقص شانہ ہے

گر سبو میخانے مین اے محتسب توڑی تو کیا
بڑھ گئی بادہ کشی ٹکڑا ہر اک پیمانہ ہے

نشہ مین بہکے ہین تو لب پر ہی ساقی کی ثنا
پاؤن کو لغزش بھی ہے تو لغزش مستانہ ہے

آبرو ہو ناز سے گروہ پری پیکر کہے
ہان لطافت بھی ہمارے حسن کا دیوانہ ہے

آئنہ خانہ مین مجھہ مست کو حیرانی ہے
ڈوب مرنے کے لیے چار طرف پانی ہے

سچ ہے قسمت سے سوا مانگنا نادانی ہے
بوند بھر بہر صدف بحر مین بھی پانی ہے

سرمہ گین چشم صنم قتل مین لاثانی ہے
دست سفاک مین شمشیر صفاہانی ہے

کسقدر بخل کی دنیا مین مخالف ہے ہوا
آج کل کشتی درویش بھی طوفانی ہے

پھر وہ زلفون کو بناتے ہین خدا خیر کرے
جمع ہوتی مری خاطر یہ پریشانی ہے

قبر مجنون پہ چڑہائینگے جنون مین زنجیر
منت امسال یہی وحشیون نے مانی ہے

ڈبڈبا آئی جو اشک آنکھہ مین مشکل ہوا ضبط
پی گئے جب تو یہ معلوم ہوا پانی ہے

آکے دنیا مین پیا خون جگر غم کہایا
نئی دعوت نئی خاطر نئی مہمانی ہے

کی رسائی در محبوب پہ سجدے کرکے
پاؤن کی جا پہ رہ عشق مین پیشانی ہے

نہ ملین وہ کف افسوس مرے ذبح کے بعد
اب تو بیکار ندامت ہے پشیمانی ہے

سرگذشت شب فرقت جو کہی وہ بولے
کہ بلا میری سُنے قصہ طولانی ہے

ہوکے مشتاق جو دیکھا ہے ہلال ابرو
آئنہ تجکو دکھاتی تری پیشانی ہے

عیب کیا صاحب جوہر جو ہی محتاج لباس
تیغ کا حسن سر معرکہ عریانی ہے

کھوٹے داموں ہین بکے جیسے جناب یوسف
حسن کی عشق کی بازار مین ارزانی ہے

نزع مین پوچھتے ہین آپ جبت عشق کا حال
مختصر قصہ کہانی مری طولانی ہے

جل مرے کیون نہ سر بزم کہ ہی جا حجاب
بہر پروانہ ستم شمع کی عریانی ہے

تھک گئے کاتب اعمال بہی لکتے لکھتے
کسقدر نامہ عصیان مرا طولانی ہے

دخت رز شیشہ مین ہے پر نظر آتا ہے جسم
پردہ بھی اس زن بیباک کا عریانی ہے

رو دیا یار وفائین جو مری یاد آئین
مرکے اب زندہ دل مجکو پشیمانی ہے

جمع ہو جاتین وہ زلفین تو ستم کیا کرتین
دل عاشق کو بلا جنکی پریشانی سے ہے

حسن آئینہ سے ہے شعلہ رخون کا بڑھتا
مشتعل آگ کو کرتا ہے یہ وہ پانی ہے

قدر شاعر نہین دنیا مین لطافت باقی
ورنہ اب بھی کوئی عرفی کوئی خاقانی ہے

حسب حیدر مرے عصیان یونہین کہا جاتی ہے
آگ جس طرح کہ ہیزم کو جلا جاتی ہے

یاد ان گیسوے مشکین کی جو آجاتی ہے
دل کی اجڑی ہوئی بستی کو بسا جاتی ہے

اچھی صورت جو کسی جا نظر آجاتی ہے
دل پہ اک تیر محبت کا لگا جاتی ہے

حسن ہوتا ہے جوانی جو ہین آجاتی ہے
جیسے انسان مین پری کوئی سما جاتی ہے

چند دن فصل جوانی کی جو آجاتی ہے
روگ انسان کو محبت کا لگا جاتی ہے

ان حسینون پہ طبیعت مری آجاتی ہے
نہین معلوم وہ کیا شے ہے جو بھا جاتی ہے

عشق موقوف نہین اچھی بری صورت پر
نہین معلوم وہ کیا شے ہے جو دیکھا جاتی ہے

ہوکے بیچین وہ راتون کو کہا کرتے ہین
کسکی یہ آہ ہے جو دل کو ہلا جاتی ہے

پھر سوتا ہے تجاہل سے جو وہ پوچھتے ہین
کہیے جان آپ کی بھی حسن پہ کیا جاتی ہے

سچ ہے دل کو سمجھتا ہے مشام عاشق
بھینی بھینی تری خوشبو جو سما جاتی ہے

عطر مٹی کا حسینون کے لیے بنتا ہون
خاک ہو کر بھی نہین بوے وفا جاتی ہے

ہم بھی دل تک تری پہونچا ئینگے اپنی آہین
عرش تک سنتے ہین [illegible] کی صدا جاتی ہے

وصل کی شب جو وہ کہتے ہین کہ آتی ہے حیا
مین یہ کہتا ہون حیا آتی ہے یا جاتی ہے

اس بہانے سے نہین اب وہ ستم بھی کرتے
سخت جان آپ ہین بیکار جفا جاتی ہے

رنگ اڑنے کے لیے خون مرا ہوگا شریک
فرد اسے موت کہ پاس آ نکلے حنا جاتی ہے

پھر [illegible] پس مرگ چلا قبر مین تن
دیکھنا ساتھ سا تن کے سرا جاتی ہے

ہاتھ سائل کا جو بڑھتا ہے تو کہتی ہے طمع
ذلت اس راہ سے آتی ہے حیا جاتی ہے

ابھی لطافت جو وہ ملجائین تو اتنا پوچھون
آپ تک بھی مرے نالونکی صدا جاتی ہے

ابھی ہون ذبح اگر وہ بعید ہوجائے — گلے پہ تیغ یہ حبل الورید ہوجائے
عجب خوشی ہو جو عاشق شہید ہوجائے — گلے ملے ترا خنجر تو عید ہوجائے
یہ عید ایکی ہمین بھی سعید ہوجائے — گلے ملے وہ خوشی سے تو عید ہوجائے
سبب یہ ہی جو دعا مانگتا ہون مرنیکی — کہ نزع مین ترے چہرے کی دید ہوجائے
لیا ہی دل مرا تمنے سمجھ کے مال اپنا — ملے جو بوسہ عنایت رسید ہوجائے
پھنسا ہی زلف مین دل جب سی تلملاتا ہون — سدا قریب ہو جو یون بعید ہوجائے
وہ زلف تیرہ بناتا ہے خیر ہو یارب — کہین نہ شام کا حاکم یزید ہوجائے
قلم شراب ہی کی دے ساقیا کھلے روزہ — ہمارے قفل دہن کی کلید ہوجائے
ہلال نکلے اگر غم ہو فاقہ کش عاشق — حسین گلے ملین خوش ہو کے عید ہوجائے
ہوا تو ہی مرا شاگرد فن عشق مین قیس — جو دل لگا کے پڑھے تو رشید ہوجائے
شراب پیتے ہی آجائے راہ پر صوفی — جو میرے پیر مغان کا مرید ہوجائے
وہ بدگمان مجھے قتل اسلیئے نہین کرتا — نہ پائے حور نہ عاشق شہید ہوجائے
دکھائے بلبل شیدا کو کیا بہار اے گل — غلام کیون نہ ترا زرخرید ہوجائے
غضب ہی دیکھین وہ آئینہ آئینہ انکو — ادھر ہو دید ادھر بازدید ہوجائے
کیئے بہار نے یکجا چمن مین بلبل و گل — کہ کچھ تو عشق کی گفت وشنید ہوجائے
وہ توڑ کر مرا دل جوڑتے ہین یہ کہکے — کہ ہاں قدیم عمارت جدید ہوجائے

کلام اہل سخن کا ہے اے لطافت شوق
مشاعرہ بھی کوئی بعد عید ہوجائے

بلغ سمجھاتا ہی وہ گل پھول جسدم توڑکے — اپنے غنچے مین بوسہ دہن کا مانگتے منہ پھوڑ کے

ذبح خنجر سے کیا بیرحم نے منہ موڑ کے
کام عاشق کا کیا سفاک نے دل توڑ کے

قہر برپا کر دیا چہرے پہ زلفین چھوڑ کے
لیگیا پہلو سے وہ دلبر کلیجہ توڑ کے

یاد آتا ہی جو انگورات کا بوس و کنار
مسکراتے ہین وہ کیا کیا شرم سی منہ موڑ کے

دل تو کیا ہی یار کا ہم عرش تک پہنچائینگے
ایکدن تیر دعا لب کی کمان ہین جوڑ کے

کر کے آزردہ ہمین پچتائیے گا دیکھیے
جوڑنا مشکل پڑے گا آپ کو دل توڑ کے

ذبح بلبل ہو گئی نقش قدم پر باغ مین
سیر کو آئے چلی طرفہ شگوفہ چھوڑ کے

مہربانی بھی تمھاری قہر سے کچھ کم نہین
پاس اپنے جو بلاتے بھی تو پردہ چھوڑ کے

ہو چمک زیور کی دونی آپ اگر ہنسدیجیے
مانگتے ہین آپ دانتون سی گہر منہ پھوڑ کے

دیکھ لی بس اس جہان کی دوستونکی دوستی
قبر تنہا مین گئے مجکو اکیلا چھوڑ کے

ہیچو دو بیشرم ایسا جو سن سودا نے لیا
مانگتی ہر رگ ہی نشتر کی زبان منہ پھوڑ کے

تکیہ زربفت سی اپنی ہوئی ثابت یہ بات
بیٹھتے ہین مال دنیا سی سدا منہ موڑ کے

اپنی کوچہ مین ہین لیتے عاشقون کا جائزہ
وائے قسمت گنتے ہین ہر بار مجکو چھوڑ کے

کھیل سی وہ توڑ کر کہتے ہین دریا کی حباب
دیدبازون کو فنا کرتے ہین آنکھین پھوڑ کے

مجز تو جائیگا صنم لیکن گرہ پڑ جائیگی
دیکھنا پچتاؤگے الفت کا رشتہ توڑ کے

دل پہ وہ چھریان لگا کر ناز سے کہنے لگے
بوئینگے تخم محبت اس زمین کو گوڑ کے

ہائے بی پروائیون نے انکی مارا بے اجل
گھر گئے اپنے **لطافت** کو تڑپتا چھوڑ کے

میرے پہلو سے دل مضطر تو لیتے جائیے
ساتھ اپنے کوئی تحفہ گھر تو لیتے جائیے

سخت جان کو ذبح کرنے گھر سی جاتے ہین جو آپ
احتیاطاً دوسرا خنجر تو لیتے جائیے

حشر کو قدسی کہین گے ہو گی طے راہ صراط
نام پاک حضرت حیدر تو لیتے جائیے

مال مردے سی ہی کہتا جمع کرنے کا صلا
ہان کفن کی مجھ سے اک چادر تو لیتے جائیے

اپنی دیوانے کا سودا دیکھنے جب وہ چلے
دی بتون نے بھی صدا پتھر تو لیتے جائیے

دیکھا مجھ وحشی کو جب فصّاد نے تو یہ کہا
پاس میرے آیئے نشتر تو لیتے جائیے

وہ مری تربت پہ آنیکو ہین یہ کہدے کوئی
ساتھ اپنے پھولون کی چادر تو لیتے جائیے

بابلبلین بولین چمن سے جب چلا وہ رشکِ گل
باغ کا تحفہ بہشت پر تو لیتے جائیے

نزع مین حسرت سے کہتا ہی ہر اک منعم بخیل
قبر مین ہمراہ مال و زر تو لیتے جائیے

حسن کہتا ہی بناتا ہون جو زلفین یار کی
بوسۂ رخسارۂ دلبر تو لیتے جائیے

زلفِ جانان پر جو دل آیا تو آنکھون نے کہا
ہادیِ ظلمات کا رہبر تو لیتے جائیے

حضرتِ دل سامنا انکے تغافل سے ہی کج
ساتھ اپنے آہ کا لشکر تو لیتے جائیے

باغ مین آتا ہی جب تو دل مین کہتا ہی حریص
ہاتھ آجائے گلون کا زر تو لیتے جائیے

عاشقون سی حشر کو حورین کہینگی مے کے جام
اجرِ حبِّ ساقیِ کوثر تو لیتے جائیے

اے لطافت حشر ہوگا جب کہینگے سب ملک
قبر سے عصیان کا یہ دفتر تو لیتے جائیے

امتحان عشق مین تقدیر کا کر دیکھین گے
زندگی ہی تو کسی یار پہ مر دیکھین گے

نہین ہو جاتی ہی کس طرح سحر دیکھینگے
آہ کا ہم شبِ فرقت مین اثر دیکھین گے

روئے روشن سی الٹ دیجیے اے یار نقاب
اپنا منہ آئنہ مین شمس و قمر دیکھین گے

کمرِ یار تو ملتی نہین ہین طالبِ دید
شعرا باندہ کے مضمون کمر دیکھین گے

نازنین نے مرے اس پیچ سی ٹیکا باندھا
ناتوان بین ہین بہت لوگ کمر دیکھین گے

لینگے شبنم سی کفن صبح سے تھوڑا کافور
دم تو نکلے شبِ فرقت کی سحر دیکھین گے

چشم آئینہ بنے گا جو ہمارا دل صاف
دشمن و دوست کو پھر ایک نظر دیکھین گے

ہی مرے یار کا وہ حسن کہ سب زاہد بھی
شرع سے کہکے حلال ایک نظر دیکھین گے

گھر کرین میری دلِ صاف مین وہ خودبین ہین تا
جلوہ اپنا نظر آئیگا جدہر دیکھین گے

صبح کی قوت کی ہو شام سے بیکار ہی فکر
کیا خبر زندہ پھر اٹھینگے سحر دیکھین گے

آئے ہین عاشق لاغر کی عیادت کو لیے
وہ سنا کرتے تھے آج اپنی کمر دیکھین گے

شبکو پروانے سی صبح کے جلجاتے ہین
کسطرح شمع کو گل وقت سحر دیکھین گے

فرط حیرت سے مجھے آئنہ ہین وہ کرتے بنائے
بنگیا آئنہ ہین اب تو ادہر دیکھین گے

آپ کل صبح کو کرتے ہین عبث وعدۂ وصل
شب کٹیگی نہ جئین گے نہ سحر دیکھین گے

ہم وہ عاشق ہین کہ ہے بخت سیہ جانکے ساتھ
یہ وہی شام کہ جسکی نہ سحر دیکھین گے

دونون دل ایک ہے جب تو کہا نکا پردہ
آپ ادہر دیکھین گے تو ہم بھی ادہر دیکھینگے

جان دینے کو جو کہتا ہون وہ فرماتے ہین
یان نہ مرنا کہ فرشتے مرا گھر دیکھین گے

شاعری کا جوہر معشوق لطافت ہو ہین ؎
شعرا روز بروز اوج قمر دیکھین گے ؎

تمہارے کان تلک منہ کو لا نہین سکتی
گذر رہی ہے جو دل پر سنا نہین سکتے

کیا ہی قتل تو ہو دفن کی اجازت بھی
عزیز میرا جنازہ اٹھا نہین سکتے

وہ آئے بہر عیادت یہ وہم آتا ہے
مریض ہم ہین گلے سے لگا نہین سکتے

تمہین بھی دیکھ لیا ہے نے خوب دیدۂ تر
لکھا نصیب کا رو کر مٹا نہین سکتے

ادہر ہے ضعف ادہر نازکی وصال کجا
ہم اٹھکے جا نہین سکتے وہ آ نہین سکتے

بڑہا یہ ضعف کہ صدمون کا تو بھلا کیا ذکر
مزا وصال کا بھی ہم اٹھا نہین سکتے

تمہارے تیر جو ترکش مین دیکھے شک ہوا
کہ میرے دل مین یہ سب کیا سما نہین سکتے

وبال کسکا پڑا گیسوے حسینان پر
کہ جس سے آج تلک سر اٹھا نہین سکتے

عجب طرح کے محرر ہین کاتب اعمال
کہ لکھ تو لیتے ہین لیکن مٹا نہین سکتے

شب وصال مین شرماتے ہین وہ عاشق سے
نہ روٹھ جائین گلے ہم لگا نہین سکتے

فلک نے ہمکو زمین پر کیا ہے یہ پامال
کہ مثل نقش قدم سر نہین اٹھا سکتے

بتان شیشہ کے نازک ہی خوف آتا ہے
ہم اپنے دل کو بتون سے لگا نہین سکتے

بتون سے خاک کسی کی برآئیگی امید
یہ اپنے کام تو بگڑے بنا نہین سکتے

ورے گناہ یہ کثرت سے ہین کہ حشر کے دن
میان پلۂ میزان سما نہین سکتے

بخیل لوگ بھی اورونکے ہین امانتدار
کہ جمع کرتے ہین دولت اٹھا نہین سکتے

ٹپک کے اشک یہ کہتے ہین رونیوالون سے
گرا کے آنکھ سے ہمکو اٹھا نہین سکتے

نکل کے جسم سے دم بلبلونکے کہتے ہین
گلون مین صورتِ نکہت سما نہین سکتے

یہی تو لطف ہے اے ضعف واہ کیا کہنا
قدم پہ آنکے گرے سر اٹھا نہین سکتے

ہم اپنے دل سے لطافت ہوئے ہین کیا مجبور
بگڑ کے یار سے کچھ بھی بنا نہین سکتے

ستم ہے آپ کا جوبن عجب صورت سے
حضور مین تو ہون کیا آپکو بھی حیرت ہے

خیال یار نہ تھا اس دلِ پر ارمان سے
یہ تھوڑی دیر کی صحبت بہت غنیمت ہے

نشانِ پائے صنم لاغری مین پایا ہے
خرام ناز کے عاشق کو فرش راحت ہے

لگے جو کوچۂ جانان سے خلد مین عاشق
کہا قصور معاف اسکا نام جنت ہے

حسینِ حضرتِ یوسف مرا حبیب ملیح
حسین دونون ہین پر اپنی اپنی صورت ہے

وہ پوچھتے ہین تجاہل سے قبر عاشق پہ
کہ بیکسی ہے برستی یہ کسکی تربت ہے

وہ مجھسے پوچھتے ہین آئینہ مین دیکھکے حسن
تمہین بتاؤ کہ ایسی کسی کی صورت ہے

اجاڑ کر مجھے بستی بسائی عشق نے خوب
جگر مین درد فغان لب پہ دلمین حسرت ہے

جو دیکھا تول کے خوف و رجا کی میزان مین
کہین غضب سے زیادہ خدا کی رحمت ہے

جو ہنسے وعدۂ وصل آنکو یاد دلوایا
تو ہنسکے بولے ہین بھولنے کی عادت ہے

ہمارے گھر مین ہو آزردہ کر نہین سکتے
گلے لگا ہین تمہین بوسے لین اجازت ہے

ادھر نیاز ادھر ناز وہ خدا مین عبد
ادھر گناہ مرے ہین ادھر کو رحمت ہے

اجازت چہچہونکی باغ مین گر لینگے اُس گل سے
یقین ہی آبجو کے بلبلے بچئین گے بلبل سے

لڑائے کیون نہ آنکھین مست ہو کر رات بھر گل سے
چمن مین روشنی ہی شعلۂ آواز بلبل سے

دکھا کر سرخیِ گل باغمین گلچین یہ کہتا ہے
بہت صیاد نازان ہی لڑائی خون بلبل سے

رقیبِ روسیہ نے ہاتھ دوڑائے جو گیسو پہ
تو مشکین باندہ لین بعبِ صنم نے ٹہنے کا گل سے

مین وہ ہون جسن ہین عاشق کبھی آیا جو گلشن مین
گل تر کو بصد انصاف دیکھا چشم بلبل سے

ادہر ہی گو کہ پشتِ مہر اوڑی لیکن دُرِ شبنم
نہ ہرگز مطمئن دانا ہو دشمن کے تغافل سے

بہار آتی ہی ہیہم باغ مین نالے نکلتے ہین
روان اک کاروان ہی کوچۂ منقار بلبل سے

مہِ نو سے بڑھے کٹ کر تمھارے پاؤن کے ناخن
اسے اقبال کہتے ہین ترقی کے تنزل سے

حسین بھی ہین ہمارے خوش گلو معشوق ہر عاشق
عجب اُلٹا زمانہ ہے گلون کو عشق بلبل سے

سہے تو قتل گہہ مین خون کا دریا ارے قاتل
اُتر جائیگی سر دے کر تری تلوار کی پل سے

خدا جانے صبا نے کان مین کیا آکے پھونکا ہے
جو پھوٹے مُنہ گل تر آجتک بولی نہ بلبل سے

نہین معلوم کیا کیا راز اُلفت جھک کے کہتی ہے
عبث سرگوشیان بلبل کیا کرتے نہین گل سے

مری تصویر اُسنے پشت آئینہ پہ بنوائی ہے
نجات اس شکل مین بھی تو نہین اُسکے تغافل سے

دکھا کر حسن کا جلوہ بنا کر ہمکو دیوانہ
کہو عاشق ہو کیسے پوچھتے ہین وہ تجاہل سے

ہماری روح جنت مین گئی چھوڑا جو قالب کو
چمن مین اوڑکے جا پہنچی قفس چھوٹا جو بلبل سے

مرے محبوب نے پایا ہے ایسا رتبہ عالی ہے
سجایا عرش کو نعلین اقدس نے تنزل سے

مبارک ہو بہار آئی ہوئی پھر عید مستونکو
گلے ملتے ہین میخانہ مین ساغر شیشہ مُل سے

مرے غنچہ دہن کو بدنگہہ سے تو نہین دیکھا
گل تر کی قسم لونگا چمن مین جاکے بلبل سے

گئی جنت مین سوتے خفتگان کوچۂ جانان
نہ چونکے حشر کو بھی صورِ اسرافیل کے غل سے

بچھا کر جال یہ صیاد نے کی قید گلشن مین
جو ٹوٹا ایک بھی پھندا ابھرونگا دم بلبل سے

ہزارون حسرتین تجھمین گرد ارمانونکا لشکر تھا
ترے ناشاد کا اُٹھا جنازہ کس تجمل سے

بچے گا کیا تمھاری چشم و مژگان سے دل مضطر
کبوتر چھوٹ کر آتا نہین شاہین کے چنگل سے

جنون سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گریبان گر گلستان مین
کھلے فصد رگ گل نشتر منقار بلبل سے

لیے تھی فوج طفلان گرد پتھر اپنے ہاتھون مین
سواری آپ کے مجنون کی نکلی کس تجمل سے

ہم ایسے عندلیب زار ہین گلزار عالم مین
بنایا دام صیادون نے تار نکہت سنبل سے

ہوا ثابت سوا معشوق سے ہے قدر عاشق کی
ہزار ادنی ہو بلبل بیش قیمت ہی سدا گل سے

چمن مین چہچہے ہین زمزمے ہین فصل گل آئے
اوڑی تازہ خبر یہ کوچۂ منقار بلبل سے

لطافت حشر کا دن آئے تو ہم گو کہ عاصی ہین
پہنچ ہی جائینگے جنت مین حیدر کے توسل سے

نہ نکلتے دل شیدا سے مرے کیا ہوتے
آرزو تھی کہ وہ عاشق کی تمنا ہوتے

دونون شاگرد مرے دیکھہ کے سودا ہوتے
قیس و فرہاد جو اس عہد مین زندا ہوتے

تم خرامان اگر ای رشک مسیحا ہوتے
زندہ ہو ہو کے فدا نقش کف پا ہوتے

تیر نے خال رخ یار کا سودا ہر وقت
ہمنے دیکھا نہین اس جنس کو سستا ہوتے

دیکھتے حسن سدا دیدۂ مشتاق مرے
لطف ہوتا جو در یار کا پردا ہوتے

دل دیا گیسوے جانا نکو جگر مژگان کو
دونون بیکار تھے پہلو مین مرے کیا ہوتے

دشمن وصل زمین بھی ہے گلا چرخ کا کیا
دفن مر کر ہین بستر قبر مین تنہا ہوتے

توڑ کر آئینۂ دل عجب احسان کیا
اب بہت آپ سے جب آپ ہی تنہا ہوتے

گردشین چشم کی دکھلا کے وہ رخ کہتا ہے
دیکھہ لو پتلیون کا دن کو تماشا ہوتے

دیکھہ لیتے انھین جی بھر کے ہم ای حیرانی
بنتے آئینہ تو وہ محو تماشا ہوتے

غیر ذی روح بھی مشتاق جوانون کے ہین
تیر کے شوق مین ہین دست کمان وا ہوتے

مدد اے سہو کہ بوسون کا وہ کرتے ہین شمار
بھول جاتے کہین گنتی تو مزے کیا ہوتے

وصل کا عذر ہے گردن کو کہ سایہ ہے ساتھہ
تم اندھیرے مین تو ہو رات کو تنہا ہوتے

مرکے جاتی نہ لگاوٹ کبھی خوش چشمون سے
خاک ہو جاتے اگر جل کے تو سرما ہوتے

ٹوٹنا اس دلِ نازک کا ہی یاد آجاتا
دیکھتا ہون کبھی شیشا جو شکستا ہوتے

قبر مین آتے ہی کیا خاک مین سب نے تڑپا
نہ ہوئی دیر کفن کو مرے میلا ہوتے

غیر کے گھر کو بنجاؤ مرے دل مین آؤ
کیون خرابی مین چلے عرشِ معلّیٰ ہوتے

عاشقو قصۂ معراج سے یہ حال کھلا
آئے محبوب تو در پردہ ہین گویا ہوتے

رکھ لیے کھینچ کے تو دی سے دلِ شیدا ہین
آپ کے تیر ترے رہگئے تھے کیا ہوتے

بی ثباتی کا جو دریا پہ ہے لشکر اترا
جا بجا خیمے حبابون کے ہین برپا ہوتے

تیرہ بختی جو بناتی ہمین میلِ سرمہ
لیتے آغوش مین وہ چشم مزے کیا ہوتے

اندھے ہین آسیہ حسینون کے یہ نظارے نہ
قہر کر دیتے اگر آئینے بینا ہوتے

رشک بلبل کو ہی صبا دے سے آنکھین نہ لڑا
کچھ اشارے ہین برے نرگسِ شہلا ہوتے

آئنہ خانے مین جا بیٹھتے ہین تاکہ ہو عذر
وصل سے ڈرتے ہین وہ جبکہ ہین تنہا ہوتے

زار ہین غیر جو کوچہ مین ترے آجاتا
ہم نہان اوڑھ کے دیوار کا سایا ہوتے

ہجر مین دیکھ کے کہتے ہین لطافت مجھی لوگ
ایسے بیمار کو دیکھا نہین اچھا ہوتے

جو ہی منظور ہوئی منہ سے تصویر اس گلِ تر کی
برائی موقلم حاجت ہوئی بلبل کے شہپر کی

روانی خلق مین مشہور ہو جائے سمندر کی
جو شاگردی کرے آکر ہمارے دیدۂ تر کی

کیونکر ظلم سہہ کر مناؤن خیر دلبر کی
سنا ہی مستجاب اکثر دعا ہوتی ہی مضطر کی

پڑی چھوٹ آئنہ مین جب دُرِ دندانِ دلبر کی
ہوئی شہر حلب مین نہر جاری آبِ گوہر کی

کمینہ کو شرف کیا ہمسری سی اہلِ جوہر کی
جواہر تول کر بڑھتے نہ دیکھی قدر پتھر کی

غرض ہو یا نہ ہو اورون کو مالک سی جھکا دینا
عجب تاثیر دیکھی منعمو اس دولت و زر کی

نکلتے ہی بدن سی روح بجیس ہو گئے اعضا
رہی حیران امت ہو گئی غیبت پیمبر کی

جوانی تک صنم ہی حسن گورے گورے گالونکا
مہِ کامل ہے رخ یہ چاندنی مہمان ہی شب بھر کی

جو دیکھو فکر کرکے دیدۂ انصاف و عبرت سے
خبر دیتا ہی آئینہ کہ تربت ہون سکندر کی

سمجھہ کر ہمکو دیوانہ بہانے خون آیا ہے
ارادہ ہی کہ لین تیری مژہ سی فصد نشتر کی

بخیلون کو نہین دولت سی کچھہ بھی جز گنہ حاصل
سیاہی ہی فقط کیسون کو ملتے دیکھہ لو زر کی

نہا کر کیا کفن پایا ترے کشتہ نے مقتل مین
دیا غسل آب خنجر نے عنایت خون نے چادر کی

شبِ فرقت کی سختی سہہ کے دل میرا کھرا اُٹھا
کسوٹی پر کسا مینے تو خوبی کھل گئی زر کی

شبِ وصلت وہ مجھسی پوچھتے رہتے ہین تھرا کر
مرے سینے سی سوتے مین دولائی تو نہین سرکی

صدا ہی مرنیوالون کی یہی بازار دنیا مین
عدم سے لائی ہی عریان ہمین فکر ایک چادر کی

دلِ حیرت زدہ عاشق لگا کر اس سے کہتے ہین
مناسب ہی ان آئینون سی ہو زینت ترے گھر کی

دلِ مفلس ہوا جب بخل سے حد بڑھ گیا دین
ہوا کیسہ تو خالی پر سیاہی رہ گئی زر کی

کبوتر نامہ بر ہدہد کی کیا طاقت جو وان جائے
مرا پیغام پہنچائے ضرورت ہے پیمبر کی

نسب کو پوچھتا ہی کون ہی علم و ہنر کیا شی
زمانہ یہ وہ آیا ہے کہ عزت ہی فقط زر کی

غرور اتنا عبث ہی کھوٹے دامون ہین حسین بکتے
سنی تو ہوگی قیمت آپ نے یوسف پیمبر کی

عدوے صاحبِ جوہر پسندِ اہل دنیا ہے
جواہر پیسنے سے قدر بڑھ جاتی ہی پتھر کی

تماشا ہو حسینو صنعت و صانع کی یکجائی
اگر تصویر پشتِ آئنہ پر ہو سکندر کی

ارادہ ہی مذمت کچھہ سوالِ بخل کی لکھون
قلم دستِ طمع کا ہو سیاہی کیسہ زر کی

ہم ایسے ہجر و وصلِ یار کے جھگڑون سے درگذرے
گوارا کسکو ہی برسون کا غم لذت گھڑی بھر کی

گنہ بڑھتے گئے افسوس جون جون سن بڑھا میرا
فرشتون نے لکھی عصیان سیاہی مانگ کر سر کی

سراپا ہم جو عصیان ہین کفن کا اک بہانہ ہے
گنہ کے پوٹ باندھین ایسی حاجت ہی چادر کی

بخیلونکو بہت افسوس ہی ضائع نہو یہ بھی
خضابِ سر ہو پیری مین سیاہی کیسہ زر کی

ہر اک کو ہی ظالم دوست دیکھا بزم دنیا مین
رہے گلگیر برسون شمع ہو مہمان شب بھر کی

تڑپتا ہون شبِ فرقت جو اُن زلفون کے سودے مین
مجھے مارِ سیہ ہر اک شکن ہوتی ہے بستر کی

نگہ تیری نہ کیونکر تیزِ مژگان کی صفین توڑے
اگر سردار ہو جرأت سوا ہوتی ہی لشکر کی

تڑپنا عاشقون کا مچھلیون نے اُنکو دکھلایا
بنائی شکل موجون نے کسی مضطر کے بستر کی

ہما کے پر سے کیون رغبت نہو فرقِ سلاطین کو
کہ آخر مر کے کھائے گا ہی تو ہڈیان سر کی

یہ دولت اے **لطافت** مر کے بھی سینہ پہ رکھونگا
مجھے اکسیر سے بہتر ہے مٹی یار کے در کی

دکھائین غیر اُنھین آئینہ دو بھر زندگانی ہے
مرینگے ڈوب کر ہم قدِ آدم اسمین پانی ہے

وہ میرے قتل پر ہین مستعد تیغ آزمانی ہے
سنا یہ مژدۂ جان بخش پیکان کی زبانی ہے

وفورِ کیف مے سی سرخ چشمِ یار جانی ہے
بھری نرگس کے ساغر مین شرابِ ارغوانی ہے

تری رنگینیون کا غل فلک تک یار جانی ہے
دوپٹہ آسمانی اک بلائے آسمانی ہے

قریبِ سبزۂ خط صاد چشمِ یار جانی ہے
کسی استاد کی یہ فردِ عارض پر نشانی ہے

دلا ضعف و نقاہت مین ہمارا کون ثانی ہے
حسینون کے بھی نازُ اٹھتے نہین یہ ناتوانی ہے

ترا خنجر بھی اک دم مارا ہی دریائے شہادت کا
جو دیکھا تھاہ لیکر تو گلے تک سے پانی ہے

چمن مین کون ہے مجھ عندلیبِ زار کا ثانی
غش آیا برگِ گل کے سایہ سی یہ ناتوانی ہے

بہت ہین تیز کانٹو تنگی پا نہین دشتِ وحشت مین
بھر آیا دیکھ کر کیا آبلون کے منہ مین پانی ہے

بہا اشکِ ندامت جب کہا عصیان کے دفتر نے
ڈبونے کو مرے کافی ہی اک بوند پانی ہے

فقط گوشہ نشینی سے ہوئی یہ آبرو حاصل
وگرنہ فی الحقیقت ہر گہر اک بوند پانی ہے

گلا کٹتا ہے فرطِ ضعف سی قاتل کی فرقت مین
نفس کی آمد و شد ہے کہ خنجر کی روانی ہے

کمر کو دیکھ کر ہی چشمِ بیمارِ صنم کہتی ہے
سوا ہی نازکی تیری کہ میری ناتوانی ہے

پہنچ جاتے ہین اہلِ خیر ہاتھون ہاتھ منزل تک
بخیلو کشتی سائل کو کب درکار پانی ہے

ترے اک خال کے دانے پہ عاشق سیکڑون واللہ
یہ وہ ہی جنس ہر اک فصل مین جسکی گرانی ہے

بگولون سی یہ چلتے چلتے ہر فوارہ کہتا ہے / الٹا تا ہون خزانے مین مرے جو کچھ کہ پانی ہے

جو داغ دل کو پیری مین کلیجہ سے لگاتے ہین / کسی کے ہم بھی عاشق تھے جوانی کی نشانی ہے

پھڑکتا ہی کبوتر خط مرا اوس شوخ کو دیکر / اشارہ بیزبان کا ہے کہ پیغام زبانی ہے

رخ دلدار پر دونون نگاہین ملکے پڑتی ہین / مری ہے آنکھ دونون آپسمین بھی ایسی بدگمانی ہے

لطافت آجکل ہے یہ سخن کی سرد بازاری
غنیمت شاعرون کا جمع ہونا شعر خوانی ہے

مرا دل دید کے قابل سدا اسے یار جانی ہے / کہ یکسان اسکی شکل آئینہ پیری جوانی ہے

ہوس اسکو عبادت کی تو حسرت اسکو وصلت کی / ضعیف و زار کی پیری ہی مفلس کی جوانی ہے

کسی معشوق کا اسنی بھی کیا انداز سیکھا ہے / نہ آئی پھر کے کیسی بیوفا اپنی جوانی ہے

یہی کہہ کہکے ہم دیتے ہین تسکین دلکو پیری مین / پھر آئیگی گئی ملنے جوانون سے جوانی ہے

ہوئی پیر آکے اس کوچہ مین یہ الٹا اثر دیکھا / سنا تھا ہمنے سن سب اہل جنت کا جوانی ہے

غرور اس عارضی جوبن پہ کیا رخ چاند سا ہے کیا تو / حسینو چار دن کی چاندنی فصل جوانی ہے

ملین گر حضرت یوسف تو پوچھون انسے پیری مین / کدہر بازار ہے اسکا کہان بکتی جوانی ہے

بہت مشہور ہے قصہ زلیخا اور یوسف کا / حسین معشوق ہو تو عود کر آتی جوانی ہے

شب وصلت نہ کیونکر جوش لے دونو طرف بغلین / ادہر میری جوانی ہے ادہر انکی جوانی ہے

سفیدی و سیاہی آنکھ کی کہتی ہے اے غافل / کہ یہ تصویر پیری ہے وہ تصویر جوانی ہے

جو ہر دم ہاتھ ہون سینہ پہ رکھے فاتحہ پڑھتا / مکدر وقت پیری دل نہین قبر جوانی ہے

جوانی جب ہماری تھی تو اس بت کا لڑکپن تھا / ہوے ہین ہائے ہم اب پیر تو اسکی جوانی ہے

زن دنیا ہی یون پیر و جوان کو دام مین لاتی / جو نکلا دن تو پیری ہی جب آئی شب جوانی ہے

زبان کلک کہتی ہے جو رنگین شعر لکھتا ہون
لطافت تیری پیری ہی طبیعت کی جوانی ہے

ہین دلربا کئی ہمین مشکل یہی تو ہے — دین کسکو اور کسکو نہ دین دل یہی تو ہے

بوسہ کا اذن لے گئے جو لپٹا تو بولے وہ — عاشق کو منہ لگانے مین مشکل یہی تو ہے

دریائے عشق پر کے کہتے ہین دل سے ہم — دم بھر مین پار اُترتے ہین ساحل یہی تو ہے

جب پوچھتا ہون اُنسے کہ مرجاؤن کہا کہ ہم — کہتے ہین منتکے آرزوے دل یہی تو ہے

آنکھین دکھا کے دلکو یہ کہتے ہین یار سے — بدنام ہم ہین حُسن پہ مائل یہی تو ہے

سچ ہی مرے حسین پہ نہ کیونکر مرین رقیب — معشوق پیار کرنے کے قابل یہی تو ہے

چمکا جو بدر طعن سے اُس رُخ نے یہ کہا — گویا کہ نور و حسن مین کامل یہی تو ہے

دلکو دکھا کے قیس سے کہتا ہی اشتیاق — لیلی نہان ہی جسمین وہ محمل یہی تو ہے

زنجیر عشق یار مین پہنی تو یہ کہا — ہان جھیل جا کڑی یہی منزل یہی تو ہے

مطلب نہین حسینون سے گر آسمان ملا — کہدونگا حشر کو مرا قاتل یہی تو ہے

احباب جمع ہون تو چلے ساغر شراب — لطف شباب و زینت محفل یہی تو ہے

اے آہ بڑھکے رُخ سے اولٹ دے نقاب کو — اب مجھہ مین اور یار مین حائل یہی تو ہے

کیا جانے کیا فراق مین ہو جاتی ہی تڑپ — جب بھی یہی جگر ہے مرا دل یہی تو ہے

عاشق ہوے جو گور کنارے تو یہ کہا — دریاے عشق یار کا ساحل یہی تو ہے

پیغام وصل سُنکے خفا مجھسے کیون ہین آپ — تعزیر دل کو دیجیے سائل یہی تو ہے

لیکر جنازہ آئے تو یہ قبر نے کہا — فرد و ورو بوجھہ اُتارو کہ منزل یہی تو ہے

تلوون سے مل کے دلکو مرے یار نے کہا — بوسے جو مانگتا تھا وہ سائل یہی تو ہے

لاتے ہین ہم اُنھین یہی کہہ کہکے اپنے گھر — وہ سامنے ہی حور شمائل یہی تو ہے

کیونکر نہ شعلہ پردہ فانوس کو جلائے — پروانہ اور شمع مین حائل یہی تو ہے

پیکان ہوا جو گم نہ کرو قتل ڈھونڈھ لو — سینہ یہی جگر ہے یہی دل یہی تو ہے

پیر فلک نے صبر مرا مان کر کہا — میری جفاؤن کا متحمل یہی تو ہے

منعم کے ہاتھ بیچتے ہین آج آبرو
بڑھ بڑھ کے کہہ رہا کفِ سائل یہی تو ہے

وہ چارون ہاتھ پاؤن مین مہندی لگائے ہین
گستاخیون کا وقت ارے دل یہی تو ہے

ابرو سے اپنی کہتے ہین دکھلا کے وہ ہلال
اگر دے خجل کہ مدِ مقابل یہی تو ہے

پھیرا جو یار نے تو یہ پہچان کر کہا
کمبخت بدنصیب مرا دل یہی تو ہے

احسان ہو دی جگہہ جو لطافت کو قبر کی
اے خاکِ کربلا ہوسِ دل یہی تو ہے

گیا شباب دلِ داغدار باقی ہے
خزان مین سیر کو یہ لالہ زار باقی ہے

سدھار حسن خطِ روے یار باقی ہے
ہوا سوار تو راہی غبار باقی ہے

اگر وہ پوچھین گے کچھ اور پیار باقی ہے
زبان سے نکلے گا بے اختیار باقی ہے

کہینگی رحمتِ حق عاصیون سے حشر کے دن
کہ بخشدو ن کوئی امیدوار باقی ہے

قریب دل کے جگر دیکھ کر وہ کہتے ہین
اوسے تو صید کیا یہ شکار باقی ہے

وہ جائین گورِ غریبان کو روند کر نہ ابھی
ادھر بھی آئین ہمارا مزار باقی ہے

شراب و شیشہ و ساقی ہے توبہ ٹوٹیگی
اب ایک آنے کو فصلِ بہار باقی ہے

شبِ وصال ابھی سے ہین آپ گھبرائے
فقط گلے سے لگایا ہے پیار باقی ہے

غمِ فراق مین مدت سے بھولے بیٹھے تھے
کہ دل بغل مین ترا یادگار باقی ہے

شرف ہے عاشقِ صادق کے خط کا پہنچانا
کہ ہدہد آج تلک تاجدار باقی ہے

ہوے ہین عشق مین رخصت قرار و ہوش و حواس
بس ایک تن مین مری جانِ زار باقی ہے

سبو کا باندھ نہ منہ بزم مین ابھی ساقی
کہ اور بھی کوئی امیدوار باقی ہے

خزان بہار جوانی ہوئی جو دل سے تو کیا
وہ رنگ ہے نہین بلبل ہزار باقی ہے

نکلکے سینہ سے دل کوے یار مین پہنچا
گیا بہشت مین موسن مزار باقی ہے

لطافت اسنے بنایا ہے ہر ایک کو عاشق

نہ رند کوئی نہ پرہیزگار باقی ہے

پیش منعم جو بڑھا دیتی ہے حاجت میری
کھینچ لیتی ہے مرے ہاتھ کو ہمت میری

کاش آئینہ بنا دے مجھے حیرت میری
دیکھون مین اسکا جمال اور وہ صورت میری

پھر گنہ کرنے پہ مائل ہے طبیعت میری
آبرو رکھلے اب اے اشک ندامت میری

ہجر مین اسنے سنی غیر جو حالت میری
تو کہا یہ بھی ہی در پردہ شکایت میری

ہی یہ داد و ستد الفت کی بدولت میری
دل گیا ہاتھ سے آئی جو طبیعت میری

طرفہ دستار سے اے چرخ ہی زینت میری
پیچ پر پیچ دکھانے لگی قسمت میری

کالے کالے ترے گیسو ہین جو اے یار طویل
ہوئی سر چڑھ کے مجسم شب فرقت میری

حشر کے روز گنہگار سے پوچھے گا کریم
دیکھ عصیان ترے بڑھ کر ہین کہ رحمت میری

طرفہ احسان ہی وہ ناز سے فرماتے ہین
شکر کر شکر کہ تو اور محبت میری

زلف کا طول بلا خال کی کوتاہی قہر
وہ شب ہجر تو یہ ہے شب وصلت میری

دونون ایذا مین بلا طول ہین ہین دونون خرد
دن ہوا حشر ترا یا شب فرقت میری

شکوۂ ہجر جو کرتا ہون تو وہ کہتے ہین
دل کے بہلانے کو کافی ہے محبت میری

مر گئے ہم تو کہا طعن سے اس کافر نے
لو چلے کرنے خدا سے ہین شکایت میری

سنکے مرنا مرا اگر نامراد وہ کہتے ہین
وہم آتا ہے رہے دل مین محبت میری

شیشہ جھک جھک کے جو ساغر سے ہی کرتا ہی بین
کہین اے پیر مغان ہو نہ شکایت میری

صبح ہوتی ہی نہین ساز ہے کیا دونو نہین
کیا ملی بخت سیہ سے شب فرقت میری

کھینچکر کوچہ جانان مین نشان کہتا ہون
فاتحہ پڑھیئے کہ فرضی ہے یہ تربت میری

حسن کی مدح جو کرتا ہون تو کہتا ہی وہ شوخ
آپکو کیا بہت اچھی ہے جو صورت میری

تارے چھٹکے ہوے دیکھے تو کہا عاشق نے
میرے رونے پہ ہی ہنستی شب فرقت میری

غافلو پیش نظر موت ہے دل سے دیکھو
عکس کہتا ہی کہ آئینہ ہے تربت میری

زندہ جب تھا تو وہ کہتے تھے کہاں مرتے ہو تم
مر گیا جب تو کہا چھوڑی محبت میری

نیند سے صبح شبِ وصل جو کھلتی ہے آنکھ
منہ کا منہ دیکھتا ہوں نہیں تو وہ صورت میری

اوسنے شیدا مجھے کرکے یہ کہا روزِ ازل
دل ترا کعبہ ترا ایمان ہو محبت میری

رشک آتا ہے دل یار میں پائی ہے جگہ
مجھسے تقدیر میں بہتر ہے عداوت میری

حسن اودہر عشق ادہر وہ بھی جو ان میں بھی جوان
وصل کہتا ہے فقط ایک ہے حاجت میری

تو بہ عشق بتاں لاکھہ ہی ہون کرتا لیکن
دیکھہ کر حسن بدل جاتی ہے نیت میری

آکے بازار جہاں میں یہ کفن کہتا ہے
مرنے والے ہیں کہ ہر جان ہی قیمت میری

شکوہ کرتا ہوں تو وہ ناز سے فرماتے ہیں
بھولنا وصل کے وعدے کو ہے عادت میری

دل عاشق پہ حسینوں نہیں صدا دیتا ہے
مول لو مجھکو کہ اک بوسہ ہے قیمت میری

مجھکو وہ کہتے ہیں کیا خوب خدا کی قدرت
آپ کے پیار کے قابل ہے یہ صورت میری

نزع کے وقت جو دیکھونگا جمالِ جانان
روح کے ساتھہ نکل جائیگی حسرت میری

سب فلک پھرنے لگے دور کو اک کا ہوا
کچھہ جو تقسیم ہوئی گردشِ قسمت میری

وصل کی رات ہی کیا آئے چلے کیا اے یار
ایک بھی تو ابھی نکلی نہیں حسرت میری

یاد آتی ہیں جو گذری ہوئی شب کی باتیں
مسکرا دیتے ہیں وہ دیکھہ کے صورت میری

وہ جو پہلو سے شبِ وصل سرک جاتے ہیں
اشک بن بنکے ٹپک پڑتی ہے حسرت میری

پتلیاں دیکھہ کے مردم کی وہ فرماتے ہیں
سبکی آنکھوں میں پھرا کرتی ہے صورت میری

دیکھتا ہوں تری مژگان جو سدا برگشتہ
جانتا ہوں کہ مجسم ہوئی قسمت میری

ماہِ کامل سے وہ یہ بحث کیا کرتے ہیں
سچ کہو اچھی تری صورت ہے کہ صورت میری

مرنے والے جیسے تا حشر ہیں سمجھے شبِ قبر
تھوڑی تھوڑی سی ہے بنٹی اک شبِ فرقت میری

لطف سے ناز سے کہتا ہے حسینوں میں وہ شوخ
پیار کرتے ہیں لطافت وہ ہی صورت میری

فزا ہو آکے سینہ مین رہین پیکان جو قاتل کے — نہین گنجایش ارمانون کے خواہان ہین کئی دل کے
جو دیکھے ظلم فرقت ذبح مجھپر سیرے قاتل کے — لہو کے آنسوون رویا بہت خنجر گلے مل کے
قریب چشم جلوے سے تھرہین مژگان قاتل کے — بجھائے ہین یہ سارے تیر اسی نے ہر ہلاہل کے
شگفتہ دیکھہ کر گل ہین یہی نالے عنادل کے — کہ ٹکڑے ہین چمن مین یہ ہمارے خوشندہ دل کے
گیا جب محتسب ساقی سے پوچھا یہ گلے مل کے — شکستہ شیشہ مے ہے کہ ٹکڑے ہین مرے دل کے
نہایت رشک ہی کیونکر نہ ٹکڑے ہون مرے دل کے — کہ بوسے لے ترے یون طوق ہیری کا گلے مل کے
نجات آخرت کی ہے طلب تو دیکھ کچھہ لے لے — خدا کا ہاتھہ بھی تو ہاتھہ پر رکھا ہے سائل کے
پھر آنے کی نہین امید آمد محتسب کی ہے — چلا ہے جام مے محفل مین شیشہ سی گلے مل کے
گہن پڑتے جو دیکھا بدر پر عبرت ہوئی دلکو — ہوا ثابت کہ ہین ناقص عدد وہ ہوتے ہین کامل کے
دہن مین ہے زبان باقی سدا ہار دانت ہین میرے — رہا اک صاحب خانہ گئے سب لوگ محفل کے
وصال یار سی راحت ہوئی تھی ہجر چھپ آیا — یہ تڑپا دل کہ آبلے ہو گئے پھر زخم چھل چھل کے
تمھاری چشم نے شاید کہ اسکو بھی جلایا ہے — نہین گوہر دکھائے ہین صدف نے آبلے دل کے
گلوری عطر مسّی پھول کاجل آئینہ شانہ — نیا انداز ہے یہ اسلحہ ہین میرے قاتل کے
نجیلو کیا ہو بیڑا پار کیونکر بڑھ سکے آگے — جواب سخت لنگر بن گئے کشتی سائل کے
کمان ابرو مرا تیر نگہہ کی مشق کرتا ہے — ابھی ہی ابتدا تو دے بنائے جاتے ہین دل کے
وہ سرکش ہون کہ خشکی و تری کی سیر ہی گھر بین — جو میل دشت شیشے ہین تو چشمے جام محفل کے
جلایا تھا نہایت قحط مے نے شوق مستی مین — جو کچھہ انگور ٹوٹے آبلے پھوٹے مرے دل کے
عجب ہی عشق صادق جتنے جلجاتے ہین پروانے — تو اتنے ہی ٹپک پڑتے ہین آنسو شمع محفل کے
ملی ہے حد کی شیرینی کوئی تعریف کیا لکھے — ہوے وہ بید ہین مشہور آخر لب سے لب مل کے
گہر کے واسطے سینہ صدف کا چاک کرتے ہین — نہین طماع دنیا آبلے بھی چھوڑتے دل کے

لطافت یہ نہین ہین پھول لالہ کے گلستان مین

مجسم ہو گئے ہین ہم تنشین نالے عنادل کے

جو داغ تیرہ اہل جہان کی نظر مین ہے
یہ عکس میرے بخت سیہ کا قمر مین ہے

عاشق حلال ہوتے ہین بس تیغ ہر قدم
تلوار کی لچک تری نازک کمر مین ہے

ہمسر ہوا تھا ایکدن اس رخ سے آفتاب
اسوجہ سے زوال اسی دوپہر مین ہے

ہی آنکھہ دوڑتی ترے دندان صاف پر
کشتی مری روان اسی آب گہر مین ہے

دنیا مین چین زر کی بدولت کبھی نہین
رہزن کا خوف اہل دول کو سفر مین ہے

دندان نے تیرے رخنے نکالے ہین اسقدر
ناسور آبرو کے لیے ہر گہر مین ہے

کھینچون گا صبح کو تری تصویر اے پری
سرخی شفق مین ہے تو سفیدی سحر مین ہے

ثابت ہوا ہمین مہ نو سے جہان مین
کامل اگر ہے عیب تو داخل ہنر مین ہے

جویاے مال ہین یہ حسین ظاہری ہے چاہ
اک ہاتھہ ہے گلے مین پڑا اک کمر مین ہے

پھندا ہی مرغ دل کے پھنسانے کو بال کا
حلقہ جو ناف کا تری نازک کمر مین ہے

کس کیفیت سے پھرتے ہین مستان مفرور
خم سر پہ شیشہ ہاتھہ مین ساغر کمر مین ہے

ہر جا شگفتہ دل ہین دکھا دیتے اپنا رنگ
ہین چار پھول بھی تو بہار اک سپر مین ہے

رہزن ہی چشم دل ہی چلا کوے زلف مین
ہو خیر یا خدا کہ مسافر سفر مین ہے

کہتی ہے تیغ یار گلے کیون ملون نہین
دیکھو وہ چاند عید کا طالع سپر مین ہے

موے میان یار سے وابستہ ہے ہر آنکھہ
تار نظر ہین جمع کہ پٹکا کمر مین ہے

دل کو نہ حب مال سے غافل سیاہ کر
پیسے کا زنگ دیکھہ یہ تاثیر زر مین ہے

کیونکر بسر فراق مین ہوتی ہے کیا کہین
تھا دل مین درد رات کو دنکو جگر مین ہے

کیا اے لطافت اس رخ روشن سے دین مثال
زردی ہے آفتاب مین دہبا قمر مین ہے

کوچہ عشق مین جب پاؤن بمشکل اوٹھے
یا علی کہہ کہ نجوبی قدم ایدل اوٹھے

سیر کرکے جو کنارے سے وہ قاتل اُٹھے
شور موجون کی زبان سے لبِ ساحل اُٹھے

ایکدم روکے اگر عاشقِ بیدل اُٹھے
جوش دریا کو ہو طوفان لبِ ساحل اُٹھے

دیکھنا دور ہی سے راہ مین آکر توبھی
جب جنازہ مرا اے حور شمائل اُوٹھے

تیرے دیوانہ کی آمد جو بیابان مین ہوئی
پھر تعظیم بگولے کبھی منزل اُوٹھے

ہای عجب شور و شغب لائیے صاحب تشریف
کہ زمانے سے نزاعِ حق و باطل اُٹھے

پینے تھوکا جو لہو ہجرِ بتان کے غم مین
کرکے تشخیص اطبا مرضِ سل اُٹھے

ہم وہ ہین مست کہ ہو بادہ کشی مین صرف
ہو جو قارون خزانہ ہمین حاصل اُٹھے

سلسلہ وحشیون کو زلفِ بتان سے کیا تھا
حشر کو پاؤن مین پہنے جو سلاسل اُٹھے

بوسہ کب اس یمِ خوبی کا نہانے مین لیا
مجھپہ طوفان نہ کیا کیا لبِ ساحل اُٹھے

صاف اس آئینے مین آئی نظر شکل اسکی
پردہ غفلت کا ترے دل سے جو غافل اُٹھے

ہم وہ ہین مست کہ ہر حال ہین ہی بادہ کشی
حشر کو ساغرِ کوثر کے ہین سائل اُٹھے

بیچ ڈالین ابھی اک بوسہ پہ محبوب کی ہاتھ
اسطرح کی تری قیمت اگر اے دل اُٹھے

پیچھے تم بھی کرو بادہ کشی ہم بھی کرین
باغ مین جب کہ گھٹا خوب عنادل اُٹھے

سر پہ ہے بارِ گنہ راہِ عدم دور و دراز
پاؤن کسطرح نہ عاصی کا یہ مشکل اُٹھے

آج نظارہ کسی چاند سے رخ کا ہوگا
خواب مین دیکھ کے ہم ہین یہ کامل اُٹھے

چشمِ جادوئے صنم کا جو کوئی پوچھے وصف
سحر کا شور میانِ چہِ بابل اُٹھے

ناتوان عشق نے اسدرجہ کیا عاشق کو
ناز بھی تیرے نہ اے حور شمائل اُٹھے

جلوہ قدرتِ حق حشر کو دیکھا سب نے
آسمانون کے جو ہین پردہ حائل اُٹھے

سیری عصیانکی ہین میزانمین پھر بارِ عظیم
پلہ کیا بوجھ سے اے خالقِ عادل اُٹھے

بیٹھے بیٹھے ترا لونہ آٹھ پھر دیکھین ہم
چار دیوارِ عناصر جو نہ حائل اُٹھے

عشق مین غیرتِ لیلےٰ کے ہوا ہون ہیچ
کیون جنازہ نہ مرا صورتِ محمل اُٹھے

رخِ صاف آئینہ کی شکل دکھا دیتا تم
ہای مرے دل مین کسی غیرت لیلی کی جگہ
ہجر مین دہیان ہے اُس زلف کی زنجیر و نکا

صبح کو سو کے اگر عاشق مایل اُٹھے
مرکب جسم سے کسطرح یہ محمل اُٹھے
کیون نہ آہو نکا دہوان نیکے سلاسل اُٹھے

سخت جان ہون مین لطافت وہ کرین لیا مجہی قتل
جبکہ تلوار نزاکت سے بمشکل اُٹھے

ہمپر جہان مین ضعف کا بس اختتام ہے
ساقی تری شراب سے کیا ہمکو کام ہے
دل مین ہمارے یاد خط سبز فام ہے
اُس خط سبز کا جو دہن پر مقام ہے
اے گل ترا مطیع ہر اک خاص و عام ہے
صانع کا تذکرہ ہے تو صنعت کا نام ہے
دل مین مرے خیال بتون کا مدام ہے
آزادگی ہی اپنی نئی عشق زلف مین
میخانہ جہان مین ہی اُلٹی ہوا چلی
ہی شغل سیکشی مین تعلّی ہمین پسند
اسد رجہ مختصر شب وصل صنم ہوئی
کشتہ نہ حسر تون کو کرو میرے دل مین تم
رخ اُسکا زلف مین ہی لب سرخ پر مسی
قرب جبین صاف عیان ہے جو اُنکی مانگ
ساقی کا ابکی سال تکلف تو دیکھیے
مستون سی خوب اُٹھ گئی تکلیف شرع کی

اُٹھتی نہین ہے مہر بھی جو اپنا نام ہے
جاری زبان پہ ساقی کوثر کا نام ہے
کعبہ مین جائے خضر علیہ السلام ہے
کہتے ہین پختہ کار کہ یہ سیب خام ہے
لالہ چمن مین فخر سے داغی غلام ہے
انجام دیکہنا کہ نہ خم ہے نہ جام ہے
شان خدا حرم مین بتون کا مقام ہے
کہینچا جبین پہ جائے الف ہمنے لام ہے
معکوس ہر حباب کا دریا مین جام ہے
شیشہ فلک کا مہر درخشان کا جام ہے
نوبت بجی جو صبح کی سمجھا مین شام ہے
بیت الحرم مین خون بہانا حرام ہے
صبح ختن وہ ہے یہ بدخشان کی شام ہے
دیکھو ملی حلب سے رہ ملک شام ہے
زرین ہین جام شیشون پہ مینی کا کام ہے
دیکھو نماز نشہ مے مین حرام ہے

مشکل اگر پڑی ہے لطافت تو غم نہیں
مشکل کشا جہان مین تیرا امام ہے

کسقدر نفرت ہی اپنے عاشق مہجور سے
دور دور اُسنے کہا دیکھا جو مجکو دور سے

وصف ہو تحریر اُسکی عارض پُر نور کا
روشنائی گر بنی دود چراغ طور سے

ترش رو ہو کر لگائی مجکو تیغ اُس ترک نے
جاے خون نکلے گا سرکہ زخم کے انگور سے

وصل کی شب وہ گئے پچھلے پہر مین مر گیا
غسل میت چاہیے ہے صبح کے کافور سے

کوچہ گردی کی تلاش مے مین ہمنے اسقدر
پاؤن مین چھالے پڑے ہین خوشہ انگور سے

پان کی سرخی گلے سے اُسکے یون آئی نظر
رنگ مے ظاہر ہو جیسے شیشہ بلور سے

دہوم سی جاتا ہی صاحب وہ جنازہ غیر کا
فائدہ کیا پاس جانے سے ہے دیکھو دور سے

ناز برداری کرون یا مین اُٹھاؤن سنگ ظلم
پوچھ اُستاد سے کہ جتنا اُٹھ سکے مزدور سے

نیش ہین تار شعاع اُس مہروش کے ہجر مین
ماہ کامل کم نہین ہے خانہ زنبور سے

فیض دانا مین ہی سب طالب ہو جسکا جو کوئی
سرکہ و بادہ ہین بنتے دونون اک انگور سے

ایکبار اِس گھر مین آئے تھے پر اب آتے نہین
ڈر گئی کالی بلا میری شب دیجور سے

مے چڑھاتے ہی گلابی اُسکی آنکھین ہو گئین
یہ کٹوری کم نہین ہین ساغر بلور سے

سامنے میرے پلائی غیر کو ساقی نے مے
روتے روتے دیدہ گریان ہوئے انگور سے

ہو کے گھائل بھی نہ چھوٹی میکشی مجھ مست سے
بھر دیا حق نے دہان زخم کو انگور سے

اے لطافت جنکے دل تیرہ ہین وہ سمجھین جدا
احمد و حیدر کی ہی خلقت ہوئی اک نور سے

ہمسر ہے قامت صنم خود پسند سے
ہی پست عقل سرو کے قد بلند سے

کیا خوف چشم زخم و نظر کی گزند سے
اس آنکھ کے قرین ہین سیہ تل سپند سے

اُٹھی جو آہ میرے دل دردمند سے
جل جائین آسمان پہ ستارے سپند سے

ہر ہر گھڑی نہ جھاڑ اسے ای سپیدِ یار
لپٹی کسی کی خاک ہے پائے سمند سے

کیا صدقے ہو کے یار پہ گرتا ہے آگ مین
آتا ہی رشک ہم کو ہین جلتے سپند سے

جائینگے بامِ یار پہ ہین لاغر و نحیف
پہنچین گے دودِ آہِ رسا کی کمند سے

عشقِ لبِ صنم مین جو مرنے کا قصد ہو
اسے موت مجکو زہر بھی شیرین ہو قند سے

اُس غیرتِ چمن کی محبت ہین ہون بیزار
گرتا ہون موجِ نکہتِ گل کے گزند سے

ہی چاندنی مین وصل کی شب عکس روئے یار
معمور نور گھر ہے ضیائے دوچند سے

حیران ہو نہین کہ آگ یہ بھڑکے ہے کسطرح
اُس روئے آتشین پہ جو تل ہین سپند سے

عقدہ ترے دہان و کمر کا کرے گی حل
امید ہے طبیعتِ دقت پسند سے

آنسو بہا کے یار کو لاتے ہین دام مین
کم اپنے تارِ اشک نہین ہین کمند سے

خالی نہ پھیرے ہاتھ دعا کے مرے قبول
آئی حیا کریم کو دستِ بلند سے

او شہسوار روک لے گھوڑا نہ گھر کو جا
لپٹا ہون اضطراب مین پائے سمند سے

سینہ سی چشمِ یار نے دل کو چرالیا
آیا یہ چور گھر مین نگہ کی کمند سے

رکھی یہ اسنے عاشقِ دندان کی آبرو
باندھے ہین ہاتھ موتیو نکے دستبند سے

ہو کر نثار شعلہ رخون پر ہون چھک رہا
سیکھا ہی مینے عشق مین جلنا سپند سے

داڑھی ہی شیخ جی نے بڑہائی ہنسینگے سب
باز آئینگے نہ رند کبھی ریشخند سے

آنکھین دکھا کے زلف کو نکھرا کے یار نے
دل میرا لے لیا ہے عجب مکر و فند سے

دیوانہ ہا سے زلف ہین کھنچ کھنچ کے آرہے
پھیلے ہوئے ہین جادہ صحرا کمند سے

لے آئے جاکے عرش سے مضمونِ بامِ یار
کہدون ابھی جو طبع تعلی پسند سے

نالان ہین عشقِ خال مین جل جلکے یون رقیب
آواز جیسے آگ مین نکلے سپند سے

دندان ترے بنے لبِ شیرین سے آبدار
نکلی نبات یہ اسی شکر سے قند سے

بن بن کے گردباد ہوے دشت مین بلند
گردِ ملال اُٹھی دلِ رفعت پسند سے

آنکھین تپِ فراق مین جلتی ہین کسقدر
جھمر ہر ایک چشم ہی تل ہین سپند سے

گو ایک جنس ہون پہ صفائی مین ہی فرا
دیکھو سوا نبات کی قیمت ہی قند سے

ہین دل مین داغِ عشق تو مغرور ہی رقیب
دعوی تونگری کا ہی دینار چند سے

فرہاد اور قیس کو ترجیح مجھپہ دی
حیران ہون خلائق مردہ پسند سے

گھر کر لیا ہے قلب لطافت مین عشق نے
ہوگا نہ فائدہ کبھی ناصح کی پند سے

جائے اُس کوچہ مین کیا طاقت دلِ بیمار کی
نکالے کوسون راہ ہی زلفِ سیاہ یار کی

ناتوانی حد سے گذری اپنے جسمِ زار کی
پھبتیان ہونے لگین موئے میانِ یار کی

داستان سُنکر ہمارے دیدۂ بیدار کی
اوڑ گئی ہے نیند چشمِ نرگسِ بیمار کی

رو رہا ہون عشق مین طفلِ برہمن کے جو مین
شکل ہے ہر ایک تارِ اشک مین زنار کی

اہلِ جوہر جو کہ ہین خاموش رہتے ہین سدا
کسنے دیکھی ہے زبان گویا کسی تلوار کی

عشقِ زلفِ یار مین ہون دل کا کیا پرسان حال
پوچھنا اچھا نہین شب کو خبر بیمار کی

ناتوانون کی ہی باغِ دہر مین مٹی خراب
کون کرتا ہی عیادت نرگسِ بیمار کی

پھر اُٹھا ابرِ بہاری پھر ہوئی مے کی ہوس
فصلِ گل پھر آئی پھر بدلی ہوا گلزار کی

اہلِ جوہر دشمنِ ہمسایہ سے ہین بے خطر
آب سے بجھتی ہے ایدل آنچ کب تلوار کی

حلقۂ گیسو کے سودے مین جو رویا مین نحیف
پڑ گئی پھانسی گلے مین آنسوؤن کے تار کی

میرے زخمون مین اُٹھا کرتی ہی رہ رہ کر چمک
کر گئی تاثیر کیا صحبت ترے تلوار کی

دشت مین بھی فیض مجھ وحشی کا جاری ہو گیا
آبلون سے تر ہوئین سوکھی زبانین خار کی

عاشقون کے دل جلاتی ہی بنا گوشِ صنم
حسن سے کیا لو اُٹھی ہی آتشِ رخسار کی

ہی ہمارے رشکِ عیسیٰ کا چمن مین انتظار
آجتک آنکھین کھلی ہین نرگسِ بیمار کی

باڑہ کا دور ہے اے طفلِ برہمن آمین کیا
عاشقون کو قتل کرتی ہے بھبھکین زنار کی

بھیجا کِسکا بہایا خون تیرے تیر نے
کہہ رہی ہی صاف خاموشی لبِ سوفار کی

کوچہ اوس رشکِ سلیمان کا پرستان بنگیا
ہوگئین پریان بھی عاشق سایۂ دیوار کی

سقفِ چرخِ پیر مین تارے ہین یا سوراخ ہین
نقل اوتاری کس قمر کے روزنِ دیوار کی

دامِ صیادون نے آ آ کر لگائے باغ مین
مین وہ بلبل ہون نہ دیکھی شکل بھی بازار کی

چشمِ آہو کا جو کوئے یار مین ہوتا ہے ذکر
چشمکین کرتی ہین آنکھین روزنِ دیوار کی

ای لطافت روح نکلی صدقے ہونے کے لیے
نزع مین دیکھی جو صورت حیدرِ کرار کی

کیا کہون مین شان خطِ سبز روئے یار کی
حسن قرآن کا پڑھا جدول کھنچے زنگار کی

تاب ہی دل کو نہین دیدارِ چشمِ یار کی
کیا عیادت ہوسکے بیمار سے بیمار کی

دھجیان اوڑ جائینگی زاہد تری دستار کی
آگے رندون کے نہین کچھ اصل نخ دستار کی

گھر بناتے وقت آیا قبر کا ہمکو خیال
گورکن یاد آئے صورت دیکھکر معمار کی

باغ مین شبنم نہین یہ انتظارِ یار مین
ڈبڈبا آئی ہین آنکھین نرگسِ بیمار کی

رات کو بھی کوچۂ دلدار مین رہتا ہی دن
دھوپ عاشق ہوگئی ہے سایۂ دیوار کی

صحبتِ شعر و سخن مین ہے مری تقریر تیز
معرکہ مین جیسے چلتی ہے زبان تلوار کی

زلف و خطِ یار کا جب نزع مین آیا خیال
نبض دودی اور نملی ہوگئی بیمار کی

دشمنِ ہمجنس سے ہوتا ہی عالم مین فروغ
آب سی ہی آنچ بڑھ جاتی ہر اک تلوار کی

عاشقون کی جان لیتا ہی نظربازی کا شوق
زہر ہوتی ہین تری میٹھی نگاہین پیار کی

قطعہ
بادہ خواری سے جو مین ہوتا ہون تائب نشے مین
مدح کرتی ہے زبان موجِ مئے گلنار کی

جای قلقل توبہ توبہ کرتے ہین شیشے تمام
جام کے لب سے صدا آتی ہے استغفار کی

بوسہ بازی یار سے ٹھہری ہوئی جو شروع
جیت سے بھی ہے زیادہ آج لذت ہار کی

عاشقون سے چینِ ابرو ہو نہ ای قاتل سدا
آبرو جاتی ہے بل سے مغربی تلوار کی

آہ کرکے اور سینہ تھام کے ہم رہ گئے / اوس نکیلی گات نے برچھی جو دل کے پار کی

رو رہا ہون میکشی کے دہیان مین ساقی مدام / اشک میرے ہین لڑی ہوتی صراحی دار کی

ہی زمانے مین تواضع جوہر ذاتی مرا / دوست دشمن سے ہے ملنا جھک کے تو تلوار کی

اے لطافت ہوسکے کسطرح تجھسے فکر شعر / روز و شب رہتی ہے کثرت دل مین افکار کی

وحشت ہر عاشق دلگیر آدھی رہگئی / چھٹ کے جب اوس زلف کی زنجیر آدھی رہگئی

تن مین جان عاشق دلگیر آدھی رہگئی / جب شب وصل اے بت بے پیر آدھی رہگئی

بام پر شب کو اولٹ دی اسنے کیا سارا نقاب / دفعۃً لو ماہ کی تنویر آدھی رہگئی

یار کے آتے ہی شادی مرگ عاشق ہوگیا / موت آئی وصل کی تدبیر آدھی رہگئی

میرے ہوتے غیر کو قاتل نے مارا نیمچہ / آبروئے عاشق دلگیر آدھی رہگئی

ہاتھہ جسدم آگئی اوس سیمتن کی خاک پا / دل مین میرے خواہش اکسیر آدھی رہگئی

لی عدم کی راہ مانی نے پہنچکر تا کمر / کھنچتے کھنچتے یار کی تصویر آدھی رہگئی

آہ ساری عمر ہمنے عشق کا دفتر لکھا / یک قلم باقی مگر تحریر آدھی رہگئی

گرمیان دیکھین جو میری شعلہ رو کے بزم مین / گھلتے گھلتے شمع اے گلگیر آدھی رہگئی

کہہ سکا جو سارا نہ اوس سے حال دل مین ناتوان / ضعف سے غش آگیا تقریر آدھی رہگئی

ہل گئین قاتل کی پلکین جب ہوا مین صید اٹھی / سہم کر چالاکی ہر تیر آدھی رہگئی

غیر سے لڑکر وہ طفل جنگجو پھر بل گیا / راہ پر آکر مری تقدیر آدھی رہگئی

سر جو کاٹا شمع کا محفل مین تو نے ظلم سے / جان پروانے کی اے گلگیر آدھی رہگئی

ہوسکی مجھسے نہ شرح مصحف عارض تمام / آخر اس قرآن کی تفسیر آدھی رہگئی

بن سکے بہزاد و مانی سے نہ اُس گل کی کمر / درمیان مین آئی جب تصویر آدھی رہگئی

قصد جب اسنے کیا مجھ نیمجان کے قتل کا / خود وہ نکل کر میان سے شمشیر آدھی رہگئی

کوے جاناں مین لطافت خیر بھی داخل ہوا
پاس اپنے خلد کی جاگیر آدھی رہگئی

عاشق کی ہی اسی پہ مدارات رہگئی | جب بوسہ اسنے لب کا دیا بات رہگئی
زلفین بنا چکے سیر جان چل کے سو رہو | تھوڑی سی اب تو وصل کی ہی رات رہگئی
پردہ ہوا نہ فاش عدم کا کیا سفر | عشق دہن مین آئی اجل بات رہگئی
گذری جوانی آہ پہ رونا نہ کم ہوا | گرمی کے دن گئے پہ یہ برسات رہگئی
مانند شب سیاہ ہی بیت الحزن مین دن | مہمان آکے گھر مین مرے رات رہگئی
سرخی ہمارے خون کی چھٹی دست یار سے | مہندی نہ بنکے ہاتھ مین ہیہات رہگئی
ہونے دیا نہ وصل کا وعدہ رقیب نے | آکر کلام قطع کیا بات رہگئی
سائل ہون نہین خدا کے لیے اب کرو نہ بخل | اک بوسہ پر ہی حسن کی خیرات رہگئی
ہمسے کیا ہے وعدۂ فردا حضور نے | اب حشر پر امید ملاقات رہگئی
بیچارہ دل تو عشق مین پہلے ہی چھن گیا | تھی آنکھ جو بنائے فسادات رہگئی
محراب کعبہ کا تری ابرو پہ شک ہوا | آآکے میرے لب پہ مناجات رہگئی
مین زار قبر مین نہ نکیرین کو ملا | کیا دل مین آرزوے سوالات رہگئی
موت آگئی نہ وصل ہوا یار سی نصیب | امید استجابت دعوات رہگئی
چھایا یہ رعب حسن صنم ہو سکی نہ بات | کیا آرزوے حرف و حکایات رہگئی
کیا عشق مین ذلیل ہوے احباب دل | کیا بات کہیے قبلۂ حاجات رہگئی
دیتی دہان تنگ صنم کا جواب کیا | غنچہ چمن مین منہ نہ لگے بات رہگئی
غافل اخیر عمر ہے اعمال نیک کر | ہشیار اب ہو نیند سے کم رات رہگئی
دل کھو کے اپنی جان بھی عشق بتو کیا | یہ کون سی بڑی ہی کرامات رہگئی
عیاریون سے دل مرا اس شوخ نے لیا | چھوٹی نہ چال اور نہ کوئی گھات رہگئی

تعریف کی جگہ یہ ہین بیہودہ اعتراض
افسوس اب یہ قدر کمالات رہگئی

لیلی و قیس عالم فانی سے چل بسے
گذرا وہ حسن و عشق مگر بات رہگئی

ہمکو بلا رہے ہین نہ لطافت وہ آتے ہین
رستے گلی کی اونسے ملاقات رہگئی

حسب فرمایش جناب نواب مرزا محمد مہدی علیخان بہادر دام اقبالہ

پری کی اور پرستان کی آرزو کم ہے
حسین لاکھہ ہین کیا شہر لکھنؤ کم ہے

ستم ہے خنجر سفاک سرخرو کم ہے
غضب یہ ہے کہ مرے جسم مین لہو کم ہے

گہر ہو کیا ترے دندان صاف سے ہمسر
نہ کیون صدف مین نہان ہو کہ آبرو کم ہے

کہون مین کیا تری زلف سیہ کو سنبل و مشک
چمن مین ہے یہ پریشان تو اسمین بو کم ہے

عبث ہین ڈھونڈھتے آب کثیر زاہد خشک
بہار مین خم ہی کیا پئے وضو کم ہے

چمن مین سنکے ترانہ ہوئی ہے بلبل مست
ترا کمال یہ کیا میرے خوش گلو کم ہے

خم شراب لگا میرے منہ سے ایساقی
خمار بھی تو نہ ہوگا مجھے سبو کم ہے

مرے لہو کا نہین داغ ہر لے تیغے کے
اسی سے خنجر قاتل کی آبرو کم ہے

عبث رقیب پلاتے ہین می نزاکت مین
شراب تند کی کیا اوس حسین کو بو کم ہے

خیال زلف مین پھانسی لگا کے دون کیون جان
گلا دبانے کو کیا ہر رگ گلو کم ہے

ہم اپنے دل کو سنبھالے ہوے ہین الفت مین
بیان کرنے کی تم جانتے ہو خو کم ہے

بنا دیا ہی مرے دل کو مقتل او قاتل
بشر کے قتل سے کچھ خون آرزو کم ہے

جو تنگدل ہین نہین خلق انمین مثل سخی
نظیر دیکھہ لو غنچہ مین گل سے بو کم ہے

ہم آنسوون سے ہین منہ دھوتے سجدہ کرنیکو
گناہگار ہین کیا اسقدر وضو کم ہے

لگائے کیون نہ ہر اک عندلیب اشک کا تار
قفس کے چاک بہت سے ہین کیا رفو کم ہے

ہر ایک پھول پہ ہوتی ہی عاشق اے بلبل
اسی سے قدر ترے گل کی روبرو کم ہے

کہے کوئی غم و رنج و الم سے دل مین آہین
ہجوم حسرت و اندوہ و آرزو کم ہے

ابھی تو چاک ہی پھر ٹکڑے ٹکڑے دل ہوگا
نگہ کی تار بخیہ و حاجت رفو کم ہے

کھنچے ہین دار پہ منصور کی طرح لاکھون
بشر کے حق مین زبان اسکی کیا عدو کم ہے

صدائے شیشۂ مے ہے بغیر ساقی کے
ہمارے شل کوئی گریہ در گلو کم ہے

رقیب مکر سے روتا ہی سامنے اُسکے
گھر مین اشک کی جھوٹی تو آبرو کم ہے

پکارتی ہے یہ بلبل لگاکے اشک کے تار
ہر اک قبائے گل تر مین کیا رفو کم ہے

دیا جو گوہر دندان کا بوسہ اُسنے کہا
اب اور چاہتے ہو کیا یہ آبرو کم ہے

لپٹ کے وصل مین عاشق سی پوچھتا ہی وہ شوخ
بتا کچھ اب تو ترے دل کی آرزو کم ہے

علی کا رتبہ احادیث کی مطابق جان
کہ دشمنی سے لطافت نہین غلو کم ہے

بلند ہین صلم آہ شور ماتم سے
غم فراق سے گھر مین مرے محرم ہے

خیال مہندی لگانے کا ان کو ہر دم ہے
غضب یہ ہے کہ مرے جسم مین لہو کم ہے

ہوئی ہی تشنۂ خون تیغ ترک کے غم سے
غضب یہ ہے کہ مرے جسم مین لہو کم ہے

جنون مین نشتر فصاد تیز ہر دم ہے
غضب یہ ہے کہ مرے جسم مین لہو کم ہے

لیا جو وصل کی شب جھک کی بوسہ دندان
تڑپ کے بولے کہ الماس زیب خاتم ہے

پسند کیون نہ بشر کو حسین ہو گندم گون
یہ رغبت ارث قدیم جناب آدم ہے

ہوس سے زر کی طرف دوڑتا ہی نفس خبیث
طمع بنی ہے معلم یہ سگ معلم ہے

مرے عیب ہین مجھے دیکھتے ہی رو دیتے
قد خمیدہ ہلال مہ محرم ہے

جو سرفراز ہین مفلس سے جھک کے ملتے ہین
کہ شیشہ ساغر خالی کے روبرو خم ہے

سوال وصل کا در پردہ ہی وہ نہ سمجھے گا
رقم کیا اوسی نامہ مین خط توام ہے

ہر اک کو جھک کے تواضع سے کر لیا تسخیر
ہمارے پاس سلیمان کے مثل خاتم ہے

عیان ہی کیا ثمرِ خاکساری و رفعت
سر زمین سے بلند اور آسمان خم ہے

بس ایک دل ہی بضاعت تھا دیدیا تمکو
تمھارا عاشق نادار رشک حاتم ہے

ہلاک کرتی ہی افراط اچھی شی کی بھی
زیادہ کھائے جو اکسیر بھی کوئی سم ہے

فلک ہی وصل کا دشمن نہ کسطرح پیسے
حسد ہوا کوئی بادام بھی جو توام ہے

ہوا ہی صبح شبِ ہجر کیا خنک سینہ
سفیدۂ سحری زخمِ دل کو مرہم ہے

مقام حسرت و عبرت ہے یہ ہوا انجام
کہ ٹھوکرون مین سدا کاسہ سر خم ہے

حضور لاکھ کہین مرگ غیر سے خوش ہون
مگر ہے چہرے سے ظاہر کہ آپکو غم ہے

سوالِ وصل نہ کیجے گا اے لطافت آج
وہ جب سے سو کے اوٹھے ہین مزاج برہم ہے

وعدہ یوہین وہ روز ٹالین گے
کب تلک دل کو ہم سنبھالین گے

جان و دل کو تو کر چکے ہم نذر
حضرتِ عشق اور کیا لین گے

خیر غیرون کا دم بھرین صاحب
اوس سے ہم بھی دل لگا لین گے

مرتے مرتے نہ چھوڑینگے ہم عشق
نام اوسی کا دمِ فنا لین گے

بخت جاگین گے میرے طالع کے
ساتھ اپنے جو وہ سلا لین گے

یاد آئے گا باغ مین جو وہ رخ
ہاتھ ہر بار گل پہ ڈالین گے

خیر روٹھین وہ بوسہ لینے پر
منتین کر کے ہم منا لین گے

اون سے مانگین گے بوسہ لب ہم
اور کیا گالیان سنا لین گے

بامِ جانان پہ بار پا کے رقیب
ٹوپیان عرش پر اوچھالین گے

کب لیا بوسہ مصحفِ رخ کا
سر پہ قرآن ہم اوٹھالین گے

یاد آئیگی باغ مین جو وہ چشم
آنکھ نرگس سے ہم لڑا لین گے

قطعہ

ہمکو الفت مین وہ ملی ہے سزا — کہ کسی پر نہ آنکھہ ڈالین گے
دل لگانے کی اب قسم کھا کر — نام ہرگز نہ عشق کا لین گے
چشم جانانہ پہ صدقے کرنے کو — آنکھین آہو کی ہم نکالین گے
کنگھی اُس زلف مین گرینگے جو ہم — شاخسانے عدو نکالین گے
ڈر نکیرین کا لطافت کیا — قبر مین نام مرتضےٰ لین گے

حسین جب دیکھہ لیتا ہون محبت آہی جاتی ہے — پھڑک جاتا ہے دل میرا طبیعت آہی جاتی ہے
جب اُنکے پاؤن پڑکر مین سوال وصل کرتا ہون — تو چپ ہوتے ہین شرما کر مروّت آہی جاتی ہے
سمجھتے ہین حسین کیا مال و سیم و زر کو اے منعم — مقدم حسن سے خود کھنچکے دولت آہی جاتی ہے
پڑی رہتی ہین اُنکے در پہ برسون وصل کے طالب — کبھی مدت کے بعد اک روز نوبت آہی جاتی ہے
ٹپک پڑتے ہین آنسو جلکے پروانہ جو مرتا ہے — تو فوراً شمع کو محفل مین رقت آہی جاتی ہے
ہزار انسان بھاگے حسن سے ان سبزہ رنگون سے — مگر دیکھے سے آنکھون مین طراوت آہی جاتی ہے
ذرا بھی حسن حسین معشوق کو ملتا ہے عالم مین — ادا غمزہ بھی شوخی شرارت آہی جاتی ہے
نہین کم نشہ مے سے جہا مین نشہ دولت کا — عجب بد چیز ہے انسان مین نخوت آہی جاتی ہے
بظاہر لاکھہ حسن و عشق سے ہین بھاگتے زاہد — پسند انکو بھی لیکن اچھی صورت آہی جاتی ہے
قریب ابروے پرخم تری مژگان ہین پیوستہ — مثل یہ راست ہے تاثیر صحبت آہی جاتی ہے
گنہ کرکے کبھی دل مین پشیمان مین جو ہوتا ہون — تو فوراً جوش پر خالق کی رحمت آہی جاتی ہے
بچاتا ہون ہزار اس آفت جان کی محبت سے — مگر کوئی نہ کوئی دل پہ آفت آہی جاتی ہے
وہ تھوڑی دیر بھی منہ رکھکے مارو تیر جو سوتے ہین — گل رخسار کی پھولون مین نکہت آہی جاتی ہے
کبھی گر صحبت اہل ادب مین بیٹھہ جاتا ہے — ہزار انسان ہو وحشی آدمیت آہی جاتی ہے

گلے مین ڈال کر باہین جو وہ دلبر مناتا ہے

ہنسی رونے مین تمکو اسے لطافت آہی جاتی ہی

قرب لب سے ہینی شفاف دلبر دیکھیے | آب حیوان پر ہین استادہ سکندر دیکھیے

سطرح بل ہین کسی کے ابرو ونیر دیکھیے | حلق پر کس کس کے پھرتے ہین یہ خنجر دیکھیے

لے کے دل حاضر ہوا ہون بندہ پرور دیکھیے | مین بھی ہون مشتاق میرے ہمت دلبر دیکھیے

جو ہمیشہ تاجدار و سرکش و سرتاج تھے | ٹھوکرون مین ہین انھین کے کاسۂ سر دیکھیے

اسکی آنکھین دیکھکر نکلے یہ کہتے طفل شاب | پتلیون کا ہے تماشا جمع ہوکر دیکھیے

دے کے گالی یار نے اک بوسۂ دندان دیا | آبرو کھو کر ملی ہمکو یہ گوہر دیکھیے

بدمزاجی کیون ہے تھم تھم کے جو چلتا ہی فرس | پا ہی توسن سے کوئی لپٹا ہی جھک کر دیکھیے

ان لب و دندان کا ایما ہے یہ مشتاقون سے ہی | دو دمہ تو دیکھ کر یہ سلک گوہر دیکھیے

ہی تپ فرقت کی شدت مجکو کہتے ہین طبیب | تاب چھونے کی نہین ہے نبض کیونکر دیکھیے

زلف دکھلا کر وہ باتین سخت کہتے ہین ہمین | ابر سے پانی کی جا پڑتے ہین پتھر دیکھیے

آپ کے چہرے پہ فرط حسن سے گرہے نقاب | ہای ہمارے منہ پہ بھی اشکونکی چادر دیکھیے

طرفہ دکھلائی ہی عکس روے گلگون نے بہار | بنگیا ہی آئنہ پھولون کی چادر دیکھیے

تاب ہے آنکھون مین نہین نور جمال یار کی | پھر وہ ملجائین تو عینک لگا کر دیکھیے

ابرو ونیر یار نے افشان چھڑک کر یہ کہا | آئیے ان نیمچون کے آج جوہر دیکھیے

کھلکے جوڑا آپ کی زلفونکو باندھا پیچ سے | ناگنون پر آج کیا مارا ہے منتر دیکھیے

پیش عادل ہے مساوی رتبۂ شاہ و گدا | ہین جواہر سنگ میزان مین برابر دیکھیے

عکس عارض کو نہ جلب شوق سے کرلین اسیر | جال پھیلائے ہین آئینہ کے جوہر دیکھیے

چشم انصاف آئنہ کی طرح بینا چاہیے | ہوکے صاف ادنی کو اعلی کو برابر دیکھیے

خوف عصیان مجکو ہی تمکو تماشے کی پڑی | کہتے ہو شانہ ہلا کر قبر مین گھر دیکھیے

شکل آئینہ عبث حیران پھرے خلق مین | کیا غرض اک اک کا منہ گھر سے نکلکر دیکھیے

لوگ کہتے ہین کہ لطفِ زندگی الفت مین ہے
جی مین آتا ہے کسی معشوق پر مر دیکھیے

شکر ہے نازک وہ قاتل اور ہم ہین سخت جان
آج جی بھر کے وہ صورت زیرِ خنجر دیکھیے

قولِ عزرائیل ہوگا اے لطافت نزع مین
کھولیے آنکھین جمالِ روے حیدر دیکھیے

رخِ صنم کی ضیا ساغرِ شراب مین ہے
کمالِ حسن سے مہتاب آفتاب مین ہے

سلام عکس کو کرتا برہمن آب مین ہے
ذرا سی چھاؤن تمھاری جو آفتاب مین ہے

غرورِ حسن سے افلاک کے حجاب مین ہے
ذرا سی چھاؤن تمھاری جو آفتاب مین ہے

وہ صید ہین کہ ہے مرکر بھی حسرتِ پرواز
ہمارے گوشت پہ ڈورا بندھا کباب مین ہے

تمھارے گیسوؤن کے دام مین پھنسنے جیسے
بلا مین جانِ حزین ہے تو دل عذاب مین ہے

ہوئی مری دلِ بریان کو یادِ رنگِ ملیح
عجب مزا ہے موافق نمک کباب مین ہے

قریب زلف کے ہین اسکے کان مین جھالے
عجب ہی موتیون کی بارش اس سحاب مین ہے

تمھارے عارضِ شفاف جب سے دیکھے ہین
حیا سے آئنہ بھی غرق اپنی آب مین ہے

تمھارے دید سے موسیٰ کو جب غش آئے ہون
بھلا نظارہ عشاق کس حساب مین ہے

خدا نے جیسے عطا کی مرے طبیعت کو
روانی ایسی نہ خنجر مین ہے نہ آب مین ہے

زمین کوچہ جانان کو جھک کے دیکھ آ چرخ
نہ کر غرور کہ یہ بھی ترے جواب مین ہے

ہم اونکو عالمِ رؤیا مین دیکھتے ہین روز
وہ لطف جاگنے مین کب ہے جو کہ خواب مین ہے

برا جو کہتا ہے واعظ تو کہنے دو رندو
وہ جانتا ہی نہین کیا مزا شراب مین ہے

کسی کے عشق مین اتنا بھی مجھکو ہوش نہین
ہے بیقرار جگر یا دل اضطراب مین ہے

لطافت اپنی نظر مین ہے سیرِ ہر دو جہان
عجیب نشۂ مئے حبِ بوتراب مین ہے

وہ جو آنکھون سے اپنی اوجھل ہے
چین دل کو نہ جان کو کل ہے

کون اٹکھیلیون سے چال چلا — آج ساری جہان مین ہل چل ہے
اُسکی رفتار کا جو ہے مضمون — شعر کی بھی زمین مین ہل چل ہے
رخ پہ اُس بت کے خط سبز نہین — عین کعبہ مین فرش مخمل ہے
نقص ہے دون جو اُسکے رخ سے مثال — ماہ کامل فلک پہ مہمل ہے
صبح کو کب شفق کی ہے تحریر — یہ بیاض سحر پہ جدول ہے
مثل بسمل کے سب تڑپتے ہین — تیری محفل ہے یہ کہ مقتل ہے
بار عصیان سے کس قدر مجھپہ — لاش بھی بعد مرگ بوجھل ہے
نہین برسات مین یہ قوس قزح — ورق آسمان پہ جدول ہے
دیکھنا عشق زلف کی تاثیر — میری تقریر ہی مسلسل ہے
اب نہ وہ گالیان سمجھ گئے ہم — خوب تیغ زبان پہ صیقل ہے
نظر بد کا خوف ہے مجھکو — آج آنکھون مین اُسکے کاجل ہے
قبر کو دیکھ کھول کر آنکھین — اے مسافر یہ منزل اول ہے
ساقیا کیا پیین گے اتنی رند — ایک شیشہ ہے ایک بوتل ہے
میرا روز وصال کچھ نہین دور — رات کٹ جاے تو وہ دن کل ہے
تو سہی گھر ہون سیکڑون برباد — قول اُس چشم کا یہ ہر پل ہے
دست رنگین مین اُسکے ہے تلوار — شاخ مرجان مین تیغ کا پھل ہے
میری میت نہ کسطرح تڑپے — ساتھ تابوت کے وہ پیدل ہے

اے لطافت بغیر اوس گل کے
باغ میری نظر مین جنگل ہے

فروتنی سے جہان مین کمال ہوتا ہے — خمیدہ دیکھ لو پہلے ہلال ہوتا ہے
جو بوسہ کا ہمسے دل مین خیال ہوتا ہے — تو نازکی سے وہ رخسار لال ہوتا ہے

غضب کی جا کرم ذو الجلال ہوتا ہے
گنہ کے بعد اگر انفعال ہوتا ہے

زمانہ طالب حسن ہلال ہوتا ہے
بڑھے جو نقص تو آخر کمال ہوتا ہے

زمین پہ سر جو اٹھاتا ہے کبر و نخوت سے
مثال سبزہ وہی پائمال ہوتا ہے

ہر اک عقیق کا بنتا ہے داغ مثل شجر
ترا اگر کرم ہو تو پتھر نہال ہوتا ہے

عجیب ہے لب رنگین یار کی تاثیر
کہ رشک لعل بدخشان اوگال ہوتا ہے

جواب دونگا لحد مین اسی کا عاشق ہون
سنا ہے عشق کا وان بھی سوال ہوتا ہے

شب وصال اسی لطف مین گذرتی ہے
لب ان پہ لب کبھی گالو پہ گال ہوتا ہے

پڑی ہے جان حزین ہائے کس مصیبت مین
نہ اسکا وصل نہ ممکن وصال ہوتا ہے

مقام فکر ہے قارون کا حال سن منعم
جو حب مال ہو تو یہ مآل ہوتا ہے

گناہگار جو مرتا ہے خوف دوزخ سے
تو غسل کو عرق انفعال ہوتا ہے

ترس کے خاک پہ گرتا ہے جو ترا ناخن
وہی تو جا کے فلک پر ہلال ہوتا ہے

جو جمع ہو تو عقاب اور خرچ ہو تو عذاب
غرض جہان مین بری جنجال ہوتا ہے

تمہارے عارض شفاف پر ہے خال عبث
نوشت دیکھو لو ہے نقطہ گال ہوتا ہے

فلک چھپائے نہ کیون مجھ نحیف کو تہ خاک
بڑا ہے نقص جو شیشہ مین بال ہوتا ہے

صفائے قلب کا یہ حال ہے لطافت سے
کہ بات کا بھی چھپانا محال ہوتا ہے

ہاتھ کنگھی سے کیسے شل تو حیا آئی ہے
پاؤن پڑنے کو تری زلف رسا آئی ہے

جوش پر رحمت حق حد سے سوا آئی ہے
جب گنہ کر کے مجھے شرم و حیا آئی ہے

ہجر کی رات بصد ناز و ادا آئی ہے
مثل معشوق کے مشکل سے قضا آئی ہے

مجھ سے چار آنکھ نہین کرتے چھپایا ہے منہ
لطف ہے وصل کے بعد انکو حیا آئی ہے

نہین بیمار محبت کو کسی دم فرصت
وہ گئے ہین تو عیادت کو قضا آئی ہے

عمداً وصل مین یہ کہکے وہ سو جاتے ہین — نیند بسکہ مری آنکھون مین حیا آئی ہے
ناز سے تولتے ہین آج وہ ہر قسم شمشیر — ہوا ادا شکر آلہی کہ قضا آئی ہے
قبر مین شانہ ہلا کر یہی کہتے ہین عزیز — چونک غفلت سے مسافر کہ سحر آئی ہے
ہوگیا خاتمہ بیداد و جفا کا تجھہ پر — میرے حصہ مین اگر مہر و وفا آئی ہے
کہتے ہین وہ کہین عاشق کی نہون سرد آہین — ٹھنڈی ٹھنڈی کسی جانب سے ہوا آئی ہے
بعد مدت ترے کوچہ مین ہی بیٹھی مری خاک — کیون اوٹھانے کے لیے باد صبا آئی ہے
عشق کے ساتھہ ہی پیدا کیا اللہ نے حسن — یہ مرض وہ ہے کہ ہمراہ دوا آئی ہے
مین وہ بلبل ہون کہ غنچہ مین نہان تنہا ہون — ٹھیک کیا تن پہ مرے گل کی قبا آئی ہے
اسطرف دوست اوٹھانیکو ہین تابوت مرا — اوسطرف ہاتھون مین ملنے کو حنا آئی ہے

جان دینے کو جو کہتا ہون لطافت شب ہجر
دوست کہتے ہین یہ دلمین ترے کیا آئی ہے

غزل دو بحر مین

اوس گل تر کی سواری نکلی — غیرت باد بہاری نکلی
نزع مین آیا وہ رشک مسیحا لے — لینے کو روح ہماری نکلی
ہجر مین کھو کے دل ہم روئے — حسرت نالہ وزاری نکلی
بوسۂ ابرو و مژگان لے کر — کھنچ گئی تیغ کٹاری نکلی
تیز تھی الفت تیغ ابرو — ہوگئی جان بھی عاری نکلی
گنجفہ یار سے غیرو نمین تھا — شکر ہے بوجھہ ہماری نکلی
الفت زلف مین دیکھین فالین — رات یہ ہجر مین بھاری نکلی
کہتے ہین مجکو وہ عاشق اپنا — حسرت دل مری ساری نکلی
یار نے خوب نکالا جوبن — صورت و شکل ہے پیاری نکلی

پیوست جو جگر میں مرے تیر یار ہے | اللہ رے رشک سینہ میں دل بیقرار ہے

ہم سچ کہیں یہ چال تری یادگار ہے | شاگرد جسکی ایک نسیم بہار ہے

مجھسا زمین پہ کون بھلا خاکسار ہے | گھدوایا مہر تک میں بھی خطِ غبار ہے

دریا ہے چاندنی ہے مے خوشگوار ہے | اوڑتے ہیں جشن عیش ہے پہلو میں یار ہے

ہے یادِ زلف اور دلِ داغدار ہے | قدرت خدا کی صحبتِ طاؤس و مار ہے

زیر قلم جو وصف دو ابروئے یار ہے | ہر شعرِ آبدار مرا ذوالفقار ہے

اوس پھول سے عذار پہ خط آشکار ہے | آئی خزان روانہ چمن سے بہار ہے

جب چاہتا ہوں کھینچتا ہوں اختیار ہے | ہر وقت میرے ہاتھ میں تصویر یار ہے

پھیسے ہیں تمام مرا تار تار ہے | جوشِ جنون ہے آمدِ فصلِ بہار ہے

اک کم سخن کے عشق میں جی جلکے مٹیے جان | خاموش بعد مرگ چراغ مزار ہے

حق سے امید عفو جرائم سے حشر کو | ہم ہیں گناہگار وہ آمرزگار ہے

بولا جو میں کہ تجبیہ گلا کاٹتا ہوں آج | ظالم نے مسکرا کے کہا اختیار ہے

ساقی بہار آئی ہے بھر بھر کے دے شراب | ساغر چڑھائیں نشۂ مے کا اوتار ہے

مٹی ٹھکانے جسکی لگی وہ رقیب تھا | برباد جو ہوا وہ ہمارا غبار ہے

یارب کٹیگی راہِ عدم مجھسے کسطرح | جانا ہے دور سر پہ گناہوں کا بار ہے

بوسہ فقط رقیب کو تمنے دیا تو کیا | منھ پھیرو اور بھی کوئی امیدوار ہے

فرمایش اوسنے کی ہے جو مٹی کے عطر کی | شاید ہماری سمت سے دلمیں غبار ہے

میں نے کہا جب اوس سے کہ یہ دل ہے بیقرار | بولے وہ ہاتھ رکھکے کہاں بیقرار ہے

کہتے ہیں دوست وہ مری قبر دیکھکر | کانٹے پڑے ہیں جسپہ یہ کسکا مزار ہے

مدفن پہ میرے عشق سے ملتے ہیں وہ گلے | میت پہ میرے ہاے دو بار افشار ہے

کہتے ہیں مجھ سے [illegible] تو مجھکو بھی دیکھ لو | دشمن سے جھک کے ملتا ہوں کیا انکسار ہے

تیز نگہ کا اوسکے لطافت غضب ہے توڑ
جو ہے کلیجہ پکڑے ہوے بیقرار ہے

دیکھین نہ پری کو بھی یہی دلسے لگی ہے
آنکھ اپنی کسی حور شمائل سے لگی ہے

جل جائیے اوس بزم مین تب دلسے لگی ہے
ہر شمع کو لو یار کی محفل سے لگی ہے

چونکا و لحد مین نہ مجھے شانہ ہلا کر
ای بے خبرو آنکھ ابھی مشکل سے لگی ہے

لطف شب مہتاب ہے دریا کی کرو سیر
ٹھنڈی ہی ہوا ناو بھی ساحل سے لگی ہے

مجنون نہین دل ہی سے فقط طالب لیلے
پردیکے جگہ آنکھ بھی محمل سے لگی ہے

اوس مصحف عارض کی ہے تصویر گلہمین
قرآنکی قسم جان حمائل سے لگی ہے

کیا ڈاب کی تقدیر پہ آتا ہی مجھے رشک
ہر دم کمر نازک قاتل سے لگی ہے

انگارونکے مانند ہین سب پھول چمن مین
گلشن مین یہ آگ آہ عنادل سے لگی ہے

مشکل سے گذر آپکے کوچہ مین ہوا ہے
جان اپنی یہین دینگے یہی لسے لگی ہے

اے یار عدم سے ہون ترا تشنہ دیدار
یہ پیاس مجھے تو کئی منزل سے لگی ہے

ہم ہارین تو دل دینگے جو وہ ہارے تو بوسہ
چوسر مین یہ بازی بت قاتل لگی ہے

فرقت کی شب ماہ سے جلتا ہون ہمیشہ
اک آگ سی دلمین مہ کامل سے لگی ہے

ہم سر کو جھکائے ہوئے مقتل مین کھڑے ہین
آس اپنی فقط خنجر قاتل سے لگی ہے

اغیار تو پہلو مین ترے صدر نشین ہین
مسند مری فرش لب محفل سے لگی ہے

شیدائے کمر ملک عدم کو ہین پہونچتے
کیا خوب رسد قبر کے منزل سے لگی ہے

پابند رہے خانہ نشینی کی کڑی مین
یہ بات ہمین ہاتھ سلاسل سے لگی ہے

نازک ہین بہت ہونٹھ جو اُس غنچہ دہن کے
مسی لب خوشرنگ پہ مشکل سے لگی ہے

بیعزتی آفاق مین ہے ہاتھ بڑھانا
کاسہ نہین ذلت کف سائل سے لگی ہے

دوزخ کا سنون ذکر نہ زنہار لطافت

زاہد کو جلاؤن یہ مرے دل سے لگی ہے

ہمارے دلبر کے حسن پہ خوبی ختم ساری ہے
جو بھولا بھولا مکھڑا ہے تو صورت پیاری پیاری ہے

اے صفاک کیا تیری مژہ مین آبداری ہے
چھری ہے تیر ہے خنجر ہے برچھی ہے کٹاری ہے

چمن مین آج آئی کونسے گل کی سواری ہے
جلو مین آگئے آگے نکہت و باد بہاری ہے

ہمیشہ خاک کے پتلے کو زیبا خاکساری ہے
تصور اصل خلقت پر کرو جب خاک ساری ہے

تصور مین ترے گیسو و رخ کی اشکباری ہے
گھٹا گھنگھور چھائی ہے چمن مین نہر جاری ہے

جوانی کا بھی ہے بانکپن کہ چال متوالی
ادا نام خدا جو ہے ہماری بت کی پیاری ہے

سلیمان نے بنایا تخت جب ہنسکر قضا بولی
عبث عمر دو روزہ کے لیے یہ پائداری ہے

دوپٹہ اوڑھ کر آب رواں کا یار کہتا ہے
کمر لچکے گی میری بوجھ سے پوشاک بھاری ہے

غلام اپنا بنا لو مجکو دیکر بوسۂ عارض
مرا دل پاس ہے دو اگر بے اعتباری ہے

تمھارے عاشق جانباز فرقت مین ترستے ہین
کہین اختر شماری ہے کسی جا دم شماری ہے

کیا مجنون نے تو آباد جا کر کنج مرقد کو
جنون بتلا کہ دشت نجد مین اب کسکی باری ہے

پہنکر ہار پھولونکے روش پر جب وہ چلتے ہین
لچک کر ناز سے کہتے ہین کیسا بوجھ بھاری ہے

رخ تابان جانان کو نہین خورشید سے نسبت
یہ اعلی ہے وہ اسفل ہے یہ نوری ہے وہ ناری ہے

دیا ہے دل تمھین صاحب تو دینگے جان بھی اپنی
وہ امر اضطراری تھا یہ امر اختیاری ہے

قریب رخ نہ کیون ہو شور اس چاہ زنخدان کا
سنا ہے پاس کعبہ کے چہ زمزم بھی کھاری ہے

مرا منہہ دیکھکر کہتا ہے وہ بت ناز سے اکثر
خدا کی شان دیکھو انکو بھی الفت ہماری ہے

علی کا نام ہر دم ورد رہتا ہے لطافت کو
نہ کیون آسان ہو مشکل اسم اعظم لب پہ جاری ہے

لین بلائین زلف دلکش کیون بنائی آپکی
سچ تو یہ ہے ہمنے اس واسطے برائی آپکی

[illegible] کی باتین [illegible] ہین مشہور خلق
رہ گئی باز[ی] تو ہماری کج ادائی آپکی

آپ ہی انصاف سے کہیے نہ کیون عاشق ہون ہمین
شکل بھولی بھولی پیاری پیاری بابی آپکی

حق کو تھا منظور بہلانا جو دل محبوب کا
عرش اعلے پر صدا پر دیسے آئی آپکی

لیکے فرماتے ہین وہ ہیسے دم بوس کنار
آج غیر و نسے جو ہم بگڑے بن آئی آپکی

کیون نہ عاشق ہون بنایا ہے حبیب اللہ نے
دل تو کیا ہے عرش اعلے تک رسائی آپکی

کجرے پھولونکے ہین پہنے ہے نہایت نازکی
غنچہ سوسن نہ بنجائے کلائی آپکی

اشکباری بیقراری آہ وزاری لاغری
دیکھئے سمجھے ہمین کیا کیا جدائی آپکی

دے چکے جب جان ہم مرقدمین تو بولا وہ شوخ
ہو چکی بس بس محبت آزمائی آپکی

دل نہ دینگے اب کبھی بھولے سے اپنا اے صنم
یاد ہے وہ بیرخی بے اعتنائی آپکی

واسطے بابین گلیمین ناز سے کہتے ہین وہ
کیجیے امید دلی انکو برائی آپکی

حضرت یوسف کا آنا بے سبب ہرگز نتھا
خلق مین بنکر حسین صورت دکھائی آپکی

چاہتا ہے لاکھ لیکن پھر کبھی آتی نہین
سب کبھی عاشق کی جوانی بیوفائی آپکی

مشکلین آسان لطافت کی ہون یا مشکلکشا
خلق مین مشہور ہے مشکلکشائی آپکی

پری پیرو سیکڑون ہین دل لبھائے جسکا جی چاہے
ہمین صورت کا دیوانہ بنائے جسکا جی چاہے

گلوری ہاتھ سے قاتل کے کھائے جسکا جی چاہے
ہمارے قتل پر بیڑا اوٹھائے جسکا جی چاہے

لب سرخ اور خط سبز قاتل کو نہین پروا
لہو اپنا بہائے زہر کھائے جسکا جی چاہے

بہائے اشک کب او سن بحر خوبی کی محبت مین
ہماری چشم پر طوفان اوٹھائے جسکا جی چاہے

عبث حور و پری کو ہے غرور حسن عالم مین
ترے تلوے سے شکل اپنی ملائے جسکا جی چاہے

مرا دل ہے ہر اک ابرو کمانکی چشم پر قربان
نشانہ تیر مژگان کا بنائے جسکا جی چاہے

بہت اغیار وہم بھی ہین اپنی جان نثار یکا
کھینچی ہے تیغ قاتل سر جھکائے جسکا جی چاہے

کہو عشاق سے ہے قتل عام اوس بت کی کوچہ مین
یہی گو اور یہی میدان ہے آئے جسکا جی چاہے

ہمارے ہوش تو تقریر مین پرواز کرتے ہین / پری رویونکو با تو مین اوڑائے جسکا جی چاہے

بچھا کر گیسوونکا دام چہرہ پردہ کہتے ہین / بلا مین طائر دلکو پھنسائے جسکا جی چاہے

زمین پر خاکساری ہی عجب اکسیر انسان کو / یہ نسخہ کیمیا کا آزمائے جسکا جی چاہے

کلیجہ چھن گیا الفت مین ہم تو جان کھو بیٹھے / حسینان جہان کے ناز اوٹھائے جسکا جی چاہے

مری زنجیر غل کرتی ہی دیوانونکے حلقہ مین / کڑی یہ عشق کی منزل ہی آئے جسکا جی چاہے

یہ دل ہی شعلہ رویونپر لطافت اسکو پروانہ / مثال شمع محفل مین جلائے جسکا جی چاہے

ابرو کے غم نے خم کیا اے آسمان مجھے / گوشہ نشین ہون جب سے ملی یہ کمان مجھے

رلوا رہی ہے الفت زلف بتان مجھے / آثار چشم تر سے جھلکے ہوا یہ دھوان مجھے

یاد شن بخیر تھا کبھی عشق بتان مجھے / کہتے تھے زیر پیر فلک جب جوان مجھے

نقش قدم دکھا کے یہ کہتی ہی تب سے خاک / اوس تہ نے زمین سی کیا آسمان مجھے

کوچہ سے اوسکے در پہ گیا در سے بام پر / تقدیر لیکئی ہی کہا نسے کہان مجھے

ہر وقت تیر آہ چلین سوئے آسمان / لب اسلیے ملے ہین مثال کمان مجھے

باغ جہان مین بلبل خود رفتہ ہون کہ گو / ہے کس چمن مین یاد نہین آشیان مجھے

چاہ ذقن جو خط مین ہے کہتا ہی گر کے دل / سبزہ مین تھا نہ یہ نظر آیا کنوان مجھے

چھلے جو پہنے دست حنائی مین یار نے / دزد حنا کا غل ہی ملین بیڑیان مجھے

ہر سست کر رہا ہے وضو ہو شراب سے / کرنا ہی آج بیعت پیر مغان مجھے

کہتا ہے قتل کر کے مجھے وہ عدو سے وصل / ہے ناگوار وصلت جسم اور جان مجھے

ہر سمت محتسب ہے ہا ہستی مین پوچھیا / تبلا دے چلکے پیر مغانکی دوکان مجھے

بولا کلیجہ ہجر مین منہ سے نکل پڑدن / دم بھر اگر نفس سے ملے نردبان مجھے

دنیائے بے ثبات مین ہون عندلیب زار / پانی اسکے بلبلے مین ملا آشیان مجھے

احباب چل بسے مین گنہگار رہ گیا
بھاری تھا بوجھ چھوڑ گیا کاروان مجھے

آکر چھپا لحد مین تو وان بھی ہے انتشار
پیسا زمین نے بھی صفت آسمان مجھے

بلواؤ کربلا مین لطافت کو یا حسین
اب قہر ہے سکونت ہندوستان مجھے

لکھنا ہے آج یار کا وصف دہان مجھے
فکر رسا ملے پر عنقا کہان سے مجھے

ہنستے ہین زرد دیکھ کے غنچہ دہان مجھے
اے رنج کیون کیا صفت زعفران مجھے

تیر افگنی کی مدح جو کرتے ہین میرے زخم
جھک کر سلام کرتی ہے اونکی کمان مجھے

کشتی چشم کہتی ہے مجھسے کہ ہون وان
اشکونکی چادرونکی ملی بادبان مجھے

اوس زلف مین ہے طائر دل کی یہی صدا
سب ہم صفیر کہتے ہین عرش آشیان مجھے

مین دل جلا وہ چرب زبان ہون میان بزم
کہتی ہے شمع آج ملا ہم زبان مجھے

دیکر خدا نے گرد ملال آہ کا دھوان
بخشی نئی زمین نیا آسمان مجھے

سونی ہے قبر فرش نہ تکیہ نہ روشنی
ای موت لا کے چھوڑ گئی سب کہان مجھے

اک بوسہ دیکے دل جو مرا یار نے لیا
کہنے لگا ملا ہے یہ سوداگران مجھے

پیری مین کیون نہ قد خمیدہ عزیز ہو
ہاتھ آئی ہے چلّے کھینچے ایسی کمان مجھے

سنتے ہین دل لگا کے سدا خوش گلو حسین
مثل دہان نئی جو ملی ہے فغان مجھے

دریا بہے شراب کا ساقی کہ ابر اوٹھا
کشتی مئی کا خوب ملا بادبان مجھے

قد ہو گیا جو خم تو عصا ہاتھ مین لیا
چلّا ملا عجیب برائے کمان مجھے

ساقی نے جبکہ یاد کیا وقت میکشی
شیشے کیطرح آنے لگین ہچکیان مجھے

کہتا ہے دل کہ رخسے چلون لٹ کیطرف
اب تو ہجوم خط کا ملا کاروان مجھے

کشتی تن چلے جو سوئے قبر دی صدا
چادر کفن کی دو تہ ملے بادبان مجھے

ہے لطف ہر طرح کا لطافت بیان مین

کوثر سے دھوکے دی ہے خدا نے زبان مجھے

حال کھلجاے اگر رنگ وہ کاکل باندھے — کہدو اتنی نہ ہوا باغ مین سنبل باندھے

آشیان کیون سر شاخ شجر گل باندھے — باغبان نے رگ گل سے پر بلبل باندھے

مین وہ عاشق ہون چمن کا کہیں دن بھی — دل شگفتہ ہو اگر شمع لحد گل باندھے

بعد مرے جو بنائے کبھی ان زلفون کو — کیا عجب غیر کے ہاتھ آپکی کاکل باندھے

کب نہانے مین برہنہ تمھین دیکھا ہمنے — گھاٹ پر ہمنے عجب جھوٹ کے ہین پل باندھے

قتل عاشق کو ہین ابرو کے اشارے کافی — اسلحہ تو نے ہین کسواسطے ای گل باندھے

وقت نازک ہے بہت خانہ نشینی ہو پسند — چاہیے پاؤن بشر کرکے توکل باندھے

جاے گلشن مین ترے زلف کا گر سودائی — بیت نے زنجیر ابھی پاؤن کو سنبل باندھے

کہدو صیاد سے لاغر ہے نکلجاے نہ یہ — کھینچکر چاک قفس مین پر بلبل باندھے

غنچے گلشن مین تبسم نکرین لالہ پر — اپنی دستار پہ گر طرۂ سنبل باندھے

کہدو ساقی سے شب وصل ہے دے جام پہ جام — منھہ نہ شیشہ کا ابھی ڈیکی ہمین مل باندھے

ہوا ابھی نافۂ آہوے ختن آکے نثار — مثل جوڑے کے اوٹھا کر جو وہ کاکل باندھے

بلبلونکا ہوا ابھی باغ کے مانند ہجوم — شمع مدفن ترے عاشق کی اگر گل باندھے

اونکی اور میری محبت کا جو شہرہ ہوجاے — شعر مین اپنے نہ شاعر گل و بلبل باندھے

ای لطافت ابھی خجلت سے ہو باران آب آب
چشم گریان اگر اشکونکا تسلسل باندھے

جنان مین جائے یہ عاصی ترا یا نار مین آئے — حضور ہمین ہے حاضر جو مزاج یار مین آئے

بہار باغ جنت پر نہ بھولے اسقدر رضوان — زیارت کے لیے گر کوچۂ دلدار مین آئے

متاع حسن مصر ہے غیرت یوسف کی نادر ہے — خریدار ویہ سودا اسطرح بازار مین آئے

مبارک زاہدونکو خلد دوزخ مین ہین عاصی — ہماری آرزو بھی بار اوس بار مین آئے

غضب ہو کے کی مٹھی شیخ نی کبھی بھینچا سگو / ہر اک کیونکر نہ دام جبہ و دستار مین آئے

خریدار و چلو ہی مال مرو سیا بہت ارزان / دل اپنا بیچنے ہم عشق کے بازار مین آئے

خلائق سب سمجھین کسکو وہ ہرجائی / میان دیر و کعبہ ہین تلاش یار مین آئے

نہ دیکھا جلوہ اوس پردہ نشین کا مثل موسی کو / ہزارون لاکھون ہوئے ہین حسرت دیدار مین آئے

کتابی رو گئے جانا نہر ہین کیا حال سے پیا / عجب ذیشان یہ آیہ مصحف رخسار مین آئے

دورنگی پر زمانے کے ہین ہنستے عاقلو دیکھو / گل تر بے سبب خندان نہین گلزار مین آئے

کبھی ہے دل کو الفت زلف کی گیسو کا کبھی سودا / حلب مین ہم کبھی پہونچے کبھی تاتار مین آئے

اگر ہی عشق صادق بلبلو یون ہم صفیر گل کا / کہ خوشبوی گل تر غنچہ منقار مین آئے

جو دیکھی عاشق صادق کبھی چشم حقیقت سی / نظر معشوق کا جلوہ در و دیوار مین آئے

سُنا کر لن ترانی اپنے عاشق سی وہ کہتی ہین / نہین ہے عارضی یہ حسن جو دیدار مین آئے

اگر منظور خورشید فلک کو ہے فروغ اپنا / ہمارے مہروش کے سایۂ دیوار مین آئے

بھلانا وعدۂ روز الست آکر نہ دنیا مین / خبردار اے دل غافل نہ فرق اقرار مین آئے

کبھی کیا ہی ہمین بھی خلعت رحمت عنایت ہو / لگا کر آس ہم بھی ہین تری سرکار مین آئے

لطافت سے کہ درون رخنی نشہ اگر ہم / سفر ہو بھی نہ نقصان رحمت غفار مین آئے

خدا کا سامنا ہو حشر کے دن کیا نظر ٹھہرے / گنہ ہین بیشمار اپنے نہین معلوم کیا ٹھہرے

محبت مین تری ای شعلہ رو کیا دل مرا ٹھہرے / نکیون ہو بیقراری آگ پر سیماب کیا ٹھہرے

چرا کر مجھسے اوس گل کی چمن سے توڑ لی مہندی / رقیب روسیہ بھی آج سے دزد حنا ٹھہرے

خدا کی شان ہے باتین حسینوں کی قیامت ہین / قضا عاشق کی آئی نازنینوں کی ادا ٹھہرے

مریض ہجر ہون کیا سخت جانی نے ستایا ہے / اگر مین زہر بھی کھا لون مرض مین وہ دوا ٹھہرے

غنی ہو جاؤن ملجائی اگر دولت قناعت کی / مرا سیماب دل کشتہ اگر ہو کیمیا ٹھہرے

کمان لب سے چھٹتے ہی یہ ناوک عرش تک پہنچا
ہمارے ہاتھ اوٹھتے ہی پر تیر دعا ٹھہرے

وہ سے پیکر تو اسکو دیکھکر عشاق جنتی ہین
لب دلدار تخمیر چشمۂ آب بقا ٹھہرے

مری آہ ہونکی آندھی اوٹھی ہی صبح شب صلت و
چلے جانا گھر اپنے ای صنم جب یہ ہوا ٹھہرے

دل بیمار کو ہوتی ہے صحت آپ ہین آنے ہی
گلی اوس رشک عیسی کی کیون دار الشفا ٹھہرے

بہت ہی حسن کا بازار گرم ای غیرت یوسف
عوض بوسہ کی دین دل وہان اگر بیع و شرا ٹھہرے

نہ بوسہ لب کا تم دیکر عوض مین لو دل عاشق
کہین رسوا نہ ہو جاؤ کہ یہ لینا ربا ٹھہرے

ہوا عشق غبار آستان غیرت عیسی
دل وابستہ اپنا صرۂ خاک شفا ٹھہرے

مسافر تھے عدم کی راہ مین واقع تھی یہ منزل
جو اس دنیا مین ٹھہرے بھی سمجھکر ہم سرا ٹھہرے

چلون راہ عدم کیونکر گنہ کا بار ہی سر پہ
بھلا ہر ہر قدم پر کسطرح سب قافلا ٹھہرے

کیا ہی ذبح گر تو نے تو ٹھوکر بھی لگاتا جا
ہمارے خون بہانیکا یہ قاتل خونبہا ٹھہرے

نکیرین آتے ہی پوچھو نہ مجھسے سرگذشت اتنی
ٹھہر جاؤ کوئی لحظہ تھکا ہون دل ذرا ٹھہرے

وضو ہو منفعل جو دھوون آنسونسے یاد عصیان مین
جھکے جب سر ندامت سے نماز بے ریا ٹھہرے

روان ہین قافلے اشکونکا ہے صبح شب وصلت
ہمارا نالۂ دل کیون نہ آواز درا ٹھہرے

تلاش قوت کو گردش مقدم ہے دل انا
ملے لقمہ نہ دست غیر سے گر آسیا ٹھہرے

لطافت لطف ہو نکلی جو دم شبیر کے در پر
نجف مین روح کا مسکن ہو مدفن کربلا ٹھہرے

لکھ سکے کیا صفت کوچۂ قاتل کوئی
جان بلب ہے کوئی بیجان کوئی بسمل کوئی

دوستو پوچھو نہ کچھ میرے تڑپنے کا سبب
لیگیا چھین کے پہلو سے ابھی دل کوئی

دیں دل سے اوسی دیکھتے ہین ہم ہردم
نہین مانع نہین حاجب نہین حائل کوئی

زر کا کیا ذکر یہ منعم نہین دیتے ہین جواب
کبھی دروازے پہ آتا ہے جو سائل کوئی

چھوڑ دیتے ہین ہم افسوس عزیز و احباب
نہین دنیا مین گری قبر سے منزل کوئی

کیون نہ آغاز محبت مین کلیجا تھامین
ہاے پہلو مین سے ڈالتا ہے دل کوئی

آکے دلمین مرے کہتا ہی وہ رشک لیلے
اس سے اچھی تو جہان مین نہین محمل کوئی

ہڈیونکو مری کیون سونگھتا ہی ای سگ یار
کیا نہین انمین ہے کھانے کے قابل کوئی

ہی صدا حسن کی بازار مین مجھ عاشق کی
بیچتا ہو تمہین عوض بوسہ کے لو دل کوئی

قہر ہے میرے لیے چشم و خط و ابروے یار
کوئی جادو ہے کوئی زہر ہے قاتل کوئی

لاکے چہرے پہ نقاب اوسنے تکلف سے کہا
عاشقو تمہین نہین نظارے کے قابل کوئی

گوش گل کرین گلستا نہین کرین شور ہزار
دل سے سنتا نہین آواز عنادل کوئی

سر جھکاے ہوئے اک ہم ہی چلے جاتے ہین
نہین جاتا طرف کوچہ قاتل کوئی

صحبت شعر و سخن مین شعرا آگئے ہین
رونق بزم کوئی زینت محفل کوئی

کیون حسینونپہ لطافت نہ مرا دل آئے
کوئی ہے رشک پری حور شمائل کوئی

اک روز چلکے عشق کا بازار دیکھیے
یوسف سے سیکڑون ہین خریدار دیکھیے

گر ساتھ سوے غیر کے دلدار دیکھیے
تقدیر جو دکھاے وہ ناچار دیکھیے

آئینہ مین نہ ابروے خمدار دیکھیے
قبضہ مین غیر کے ہو نہ تلوار دیکھیے

بکتے ہین آکے درہم و دینار دیکھیے
زر کا عجب گرم ہے بازار دیکھیے

کی ہمسری جو آپکے رخسے سزا ملی
گل بند ہوکے آگئے ہین سر بازار دیکھیے

کوچہ سے آپکے ہی جنازہ مرا چلا
تکتے ہے چشم روزن دیوار دیکھیے

پہنا ہے انکو شوق سے طفلی مین آپنے
آخر گلے پڑیگا یہ زنار دیکھیے

دل دیکے بوسہ زلف کا مانگا تو بولے وہ
سودا یہ ہے گران ابھی بازار دیکھیے

لاغر ہوا تو آپ کے کوچہ مین آپڑا
اکدن ہما کے سایۂ دیوار دیکھیے

کہتا ہے دل وہ سوگئے تو کام اپنا کیجیے
سوجائیے اگر وہ ہے ہشیار دیکھیے

بولا کفن اجل سے جو پیدا ہوا بشر — آیا مرا کے اور خضر بیمار دیکھیے

دیکھا جو مجھکو آپکے کوچہ سے ٹل گیا — طرفہ ہے بخل سایۂ دیوار دیکھیے

ابرو نہ آپ آئنہ مین دیکھیے حضور — آلودہ ہو نہ زنگ مین تلوار دیکھیے

مجھ ناتوان کو آپ لگاتے ہین ہاتھ کیون — کر جاے جا بجا سے نہ تلوار دیکھیے

پوچھا جو مین نے آج تو آوگے میرے گھر — گردن جھکا کے کہنے لگا یار دیکھیے

شکوہ کیا ستم کا تو بولے بگڑ کے وہ — کہتے تھے کیجیے نہ ہمین پیار دیکھیے

طاقت ہے کم گناہ بہت دور کا سفر — کس طرح ہمسے اوٹھیگا یہ بار دیکھیے

کاجل لگا کے آپنے آنکھین لڑائین کیون — کسکی نظر لگی جو ہین بیمار دیکھیے

منظور اس مہینے مین گر قتل عام ہو — لازم ہے چاند دیکھکے تلوار دیکھیے

مجھ لاغر و فقیر نے کوچہ مین آپکے — اوڑھے گلیم سایۂ دیوار دیکھیے

دونا ہی نازک آپکی گردن کا اے صنم — اولجھے کہین نہ کھیل مین زنار دیکھیے

کلمہ ہمنون نے پڑھا دلسے آپکا — ایمان لائیے توڑ کے زنار دیکھیے

صاحب سوال وصل پہ ہان بھی نہین بھی ہے — اقرار ہے کبھی کبھی انکار دیکھیے

جھک جھک کے دم جو دیکھتی ہین بعد ذبح آپ — کاٹھی سی اوگلی پڑتی ہی تلوار دیکھیے

کہتی ہے دیکے ہجر مین تسبیح اشک آنکھ — رونے پہ استخارہ پھر اکبار دیکھیے

دو دی ہوئی ہی الفت گیسو مین وقت نزع — اہی یا نبض عاشق بیمار دیکھیے

اوس سیم تن حسین کو ہمیشہ یہی ہی فکر — بےخوف لوٹئے جسے زردار دیکھیے

کہتا ہی ابرو آپکا وہ ٹکڑے کیجیے — بے قبضہ ہے ہلال کی تلوار دیکھیے

پتھر جنون مین کھائیے لڑکون کے قصد سے — گھر بیٹھے سیر دامن کہسار دیکھیے

دل بیر الینی آ ی ہی دنیا خدا کی شان — یوسف کی پیر زن ہی خریدار دیکھیے

کرتا ہون آہ آپ دل اپنا سنبھالیے — آگاہ ہوشیار خبردار دیکھیے

صف باندھی ہین جو عاشق حیرت زدہ کھڑے
دیوار ہی نہی پس دیوار دیکھیے

آ آپ ہین کہ دیتے نہین بوسہ نغدار
بلبل کی روئے گل پہ ہی منقار دیکھیے

حائل ہے مجھ مین اونمین شب وصل آئینہ
ہٹتی ہی کب یہ بیچ سے دیوار دیکھیے

کہتی ہے گل سے بلبل نالان ہزار حیف
قفل کی طرح دو نیم ہی منقار دیکھیے

آغوش کھولے آپکی جانب کمان ہے
چٹکی کے بوسے لیتا ہی سوفار دیکھیے

انجم ہین وزن آپکے چہرے کے عکس سے
ہے چاندنی سفید یئے دیوار دیکھیے

فاقہ جو ہو جہان مین تو غصہ نہ کھائیے
روزہ حرام سے نہو افطار دیکھیے

شانہ مرا یلا کی لحد مین یہ بولے ق
آئے جو جور بھی تو نہ زنہار دیکھیے

لین ہین جو خون شدہ دل عاشق چٹکیان
کیا سرخرو ہی آپکا سوفار دیکھیے

ہوتا ہے اپنے قتل کا ذر حنا کو خوف
تلوار کی نہ انگلیون سے دھار دیکھیے

وہ زار و ناتوان ہین کہ زندان ہی فرش خواب
بستر کی ہر شکن ہے کہ دیوار دیکھیے

کاجل کی احتیاج رہی پھر نہ آپ کو
گر آنکھ بھر کے میری شب تار دیکھیے

کہتے ہین غیر سے وہ لطافت کو دیکھکر
کرتے ہین اب تو یہ بھی ہمین پیار دیکھیے

سودا کے داغ سر پہ لیے جب نکل گئے
ہم آفتاب حشر سے بگڑی بدل گئے

دنیا سے ناتوان ترے بے اجل گئے
اپنے نفس کی آمد و شد سے نکل گئے

سودا مرا وہ سخت ہے جب رگ پہ چل گئی
نشتر مثال خون جہندہ اوچھل گئی

کین طرفہ شوخیان جو وہ گلشن مین ٹل گئے
گل روندے پاؤن تلے دل بلبل کو مل گئی

برگشتہ بخت گھاٹ پہ جسدن نکل گئے
گرداب آکے نخر سے بگڑی بدل گئے

بن بن کے تیر دل پہ رقیبون کی چل گئے
ارمان جسقدر تھی ہمارے نکل گئے

غیرون کے ساتھ دھوپ مین پھر کر جو آئے صنم
جوبن سے دوپہر کی طرح آپ ڈھل گئے

ساقی کے فیض سے جو لنڈھے شیشۂ شراب
مستوں کا ذکر کیا کہ واعظ پھسل گئے

بولے پیام وصل پہ چھریاں لگا کے وہ
تیری چلی زبان مرے ہاتھ چل گئے

میں نے دل رقیب لیا اونے دل مرا
آئی وبائے عشق تو مردی بدل گئے

آیا شراب پینے جو میخانہ میں وہ مست
آنکھوں سے جام شیشہ میں سر کے بل گئے

دنیا نہیں کسی کا مصیبت میں کوئی ساتھ
نالی دہن سے آنکھ سے آنسو نکل گئے

کیا کیا دبایا سایۂ دیوار یار نے
ہم ناتوان آ کے جو بیٹھے کچل گئے

زلفوں نے دل نکل کے پھنسا پھر غضب ہوا
گویا کہ سانپ من کو اوگل کے نگل گئے

مجھ بخیطا کو اونے بنایا نشانہ جب
تیر اشک بنکے چشم کماں سے نکل گئے

تھا حسن اور نور جوانی شب کے ساتھ
معشوق کیا تھے شمع کا جوبن ڈھل گئے

ایسی شراب پی کہ ہوا طرفہ انقلاب
غفلت بڑھی ثواب سے عصیان بدل گئے

صبح شب وصال کہا اوٹھ کے یار نے
لے شمع ٹھنڈی ہو گئی پروانے جل گئے

رو کر تری نگہ سے گرا چاہتے تھے ہم
ہنسنے لگے جو تھام کے دلکو سنبھل گئے

دل میرا عشق پاک نے کعبہ بنا دیا
جب تو کمان سے تیر تری سر کے بل گئے

گرمی میں رشنی جو ہوئی اونکو ناگوار
فوراً گلو نے شمعوں کے شعلے بدل گئے

کہتی ہے اونکی بیٹی نازک میان چشم
دو صاد خوشخطا ایک قلم سے نکل گئے

وحشت میں دامن اور گریبان نہ چھوڑ اٹھ
دیکھا کہ عین وقت پہ دونوں نکل گئے

سو بار آئے اور گئے انقلاب دہر
لیکن نہ بخت خفتہ کی کروٹ بدل گئے

سینے پہ دست شوق جو پہونچے خفا ہو
ڈالے تھے سینے ہاتھ گلے میں پھسل گئے

یہ فیض ہے جناب امانت کی روح کا
اشعار نو جو طبع لطافت سے ڈھل گئے

زلف مشکین کو اگر کھولکے وہ یار اوٹھے
پھر نہ قیمت تری اے نافۂ تاتار اوٹھے

سمت مینخانہ چلی جو نہی مینخوار اوٹھے | مژدہ ای پیر مغان بھوان دھار اوٹھی

قتل کو ہای وہ کمر سن وہ ستمگار اوٹھے | نہ کمان جسپہ سی کھینچو نہ تلوار اوٹھے

درد اوٹھانی کو وہین ہجر مین سو بار اوٹھے | ناتوان تھی نہ جہانسے ترے بیمار اوٹھی

مٹ گئے نقش قدم تیکے نہ زنہار اوٹھے | ناتوان تھی نہ جہانسے تمہی بیمار اوٹھی

گر پڑے چلکی کبی بار کبی بار اوٹھے | ناتوان تھی نہ جہانسے ترے بیمار اوٹھے

آہ کیون سینہ سو اس غم مین ای یار اوٹھی | ناتوان تھی نہ جہانسے ترے بیمار اوٹھے

تونے اوٹھوا جو دیا بزم سے ناچار اوٹھی | ناتوان تھی نہ جہانسے ترے بیمار اوٹھے

اسکے کوچہ مین جو فرحت ہوئی در تک پہونچے | ناتوان تھی نہ جہانسے ترے بیمار اوٹھے

ضعف نے رنج جا و دیا بنا یا انکو | ناتوان تھی نہ جہانسے ترے بیمار اوٹھے

دن جدائی کی محرم ہین عزا خانہ ہے دل | کیون نہ ماتم ہو علم آہ کی ای یار اوٹھے

قد موزونکی محبت نے بڑھائی عزت | سرو قد ہین مری تعظیم کو دلدار اوٹھے

تیرے ترشے ہوے ناخن سی مقابل کیا خوب | کیون نہ اونگلی مہ نو کی طرف ای یار اوٹھے

ناز معشوق اوٹھانی کی مجھی عادت ہے | ظلم کیونکر ترا او چرخ ستمگار اوٹھے

ہم ہین وہ مست خزانہ جو ملی قارون کا | بادہ خواری مین ہر اک درہم و دینار اوٹھی

گر پڑے جا کی جو ہم زار ترے کوچہ مین | نہ کبھی پھر صفت سایہ دیوار اوٹھے

ناتوان ہجر تو کرتا ہے مگر شرط یہ ہے | غمزہ و ناز و مزاج آپکا ای یار اوٹھے

خواب مین دیکھتے تھی یار سی ہم بوس و کنار | سو کی اوٹھی بھی تو ہم کرتی ہوی پیار اوٹھے

ہم وہ حیرت زدہ عاشق ہین جو صفت آئینہ | ہنس پڑی یار نہ قہقہہ دیوار اوٹھے

پھر لطافت تجھی کیا خوف ہی بالای طرط
دستگیری کو اگر پانچ مددگار اوٹھے

جدا ہین دانت پیری مین زبان سے | چھٹا ہی دیکھیو یوسف کاروان سے

نہ نکلوں مرکے بھی کوئے بتاں سے
زمین دو گز ملے گر آسمان سے

سدا ہے چشم تر مین چادر اشک
روان رہتی ہے کشتی بادبان سے

ارادہ ہے یہ مین ہے خاک اوڑا کر
ملا دون گا زمین کو آسمان سے

جو اکر اونسے دل سینے سے پوچھا
کہو چوری ہوئی گھر مین کہان سے

یہ خود سیدھا نہین ہوتا کسی دن
عجب ہے انقلاب آسمان سے

لحد کہتی ہے جب آتا ہے مردن
وہین آیا گیا تھا یہ جہان سے

ترے سر پہ ہے زنگاری دوپٹہ
مقرر بحث ہو گی آسمان سے

جوانی کو منا کر لائے مجنون تک
ملا دے کوئی روٹھے میہمان سے

مزاج یار سے سیکھے تلون
زمانہ پڑھ سکے کہدے آسمان سے

خموشی کا گلا منہہ چڑھتے ہین آپ
نکلجائے نہ کچھ میری زبان سے

غم ابرو مین چلے کھینچتا ہون
ہوا ہون زار یون گوشہ کمان سے

چلا سینے سے دل ون گیسوؤن مین
مکین اوٹھتا ہے آج اپنے مکان سے

وہ خوش ہین جب سے میرا رنگ ہے زرد
ہنسی آتی ہے کشت زعفران سے

نہ کیونکر میری آہو نکے چلین تیر
فلک سر پر خمیدہ ہین کمان سے

ہوا پیری سے خم تار اشک کا باندھ
کبھی اوترے نہ یہ چلہ کمان سے

ادہر تو حسن مین کامل اودہر بدر
زمین ہے بحث کرتی آسمان سے

جھپک کر میری آنکھین کہہ رہی ہین
کہ فتنہ عشق کا اوٹھا یہان سے

مزا دنیا کا ہمنے کچھ نہ پایا
رہے بھی چند دن تو میہمان سے

دل نالان نہین آنسو روان ہین
جرس چوری گیا اس کاروان سے

نہ مجبر سختی اے دنیا کر اتنی
مدارا چاہیے ہے میہمان سے

دبا کر باہین رکھا سینہ پر ہاتھ
شب وصلت کہان پہونچے کہان سے

جو مرنے والے نکلے ہین سینہ پر ہاتھ — اشارہ ہے کہ دم نکلا یہان سے
ترا بیمار رہبر دستگیری — مدد لیتا ہے نبض ناتوان سے
مرا دل ہے جو دریا سے تسلی — حباب اسمین ہین لاکھون آسمان سے

سلیمان قدردان ہین اسکے ورنہ
لطافت کم ہے مور ناتوان سے

قتل دشمن کو نئی تیغ سے ہین ہم کرتے — اپنی گردن کو تواضع سے جو ہین خم کرتے
خوش ہین وہ تجھسے بہت غیر ہین سب غم کرتے — شکر کر شکر یہ احسان ہین کیا کم کرتے
ہین گنہگار غضب کا ہمہ تن شعلہ ہون — میری فریاد ہین مالک سے جہنم کرتے
کسنے کی سینہ زنی جسکا سدا صدمہ ہے — غم کے ہاتھ سے گھڑیال ہین ماتم کرتے
طرفہ احسان ہے دل لیکے وہ فرماتے ہین — خیر رحم آگیا خاطر ہین تری ہم کرتے
کہہ رہے ہین وہ اولٹ کر رخ روشن سے نقاب — آج ہم ذرونکو ہین نیر اعظم کرتے
کم سنی مین ہے عجب قہر کا سینہ پہ اوبھار — شرم آئی اونھین محرم کو بھی محرم کرتے
ٹوٹتے شانہ سے بال اونکے جو اٹھی شاطہ — لیکے عاشق علم آہ کا ہین خم کرتے
زخم دل الفت گیسو مین نہ اچھا ہوتا — لطف تھا مشک اگر داخل مرہم کرتے
زال دنیا سے لڑے زیر کیا نفس کو بھی — ہم سے وہ کام ہوا جو نہین رستم کرتے
دل جو بھولا ہوا بیٹھا تھا وہ دیکر بولے — یاد رکھنا اسے احسان ہین یہ ہم کرتے
دی ہے ساقی نے ہمین طیب و طاہر وہ شراب — ایک ہی جام مین ہین سیر دو عالم کرتے
دولت و مال کا شیطان کھاتی ہین شکار — کیا سکھاتے نفس بشر کو ہین معلم کرتے
آنکھ بھرتی ہے حسینان جہان کی کیا جلد — دیر لگتی نہین ان آہوونکو رم کرتے
مال دنیا بھی بخیلونکے لیئے آفت ہے — داغ دل بنتا ہے گر صرف ہین درہم کرتے
چشم جانان مین بھر آئے مرے غم سے آنسو — گل نرگس پہ ہین سب شبہہ شبنم کرتے

وحشت عالم مین جوانی بھی عجب وحشی ہے
ہمنے دیکھا اسے آہو کی طرح رم کرتا

داغ سودا ہین سدا سر پہ خریداری کو
کسی یوسف کی لیے جمع ہین درہم کرتے

کیا اثر ہے مری غم مین تری آنسو نکلے
ساری مژگانکی صفین درہم و برہم کرتا

نازکی حد کی تھی مہندی نہ لگائی ہوتی
سرخ بوسون سی تری ہاتھ بھی ہم کرتا

پھینک دیتے وہ گلوری کو چبا کر جو اوگال
ہم ابھی زخم دل زار کا مرہم کرتے

غم لطافت نہین حاسد کی دل آزاری کا
قدردانی ہین تری صاحب عالم کرتے

سیکڑون تیر نظر جب ترے در آوینگے
زخم فوراً دل مشتاق کے بھر آوینگے

باغ مین آپ کے دیوانے اگر آوینگے
ہر شجر سے عوض سنگ ثمر آوینگے

عکس دندان صنم پڑتے ہی بھر آوینگے
دل مین تاسور اگر لیکے گہر آوینگے

اپنے دربار مین تم حکم تو دو آنے کا
لیکے ہم نذر کو دل اور جگر آوینگے

بھیجکر مینے کبوتر جو بلایا ہے اونھین
گو وہ الفاظ نہ سمجھین گی مگر آوینگے

گر بلاؤنگا اونھین عبث سے لکنت ہوگی
گو وہ الفاظ نہ سمجھین گے مگر آوینگے

قلقل شیشہ سے دل سی سالینگے واعظ
گو وہ الفاظ نہ سمجھین گی مگر آوینگے

آپ اگر حسن دکھائینگے تو ارمان دل کے
اشک بن بن کے ابھی آنکھ مین بھر آوینگے

بزم مین منتظر اونکی ہین کہ ہون ہم پہلو
بیٹھنے کے لیے دیکھین وہ کدھر آوینگے

دل نازک مین سمائین گی حسینون وقت شباب
مست سے شیشہ مین پریزاد اتر آوینگے

عشق دندان سے مری دل مین لگی جو آگ
آب دینے کی بجھانے کو گہر آوینگے

شمع مین بنکے جلون کیون نہ میان محفل
رخ مرا ہوگا اودھر آپ جدھر آوینگے

آشنا ہونگے سبک آپ کرینگے جو یہ ہین
ڈوب کر بحر محبت مین ابھر آوینگے

بوسے لینے سے ترا حسن دوچندان ہوگا
اور یہ چاند سے رخسار نکھر آوینگے

تم نکالو گی جو کوچہ سی اوٹھین گے نہ قدم
ساتھ ہی وہ لگے مری پاؤن بھی بھر آئینگے

بدگمان ہین جو لطافت سی کہ حورین ہو نہ پائین
قبر مین شیانہ بلائی وہ اوتر آئینگے

بنی خاک شفا خاصیت اکسیر مٹی کی
خدائی کوچۂ جانان مین ہے تاثیر مٹی کی

جنون مین خاک ساری نے مری توقیر مٹی کی
مجھے پہنائی ہے صحرا نے زنجیر مٹی کی

اداسے ناز سے غمزہ سے ہین عاشق بنا لیتی
وگرنہ یہ حسین دراصل ہین تصویر مٹی کی

کدورت جمع کر لیتی ہین رنج ہجر جانان سے
برائے حسرت مردہ کرین تدبیر مٹی کی

جو دیکھو فکر سی انسان ہے کھیل اوسکی قدرت کا
خدا کی شان ہے باتین کرے تصویر مٹی کی

جو بالی حیثیت تو بھی ہو داسفل کی تمکین
بنائین لاکھ پر ہے بے صدا زنجیر مٹی کی

اجل کہتی ہے جب جسم بشر بے روح ہوتا ہے
زمین پر آدم خاکی ہے اک تصویر مٹی کی

وہ مین آتش قدم دیوانہ ہون حقا اگر جکڑی
ابھی کشتہ ہو سب لوہا بنے زنجیر مٹی کی

رکھی تو وہ بنائی کو ہے خاک عاشق مژگان
نئی تمنے اکھٹا بہر مشق تیر مٹی کی

ترا لاغر اوڑا کر خاک پیچ و تاب کھاتا ہے
گمان ہوتا ہے دیوانو نکو ہے زنجیر مٹی کی

وہ طالب وصل کا ہون خاک لے پروانونکی جب بنائی
برائے شمعدان کیا جمع اے گلگیر مٹی کی

عجب انداز سے چھپکائین پلکین او کمان ابرو
دم صید افگنی چلا کیے ہے تیر مٹی کی

لڑکپن مین اگر وہ کھیل سی سیکھے تو فلک چھیلین
چمک کر تیغ ماہ نو بنے شمشیر مٹی کی

تمھاری ناوک مژگان دل مردہ پہ چلتی ہین
تماشا ہے نیا دیکھو لڑائی تیر مٹی کی

بے شاہ و گدا موجد ہے کوئی خاکسار اسکا
کفن ہے یہ سیاہی کی عوض تحریر مٹی کی

بنایا عطر معشوقون نے الفت کی جو خوشبو تھی
ہوئی ہے خاک ہونے پر بھی یہ توقیر مٹی کی

بنایا اوسکا ابرو نے میری خاک کا تو وہ
ہوا ممتون مین تو نے عزیزا ہے تیر مٹی کی

ہوئی خاک شفا ساری زمین کوچۂ جانان
نہ کیون لکھون ثنا ہے قابل تحریر مٹی کی

مع گرد کدورت خون عاشق کا جما ایسا
کہ تیغ آبدار اونکی بنی شمشیر مٹی کی

بتوں نکا عشق چھوڑا کام سنگ و خشت سے کیا
ارادہ ہے کہ اک مسجد کرین تعمیر مٹی کی

بلا سے گر نشانی کے لئے بھیجا نہ اسنے تیر
ابھی دوڑے ہے ہر اک دیوار مثل تیر مٹی کی

دل مغموم کھیا ہے مکدر شب کو سوتے ہین
نیا ہے خواب کوئی خاک دے تعبیر مٹی کی

غبار دل نکالا ہمنے تم سے باتین کرتا تھا
وہان غیرین مین مملو دم تقریر مٹی کی

بیا گل شمع کا پروانے سے باتین کرے کیونکر
دہن مین اپنے رکھتا ہے زبان گلگیر مٹی کی

تمھارا عاشق بیمار ہے اشکو نکے دریا مین
تیمم کے لیے کوشش ہے دو دو سیر مٹی کی

جنون مین خلعت شاہانہ ہے سارا لباس اپنا
قبا ہے کوہ و صحرا کا ہے تحریر مٹی کی

لطافت کربلا مین خاک ہو جا چلکے تربت ہو
بنے تسبیح خاک پاک ہو توقیر مٹی کی

موئے خط ہین رخ روشن پہ نکلنے والے
دھوپ کی طرح وہ جوبن ہین ڈھلنے والے

مر کے پہنین گے کفن قبر مین جلنے والے
اک نیا بھیس بدل کر ہین نکلنے والے

پھر خفا ہو کے وہ اوٹھنے کو ہین پہلو سے مرے
پھر مرے اشک ہین آنکھوں سے نکلنے والے

ناز سے اوسنے لپٹ کر شب وصلت پوچھا
اب تو نکلے ترے ارمان نکلنے والے

ہین ترے عشق مین وہ یاقوتی حسرت تشنہ لب
یہ شجر وہ ہین کہ پانی سے ہین جلنے والے

داغ سودا ہین وہ سینے کے جنون کہتا ہے
رائج الوقت یہ دینار ہین چلنے والے

غول کے غول چلے جاتے ہین اوس کوچہ مین
جانے دیتے نہین کعبہ مین نکلنے والے

کوچۂ یار کہان ہے جو بہشت سمجھتے ہی نہین
ہین مہ و مہر شب و روز کے چلنے والے

موت کر دیگی جو عاجز ہے گھر آنے سے
چار کے کاندھے پہ ہم چڑھکے ہین چلنے والے

یار جانی کو صبح شب وصلت ہے قریب
جلد نکلین جو ہین ارمان نکلنے والے

اور عالم تھا وہ طفلی کا یہ پیری کا ہے عہد
ٹوٹکر اب کے نہین دانت نکلنے والے

ہم سا ہوگا نہ گنہگار کوئی نازک طبع
زیست مین فکر جہنم سے ہین جلنے والے

تنگ عشاق ہین ڈرہو اگر ابھی حسن لیتے
خط تقدیر کسی سے نہین چلنے والے

وصل کس حشر کا عاشق کو جنت نہین نصیب
مثل اغیار جہنم بھی ہین جلنے والے

کثرت حسرت و ارمان سے بتنگ آئے ہین
دل ہین عاشق ترے بیچا نسے بدلنے والے

کس طرح حسن بتان دیکھیگا اے طفل دل
بہر ہستی کے کھلونونپہ مچلنے والے

کسقدر صاف ہے وہ رخ کہ وقت پر نگہی خال
ہین مرے دل کی طرح یہ بھی پھسلنے والے

حد کی شفاف ہین انین ترے اے آئینہ تن
ہاتھ کیا پاے نظر بھی ہین پھسلنے والے

کوئی افتادہ ہو دنیا کی گرین کوہ الم
یا علی کہکے سنبھلتے ہین سنبھلنے والے

مثل آہو کے پھرا کرتے ہین بخوف و خطر
دامن دشت مین پوانی ہین پلنے والے [?]

اے صراط الفت حیدر مین ہے ثابت قدمی
ہان نہین پاؤن لطافت کی پھسلنے والے

خبر بھی لی نہ سینے سے نکلکر روح نے دل کی
یہ کیون کر تیلی کو نفرت ہوگئی صورت سے محمل کی

بسی ہتی ہے صورت اسمین یوسف شمائل کی
عزیز و مصر کا بازار ہے بستی مرے دل کی

دکھا کر اوسکو پتھر اور شیشہ مین یہ کہتا ہون
وہ صورت ہے تمہ دلکی یہ صورت ہے مرے دلکی

مرا پردہ نشین بیجا تو نکو غیرت دلاتا ہے
برہنہ آئی دیکھو بے حیائی شمع محفل کی

نہایت دور کوئے یار ہے تو غم نہین اسکا
تجھے تڑپا کے پہونچا دیگی بیتابی مرے دلکی

بڑی مشکل ستی یاری گن کے کاٹی ہے شب فرقت
اوڑا دی بات پھر تمنے تمہارے استمسان محفل کی [?]

بڑھی الفت مین بیتابی تو دل کھینچنے آئے
نئے سیماب سے قائم ہوئی آئینہ دلکی

سنی ہون ہائے ناداری مین کیا کیا دیکھ ہو ہونتان [?]
تجھے تلوار ہو گئی ہے درازی دست سائل کی

مسافر اس جہان مین ہین نہین مو سفید پیرے [?]
پیا اوڑا ڈ کر بھی سر بسر ہے گرد منزل کی [?]

بخیل افسوس گر دیتے نہین کچھ مال دنیا سے
تو اتنا ہی کرین دین خجالت روے سائل کی

تمنائیں ہزاروں آرزوئیں حسرتیں لاکھوں — بڑا اک شہر عشق آباد ہی بستی مری دل کی
جہاں میں عمر طولانی ہوائی منعم اگر سیکھے — تری ہمت کی کوتاہی درازی دست سائل کی
ذرا سینہ پہ رکھکر ہاتھ پڑھیئے فاتحہ صاحب — ہوا ہی عشق میں مردہ یہ تربت ہے مرے دل کی
مہ نو کو خجل کرنے چلا وہ یار ابرو سے — نئی ہی بحث قابل دیدنی مدّ مقابل کی

لطافت کیا ہی پروانے ہوئی شرمندہ محفل میں
جو شب کو سوزش دل شمع سے ہو مقابل کی

رائیگاں ہجر کے صدمہ نہیں ہوئی جاتی ہے — مرے بالیں کی جوانی مری تڑپاتی ہے
اشک بہتے ہیں جو دیوانوں کو موت آتی ہے — شمع بیکس کی ہر اک مردہ کو نہلاتی ہے
چند ہی روز میں جو تن سے نکل جاتی ہے — روح اس خانۂ تاریک میں گھبراتی ہے
یاد کیا تیری ہنسی زیر نقاب آتی ہے — ابر میں برق چمک کر مجھے تڑپاتی ہے
زر کی دیدہ کی طرح دام میں کیوں لاتی ہے — کیا میں نادان ہوں جو دنیا مجھے بہلاتی ہے
عشق ہی طرفہ بلا جان حزیں جاتی ہے — دل نہیں یار پہ آیا ہے قضا آتی ہے
پھر پروانوں کی جب گرد نظر آتی ہے — شمع محفل میں کھڑی ناز سے اٹھلاتی ہے
پہلے دنیا کفنی طفل کو پہناتی ہے — دیکھ آغاز میں انجام کو دکھلاتی ہے
سنتے زنجیر مجھے کھینچے لئے جاتی ہے — پھر جنون خیز بیابان کی ہوا آتی ہے
ہجر کی شب جو کسی طرح نہیں آتی ہے — نیند اوڑا اوڑکے قیامت کی خبر لاتی ہے
دل سوزاں پہ ہیں پھول لگی آتی ترے تیر — جان آتی ہی اگر سرد ہوا آتی ہے
دشت میں غش مجھے آتا ہی جو پھرتے پھرتے — نوک ہر خار کی تلوے مرے سہلاتی ہے
میں تو ہوں نزع میں تم سکو ہی رونگی پڑی — دوستو غل نہ مچاؤ مجھے نیند آتی ہے
خندۂ گل پہ ہے رونا مجھے آتا بلبل — ان پھٹے کپڑوں نہیں کس طرح ہنسی آتی ہے
انشا یہ کہتا ہے وہ محبوب گلو بنے کشتہ — عارض حسن تمھارا ہی مرا ذاتی ہے

بلبلون مین دہن یار سے کیا نسبت دون
سونگھ لو منھ سے اک غنچہ کی بو آتی ہی

جاگتے جاگتے کٹتی ہی جو کوتہ شب وصل
بہنے کا جل وہی آنکھون مین رہجاتی ہے

بے مدد عالم پیری مین نکلتا نہین کام
دانت بندھتی ہین زبان جب تو مری پاتی ہی

شب وصلت مری آخر ہی تو سبکو ہی غم
صبح بھی چاک گریبان سئیے آتی ہے

حسن ہوتا ہی رخ یار پہ عاشق کا غبار
یہ وہ ہی گرد کہ آئینہ کو چمکاتی ہے

شعلۂ حسن کسی کا ہی جلاتا ہر شب
سر پہ ہر شمع لگن فخر سے گل کھاتی ہے

دیکھتی دھوپ مین ہی گل کو تو ہر بلبل باغ
پھر سایہ پر پرواز کو پھیلاتی ہے

عجب آفت مین ہی انسانکو پھنساتی دنیا
دام گیا درہم و دینار کی پھیلاتی ہے

جھلملاتا نہین پروانے نے جلا کر شعلہ
یہ اشارہ ہی کہ سر شمع بھی ٹکراتی ہے

خاک ہو جاتی کوئی چند ہی دنمین ای قبر
صورت شاہ و گدا ایک نظر آتی ہے

آمد و رفت نفس بھی ہے جہان مین آرہ
زکریا کیطرح عمر کٹی جاتی ہے

ہجر کی رات بسر ہوگی لطافت کیونکر
شام ہوتی ہے طبیعت مری گھبراتی ہی

لگا لیتے گلے سے اونکو ہم دلمین شک جاتے
ذرا ہی کاتب اعمال پہلو سی سرک جاتے

ہلا کر قبر نالونسے ہین کوئے یار تک جاتے
وہ فتنے زلزلے مین جسطرح سی ہین سرک جاتے

نہ یون آہونکی شعلے ضبط گریہ سی بھڑک جاتے
ٹھہر جاتا دل مضطر جو دو آنسو ٹپک جاتے

کریگی زلف پیدا خط سبزاون کو ہی گانو نیر
نہین کچھ دیر لگتی زہر قیتی کا چھنک جاتے

نکیرین آئی تھے پھر سوال آفت تھی تربت مین
قیامت تھی جو پہلو سی مر مولا سرک جاتے

گنہگار آپکے پھر حساب آتی جو محشر مین
تو لینے کے لئے شعلے جہنم کی لپک جاتے

وہ مسکین ہون جو زیر تاک روتا خواہش می مین
تو آنسو نکی سب انگور خوشو سی ٹپک جاتے

نظر ہوتی جو میری بیکسی پر ذبح ہونی مین
تو آنسو نکی جو ہر چشم خنجر سے ٹپک جاتے

تماشا عشق ہین ہین دیدہ ہا گریان رقیبونکے
اگر دو اشکونمین یہ کم ظرف ساغر ہین چھلک جاتے

جو میرے گھر سے جاتے شب کو وہ اندھیر ہو جاتا
کہ پہونچانی اوٹھین سب شمعونکی شعلے تب جاتے

مرا دل سینہ صد چاک مین تڑپا کیا وہ بولے
نہ دیکھا ہو تو دیکھو دام مین بلبل پھڑک جاتے

نئی صورت سی ہو کر ذبح دل قاتل کا بہلایا
تڑپنا دیکھتے میرا تو بسمل بھی ٹھہر جاتے

بلا سی یہ دل مضطر تو پہلو سے نکل جاتا
بہت ہوتا لہو کی اشک آنکھونسے ٹپک جاتے

اجازت ملتی آنے کی جو ہمسی ناتوانون کو
لطافت گرتے پڑتے پھر وہانتک جاتے

گھر ہوا خوشبو وہ گیسوئے معنبر کھل گئے
یا قرابی عطر کو صد بار ابر کھل گئے

رو چکا جب مین تو آہونکا دھوان کم ہو گیا
ابر کے دو چار لگتے تھے برس کر کھل گئے

نکلے سینونسے دل تڑپا جب عشاق کے
ہنسکے وہ بولے کہ سیمابی کبوتر کھل گئے

گر یہی ہین ان ابرونکی تیز زبان باقی رہین
شہر کے دیکھنا ای ترک خنجر کھل گئے

دیکھنے اونکی سواری جمع کیا خلقت ہوئی
بند بازارونکے رستے ہو گئے در کھل گئے

ابروؤن پر یار نے افشان چنی کس حسن سے
آج دونون نیمچون کے ہمپہ جوہر کھل گئے

دیکھنا ہوگا نہ سارے دمنین بھی یو احسنا
گر مری عصیان کے روز حشر دفتر کھل گئے

دی گواہی آستین و دامن سفاک نے
خون عاشق کی قیامت کو یہ محضر کھل گئے

عشق ظاہر ہو گیا باندھی جو اشکونکی جھڑی
آج سارے راز دل ای دیدہ تر کھل گئے

شہر مگین کیون ہو جو سینے سے دولائی شمع کی
کیا ہوا سوتے مین گر ای ماہ پیکر کھل گئے

قبر میری بند ہونے کو ہے اب تو آئیے
ہنس کیا منہ سے کفن اور بند چادر کھل گئے

کھلکے جوڑا مار گیسو غنچے باندھتے تو ہین
چل گیا جس دن ہمارا کوئی منتر کھل گئے

موسم گل مین نہ قسمت نے رہا ہونے دیا
جب قفس مین بند ہین بلبل ہوا پر کھل گئے

عشق کو ہوئے یار نے کیا مر کو دکھلائی بہار
بند جب آنکھین ہوئین فردوس کے در کھل گئے

دام دانائی سے لیکر باغ مین آتا ہے تو
جعل تیرے آج ای صبا دھمپر کھل گئے

خفتگان خاک جاگ اوٹھینگے طوفان سے ابھی
چشم گریان کی جو سوتے ای سمندر کھل گئے

جب مقابل حسن قد یار سے ہمنے کیا
باغ مین سب عیب تیرے ای صنوبر کھل گئے

ہوگیا سبزہ عیان جب چہرۂ شفاف پر
آپکے آئینہ عارض کی جوہر کھل گئے

فصد مین بھی شکر خالق کا ہی مجھ جوشش کو دھیان
منھہ رگونکے بہر مدحت کھا کے نشتر کھل گئے

مکر سے آنسو بہائے غیر نے سمجھا وہ یار
آبرو جاتی رہی جھوٹے تھے گوہر کھل گئے

بازی اطفال سے تنگ اسیری کی گئی
قفل زندان آہنون کھا کھا کے پتھر کھل گئے

اے لطافت حال دل سنکے ڈراکھتے ہین وہ
منھہ لگایا کیا تجھے شکوونکے دفتر کھل گئے

بیداد اب اور کوئی پریزاد کیجیے
بھولے سے بیوفا نہ تجھے یاد کیجیے

گھر تو جنون کے جوش مین برباد ہو چکا
اب چل کے قید خانہ کو آباد کیجیے

نکلے گی اپنے منھہ سے نہ شکوہ کی ایک بات
گو آپ لاکھ طرح سے بیداد کیجیے

ہے جوشش جنون مین سلاسل کی احتیاج
دریافت کس سے خانۂ حداد کیجیے

مدت سے آپکے قد موزون کا ہی غلام
قید چمن سے سرو کو آزاد کیجیے

وحشت ہی سخت آپکے عاشق کو سال ابکی سال
تیار قید خانۂ فولاد کیجیے

دہشت سے ٹکڑے چرخ پہ ہو رعد کا جگر
فرقت کی شب وہ نالہ و فریاد کیجیے

جتنی جفائین آپ نے کین ہمنے سب سہین
اب ظلم کوئی سوچ کے ایجاد کیجیے

مانند شمع دل پہ یہ ٹھانی ہے عشق مین
کٹ جائے سر بھی گر تو نہ فریاد کیجیے

کافی ہے نوک خار مغیلان کی بہر فصد
صحرا مین کیون تجسس فصاد کیجیے

تدبیر بلبلون نے رہائی کی سوچی خوب
نالون کے بدلے مدحت صیاد کیجیے

سب اک طرف حضور کو اتنا تو چاہیے
غیرونکو بھولیے تو مجھے یاد کیجیے

آپس مین بلبلین یہی کہتی ہین باغ مین
غنچے دل بنا تھا ہین وہ فریاد کیجیے

دوڑائیے سمند سجا کر نشان قبر
ہم دل جلونکی خاک نہ برباد کیجیے

والد صاحب شفیق ہو صلاح پر رجوع
پھر کیون **لطافت** اور کو اوستاد کیجیے

مثل داغ کے پہلو مین مری جان رہے
کسکے گھر رات کو تبلائیے مہمان رہے

بعد مرنیکے مری قبر پہ کھنا تلوار
کشتۂ ابروئے خمدار ہون پہچان رہے

باہین گردن مین مرے ڈالکے وہ کہتے ہین
لے گلے مل کہ نہ دل مین ترے ارمان رہے

آج انعام مین غیرونکو ہین بوسے ملتے
سکھے دیتے ہین ہمارا بھی ذرا دھیان رہے

سر کے چہرہ پہ وہ تلوار لگا کر بولے
دل لگایا تھا کسی تر سے پہچان رہے

عید قربان ہین تو لوگون نے کیے طوف حرم
ہم مگر کعبۂ رخ پر ترے قربان رہے

زندگی کا نہ ہمین لطف ملا دنیا مین
ہائے دو روز کو آئے بھی تو مہمان رہے

دو قدم میرے جنازہ کو اوٹھانا آ کر
سکھے دیتا ہون مری جان تمھین دھیان رہے

قتل ناحق تو کیا مجکو مگر پچھتائے
دیر تک سر کو جھکائے وہ پشیمان رہے

بھاگ کر کوچۂ قاتل سے یہ کہتا ہی رقیب
آبرو چاہے رہے یا نرہے جان رہے

ہمنوا ای دست جنون ہاتھ ترے جب قائل ہون
ایک ہی جھٹکے مین دامن نہ گریبان رہے

ہین وہ بلبل ہون کہ ماتم مرا عالم مین ہا
بال سنبل کے گلستان مین پریشان رہے

ہاتھ دل چھین لیا آپنے عیاری سے
کیا تکلف ہے کہ نادان کے نادان رہے

بوسہ دیکر مجھے وہ ناز سے فرماتے ہین
بھول جانا نہ کہین یاد یہ احسان تسے رہے

وحشت کی اسکو اوسے کوہ کی تبلائی راہ
قیس و فرہاد پہ کیا کیا مرا احسان رہے

کرلو دنیا مین گناہونکی **لطافت** توبہ
لطف کیا مرکے ہمیشہ جو پشیمان رہے

دلِ حزین کا مرے ماجرا سنو تو سہی
مزے کی ہے یہ کہانی ذرا سنو تو سہی

کیئے جو کوچہ میں عاشق نے پر اثر نالے
وہ بولے حبیب تو رہو غل ہی کیا سنو تو سہی

شبِ وصال یہی رٹ تھی بسر کہا کیئے وہ
ذرا اذانِ سحر کی صدا سنو تو سہی

قبول کرنے نہ کرنے پہ ہو صنم مختار
مگر برائے خدا مدعا سنو تو سہی

رقیب تھے ہین کیا عرض حال ہو مجھسے
ادھر تو آؤ مرے دلربا سنو تو سہی

شبِ فراق یہ گھبرا کے سب سے کہتا ہون
گجر کے بجنے کی یارو صدا سنو تو سہی

اگر نہو گا یہ دلچسپ یہ سننا تم
شبِ فراق کا قصہ ذرا سنو تو سہی

ہمارے گھر مین جو کل رات کو تم آئے تھے
رقیب کرتے ہین کیونکر گلا سنو تو سہی

کہان چلے ادھر آؤ تو بوسے لے عاشق
ملی ہے ہاتھو مین تمنے حنا سنو تو سہی

لبِ رقیب کو کیون وقت نزع جنبش ہے
قریب کان تو لاؤ ذرا سنو تو سہی

ہے آج وصل تو خوش مجکو دیکھتے ہو صنم
تمہارے ہجر مین کیا حال تھا سنو تو سہی

یہ منتظر ہون کہ گھبرا کے سب سے کہتا ہون
مرے حبیب کی آئی صدا سنو تو سہی

سوال بوسہ پہ وہ یہ جواب دیتے ہین
ہماری گالیان کچھ دن بھلا سنو تو سہی

پکارتی ہے ہر اک گوشِ گل مین یون بلبل
یہ زمزمہ یہ مرا چہچہا سنو تو سہی

دکھاکے شکل لطافت وہ غیب سے بولے
انھین بھی عشق ہمارا ہوا سنو تو سہی

جب اونسے کہا تمپہ مر جائینگے
کہا آکے ہم دفن کر جائینگے

غمِ ہجر سے ہم گذر جائینگے
یہی زندگی ہے تو مر جائینگے

جو غسال آئے ہین کھدتی ہے قبر
نہا دھو کے ہم اپنے گھر جائینگے

وہ بولے جو کوچہ مین دیکھا مجھے
کہان آپ آئے کدھر جائینگے

نہ آئین دمِ نزع عاشق کے پاس
ابھی تو وہ کمسن ہین ڈر جائینگے

حسینوں کے قدموں میں آنا نہ تو
یہ دل لے کے دم میں مکر جائینگے

ترے در پہ بیٹھے ہیں دربان تو کیا
نظر کی طرح ہم گذر جائینگے

اوٹھا دیگا جب در سے اپنے وہ یار
تو بیدست و پا ہم کدھر جائینگے

شب وصل کہتے ہیں وہ شام سے
ہوئی صبح ہم اپنے گھر جائینگے

اکیلے ملے وہ بہت دنوں کے بعد
بھلا آج بچکر کدھر جائینگے

وہ گھر اپنے جائینگے ہم قبر میں
ولا وہ اودھر ہم ادھر جائینگے

مجھے خوف ہے خیر جوبن کی ہو
یہ ظالم اے ستمگر کدھر جائینگے

وہ سوتا ہے لین بوسہ رخسار کا
اگر جاگ اوٹھے گا مکر جائینگے

کہا دل نے مجھسے کعبہ و دیر
حضور آپ کہیے کدھر جائینگے

سنا جب سے کشتی ہے ساحل کے پاس
تو کچھ دیکھے ہم پار اوتر جائینگے

دلا جب نہ راتیں رہیں وصل کی
تو فرقت کے دن بھی گذر جائینگے

لطافت یہ سمجھیں گے پایا بہشت
نجف میں پہونچ کر جو مر جائینگے

سامان دل جلوں کی لحد پر شہانہ ہے
شمعیں ہیں نالے دود جگر شامیانہ ہے

بیگانہ کو الم ہے قلق میں یگانہ ہے
غمگیں ہمارے مرنے سے سارا زمانہ ہے

الفت سے سرنگوں صنم اسجا زمانہ ہے
مسجود خاص و عام ترا آستانہ ہے

عشق دہان تنگ حسین نے کیا ہے گھر
عنقا کا آج کل مرا دل آشیانہ ہے

اوس جور کا بناؤ دکھاتا ہے معجزے
دن رات ایک جا ہے کہ آئینہ شانہ ہے

انسو اوبل رہے ہیں ہوا ہے جو درد عشق
فوارہ ہے چشم کا یہ دل خزانہ ہے

موسیٰ کی طرح وجد میں ہیں کیا نظر کریں
ہمکو تو لن ترانی جانان ترانہ ہے

اللہ نے کیا ہے مجھے کیا صنم عطا
یکتائے روزگار و حسید زمانہ ہے

الفت میں پردہ پوش ہوا خوب درد دل — آنسو بہانے کا ہمیں اچھا بہانہ ہے
ہشیار غافلو کہ گذرگاہ ہے جہان — چلنے کی کوئی فکر میں کوئی روانہ ہے
موجود تھے جہان میں کل جو کہ نامور — افسوس آج حال انہیں کا فسانہ ہے
نوبت نہ آئی وصل کی تا صبح اے صنم — انکار دل سے ہے یہ حیا کا بہانہ ہے
کیا غم ہے عاشقوں کو غنی ہیں جہان میں — درہم ہیں داغ عشق صنم دل خزانہ ہے
کوئی گرا نگہ سے نظر پر کوئی چڑھا — گردش تمہارے آنکھ کی مثل زمانہ ہے
دنیا میں خاکساری افتادگی کو سیکھ — سرسبز ہی زمین پہ گرا جو کہ دانہ ہے

حسن کلام کا ہی لطافت یہی تو لطف
معشوق سے کہتے ہیں کہ غزل عاشقانہ ہے

ابن ابو طالب علی اللہ کا مطلوب ہے — کیوں نہ ہو نام خدا محبوب کا محبوب ہے
بوسہ بازی ٹھہری جو سر کھیلتا محبوب ہے — جیتنا بھی خوب ہے اور ہارنا بھی خوب ہے
دلربا میرا وہی معشوق خوش اسلوب ہے — جو حسین اللہ کے محبوب کا محبوب ہے
حسن میں یوسف زیادہ یار محبوب ہے — اے زلیخا ہیچ تیرا معشوق کس کا خوب ہے
سبزہ اوس چاہ ذقن پہ قریب چاہ غبغب ہے — کیا گلستان کو کنوئیں پر لیجاتی دوب ہے
ہائے دل کی شورشوں نے تلخ کر دی زندگی — جس حسین میں ہے ذرا سا بھی نمک مرغوب ہے
بوسہ اس لئے جو مانگا کیوں خفا ہوتی ہیں آپ — یہ بھی اک تحفہ تھی تحفہ کیا کبھی معیوب ہے
آنکھ پڑتے ہی غضب ہے چھین لیتا ہے دل — چشم پوشی حسن خوبان جہاں کی خوب ہے
سرد آہیں ہم نے کیں جب انجمن میں بولے وہ — ٹھنڈی ٹھنڈی یہ ہوا ہم کو بہت مرغوب ہے
عشق کر نیکی سزا ہے بیقراری کا مزا — تجھ پہ یا دل جس قدر جور و ستم ہو خوب ہے
دلکو بازار وفا میں بیچتے ہیں ہے صدا — ہاں ہے مرد کا خریدار ہاں کوئی محبوب ہے
اس لئے سب پوچھتے ہیں بادہ کش کو محتسب — میکدہ میں صحبت نرگس مست سے منسوب ہے

سخت جانی میری سنگی نازکی زک لیا کیا — منفعل میں ہوں ادھر قاتل ادھر محجوب ہے

ای لطافت قہر ہے سیری بھی بعضو نکو تحمل
آج کل شاعر کا خلعت وا ہوا ور گیا خوب ہے

سیر گل منظور قاتل کو اگر ہو جائیگی — چار پھول اپنے لیے حاضر سپر ہو جائیگی
سرمہ کی تحریر منظور اونکو گر ہو جائیگی — آنکھ ہر پتہ پر پڑیگا ہونگی نشتر ہو جائیگی
دانت ٹوٹینگے عیان میری اگر ہو جائیگی — کاروان ہوگا روان جس دم سحر ہو جائیگی
قہر ہوگا گر شب وصلت سحر ہو جائیگی — دلکی دھڑکن میری سینہ میں گجر ہو جائیگی
ہمسری دندان جانانسے اگر ہو جائیگی — آبرو نیری تری سلک گہر ہو جائیگی
وصلکی شب آئیگی تو مختصر ہو جائیگی — گھٹکے اوس قاتل کی خاطر سے سپر ہو جائیگی
دشت میں گریان جو میری چشم تر ہو جائیگی — شاخ آہو سبز مانند شجر ہو جائیگی
آئے ہو کاجل لگا کر آنکھ میں — آنکھ اٹھ ہو نپر چشم نرگس کی نظر ہو جائیگی
وصل ہونے بھی نپایا ہو گئی ہاتھوں میں صبح — کیا خبر تھی شام ہوتے ہی سحر ہو جائیگی
نیمچہ اونکا لچک کر دم میں لیگا میری جان — قہر کر دیگا جو تاثیر کمر ہو جائیگی
گر یوہین تقدیر کی برگشتگی بڑھتی گئی — آہ کی صورت دعا بھی بے اثر ہو جائیگی
ہم ہین مشتاق شہادت تیغ کھینچیگا جو وہ — تیرہ بختی سامنے آکر سپر ہو جائیگی
موت کہتی ہے کہ ہو رخصت نہین پاتی قفس — حسرت دل ساتھ لی زاد سفر ہو جائیگی
دیکھتے ہی دیکھتے گر جاؤنگا لاغر وہ ہون — دفن کو کافی تری گرد نظر ہو جائیگی
عاشق صادق ہے پروانہ جلائیگی اگر — شمع محفل روسیہ وقت سحر ہو جائیگی
عکس پڑ جائیگا جب قاتل کی روی صاف کا — دیکھنا فولادی آئینہ سپر ہو جائیگی
بیشمار ایسے مرے عصیان ہین گر ہوگی حساب — فرد سیہ روز قیامت دوپہر ہو جائیگی
وصل کا سنکر تقاضا ہنسکے بولی شب کو وہ — نیر تیری بھی خوشی پچھلے پہر ہو جائیگی

آج موے سر سیہ جو ہین وہ کل ہونگے سفید — دیکھنا اس شام کی اکدن سحر ہو جائیگی
ہے قصور عقل نہ ہم کیون بناتا ہے قصور — قبر آخر جسم کی ہستی کو گھر ہو جائیگی
گر شب وقت نہ آئیگی بلانے سے قمر — سچ تو یہ ہے موت اک جھوٹی خبر ہو جائیگی
دل سے جو گذریگی ہو جائیگا فوراً مطلع — آسمان کے دوڑینگے ہرکارے خبر ہو جائیگی
ہم بتونکو چھوڑ کر جھک جائینگے پیش خدا — عمر ساری سجدہ کرنے مین بسر ہو جائیگی
غم نہین تیغ بدی کو جب کرینگے وار غیر — میرے آگے آکے ہر نیکی سپر ہو جائیگی
چاک ہوگا بعد مرنے کے گریبان کفن — کیا شب تاریک تربت مین سحر ہو جائیگی
شانہ بالون مین جو ہوگا اوڑ چلیگا حسن یار — زلف ہر رخسار پر کھلتے ہی پر ہو جائیگی
باغ مین کھلتے ہین گل ہم پر تو کل ختم ہے — گو پچھے کستے ہین ہنستی کی بسر ہو جائیگی
مر گیا عاشق بلا سے کیون ہی چرچا شہر مین — ہان یہ غم ہے حسن کو اونکی نظر ہو جائیگی

ای لطافت ہے سلیمان کا بہت لطف و کرم
اب ہمین عمر قلیل اپنی بسر ہو جائیگی

تم جو اے غیرت یوسف کبھی بازار چلے — نقد جان ہاتھ مین لیکے خریدار چلے
سنگ اطفال سے جب کم ہوا درد سر — اے جنون چھوڑ کے سر جانب کہسار چلے
سامنے سب کے لیا بوسہ ترے ابروکا — تجھسے اغیار سے کسطرح نہ تلوار چلے
چشم ساقی کی تصور مین وان جھول اسطرح — لڑکھڑاتا ہوا جیسے کوئی میخوار چلے
بعد مدت کے شب وصل صنم آئی ہے — صبح کی توپ کوئی کہدے نہ زنہار چلے
نہ دیکھا کبھی دروازہ تو اللہ رے شوق — بادہ کش پھاند کے میخانے کی دیوار چلے
گرم رفتار حسینون مین ہے یون شاہ حسن — فوج کے بیچ مین جیسے کوئی سردار چلے
تیر کے شدید کے کاونکی حقیقت جو کہون — ابھی کاغذ پہ قلم صورت پرکار چلے
چشم دلدار نزاکت سے ہی یون گردش مین — جیسے آہستہ بمشکل کوئی بیمار چلے

ہوگیا آہ شرربار سے کار شعل — شب کو جب ہم طرف کوچۂ دلدار چلے

عشق مین گوہر دندان لب لعلین کے — جب چلے سیر کو ہم جوہری بازار چلے

آگے دنیا مین ہوا غیر گنہ کچھ نہ حصول — یان سبکسار ہم آئے تھے گرانبار چلے

شب کو ہی بام پہ خوابیدہ ہر اشک قمر — دوڑ کر ماہ فلک پہ نہ خبردار چلے

آنکھ کھلجا ہی روش پہ نہ مرے گارد کی — باغ مین زور سی ٹھوکر نہ خبردار چلے

ہے یہ احسان ترے راہ روونکو نفرت — دھوپ مین بھی نہ تہ سایۂ دیوار چلے

کوئی مشکل ہوئی درپیش لطافت کو اگر
پے امداد وہین حیدر کرّار چلے

خفا ہوکر جو میخانے سے وہ ساقی نکلجائے — تو خنجر موج مے کا گردن مینا پہ چلجائے

ہوا الٹی غضب ہے محفل الفت مین چلجائے — کہ پروانے کا دل ٹھنڈا ہو جسدم شمع جلجائے

ہمارے منھ سے فرقت مین اگر نالہ نکلجائے — تو ڈر کر برق چمکے رعد دہشت سے دہل جائے

جو دیکھو دھوپ مین وہ ساتھ غیرونکے نکلجائے — یقین ہے مہر انکا دوپہر کی طرح ڈھلجائے

ابھی تو فاش ہوجائے ہمارے عشق کا پردا — جو ہی بیتاب ہے دل آنکھ سے آنسو نکلجائے

اگر چھوٹون وہ اپنی در پہ انکی اجازت دین — یقین تو ہی کہ عاشق سجدہ کرتا سر کے بلجائے

گدای کوچۂ جانان سدا مست قناعت ہین — غرض کسکو کہ پیش منعم و اہل دول جائے

دل پر داغ عاشق لیچلا ہے اونکے کوچہ مین — ندامت ہوگی خالی ہاتھ کیا پہلے پہل جائے

پیئے گر خون غیر تلخ کام اسطرح بدخط ہو — دہن سے مینا نکلے وہ نہیجہ ہر دم اوگل جائے

جلی جاتی ہے اپنی حسن کی گرمی سے محفل مین — نہ کیونکر شمع کو انکی پروانہ جھلجائے

تعلّی کی بہت لیتی ہین آ کر بادہ خوار وہین — نہ عمامہ کسی دن شیخ صاحب کا اچھل جائے

تن خاکی سے روح اپنی گئی جسم مثالی مین — کوئی پوشاک میلی جیسے گرمی مین بدلجائے

برائے صبر فی قصۂ فرعون و موسیٰ ہے — جو تو ہو دوست انسان ہاتھ دشمن کی بلجائے

اگر کی عشق میں ہم وہ ہو جاؤں جو مین لاغر
قضا آئے تو ناف یار کی مانند ٹلجائے

فقط عاشق کی دکھائی تو ہی معشوق کا غصہ
صدا کی شان سی تو جیسی ور کوہ ٹلجائے

لطافت سی گلی ملجاؤ ور عید ہی حساب
برس دن ایسی تو تجھ حوصلہ دل کا نکل جائے

ہجر کے غم سی ہوا دل مشفق من دو ٹکڑے
کیجیے تیغ جفا سے سر و تن دو ٹکڑے

دونوں زلفین تری مشکین مین بنا دی
دی اگر شاخ کے آہوی ختن دو ٹکڑے

آگی بلبل کی جو وہ پھول ہی گلچین توڑی
کیون نہو دل سبب غنچہ چمن دو ٹکڑے

ہو خجالت کی سبب ہر اک سرخ عقیق
جائین اس لکو اگر سوئی یمن دو ٹکڑے

عارض یار کی دیکھی جو صفائی اک رات
آئینہ مہ کا کری چرخ کہن دو ٹکڑے

موسم گل جو گلستان سی ہوا ہو اکبار
کیون نہو غم سی دل غنچہ چمن دو ٹکڑے

دور وحشت نی کسی شی کا نہ رکھا پابند
ہو گئی ایک اشارے مین رسن دو ٹکڑے

شیشہ مے کو نہ تو توڑ فی مین کر تعجیل
دل کرا ای محتسب شیشہ شکن دو ٹکڑے

تیرے ساعد کی صباحت جو پڑی جا نظر
باغبان جلکو کری شاخ سمن دو ٹکڑے

امتحان تیغ نگہ کا جو کرے تیغ زن یار
تبکے جو رنگ ہو ہر ایک ہرن دو ٹکڑی

چاہ مین وسکی مجھی نسبت نہین جس آئی
رسن عمر کری عشق ذقن دو ٹکڑے

سنگدل غیر نی منہ یار کی لب پر رکھا
آج تجھ سے ہوا لعل یمن دو ٹکڑے

حسن مین کوئی نہین وی کھتی ہین عیب کو جب
کیون نہو غم سی دل اہل سخن دو ٹکڑے

خط کی قلمین نہین اوس چاند سی چہری پہ ہلا
قدرت حق سی ہوا ہی یہ گہن دو ٹکڑے

آبرو کا ہون طلبگار لطافت وس سے
جسکی خاطر سے ہوا دُر عدن دو ٹکڑے

جب کہ تلووں پر ہو گئے پھر پھر کی بن مین آبلے
پاؤن پڑ کر مجکو لی آئے وطن مین آبلے

ہو جو اپنی آہِ سوزان کو شبِ فرقت عروج
تاری بن جائین تنِ چرخِ کہن مین آبلے

فصلِ گل آتی ہی سب تھا لو مین پانی بھر دیا
بلبلون نے دل کی پھوڑی ہر چمن مین آبلے

ہی یہی صحرا نوردی گر تو مر جاونگا مین
تفرقہ ڈالین گی اکدن جان و تن مین آبلے

باغ مین اوس شعلہ رو کی لب سے ہمسر ہو اگر
قطرۂ شبنم ہون غنچہ کی دہن مین آبلے

ہجرِ جانان نے جلا کر یہ ہمین تحفے دیتے
دل مین سوزش کو داغ سینہ مین بدن مین آبلے

شمع کو دیکھی وہ رخِ روشن تو ایسا رشک ہو
جل کے پیدا ہون تنِ شمعِ لگن مین آبلے

کب شرارت سے ہی معشوقونکی عاشق کو ضرر
مرغ آتشخوار کی کب ہین دہن مین آبلے

رات دن اپنی یہی گردش ہماری پاؤن کو
چرخِ گردان سے ہوئی ہمسر چلن مین آبلے

شعلہ رویونکی محبت سے ہو کیا دلکو ضرر
آگ سے کب ہین سمندر کی بدن مین آبلے

چھو لیا منقار سے مجھ دل جلے کا خط اگر
ہو گئی پیدا کبوتر کے دہن مین آبلے

باغ کو کس نے جلایا ذبح کر کے بلبلین
غنچۂ گل کے ہین پر خون ہر چمن مین آبلے

زندگی بھر کی جو عریانی سے تھا دل پک رہا
مر گئی آخر دکھینا پھوٹی کفن مین آبلے

دشت پیمائی سے میرا نام روشن ہو گیا
بڑھ گئی مہرِ درخشان سے جلن مین آبلے

ای لطافتؔ نام جب مجھ دل جلے کا لے لیا
ہو گئے پیدا رقیبونکی دہن مین آبلے

خون فشانی پر ہوا آمادہ جوبن مین آبلے
فرق کچھ رکھین نہ صحرا و چمن مین آبلے

آتشی رنگا کی کیونکر نہ پہنی ہین کپڑے آپ نے
ہون نہ حدت سی کہین نازک بدن مین آبلے

سوختہ تن مین جو ہون دیکھی جو آئینہ یار ہاتھ
ہی یقین پیدا ہون بت برہمن مین آبلے

وضع کی پابند ہین تکلیف سی رہتے بری
کب ہوئے پائی گرفتارِ رسن مین آبلے

شب کو اگر چاندنی مین نازسی کہتی ہین وہ
دھوپ ہی تیز پڑ جائین نہ تن مین آبلے

موتیئے کی پھول گلشن مین نہین یہ جا بجا
آتشِ گل سی پڑے ہین ہر چمن مین آبلے

وحشت بیجائی سی کچھ کم تہا نہ لایا جوئی شیر
پائی مجنون سان تہی دست کوہکن مین آبلے

آہ سوزان کر رہا ہون ہی تپاک دلمین مری
ہین غم کی آ بنیے چاہِ ذقن مین آبلے

گر ہیے فرقت سی تن سچکا ہی دو بہر ہی لباس
آگ جل جل کر لگائین پیرہن مین آبلے

گرم گرم آنسو بہائی اسقدر حد سی سوا
دیدۂ تر بنگئے رنج و محن مین آبلے

دل جلا کر سوزِ فرقت نی ہے بیجان کر دیا
ہین شہادت نامہ کی یہ بی کفن مین آبلے

باتین جل جلکر کبھی کرتا ہی غیرونسی جو وہ
پہوٹتے ہین اپنے دلکی ہر سخن مین آبلے

ہیرے ہوتی پاس غیرونکی جو بیٹھی شب کو وہ
شمع سان روشن ہوئی انکی انجمن مین آبلے

کھل گیا حالِ دلِ معشوق پروانون پہ صاف
شمع کی آنسو نہی گر کر لگن مین آبلے

آہِ سوزان کی جو مینے قبر مین بعد فنا
بنگئے کافور کی ٹکڑے کفن مین آبلے

دل جلا عاشق ہو مین کہانا سمجھکر پڑیان
ای ہما پڑجائینگے تیرے دہن مین آبلے

ہمسری کرتا ہی اوس رخسی قمر جلتا ہون مین
سچ تو یہ ہی دلکی پہوٹینگے گہن مین آبلے

ای لطافت نکتہ چینی کر دی ہین بیجا عدو
حاسدو نسی ہین دلِ اہلِ سخن مین آبلے

دیکھی جو ساتھ غیر کے وہ حور چاندنی
نظرون مین میرے ہو شبِ دیجور چاندنی

پچھوائی بام پر جو مرا حور چاندنی
ہو جای صاف شرم سی بی نور چاندنی

مرجاؤن مین نحیف نہ دیکہ شبِ فراق
ای آسمان مجہسی رہے دور چاندنی

عکس رخ صنم سے مقابل ہو راتکو
رکھتی نہین جہان مین یہ مقدور چاندنی

ساقی کا آتا ہی جو شبِ ماہ مین خیال
کرتی ہی اپنا شیشۂ دل چور چاندنی

اوس رخ کا عکس کیون نہ مجروح کو ہی یاد
مجہ سی چاہیے کہ رہے دور چاندنی

کھینچین شبِ فراق جو ہم آہِ آتشین
ہو دہوپ کی طرح ابہی بی نور چاندنی

دلمین ہی اوسکے پرتوِ رخ کا ہمیشہ ہیان
رہتی ہی اپنے گھر مین بدستور چاندنی

تم ظلم و جور کر کے پشیمان نہین ہوے / ہمنے کیا نہ صبر و تحمل یہی سہی

ہمنے بلائین لینی کو ہین ہاتھ یہ بڑھاے / تم اپنے دلمین سمجھے ہو جو کچھہ وہی سہی

مجکو وہ اپنے گھر مین بلاتے نہین اگر / در پر پڑا ہوا ہون لطافت یہی سہی

ایذا اوٹھائی ہمنے کڑی پر کڑی سہی / پر آنکھہ حسن یار سے اپنی لڑی سہی

جو دل لگا کے ہمپہ مصیبت پڑی سہی / زنجیر کی بھی چوٹ جنون مین کڑی سہی

بجلی تمھارے دانتون کی ہنگام قہقہا / کڑکی اگر تو خلق ڈری جب پڑی سہی

کیا وجہ ہی جو منہہ سے وہ بت بولتا نہین / غیرون نے بات کوئی نہ کوئی جڑی سہی

کافی ہمارے قتل کو اے نازنین ہے / تلوار گر نہین تو ہوا اک چھڑی سہی

ساقی نہ ڈھونڈھ جام گلابی مین دے شراب / ہے فصل گل جو پھول نہین پنکھڑی سہی

عاشق کا جل چلا وہے اب دیکھہ جائیے / پہرون نہ آکے بیٹھیے کوئی گھڑی سہی

کہتا ہے کون جانکی مستی نے جان لی / کیون نیلی پیلی ہوتی ہو دھوکا دھڑی سہی

جانیکو ہے وہ یار رہانا ہو کچھہ نہ کچھہ / گر منہ نہین تو آنسوؤن ہی کی جھڑی سہی

کوئی نہ کوئی سلسلہ جنبان جنون مین ہو / زنجیر پاؤن مین جو نہین ہتکڑی سہی

کہتا ہے کون اونکی رکاوٹ نے جان لی / سینہ مین آکے سانس ہماری اڑی سہی

لازم ہے دستگیر ہے دیوانہ اے جنون / احباب تو گھڑی مین نہین ہتکڑی سہی

مجنون ہمارے سایہ مین گھبرا کے چھپ گیا / دم بھر جو دو ہو پشت جنونکی کڑی سہی

کہتی ہے شمع رو کی جو کرتی ہے مجکو یاد / مین بزم یار مین تو ہون آکے کھڑی سہی

باتین ہے کیجیے جو اوٹھتے نہین نقاب / مہتاب چھوڑتی جو نہین پھلجھڑی سہی

بخت سیہ سے میرے نہ بحث اے شب فراق / چل قصہ مختصر ہوا تو ہی بڑی سہی

لذت اوٹھا چکے تھے لطافت جو وصل کی

ہجر صنم میں جب کہ مصیبت پڑی سہی

اٹھائے صدمے جفا کشی سے
اکتایا دل کا لگانا دل لگی ہے

دانا بنتا ہے جب کہ ناوان
چٹکی بھی دانت پیستی ہے

غفلت ہی شباب میں یہ کہتی
سو رہیئے رات ابھی پڑی ہے

دولت پہ نہ شمع ہو تو مغرور
ہرنی پھرتی یہ چاندنی ہے

عاشق ہوئے خواب میں ہمیں پھر
سوتے میں آنکھ لگ گئی ہے

کیا کہیے ہائے ہم کس سے کہیے
بگڑا ہے یار آپ ہی سے

پروانہ ہو جلا کے گیا ہے
شمع محفل سستی ہوئی ہے

شاخ گل تر خزان میں کی خشک
بلبل سے نئی جلی کٹی ہے

دف اف تپ عشق پھنکتا ہوں
دل میں اک آگ سی لگی ہے

مر کے بنے ترے خریدار
پیمانہ کے بدلے جان دی ہے

جو دل نے کہا وہ کر دکھایا
کیونکر نہ ہو بات کا دھنی ہے

الفت ترے ابرو کی قاتل
تلوار ہی گلے پڑی ہے

ہم عشق میں جان کو ہیں روتے
اے دل تجھے اپنی ہی پڑی ہے

پچھلے سے تو جائیے شب وصل
نوبت کب صبح کی بجی ہے

در پر سے تجھے دکھا کر وہ بولے
دل جسکا لیا تھا تو وہی ہے

راحت سے کھلائیگا نہ غم بھی
یہ پیر فلک بڑا دنی ہے

دنیا کو نہ چاہو اے لطافت
کس کی یہ پیرزن ہوئی ہے

لیا اوس مصحف عارض کا بوسہ پر گیسو نے
خدا کی شان کافر بھی لگی قرآن چھونے

جگہ پائی ہمارے دامن مژگان پہ آنسو نے
کیا آرام گھوڑی میں آکر طفل بدخو نے

کیا خال سیہ پیدا تمہارے طاق ابرو نے ۔ غضب کی جا ہے پائی ہے جگہ کعبہ مین ہندو نے

مری فریاد اپنے گھر مین سنکر وہ کہتے ہین ۔ ارے کمبخت کیا کوسون تجھے رسوا کیا تو نے

بنا کر بال نہنے موتیونکی کا نمن جہاڑے ۔ نیا منتر آج برسایا تمہارے ابر گیسو نے

تمہاری زلف مشکین کی ذرا خوشبو جو پائی ہے ۔ کلیجے سے لگایا ہے ہر اک نافہ کو آہو نے

گلستان مین جہان آیا ہمین گلزار جنت کا ۔ دلایا یاد کوچہ یار کا قمری کی کوکو نے

نہ ایسا حال تھا گو بیقراری بھی تھی الجھن تھی ۔ ہماری جان لی فرقت مین تپ دجگر تو نے

نہین ہے چشم مست یار مین سرمہ کا دنبالہ ۔ تماشا ہے نئی یہ شاخ پیدا کی ہے آہو نے

گلستان مین جو دیکھی قامت جانا نسے نسبت ۔ قد اپنا تن کر دیکھا نہر مین سرو لب جو نے

برہنہ ہو کے خلوت مین جو بال الجھے ہوئے پائی ۔ نہ ہاتھ اوسکی شانہ آئینہ دکھلایا زانو نے

دوپٹے مین لگائی اپنی اطلس کی جو گوٹ اونسے ۔ دکھایا لطف موج آب سے میرے دلکو اُتّو نے

دکھا کر ذرہ افشانی کیا قتل اپنے عاشق کو ۔ نئے جوہر نکالے آبگی شمشیر ابرو نے

قرین ابرو کے اوس ماتھے پہ ہے سیندور کا ٹیکا ۔ عجب ہے سانپ کے مانند من اوگلا ہے بچھو نے

چمن لبریز مثل نہر جب رو کر کیئے مینے ۔ دکھایا صاف فوارے کا عالم شاخ شبو نے

خدارا کر بلا پیچل کہین جلد ہی لطافت کو ۔ دکھائی بہی تو لاکی ای بخت رسا تو نے

رواں جو حلق پہ اوسکی حسام ہوجائے ۔ تمام عمر کا قصہ تمام ہوجائے

تمہارا حسن جو مشہور عام ہوجائے ۔ تو آکے چاہ سے یوسف غلام ہوجائے

نہان یہ چہرہ روشن تمام ہوجائے ۔ جو زلف کھولیئے دنکو تو شام ہوجائے

عدم کا قصد ہے تربت مین جھک کے آئی ہین ۔ یہین پہ آج کی شب اک مقام ہوجائے

دل آئی یار پہ تو آنکھ مین بھر آئین اشک ۔ چھلکے جو شیشہ تو لبریز جام ہوجائے

نئی ہی سیر کہ لخت جگر ہین مژگان پر ۔ نہ کیونکر آنسوؤں کا ازدحام ہوجائے

بلکہ منعم ہاتھ پھیلانے سے ہے یہ فائدہ
بیشتر آتی ندامت ہی کف سائل میں ہے

ہجر میں دل سی سدھاری صبر آرام و قرار
قافلہ تو چل بسا ہو کا مکان منزل میں ہے

ابرو و مژگان قاتل کا مجھی یکسان ہے عشق
گر جگہ اسکی جگر میں ہے تو اسکی دلمیں ہے

پردہ غفلت کا اگر دل سی اوٹھی تو دیکھ لے
جسکا تو مجنون ہے وہ لیلی اسی محمل میں ہے

پوچھتے ہو تم کہین کیا خاک حالت دل کی ہم
حسرت مردہ گڑی اپنی کدورت دلمیں ہے

شاد و خرم دل جوانی مین ہین پیری مین اداس
شکل بستی دلکو ویرانہ ہر اک منزل مین ہے

کیا ہماری خون کی قطری نی دکھلائی بہار
تازہ کونپل نکلی شاخ خنجر قاتل مین ہے

قاصد ونکا پوچھتا ہی اس تپی سی میرا نام
چشم مین اشک آہ لب پر بیقراری دلمین ہے

آنکھ سی جو دیکھی سچ ہی کان سی جو سنی جھوٹ
فرق ایدل چار انگل کا حق و باطل مین ہے

ہجر مین کس کس جگہ کا درد ای ہمدم کہون
آنکھ مین سینہ مین پہلو مین جگر مین دل مین ہے

قتل پر عشاق کی بیڑا اوٹھایا ہی ضرور
پان کی سرخی زبان خنجر قاتل مین ہے

ہو چکا جب دفن مین نالان تو بولی سب رفیق
قافلہ تو راہ مین ہی او جرس منزل مین ہی

جب اوٹھا مجنو نکالا اشا عشق نی دی صدا
قیس ہے تابوت مین لیلی اگر محمل مین ہے

جسکو کہتی ہین زمین ذرہ ہی یہ اوسکا غبار
آسمانکی ہمت سے جو کچھ کدورت دلمین ہے

موج مین کہتی ہین سر مجنونکو دکھلا کر حباب
بی ثباتی مثل لیلی دیکھ اس محمل مین ہے

دیکھ لی صحبت غنی کی ہی سدا کہتی حباب
سب خس و خاشاک دریا دامن ساحل مین ہے

سر اوٹھا کر آسمانکو دیکھتا ہی کیون حباب
آبلہ ایسا ہی اک بالکل ہماری دلمین ہے

اسطرح کی دوستی ہی ای لطافت آج کل
ہی تو ظاہر مین صفائی پر کدورت دلمین ہے

بچھڑا یارانونکی صحبت حسرت اونکا دل مین ہے
غم زدونکا قافلہ وجڑی ہوئی منزل مین ہے

جی ٹھہری کسطرح شوق ذبح میرے دلمین ہے
شیر دایہ کی حلاوت خنجر قاتل مین ہے

حلق تک آنہی طاقت آئی میرے دل میں ہے
ہاتھ پاؤں مارنیکی جو جو بسمل میں ہے
رنج بھی ہے باعث تسکین سر وابستہ کو
سایۂ ابروس محبوب کا اسوجہسے غائب ہوا
جب نظر کی ہمنے پیشانی پہ دل دو ہو گیا
غمزۂ شیطان نے نکالا ہے جو کوئے یار سے
دل رخ و گیسو کی الفت میں مسافر بنگیا
ذبح ہو کر ظلم پر قبضہ کیا مانع ہوں میں
جمع ہیں لخت دل سہم خوردہ قفر گاہ شیر ہے
حضرت موسیٰ کہاں ہیں آکی جلوہ دیکھلیں
خون بسمل کی یہ چھینٹیں رنگ لائیں بعد ذبح
لاشیں پروانونکی شمعونکو کہیں کٹتی ہیں سر
بے طلب قاتل کی ہے اللہ اکبر شوق ذبح
حلق تک آئی ہی آفت کیا پھڑک سے پاؤں کی
انتہا کی ہے صفائی ہے طلائی و نگار رنگ
ناتوانی نازکی نے قہر برپا کر دیا
حلق کا دہان بنا ہے تا نہ عاشق دم چرائے
حق سے پھر کر سرنوشت اپنی غلط سمجھا ہے تو
جسم میں نمازت گردن ہے ترا نقش خبیث
لوٹ جاتا ہے یہ مٹی کی پری بھی دیکھکر
شکل ہے مبہم دہان یار کی ایما سے ہے یہ

شیر دایہ کی حلاوت خنجر قاتل میں ہے
شیر دایہ کی حلاوت خنجر قاتل میں ہے
صرۂ خاک شفا ہے یاکہ ورثہ دل میں ہے
بٹ گیا مثل تبرک جو رہے عقبیٰ دل میں ہے
کیا رخاف قطع بیت ابروئے قاتل میں ہے
آدمی ہوں مثل گندم چاک میرے دل میں ہے
صبح اس منزل میں ہے تو شام دوسری منزل میں ہے
ہاتھ کی ہڈی کا دستہ خنجر قاتل میں ہے
دیکھنا کیسی طراوت سبزۂ ساحل میں ہے
طور پر جو تھا وہ نور اوسکی جبین کے تل میں ہے
مثل تمغا دستہ کے دستہ خنجر قاتل میں ہے
جائیں کیا سامان مقتل کا ہر اک محفل میں ہے
نعرۂ تکبیر ہر اک نعرۂ بسمل میں ہے
آگ کی تاثیر آب خنجر قاتل میں ہے
کیا فقط آب گہر اکسیر آب و گل میں ہے
دم نہ سمجھیں یہ قوت بازوے قاتل میں ہے
مستعد بہرے کو دستہ خنجر قاتل میں ہے
ای برہمن کفر قشقہ کی خط باطل میں ہے
ای مسافر خوئی زود منزلی سب منزل میں ہے
کیا بری عادت مچل جانیکی طفل دل میں ہے
یعنی جو عاشق ہوا اسکا بری مشکل میں ہے

حلقہ حلقہ شکل پروانے ہیں صدقے شمع پر
شکل فانوس خیالی گرد ہر اک محفل میں ہے

خیر کرنے سے ہی حاصل سیر جنت منعمو
قفل باب خلد کی کنجی کف سائل میں ہے

قیس کو مجنون جو سمجھے ہیں وہ خود مجنون ہیں
قدر اسکی ہے اوسیکو عشق جسکے دل میں ہے

ہمکو الفت اونکو نفرت کس سے جاکر پوچھیے
دل کسیکا ڈالتا کوئی کسیکے دل میں ہے

دل تہ و بالا کیے شانہ نے گیسوئے زلف میں
قافلے پر انکو ڈاکا پڑا منزل میں ہے

ذبح ہو کر میں تڑپا مر گیا اس دھیان سے
سب کہیں کیا خوب قوت بازوئے قاتل میں ہے

ملکے دو دل شیشۂ ساعت بنے تو بہتر تھے
اک کدورت ہے کبھی اس دل کبھی اوس دل میں ہے

جوہر ونکا ہم تماشا دیکھتے ہیں وقت ذبح
کشتیونکا جھرمٹ آب خنجر قاتل میں ہے

پڑی غفلت کے اوٹھی تو ای لطافت سمجھے ہم
ڈھونڈھتی تھی جسکو مدت سے وہ اپنے دل میں ہے

گزشتہ مدتوں سے یہ پیر آسمان ہے
بنا پیرے سے ہوگئی کیا تقصیر آسمان ہے

منظور ہجر کی شب تغیر آسمان ہے
دو دو جگر ہمارا ز نخچیر آسمان ہے

اوس غیرت قمر کو ہے شوق چاندنی کا
چمکی ہوئی مگر اب تقدیر آسمان ہے

جسم ہلال پر خم اور کہکشاں کو دیکھا
دیوانے سمجھے طوق و زنجیر آسمان ہے

وہ ترک دیکھکر یہ کہتا ہے ماہ نو کو
کس کام کی ہے ناقص شمشیر آسمان ہے

فرقت میں پھونک دیگی اک آہ آتشیں سے
سوجھی یہ ہمنے جلکر تدبیر آسمان ہے

فصل بہار میں جب ابر تنک کو دیکھا
مینہ وار سمجھے دام تزویر آسمان ہے

فیروزی گنبد کا اوسکے ہے وصف لکھا
کھینچی زمین شعر میں تصویر آسمان ہے

کوچہ میں اوسکے مرکے پائی زمیں نہ ہمنے
قسمت کی یہ خطا ہے تقصیر آسمان ہے

ہے قرب ماہ تابان کب ذو ذنب ستارہ
ثابت ہوا کہ شمع و گلگیر آسمان ہے

قطعہ

اونکے فراق میں ہے کیا جوشش باران
ہر بوند اپنے دل پر اک تیر آسمان ہے

کرتی ہی ذبح ہر دم شمشیر برق ہمکو
آواز رعد گویا تکبیر آسمان ہے

دیکھا جو کہکشان کو وہ نوجوان یہ بولا
شاید عصا یہ تیرا ای پیر آسمان ہے

فرقت کی شب جو ٹوٹا تارا کوئی تو سمجھے
ہم ہین نشانہ اسکی یہ تیر آسمان ہے

کہتے ہین دیکھکر وہ سوئی فلک لطافت
ہمسا جوان کوئی ای پیر آسمان ہے

آفت کی پیچ یار بلا کا بہانہ ہے
ڈستے ہین مار زلف قضا کا بہانہ ہے

کوچہ مین اوسکی ہم عمداً جا کی گر پڑے
مطلب ہے اور لغزش پا کا بہانہ ہے

مہندی لگا کی دیکھ رہی ہین وہ اپنی ہاتھ
تعریف کر رہے ہین دعا کا بہانہ ہے

سہرے لیے ہین وہ کف افسوس مل رہے
بدنامیونکے ڈر سے حنا کا بہانہ ہے

منظور ہے کہ بندونکی آسان ہون مشکلین
کافی ترے کرم کو دعا کا بہانہ ہے

بند ہوا ہی خون ناحق عاشق نہ اونکی ہاتھ
ابائی شر انجل ہین حنا کا بہانہ ہے

دینا شفا مریض کو اللہ کا ہے کام
ظاہر مین اسی طبیب دوا کا بہانہ ہے

ہے خلق کی دکھانیکو زاہد تری نماز
بیفائدہ رضائے خدا کا بہانہ ہے

منظور ہے کہ کھائین سگ یار ہڈیان
ظاہر مین انتظار ہما کا بہانہ ہے

بولا وہ بدگمان مری مرنیکا سنکے حال
اک یہ بھی ترک عشق و وفا کا بہانہ ہے

توبہ جو توڑنی ہو چلو رند میکدے
حیلہ بہار کا ہے گھٹا کا بہانہ ہے

منظور یار کو نہین آنا ہمارے گھر
بارش کا عذر ہے تو گھٹا کا بہانہ ہے

ہے بوسۂ رقیب کا اوس ہاتھ پر نشان
شوخی تو دیکھو زد و حنا کا بہانہ ہے

منظور ہی کہ ہو مرے شمع مزار گل
ظاہر مین آسمان کو ہوا کا بہانہ ہے

نظرین ہین نیچی وہ شرمائی جاتی ہین
آتا ہے یاد وصل حیا کا بہانہ ہے

سمجھے ہین کم سنی سی گیا ہی جو مجھکو دیکھ
پھیرے ہوئے ہین منھ کو حیا کا بہانہ ہے

ہے نیند مین وہ یار لطافت ایک لقا
گرد ید حسن کی کہ ہوا کا بہانہ ہے

غزل ذوقافیتین

دل جو ہی خوف زدہ پیچ و خم کاکل سے
باغ مین ہٹ کے ہون چلتا چمن سنبل سے

گرم تقریر اگر صحن چمن مین ہو وہ گل
نکلے آواز نہ ڈر کر دہن بلبل سے

ہمسری کی تری خوشبو سے جو چمن مین گل نے
باندھ لین حسن نے مشکین رسن کاکل سے

باغ مین وصف جو کرتی ہی کبھی وس گل کا
پھول جھڑتے ہین ہزارون دہن بلبل

غنچہ چٹکے نہ کوئی باغ مین وہ آئی ہین
کہد و نالہ بھی نہ نکلے دہن بلبل سے

زلف جانا کی جو سودے مین چلا جانب دشت
بندھ گیا پاؤن چمن مین رسن سنبل سے

گر پڑا چاہ زنخدان مین اگر دل میرا
کیون پریشان ہو نکالو رسن کاکل سے

پھل بسا جوش جوانی کی سی عادت رہگئی
شیشہ سے ہو گیا خالی پہ نکہت رہگئی

مرتبہ دیکھو سخاوت کا حکایت رہگئی
قبر مین گڑ کر رہا حاتم نہ ہمت رہگئی

معرکہ مین خنجر قاتل سے عزت رہگئی
خون کی چادر بدن پہ ہے سکے خلعت رہگئی

پھول مرجھائے خزان سے دلمین حسرت رہگئی
عندلیبونمین گلستان کی حکایت رہگئی

شب کو زاہد رو دیے ہاتھون مین رندونکی طرح
ہوشیارونکو بھی یہی تھوڑی سی غفلت رہگئی

وصل مین بھی گرم گرم آہین مری باقی رہین
آتش فرقت بجھی لیکن حرارت رہگئی

جب بہار آئی ہوئے زاہد بھی مستون مین شریک
طاق پر تسبیح دلمین سب نصیحت رہگئی

یاد عصیان کی خجل کر کر ڈبویا تھا مجھے
آبرو اے چشم تر تیری بدولت رہگئی

روشنی پروانے کو بلبل کو رنگ گل پسند
اب جہان مین اپنے مطلب کی محبت رہگئی

لکھا تقدیر غالب آگئی تدبیر پر
مر گئے یونانیون کی ساری حکمت رہگئی

چاندنی چھٹکی جو اونکی نور جسمی باغ مین
سنبل پیچان مین چھپکر شب کی ظلمت رہ گئی

نسطسے اونکی حسن عارض کا لفافہ کھل گیا
پڑھ لیا مضمون تو عرضی کی حقیقت رہ گئی

گی تھی بیعت یار کی دست حنائی سی کبھی
پنجۂ مرجان مین اک ہلکی سی نکہت رہ گئی

منھ نہ زاہد کو لگایا بات رندونکی رہی
حشر تک اے دختر رز تیری حرمت رہ گئی

تیشہ بھر کوہکن کی آج تک ہے یہ صدا
مر گیا فرہاد شیرین کی حقیقت رہ گئی

اور سب رسل یعنی توحید نبی کی مثل تھے
باقی اک پیغمبری مہر نبوت رہ گئی

ملک ہستی سے عدم کو چل دیے سب یار
دم مین پہونچا یا تھے بھر کی کل مسافت رہ گئی

حضرت آدم سے عیسیٰ تک سبا مہمان پھرتے
آ گئی ختم المرسلین کے گھر نبوت رہ گئی

العطف خالی جلانا بھی نہین معشوق کا
ابنگئی موسے کلیم اللہ جو لکنت رہ گئی

اوس لب نازک پہ سب تیے ہین مستی کی دھڑ
تیرہ بختون کو لیے بوسے تو رنگت رہ گئی

اکیا بہار خانہ باغ یار پر عاشق ہوے
چاندنی کے پھول شکر صبح دولت رہ گئی

ای لطافت قبر مین سب پھینک کر آئی ہو ہے
حب آل مصطفےٰ بہر حمایت رہ گئی

سبزہ ہے اوسکی رخ پہ کہ گلشن مین پھانس ہے
ہر رونگٹا مری دل نازک کو پھانس ہے

لیتی جو ٹھنڈی گلستان مین سانس ہے
بلبل کی انگلیون مین رگ گل کی پھانس ہے

ناخن جسے سمجھتے ہین صیاد و باغبان
بلبل کی اونگلیون مین رگ گل کی پھانس ہے

کیا جاسکے بہار مین گلزار سے کہین
بلبل کی اونگلیون مین رگ گل کی پھانس ہے

صیاد تجھے مجال نہین اسکا اب شکار
بلبل کی اونگلیون مین رگ گل کی پھانس ہے

کیونکر نہ دم بھر دن رخ رنگین یار کا
غنچہ دہن ہی نکہت گل اوسکی سانس ہے

اوڑتا ہے مثل کاغذ بادی تن نحیف
لیتا ضعیف و زار ترا جبکہ سانس ہے

یون پوچھتا ہے اپنے مریضونکو وہ مسیح
کس کسکی دم نکل گئی کس کس مین سانس ہے

یارب گذر گئی پہر کی کیونکر تمام رات
اوکھڑی ہوتی تو شام سے ہی میرے پاس ہے

وہ ترک قتل کر کے نہ بسمل سے منہہ پھرا
آب دم حسام پلا دے کہ سانس ہے

ہوں ہی ہے نازنین پہ نزاکت کا خاتمہ
چبھتی جبین صاف مین افشانکی پھانس ہے

عشق شرہ ہی کیا اسی پہلو قرار ہو
کانٹا چبھا ہی دلمین کلیجہ مین پھانس ہے

موج نسیم صبح کو گلزار مین نہین
ہر عندلیب زار کی یہ ٹھنڈی سانس ہے

چاہ ذقن پہ اوسکے ہی سبزہ قریب رخ
دیکھو اوگی کنوئین پہ گلستانکی گھانس ہے

وہ عشق پنجتن کا لطافت بھرا لگا ہین
جبتک نہ فلک کے مرے سینہ مین سانس ہے

ہم آہین کرتی ہین اسردی مہوشان کی لیے
یہی ہین تیر مناسب اس کمان کی لیے

جہانمین خلق ہوئے کوچہ بتان کی لیے
وہین پہنچ گئے آئے تھی ہم جہانکی لیے

خوشی کی بعد ہی اندوہ باغبانکی لیے
بہار آتی ہے گلزار مین خزان کی لیے

نشانہ گر ہی بنانا عدو کو جھک کے چل
خمیدگی سے عجب زور ہے کمانکی لیے

حمد اللہ چکا چاک کی ہو مقتل مین
عجیب نطق ملا تیغ کی زبانکی لیے

سمجھ کے چال کا پامال قبر عاشق پہ
بنایا نقش قدم یار نی نشانکی لیے

پری وشون نی جو سمجھا ہے اپنا دیوانہ
تو جان مانگتی ہین مجھسے امتحان کی لیے

جہانمین کیون نہ سرہے بات تیرے گھائل کی
زبان تیغ ملی زخم کے دہان کی لیے

وہ سو گئی شب وصلت تو چونک کے پوچھا
نقاب اوٹھائی تو بوسی کہان کہانکی لیے

صدا ہے کشتی سائل کی ہین رن مجمع خیر
روان ہون خود نہین احسان بادبانکی لیے

عدو بھی فیض رسان ہین خدا جو کہی بات
نفر ہی ہین صحبت رندانمین ہر زبانکی لیے

خدا کا فضل ہے عاشق تو بنا ہی واعظ
حسین یہانکی لیے حور عین وہانکی لیے

یہ حال ہے سر کشتہ کا ابتوای شہ حسن
ہما کبھی لاش پہ صدقی ہے استخوانکی لیے

گلونکا عشق گرپن سے تھا مری دلمین
سبق پڑھا تھا گلستانکا بوستانکے لیے

جو پایا ہمنے چلن اوسکے قدِ موزون کا
چمن مین جھکتے قدم سروِ بوستانکے لیے

سبیل ہمنے رکھی آبلون کی صحرا مین
ہر ایک کانٹے کی سوکھی ہوئی زبانکے لیے

قدِ خمیدہ کو پیری مین لیکے جاؤن کہان
ہوا ہون گوشہ نشین مین تو اس کمانکے لیے

نہ نیند آئے کسی شب اگر مری گل کو
چمن سے اوڑ کے ہزار آئے داستانکے لیے

جو بوسہ لبِ جان بخش سے ہین مست مدام
پئین نہ آبِ بقا عمرِ جاودانکے لیے

اثر جنونکا دکھایا بہار سے نے بلبل
کہ تنکے لگے پہلے ہی جو آئی آشیانکے لیے

نہین ہے کام لطافت کو عیب بینونسے
کہے ہین شعر یہ دو چار قدر دانکے لیے

جگر کا غم کرین یا نوبت آئی دلکی ماتم کی
بہرا انبوہ اسکا رونا ہے کہ فرصت ہی کوئی دم کی

سدھاری وانت سب گویا ہین تصویرِ غم کی
یہ محفل تھی عزیزی ہائے کیا پیری نے برہم کی

لگا دیتا ہون لڑیان تار اشکاتِ چشمِ پرنم کی
علم مین آہ کی حاجت اگر ہوتی ہے پرچم کی

نکلیون عادت ہوئی ہے غمزدہ وحشی کو ماتم کی
جنونکی سلسلہ جنبان ہین زنجیرین محرم کی

نہی تیاریان کین خرچ نے آمد جو تھی غم کی
سفیدی ہی بچھیری بیت الحزن مین صبحِ ماتم کی

رجاؤ خوف کی جھگڑے نے دیوانی چھٹی کیسے
خبر ہی آج تک انکو نہین جنت جہنم کی

نکلیونکر گندمی رنگونسے دل امانوس ہو میرا
جنانسے مجھہ تلک پہونچی ہے یہ میراث آدم کی

کیا جب انجمن مین خندۂ دندان نما اوسنے
تڑپ کر بیقرارون نے کہا بجلی کدھر چمکی

سدا حلقہ بگوشِ انگشترِ دستِ سلیمان تھی
نظر آئی تھی کیا مہرِ نبوت سے خاتم کی

سدا اسبابِ دنیا مرتبہ کو پست کرتی ہین
حکایت یاد ہے مجھہ سوزنِ عیسی بن مریم کی

نبی کے جسمِ نورانی کا سایہ کسطرح ہوتا
خدا نے بخشش امت کو تھی رحمت مجسم کی

ارے غافل طمع دوڑا رہی ہے مال کی جانب
شکار آیا ہے حاجت ہے سگِ نفسِ معلم کی

محمد ہی ہوئے ختم رسالت اول و آخر
خبر دو میم دیتی ہین موخر او مقدم کی

بگڑکر وہ پیام وصل پر دیتے تو فرمایا
بہت کچھ حال دل پوچھا کیا خاطر نہ کی ہم کی

ارے غافل ہوا جلد کر تریاق توبہ سے
گنہ وہ ہین نہ رکھے پیدا کرینگے خاصیت سم کی

نہ سمجھین آپ جوہر پھر رہا آنسو بھر آئے ہین
نہین آئینہ ہے تصویر ہے میری چشم پر نم کی

سیہ پوش اسلیئے ہین سوگ مین ہین مردم دیدہ
صف مژگان نہین یہ صف بچھی تخت لگی ماتم کی

لحد پر چشم نرگس کی اشرفی بوٹی کی ہے چادر
اشارہ ہے کہ الفت لیگئی دینار و درہم کی

وہ عاصی ہین کہ روز حشر اپنی ہی طلب سمجھا
صدا جب کان مین آئی ہل من مزید آئی جہنم کی

ارے غافل گنہ کی کثرت اور پھر خواہش جنت
ہوئی اک تیرگی دل پر یہ کیا کیفیت آدم کی

غش آیا حضرت موسیٰ کو شاہد لن ترانی ہے
علی کی روشنی تھی برق بنکر طور پر چمکی

محبت سے کہا جب یا علی مشکل ہوئی آسان
عجب تاثیر ہے نام خدا اس اسم اعظم کی

دہن کے پاس وہ کا سبزہ خط زہر قاتل ہے
اثر آب بقا کا دیکھنا بوٹی اوگی سم کی

شب معراج کہتے تھے ملک دیکھا جو احمد کو
یہی تو نور تھا محبوب پیشانی مین آدم کی

علی نے پاؤن رکھا جگہ کعبہ مین بت توڑے
گواہی دیتی ہے مہر نبوت میرے خاتم کی

مرے عصیان کو دیکھ کر وقت چلیے غفار کے آگے
کہو مالک سنبھل جائے عنان کھینچے جہنم کی

مرا دل دیکھکر وہ پوچھتے ہین اپنے کوچہ مین
یہ بستی مختصر کسنے بسائی رنج کی غم کی

گذر اپنا ہوا اوس کوچہ مین سب اغیار جلتے ہین
جنان مین بیٹھکر ہم سیر کرتے ہین جہنم کی

چمن مین گر وہ رخ دیکھین تو ایسے تھور تھوڑے ہون
گلونکے ڈوب مرنے کو تری کافی ہو شبنم کی

وہ آئینہ مین خود اپنے دہنکے بوسے لیتے ہین
عجائب ہے معما کیفیت ہے میم مدغم کی

مرے آغوش مین وہ سبزہ رنگ آیا ہوئی عزت
زمرد کی نگینہ نے بڑھادی زیب خاتم کی

ہوئی ہین روتے روتے زخم آنکھین رنج پیری سے
لگاؤن کیون نہ مین عینک ہے شیشے مین تاثیر مرہم کی

زبان کرتی ہے مومن آدمی کو اور کبھی کافر
یہی کنجی ہے قفل باب فردوس و جہنم کی

کسی دن پان کھا کر پھینک دیجے آپ گال اپنا
سنا ہی زخم گل کو باغ مین حاجت ہے مرہم کی

اشارہ صف مژگان کا ہر اک لطافت ہے
ہر اک محفل فلک نے یونہین ہم اور برہم کی

ابھی شوخی تم نے زمین مرا خونریز کرتا ہے
کہ مہندی مین لہو عشاق کا آمیز کرتا ہے

الٰہی خیر کسکو قتل وہ خونریز کرتا ہے
طپنچہ بھر کے اپنا آج خنجر تیز کرتا ہے

شفا ہو کسطرح فرقت مین مجھ بیمار ہجران کو
مسیحا تو مریض عشق سے پرہیز کرتا ہے

کبھی روشن اگر میری لحد پر شمع ہوتی ہے
حسد سے آسمان جل کر ہوا کو تیز کرتا ہے

جنون اقرار نامہ مجھسے لیتا ہی جو وحشت کا
گریبان تیرے ریزے کر کے دست آویز کرتا ہے

بہایا خون عاشق کا گلے ملنے کو دھوکے سے
مری قاتل کا خنجر خوب وقت پے تیز کرتا ہے

عجب ہوتا ہے عالم آمد فصل بہاری مین
زبان سوسن کی کھلجاتی ہے بلبل ریز کرتا ہے

چمن مین بلبل نالان جو ٹھنڈی سانس بھرتی ہے
صبا کا جھونکا آکر آتش گل تیز کرتا ہے

کہانتک مست بھر آتا ہے پانی منھ مین زاہد کے
لگے گانو سے ساقی جام جب لبریز کرتا ہے

ہوا ثابت مجھے دیکھی جو گردش چشم قاتل کی
یہی سنگ فسان تیغ نگہ کو تیز کرتا ہے

لطافت پوچھتی ہین پاسبان سے اپنے وہ شب کو
مری کوچہ مین نالی کون درد آمیز کرتا ہے

ساتھ موسی کی تلاش رخ روشن مین رہے
ہم ترے کوچہ مین وہ وادی ایمن مین رہے

رنگ پان ملتے جہان یار کی چتون مین رہے
مست ہم عشق مین مغرور وہ جوبن مین رہے

قہقہے چہچہے احباب کے ساون مین رہے
کبھی میخانہ مین جا کر کبھی گلشن مین رہے

مستی عمر تو نے لگا کر جو وہ گلشن مین رہے
شرم سے چپ نہ او ہونٹ گل سوسن مین رہے

صبح تک وصل کی شب جشن یہ گلشن مین رہے
رات بھر ہاتھ مری یار کی گردن مین رہے

غیر کے دست سیہ فام الٰہی شل ہون
رات بھر ہاتھ مرے یار کی گردن مین رہے

ہوشیار ویسی بھی تھی ہی یہ تاکید جنون
آستین چاک گریبان چکن مین رہے

ہی یہ ستار کی مژگانکی بنانے سے غرض
کہ حیا چاہتی ہر آنکھ کو چلمن مین رہے

عاشق زار جو پہونچے تری دیوار کی پاس
تو نگہ بنکی نہان دیدۂ روزن مین رہے

میکدہ مین وہ صراحی سا گلا یاد آیا
دیر تک ہاتھ مرے شیشہ کی گردن مین رہے

ڈوبنے کے لیے دریا جو گیا مین وحشی
طوق گرداب کے وان بھی مری گردن مین رہے

دل جلی جو کہ ہین عاشق اونھین کیا گھر سی غرض
کسنے دیکھا ہی کہ پروانہ نشیمن مین رہے

قول دانتون مین زبانکا ہی سدا نرمی کر
یون بلا لاتا ہر محفل دشمن مین رہے

ہم وہ دیوانی ہین راحت سے ہوئی عمر بسر
نکلے گہوارے سے تو دشت کی دامن مین رہے

جب سے جانے لگے زخم جگر بولی آنکھ
تار اسکو نگہ مری دیدۂ سوزن مین رہے

وار تھی سینے مین دکھا گئے پیراہن یار
بنکے ہم تار نگہ دیدۂ سوزن مین رہے

جوش وحشت مین ہے سوکھ کی کانٹا جب ہم
اونجھے ایسے کہ سدا دشت کی دامن مین رہے

ڈھونڈھنے جاتی تھے کعبہ کسی ہرجائی کو
پہلی منزل جو ہوئی دیر برہمن مین رہے

مست سے سو لیسی حسینون نے ہی سختی جھیلی
مدتون سنگ ہر اک طفل کی دامن مین رہے

تیغ قاتل مین ہے مر خونکی قطری ہین جمے
پھول ہمشکل تھے تلوار کی دامن مین رہے

دوست بندہ کا خدا ہو تو نہال ہوسئے
چین سے دل کی طرح پہلوی دشمن مین رہے

بجلیان بالیون مین آپ پہنئیے تو ہو لطف
اک تماشا ہو نیا برق جو خرمن مین رہے

ہمہ ہو نور نظر سے ہین سوا طفل اشک
جب تو آنکھونسی نکل کر مری دامن مین رہے

محفل شعر مین ہے شاعر خاموش عبث
نفع کیا بلبل تصویر جو گلشن مین رہے

عیب چھپ جاتی ہین لطافت کی سب اے وحشت
بعد مرنے کے نہان کر تری دامن مین رہے

جو بنوائی عمارت وہ بنے پیر پتھر کی
گرین سب برہمن سجدے بہ پھری تقدیر پتھر کی

جو میری قبر پر خالی وہ آئے بیوفائی سے
گری پھولونکی گٹھری خود بخود کھلکر کلائی سے

فقیر و نسی طمع باز آؤ ایسی بیحیائی سے
گدائی تاجدار و بہتر ایسی بادشائی سے

گھر کہتے ہین چھوڑا ہمکو کیسی بیوفائی سے
پڑے ناسور دلمین ہجر کی ناآشنائی سے

نہین خال سیاہ وس مہ کے گورے گورے گالونپر
گرا ہی سرمہ بخود حسن پر ہو کر سلائی سے

یہ دشمن وہ ستے سے ہی قول اثبت ور دیئے آئینہ
کدورت ہے کدورت صفائی ہی صفائی سے

تمہارا رنگ کندن سا جو وقت غسل دیکھیگا
کریگی بحث موج آب زنجیر طلائی سے

بنے نعلین مجنون آبلے مل ملکے تلوونکے
ہوا کیا پاؤنکو آرام اس آرام پائی سے

وہ تیرہ بخت لاغر ہون جو خوش چشمونپہ مرجاؤن
گڑین سب دفن سرمہ مین بعد کھودین سلائی سے

تعجب کیا جو انکی دیکھنے والے ہین نابینا
ہوئے ہین اندھے آئینے بھی جوت آشنائی سے

ترے بت سے کسیکا کام بھی ای برہمن نکلا
یقین اسکا نہو تو پوچھ لے ساری خدائی سے

پڑا ہی میرا مردہ اوس گلی مین جان آئیگی
لگا دینگے اگر ٹھوکر بھی وہ بے اعتنائی سے

سکندر دیکھ لین آب بقا مین لال مچھلی ہے
وہ مسی مل رہی ہین لب پہ انگشت حنائی سے

تماشا دیکھنا شاگرد و استاد آج بیٹھین گے
کریگا ہمسری سرمہ کا دنبالہ سلائی سے

منافق آتش رشک و حسد سے جلتے تھے کیا کیا
لطافت احمد مختار کی معجز نمائی سے

عشق مین سستی نہی ہے دل جو میرے پاس ہے
بھیڑ ارمانونکی رہتی ہی ہجوم یاس ہے

قبر مین اعمال بد لکھتا ہون لکھو پاس ہے
منہ دوات انگشت خامہ ہے کفن قرطاس ہے

دفتر عصیان کراماً کاتبین کے پاس ہے
ہین مرے اعمال بد کیون نہ سیہ قرطاس ہے

کربلا و باغ جان عطر ہی جو عاشق پاس ہے
ملتے کپڑے مین انکی عطر کی بوباس ہے

جب طلب کرتے ہین اپنے گھر مین فرماتے ہین وہ
دور سے ہمکو بلایا اسقدر تو پاس ہے

خط جو عمر نے سودے کا لکھا ہے اوسمین احباب نے
چاک مانند گریبان نامہ یہ قرطاس ہے

اہل جوہر ہو جہان مین خاکساری تو جو سیکھ — دیکھ ای غافل کہ مٹی مین نہان الماس ہے

آبرو گر ہو بخیلون سے نہ رکھ امید فیض — آب گوہر سے کہان بجھتی کسیکی پیاس ہے

ظلم صیاد و نکو لکھتی جاتی ہین گلزار مین — خامہ ہے منقار بلبل برگ گل قرطاس ہے

شمع اٹھتی ہے زبان شعلہ دکھلا کر یہی — خون پروانونکا محفل مین ہونگی پاس ہے

چھیڑ کر میرے دل مردہ کو فرماتے ہین وہ — کون اسکو لے تقاسم وہم ہے وسواس ہے

منتین کرتے ہین جب ہوتا ہے راضی وصل پر — سر قدم پر یار کی رکھنا ہمین تو راس ہے

کہیے گا آپ اگر انکار مرجاؤنگا مین — وصل کی امید پر تو زندگی کی آس ہے

گھر چلا صبح شب وصل و ڈھکی منھ ہوتا ہے وہ — آفتابہ آفتاب اور ماہ کامل طاس ہے

آبرو بھی جان بھی ایمان بھی لیتا ہے یہ — آدمی کے واسطے مہلک مرض افلاس ہے

باغبان اوس گل کی آنکھون سے ملاتا ہے عبث — دیکھ چشم نرگس بیمار پر آماس ہے

ٹکڑے ٹکڑے دل ہوا غصہ کیا جب آپ نے — پیسنا دانت اپنے حق مین سودۂ الماس ہے

ٹھنڈی سانسین جو لی ای بلبل بھری ہین اسقدر — چہرۂ گل پر ہوا سے باغ مین آماس ہے

کیا صفائی کیا چمک دندان جانان مین ہے واہ — منفعل بجلی ہے در یتیم ہے الماس ہے

انقلاب دہر پر لازم ہے ای منعم نظر — دیکھ اولٹا منھ دکھا کر کہربا الماس ہے

دین عبرت سے غافل حال اسکندر کا دیکھ — حرف ہین جتنے ہین جوہر آئینہ قرطاس ہے

خط لکھا کرتا ہے کسکو سمت مغرب آسمان — مہر و مہ کا جو روانہ روز و شب قرطاس ہے

حسن و خوبی دیکھکر کہتے ہین یوسف تجکو غیر — مردمی سے تشبیہ دیتے ہین مجھے وسواس ہے

یہ نظر کسکی لگی جو بھر بھر آئی چشم جام — سیکڑے مین کیون شکم پر شیشہ کے آماس ہے

سینۂ نازک پہ اونکے ہے جو پستانکا ابھار — نازنین ہین ہر نگہ کی چوٹ سے آماس ہے

جب نکیرین آئینگے لطافت آئیگی لحد کا مین
سونگھ لو حب علی کی قلب مین بوباس ہے

رہائی اس سے مشکل یا علی معلوم ہوتی ہے

ہم وہ بلبل ہین اسیری مین وطن بھول گئے
ہائے چھوٹے بھی قفس سے تو چمن بھول گئے

روئے روشن پہ جو اونکی نظر آئین زلفین
برہمن محو ہوئے چاند گہن بھول گئے

سنکے وحشت مری احباب کے یہ ہوش اوڑے
برہنہ دفن کیا مجکو کفن بھول گئے

دیکھکر قامت موزون صنم گلشن مین
کشش رفتار قدی سرو چمن بھول گئے

ہم وہ مجنون ہین کہ مرکر بھی اسیری نہ گئی
کھولنا قبر مین سب بند کفن بھول گئے

ہائے کیا چین سے ہم دلمین جگہ کر دیتے
تیر اپنا نہ کوئی صید فگن بھول گئے

شام کو بزم پہ روشن رخ جانانہ ہوئی
لانا احباب مری شمع لگن بھول گئے

آستان چومنے آئی تھی خطا کیجے معاف
لینے بوسہ رخسار و دہن بھول گئے

ہائے دن میری ولادت کا ہوا روز وفات
بدلے کفنی کے دیا سب نے کفن بھول گئے

محتسب سے کہی کیفیت مستی ساری
باندھنا نشہ مین شیشہ کا دہن بھول گئے

بیخودی نے ہمین برباد کیا الفت مین
دل کہین دیکھئے ہم آوارہ وطن بھول گئے

جب عنادل نے تری عارض و لب دیکھہ لیئے
گل کا رخسار تو غنچہ کا دہن بھول گئے

تجپہ ہم ایک نظر کرتی ہی یہ محو ہوئے
حسن دیکھا جو کمر کا تو دہن بھول گئے

ہین وہ برباد و پریشان کہ نہ پھر کر آئے
صورت نکہت گل ہم جو وطن بھول گئے

لب شیرنگ تمھاری جو کبھی دیکھہ لیے
جوہری لعل تو کیا ملک یمن بھول گئی

آکے دنیا مین عدم کا کبھی آیا نہ خیال
یہ سفر بھی ہے عجب جس مین وطن بھول گئی

آج کیا تھا کدھر آنکلے کہو خیر تو ہے
راہ شاید ادھر ائی مشفق من بھول گئی

وقت حاجت ہے عشق تجھی کی اور نہیں امید
کیا لطافت در سلطان نہیں من بھول گئے

قریب آنکھونکی مینی ای حسین معلوم ہوتی ہے
دہن کی دید کو یہ دور بین معلوم ہوتی ہے

کھنچا خنجر ٹھی وہ آستین معلوم ہوتی ہے
تڑپنے سے مرے چین جبین معلوم ہوتی ہے

جو پائین باغ ہر جنت ہمین معلوم ہوتی ہے
زمین کربلا عرش برین معلوم ہوتی ہے

نہ تک نقشہ تیرا حسن ہین ہی دیکھکر گھٹتا
کسی محبوب کی تابان جبین معلوم ہوتی ہے

لپٹا مجھے وہ آرام جان ہمنفس کر کے پوچھا
کہ خواب درد کی ایذا کہین معلوم ہوتی ہے

شب وصلت ستارونکا جو ہمین عکس پڑتا ہے
پرافشان صاف اوس کی جبین معلوم ہوتی ہے

تمہارے عشق کا دریا ہے ناپید اکنار ایسا
نہ ساحل ہے نہ آمین تہ زمین معلوم ہوتی ہے

بنا ہے آئینہ سنگ در اونکا جبہہ سائی سے
خط تقدیر پڑھ لونگا جبین معلوم ہوتی ہے

اطبا نبض کیا دیکھین تے ہے بیمار و لاغر کی
ہوئی گم عقل خالی آستین معلوم ہوتی ہے

کھینچی تصویر تیری کیا ہوئی گم عقل مانی کی
دہن کیسا کمر بھی تو نہین معلوم ہوتی ہے

ہو درد سر مین ہلکا ہلکا وہ صندل لگائی پر
تو ماہ زیر ابر اونکی جبین معلوم ہوتی ہے

نکیونکر لوح قرآنی ادب سے بوسے لے عاشق
کہ مصحف حسین کی جبین معلوم ہوتی ہے

ہرے تلوونکے چھالے خون رنگے ہین جو صحرا مین
تو ہر سو تختہ لالے کا زمین معلوم ہوتی ہے

سپہر وصل وہ ہین آئینہ تن کی پاؤن تک ہاتھو
تو پشت پا ہی صاف ایسی جبین معلوم ہوتی ہے

گریبان طوق ہو جاتا ہے مجھ لاغر کی گردن کو
جنون مین پھٹی ہر آستین معلوم ہوتی ہے

لپیٹا خشم مین آیا تو حیدر کو پکارونگا
ہوا ہون غرق تھوڑی ایسی جبین معلوم ہوتی ہے

حباب اسکو تماشا بے ثباتی کا دکھاتا ہے
لگی ہے موج دریا دوربین معلوم ہوتی ہے

ہوئی عزت جو تیرے در پہ میری جبہہ سائی کی
یہ مہر عبدیت رب جبین معلوم ہوتی ہے

شب وصل آئینہ زانو کا دیکھو بر پنہہ ہوکر
جنو افشان صفائی سے جبین معلوم ہوتی ہے

نشانہ کردیا خود ہی تمہارے تیر مژگان نے
نقاب الٹو تو نم صلوت ہونین معلوم ہوتی ہے

اشارہ حسن کا در پردہ جب مین آ کے کرتا ہون
تو چلمن یار کی چین جبین معلوم ہوتی ہے

محبت مین یہی جی چاہتا ہے مر کے گڑ جاؤن
جو کوئی یار مین خالی زمین معلوم ہوتی ہے

چلے ہین باغ سی منھ دھو کے وہ کثرت ہی جو نکی
ہر اک نہر چمن چین جبین معلوم ہوتی ہے

مرا خون خنجر قاتل پہ طرفہ رنگ لایا ہے
حنا قی فاتک کی زیر نگین معلوم ہوتی ہے

بلندی ہے جو دود آہ کی گرد کدورت پر
نرالا آسمان طرفہ زمین معلوم ہوتی ہے

شب وصلت جوانی ہے ترے بیتاب کی شاید
چھلاوے کی طرح جاتی کہین معلوم ہوتی ہے

تڑپ کر زلزلہ لاتا ہے تو کچھ چین آتا ہے
ترے مضطر کو گہوارہ زمین معلوم ہوتی ہے

لب رنگین پہ پرتو تری مسّی کی ریخون کا
عبارت کندہ بالائی نگین معلوم ہوتی ہے

کہینگے یہ فرشتے دیکھکر کرسی پہ حیدر کو
لطافت کی لحد اک شہ نشین معلوم ہوتی ہے

نہ اپنی قبر دل جہان لیکے آئے
فقط ایک مشت استخوان لیکے آئے

فرشتے میان جہان لیکے آئے
گنہگار رہونگا کہان لیکے آئے

پئے نذر دل جان جان لیکے آئے
جہان تم گئے ہم وہان لیکے آئے

وہ بوسے مین جب پھول نرگس کے لایا
پئے دید آنکھین کہان لیکے آئے

وہ عالی طبیعت ہین گر ہو اشارا
زمین غزل آسمان لیکے آئے

کہا نامرادی نے محروم پھر جا
کوئی التجا ہم جہان لیکے آئے

غم ہجر بہلاؤنگا میکشی سے
کہو شیشے سے ہچکیان لیکے آئے

بنا ہے اوس روئے روشن کا نقشہ
ورق مہر کا آسمان لیکے آئے

دم حشر کہتی ہے یہ اوسکی بخشش
کہ امید سارا جہان لیکے آئے

خجل داغ دل سے ہے خورشید محشر
جو دعوی ہو کچھ آسمان لیکے آئے

سنا قصہ فرقت اوسنے تو بولا
ارے نا یہ دکھڑا کہان لیکے آئے

نہ اک بوسہ بھی مسّی عاشق نے پایا
کوئی آرزو کیا یہان لیکے آئے

رکھی دشت مین جب سبیل آبلون نے
تو کانٹے بھی سوکھی زبان لیکے آئے

لیا بوسۂ زلف دل دیکے اوسکو — یہ سودا نہایت گران لیکے آئے

لگے تھے بہ نظارۂ حسن جب ہم — ترے بوسے ایجان جان لیکے آئے

وہم جبہ سائی کہا اونکے در سے — جو تقدیر بگڑی یہان لیکے آئے

ہین اصحاب کہف اور یا بخت عاشق — یہ دو فرقے خواب گران لیکے آئے

دنی جب کہ دنیا کو دیکھا نہایت — یہان رزق مہمان لیکو آئے

یہ بیخود ہوئے دیکھکر اونکا جوبن — بمشکل ہمین مہربان لیکے آئے

دکھاؤن کرامت جو عشق و فن مین — وہ پیاسا ہون پانی کنوان لیکو آئے

وہ لاغر ہون مین بام پر تیرے پہنچون — اگر آہ دل کا دھوان لیکے آئے

نہ کیونکر کہون کوئے جانان کو جنت — گیا پیر اچھا جوان لیکے آئے

جنونکی نشانی یہ تھی حشر مین بھی — کفن کی پھٹی دھجیان لیکے آئے

بجبلونکی نیت پہ ایسی ہے آفت — کہ آئے تو پوسیدہ سامان لیتے آئے

ترے دل جلے ہین وہ زلفونکے عاشق — عوض روشنی کچھ دھوان لیکو آئے

لگاونگا مین عشق ابرو مین پھانسی — یہ منت ہی چلہ کمان لیکے آئے

بتادے کوئی قبر مجہ منتظر کی — خط یار قاصد یہان لیکے آئے

جوانی کے آتی ہی خط رخ پہ نکلا — وہ توام بہار و خزان لیکے آئے

موذن ہو صبح شب وصل قاتل — چھری کہہ دو قبل اذان لیکے آئے

سیہ کار تھا عاشق اون گیسوونکا — لحد مین فرشتے دھوان لیکے آئے

سنے یہ دعا وعدہ وصل کی ہے — وہ آئے تو اک میہمان لیکے آئے

وہ زلف مسلسل [illegible] کے کہتی — جسے دل ہو دنیا یہان لیکے آئے

غزل [illegible] گیا بین — لحد تک جنازہ گران لیکے آئے

حرم مین [illegible] مین — کہو دل یہ عاشق کہان لیکو آئے

یہ صنعت ہے کہ دنیا و عقبےٰ ہے کہتی — وہان دیکھے آئے یہان لیکے آئے

نہ سمجھے مجھے تشنہ پیک یوسف — زنخدا انکا اندھا کنوان لیکے آئے

دل سوختہ اونکی قلیان کو دین ہم — جو خوشبو دہکی دھوان لیکے آئے

دل ایسا بڑھا جاکے اون گیسوؤن مین — کہ اس طفل کو ہم جوان لیکے آئے

یہ قصبہ مین سب عزیزون نے کھینچا — نیا ساتھ ہم کاروان لیکے آئے

ہمہ تن ہین مانند شمشیر جوہر — فقط ہم زبان ہی زبان لیکے آئے

منالائین احباب احسان ہوگا — وہ یوسف گیا کاروان لیکے آئے

جو ہم بیچنے نکلے آئینۂ دل — حسین جمع دیکھے جہان لیکے آئے

ہماری لحد کا نشان تک نہین ہے — کوئی دوست اونکو کہان لیکے آئے

مرقع ہے دنیا کا یہ جسم خاکی — ہم اس تن مین سارا جہان لیکے آئے

تری زلف اے خوش قد آئی قدم تک — قیامت نہ کیونکر دھوان لیکے آئے

غضب تو ٹٹے چرخ تیر ستم سے — غنیمت ہے اولٹی کمان لیکے آئے

کجا کوے جانان کجا قبر یارو — بتایا کہان تھا کہان لیکے آئے

لطافت سے ہمسر ہو وہ شاعر مین
جو کوثر سے دھوئی زبان لیکے آئے

ہر چمن مین جدا تری جلوے کا ڈھنگ ہے — غنچہ مین بو ہے شمع مین جلوہ گل مین رنگ ہے

اون گوری گالون پر جو خط سبز رنگ ہے — کہتے ہین مست جام بلورین مین بھنگ ہے

سرخ انکھڑیون مین عکس خط سبز رنگ ہے — ظرف مین جام طرفہ ہے تو طرفہ بھنگ ہے

بیمثل چال مین ترا اسپ سرنگ ہے — چلنے مین یہ ہوا ہے تو اوڑنے مین رنگ ہے

مدت ہوئی کہ عشق کی لیلیٰ ملنگ ہے — بدلا ہوا کچھ آج طبیعت کا رنگ ہے

کل تک تو وعدہ وصل کا تھا مہربان تھو پیا — بدلا ہوا کچھ آج طبیعت کا رنگ ہے

لے بوسے ولمین کہ نہ خط سبز کا خیال — پینا تو ہی حرام مگر پاک ننگ ہے
غنچہ گلونکے دیکھ کے کہتی ہین بلبلین — مملو بہار باغ کا شیشونمین تنگ ہے
پھولی جو صبح کو شفق افلاک نے کہا — پیری کا رنگ وہ یہ جوانی کا رنگ ہے
کہتا ہون بوسہ لیکے خط سبز یار کا — پاکیزہ و حلال ہے جو یہ وہ بھنگ ہے
کرتا ہے تیز قتل پہ شمشیر یار کو — قاتل ہمارا فکر سے دیکھو تو سنگ ہے
یون ہیرے دلکی وجہ سے ہی ہے سست بود عشق — جسطرح جسم غیر کا محتاج رنگ ہے
آنکھین یہ سرخ کرتی ہے وہ دست و پاے یار — اعلا حنا ہے رتبہ مین ہر طرح ننگ ہے
پہنے ہین مرنیوالے کفن اسلیے سفید — انسان تو کیا پسند ملائک یہ رنگ ہے
مضمون لڑتے ہین شعرا کی فتح ہے سپر — ہر اک مشاعرہ ہے کہ میدان جنگ ہے
پیری یہ کہہ رہی ہے دکھا کر خضاب سرخ — اوڑہ کر جما شباب کی مہندی کا رنگ ہے
موئے خط سیاہ ہین رخسار یار پر — ملک حلب مین آمد افواج زنگ ہے
سرور روانشے سے اوٹھایا تھا سر کبھی — سرو سہی کا آج تلک پاؤن لنگ ہے
تبدیل وضع خلق مین ہے وجہ دشمنی — دونون ہین ایک شیشہ کوئی کوئی سنگ ہے
صبر و قرار و ہوش کا ہے قافلہ روان — نالہ فراق یار مین آواز زنگ ہے
بجلی ہے لے اوڑی ان شباب کی تڑپ — بالکل سحاب مین مری رونیکا ڈھنگ ہے
باغ جہان مین پھولنے پھلنے سے ہے گزند — ہر نخل میوہ دار کو آسیب سنگ ہے
دیکھا جو ہمنے چشم حقیقت سے باغ کو — ثابت ہوا حنا سے کہ دنیا دو رنگ ہے
ہے وقت گریہ خط سیاہ صنم کی یاد — بارش مین دل کی آئنہ کو خوف زنگ ہے
لاغر وہ ہین کہ مل نہین سکتے ہین قبر مین — ہمکو جواب نامہ بھی چھاتی پہ سنگ ہے
آنکھین لڑا رہا ہون حسینوں سے عشق مین — باطن مین یہ ملاپ ہے ظاہر مین جنگ ہے
دل میرا لینے آئے تماشا عجیب ہے — خواہان وفا کی ہین تو حسینون مین جنگ ہے

کرتی ہے طبع طاہر مضمون سے آشکار
خامہ ہمارے ہاتھ مین لوہا تفنگ ہے

مفلس بھی شب کو فضل خدا سے ہین مالدار
سونیکا نام کو تو میسر پلنگ ہے

جھیلین فراق مین دل نازک نے سختیان
دیکھا جو غور کرکے تو شیشہ بھی سنگ ہے

فصل خزا مین جو دل بلبل ہوا تھا خون
گل سے ٹپک رہا وہی بن بنکے رنگ ہے

کیا شوق شام وصل مین ہین بیقرار یان
آراستہ سحر سے الگ اک پلنگ ہے

دھبا لگیگا لاکھی دوپٹہ نہ اوڑھیئے
تیغ ادا مین لوگ کہینگے کہ زنگ ہے

بے طور طفل دل کی ہین الفت مین شیخ جیان
بچہ یہ جانتا ہے فریب کا ڈھنگ ہے

تصویر حسن یار ہو جو مین دل پہ کھینچتا
درکار اب جو اسنے یوسف کا رنگ ہے

عشاق مانگتے ہین مرادین مزار پر
بے شبہہ کوئی بت مری تربت کا سنگ ہے

آتش شہاب جسکو زمانہ ہے جانتا
یہ اہی لطافت آہ رسا کا خدنگ ہے

حسب اصرار جناب صاحب عالم میرزا سلیمان قدر بہادر دام اقبالہ

ترے روشن گلے مین کیا بھلی معلوم ہوتی ہے
کرن خورشید کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ہنسی مین عکس پڑتا ہے جو اونکے صاف دانتونکا
گلے مین ہیرے کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

جو باہین زرد و لاغر ڈالتا ہون اونکی گردن پر
تو سونیکی عجب چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

مجھے کیا رشک ہوتا ہے لپٹ جاؤن گلے یونہین
تری گردن کی جب چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

سنہرے رنگ مین اونکے بھی ہے ایسی گردن پر
کہ سونیکی نہین چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

جو باسی ہو ہی مرجھائی گلے سے اونکی لپٹی ہے
طلا سرخ کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

مثال آئینہ اونکا گلا ہے عکس تو دیکھو
کہ دوہری ہیرے کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

صراحی دار گردن اونکی ہے شفاف اسدرجہ
کہ سبکو پشت سے چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

سنہرے رنگ سے اونکے ہے یہ رنگ طلائی کا
گلے مین نقرہ چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ستارے القمر ابر تنک مین ہین نظر آتے
دو پٹہ سے ترے چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

عجب انداز سے وہ دیکھتی ہین گردن و سینہ
اگر آئینہ مین چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ہے اوس تصویر مین ہالہ سنہری گرد چہرے کے
مجھے پرتو فگن چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ارادہ ہے کہ لیلون بڑھکے بوسے اونکی گردن کے
گلے مین کیا بھلی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ستارے صبح گردن مین نظر آتے ہین عاشق کو
مرصع جب تری چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ہٹادی جب وہ لائی اونسے پوچھا ہم نے پر آکر
تمھین بھی دور سے چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

نہ پہنو غیر کی بھیجے ہوئے زیور کو گردن مین
کہ ناگن مجکو یہ چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ترا طوق طلائی حسن پر ہوتا ہے جب نازان
گلے مین خندہ زن چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

گلے پر کھلکے منھہ بوسے کبھی لینے نہین دیتی
مری دشمن تری چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

نکلتے ہین جو وقت رخصت اشک اوس کے گلے ملکر
تو مروارید کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

مرے زخم گلو مین جب لگے ٹانکے تو وہ بولے
نئے انداز کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

مرصع ہے لطافت سے غزل سب ہے مری یکسین
نئی ہر بیت مین چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ترے گھونگھٹ کی ہیکل کیا بھلی معلوم ہوتی ہے
دلہن پہنے ہوئے چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

تری گردن کی زینت دیکھکر ہین سب یہی کہتے
ہمین تو یہ ہنسلی ب چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

زہے سینہ وہ حور کو زیور پہناتا ہی ترستا ہون
جگر پر نیش زن چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

شب وصلت ہے گردن سے اوتارو مین گلے لگ لون
گران تمکو اگر چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

لبریز ہے تو وقت میکشی وہ یار کہتا ہے
کہ ساغر مین مری چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

وہ چبا لعل گل کو سینہ کا بہار نخل قامت ہے
یہ پھل ہے پھول وہ چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

جو زر دوزی ترے کنٹھے مین موتی ہین ہر دوے
جڑاو سونیکی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

اگر وہ دست بند لعل پہنے ہین ہمی پیکر
گلے مین شیشہ کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

دکھا کر حسن اونکے طوق نے میرا گلا گھونٹا
تری ساری وضع کچھ ایسی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

بڑھائی کیوں نہ گردن ہر گھڑی طاؤس چنپکلی کا
کہ ناگن آنکی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

محافظ ہے نہ کوئی ہاتھ ڈالی اونکی گردن مین
گلا گھیرے ہوئے چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

گلا ہم نے کیا ہین ضبط کر کے دیکھ لیتے ہین
گلے ہمکو کیا بھلی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

دولائی لاؤ سینہ پر رقیب آنکھین لڑاتے ہین
کہ جگنی دھگدھگی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

چھری میرے گلے پر رکھکے جوہر دار وہ بولے
یہان زیبا یہی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

مثال آفتاب اونکا اگر چہرہ چمکتا ہے
تو ہالہ مہر کا چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

تری زلف پر افشان حسن سے لپٹی ہے گردن مین
نئی صورت کی یہ چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

گلے مین ہنس دین کیا زیور کہ وہ نازک نہایت ہین
گران پھولونکی بھی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

جو گھبرائے ہوئے ہو کیا کسیکے ساتھ سوئے ہو
قفا کی سمت جو چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

لطافت ہر غزل ہے صبا عالم کی فرمائش
جو موزون حسن سے چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

مطلعہائے متفرق

جب جوانی تھی حسینون کی چال پامال تھا
پاس پیری سے بھی دل وارفتہ دوازجال تھا

ولہ

بن بلائے گھر خدا کے بھی نہ ہم تو جائینگے
جائینگے جسوقت عزرائیل لینے آئینگے

ولہ

وہی ہے مصحف عارض وہی رحمین صباحت ہے
وہ نوخطا ہے تو قرآن مین سیپارے کی صورت ہے

ولہ

دیکھکر دل لگگیا عاشق حسینون کی ہو گئی
حسن کا جلوا جہان دیکھا وہین کی ہو گئی

ولہ

وہ لب دیتے ہین بوسہ تیغ ابرو جان کھوتی ہے
دلا ہر حیلہ روزی ہے بہانہ موت ہوتی ہے

ولہ

کبھی عش ہین ہم بھی جوان حضرت سلامت تھے
حسین تھا پاس وارازجال بہت تھے

ولہ

کیون نہ ہو مستونکا مجمع خانہ خمار پر
دختر رز بیٹھتی ہے ہر اک پیچوار پر

ولہ

جو وصل مین وہ جدائی کا نام لیتے ہین
ہم اپنے دلکو کلیجہ کو تھام لیتے ہین

اسیا ہی آسمان سے رزق کی کیون آس ہے — پیتا ہی کام اسکا پاس اسکے پاس ہے

جھلک کے شیشہ و جام قلقل یہ صدا دیتا ہے — سچ مثل ہی کہ بڑے بول کا سر نیچا ہے

چمن مین آج غنچون نے شکست فاش پائی ہے — ہوئے ہمسر وہان یار سے کیا منہ کی کھائی ہے

سدا قل ہے سواری دیکھ لو ستم کی عبرت سے — سو سر کو بچا آلودہ دنیا و دولت سے

دم بھر جو آکے پاس وہ قاتل ٹھہر گیا — تخفیف درد مین ہوئی کچھ دل ٹھہر گیا

عاجز ہی ہمین ریاکاری جو ادھمین آئیگی — روسیاہی رند کی زاہد کی ماتھے جائیگی

حسین و انداز ہی ہر عیب بے نقصان سے دور — دلبر ہی تجھ سی ہی یوسف مین تیری جانی دور

وہ تھے وہ فرصے اور وہ صنم نہ رہے — وہ دل وہ سن وہ جوانی وہ دل وہ ہم نہ رہے

جب نیا تھا عشق صدمے ہو چکے — مدتین گذرین کہ دل کو رو چکے

زمستان مین جو دیکھا روز حسن روئے جانان کو — کہا لو شامت آئی دن لگی مہر درخشان کو

جب کھایا اوسنے زخم دل سیکڑون لینے پڑے — وقت بوسہ کا جو آیا لینے کے دینے پڑے

اسوجہ سے ہی طفل کو آرام دوش پر — آغاز دوش پر ہے تو انجام دوش پر

نہ عشق ہو نہ کسی بت سے متصل آئے — خدا کرے نہ کسیکا کسی پہ دل آئے

نہ سہے جو کوئی وہ اونکے ستم سہتا ہون — عشق کی مار پڑے جھوٹ اگر کہتا ہون

آئے نہ وہ نہ ہم گئے شکوہ سے یون رہے — ہم ناتوان رہے وہ سدا نازنین رہے

ذکر جل جل کے جو مر سکا ہے کاشانہ نہین — رات بھر رہتا ہی یا تم مرا پروانون مین

نہ قرار آتا ہے دلکو نہ سحر ہوتی ہے — کس مصیبت سے شب ہجر بسر ہوتی ہے

ہچکیون مین حسرت ہوئی مجھ سے ستمگر یا کی — اے دیدہ گریان تجھے حسرت ہے خدا کی

شب وقت کہن مہتاب پر کب آشکارا ہے — ہمارے دود آہ دل کا چل جا کی [illegible] ہے

جلوہ گر بام پہ تو شب کو اگر ہوتا ہے — چاند سے رشک قمر شہر بدر ہوتا ہے

پروا نہین ہے دور رہے یا قریب رہے — آنکھون کے سامنے ہی وہ دلبر کہین رہے

جلایا عمر بھر ہمکو لب رنگین جانان نے — لگائی آگ دلمین آتش لعل بدخشان نے

مصرع بر مصرع مشہور فارسی

سودا گری عشق غم جہان از ہمہ پیشم — من قاش فروشے دل صد پارہ خویشم

آوردہ بہ بازار محبت دل ریشم — من قاش فروشے دل صد پارہ خویشم

ہر چشم دوکان ست و من گریہ پیشم — من قاش فروشے دل صد پارہ خویشم

مخمس بر بہار [illegible]

شاخ گل جب باد خزان سے سوکھ گئی — ہنستے ہنستے بلبل کی زبان سے سوکھ گئی

چمن ہے وصل کی شادی ہر اک غم کا چلن بدلے — لباس رنگون کہدو کہ ابھی چرخ کہن بدلے

خبر کسیکو نہین لطافت کیسا چھوڑا ہی سب نے ہمکو
کہان کی نیند آگئی آلکی مسافران رہ عدم کو
کہا ہی یہ سب نے کہ پھر نہ چونکو سکے ہم انکو جگا جگا کر

مخمس بر غزل جناب صاحب عالم مرزا سلیمان قدر بہادر دام اقبالہ

طبیعت آئی ہے ہر بت پرستی کو ترستی ہے
ہوا ہون سخت حیران فکر کی کس درجہ پستی ہے
عجب پتھر پڑے ہین عقل پر کیون جوش مستی ہے
محبت ہر صنم کی مدتون سے دل مین بستی ہے
خدا کی شان کعبہ مین عجائب بت پرستی ہے

نیا سکتا عجب حیرت نرالی میری ہستی ہے
سدا ہون صورت تصویر مین حسرت برستی ہے
الگ بیٹھا ہون پہنچا جوش وحشت ہے نہ مستی ہے
محبت ہر صنم کی مدتون سی دل مین بستی ہے
خدا کی شان کعبہ مین عجائب بت پرستی ہے

نرالا ولولہ دلکا میان باغ ہستی ہے
بھرا ہی ہاتھہ ساغر لیے رہتے ہین تیز دستی ہے
چمن ہے جھمگٹے احباب کے ہین مے پرستی ہے
جوانی کی بہار آئی ہے فصل جوش مستی ہے
وصال یار کی خاطر طبیعت کیا ترستی ہے

مدد بخت رسا نے ور ساغر نے ہے یاری کی
کہو صحن مین بچھا دین بستریان باد بہاری کی
لپٹکر اونکے بوسے لین کہین ہو جلد تاریکی
شب وصلت ہے کیفیت نہایت بادہ خواری کی
ادھر وہ نشہ مین ہیہو وادھر عاشق کو مستی ہے

جوانی مین عجب کام آئی عادت بادہ خواری کی
کبھی ہے بوسہ بازی گاہ نوبت بادہ خواری کی
بغل مین ہے حسین معشوق کثرت بادہ خواری کی
شب وصلت ہے کیفیت نہایت بادہ خواری کی
ادھر وہ نشہ مین ہیہو وادھر عاشق کو مستی ہے

وہ قامت ہے الف نام خدا گلزار عالم مین
ہزارون بلبلین جس پر فدا گلزار عالم مین
حسین خوش وضع زیبا خوش ادا گلزار عالم مین
عجب بوٹا سا قد اونکا ہوا گلزار عالم مین
نہایت خوشنما موزون بلندی ہے نہ پستی ہے

ہوے ہین باغبان پھر شاد گلشن مین بہار آئی
اوٹھا شور مبارکباد گلشن مین بہار آئی
نہین کچھ رحم اے جلاد گلشن مین بہار آئی
رہا کر دے ارے صیاد گلشن مین بہار آئی
قفس مین دید گل کے واسطے بلبل ترستی ہے

محبت کا اثر دیکھو طبیعت ایسی گھبرائی
ہوا بیتاب وہ دلبر سواری جلد منگوائی
محبت کی کشش اوس بیوفا کو کھینچ کر لائی
تعجب ہے کہا جب قبر عاشق کی نظر آئی
یہ کس بیکس کی تربت ہے جہان حسرت برستی ہے

نظر مین خار غم ہین گل کے دامن سے جدا ہوکر
پھنسی ہے عندلیب آفت مین مسکن سے جدا ہوکر
تڑپتی ہے پھڑکتی ہے نشیمن سے جدا ہوکر
قفس مین موت آئی ہے جو گلشن سے جدا ہوکر

ایضاً

غافل ہو نہ بادشاہ بحر و بر سے | لیتا ہے جو جام ساتگین کوثر سے
آنسو رہین چشم مین لطافت ہر پل | ہوتی ہے صدف کی آبرو گوہر سے

ایضاً

انسان کو عبث غرور ہے نخوت سے | دنیا عبرت سرائے پر وحشت ہے
کل غیر کے احوال پہ عبرت تھی جنہیں | حال آج انھین کا قابل عبرت ہے

ایضاً

کرتا ہے گنہ عفو کا مشتاق بھی ہے | دولت کی طمع صبح تجھے شاق بھی ہے
رحمت پہ جو نازان ہے تو تحمل بھی کر | غفار اگر خدا ہے رزاق بھی ہے

ایضاً

ہنسنا نہ کسی پہ تو نہین یہ زیبا | تو بھی کہین اک روز ہنسا جائے گا
ہر اک گل زعفران کو ہان فکرت دیکھ | ہے من ضحک ضحک کا مضمون پیدا

ایضاً

کب چین نہ چرخ کہن ملتا ہے | درد و قلق و رنج و محن ملتا ہے
دنیا ہے وفی مقام ہے عبرت کا | جب جان سی شے دو تو کفن ملتا ہے

ایضاً

اس جاہ پہ ہمچو نہ مغرور رہو | خدام و سواری سی نہ مسرور رہو
عبرت سے ہے ہشو ہجو کے غل سے ہشیوت | پاس اسکے ہے دولت کی بلا دور رہو

ایضاً

افسوس نہ اتقا نہ کچھ جوہر ہین | دعوا ہے تشیع کا عبث مضطر ہین
عاصی ہین کہین علی کو کیا اپنا امام | مشہور امام متقین حیدر ہین

مخمسہ

نہ عشق فاسد و کیش دارم | حبیبی از حبیبان بیش دارم
عجب دردے لذیذے پیش دارم | دل از عشق محمد ریش دارم
رقابت با خدائے خویش دارم

مخمسہ

خلاف شرع در الفت نباشد رسم و راہ من | محبت از حسین دارم تولیت این گناہ من
بشر نادان و عاجز چیست عاشق شد آہ من | نبیند از عشق خالی لامکان را ہم نگاہ من
خدا ہم نیست بے معشوق پیغمبر گواہ من

شادی و جشن و عشرت گردید مومنین را / ابلیس از خجالت مغموم و منفعل شد
عقد و حکم شرعی باہم شدہ مبارک / حال نکاح و متعہ تحریر مستقل شد
در قلب طالبان شد مطلوب وار جایش / در سیر این رسالہ ہر شخص مشتغل شد
بنویس اے لطافت تاریخ بے مشقت / این حلیۃ العرایس حجلہ نشین بہ دل شد

تاریخ طبع دیوان نواب احمد حسن خانصاحب جوش

رنگینیاں ہیں کیا چمنستان جوش میں / مضمون ہیں گل تو سرو ہے مصرع ہر ایک تر
احباب کے شگفتہ ہوئے غنچہ ہائے دل / تازہ بہار ایسی گلستان کی دیکھ کر
یہ لطف دیکھ کر جو لطافت نے فکر کی / دی آسمان سے ہاتف غیبی نے یہ خبر
ہے معجمہ حروف میں تاریخ طبع کی / دیکھو بہار آئی ہے اس نظم جوش پر ۱۲۸۷ھ

تاریخ انتخاب دیوان نواب سلیمان خانصاحب اسد

سلیمان خان اسد ذی فہم اہل دانش و شاعر / عجب دیوان نو کردند از طبع رسا موزون
زان گلزار کردند انتخاب این تازہ گلدستہ / کہ بر رنگینی او عندلیب دل شدہ مفتون
بہارش را لطافت دید و گفت این سال برجستہ / بگو تاریخ اے بلبل زہے عطر گل مضمون

تاریخ ختم قرآن سلطان جہان بیگم بنت شاہ جہان بیگم رئیسہ بھوپال

دلا بھوپال کی جو ہیں رئیسہ / ملی ہیں خوبیاں اونکو خداداد
جہان میں شہ جہان بیگم جو ہے نام / مثال شہ جہان ہے عدل ور داد
ہیں اونکی جو کہ دختر نیک اختر / بہت ہیں ماں کے تابع اور منقاد
ہیں بس سلطان جہان بیگم ہیں مشہور / بڑھے عمر انکی سب دشمن ہوں برباد
بہ شدّ و مد بشان و شوکت و جاہ / ہوئی شادی ہے منشرح دل ہوئے شاد
بٹے جوڑے عطا سب کو ہوا مال / ہوا انعام و خلعت بہر استاد
لطافت اسکی تاریخیں رقم کر / بجا لا میتول صاحب کا ارشاد
رقم کر دے ہوا ہے مصحف اب ختم / ملا ہے سال یہ ہجری خداداد
بشان و شدّ و مد قرآن پڑھایا ۱۲۸۸ھ / مگر ہجری کے ہیں اسمیں بھی اعداد
ہوئی ہے خرمی و عشرت اب لکھ / مسیحی سن بہ تحقیق و بہ اسناد
مبارک ہو مبارک ختم قرآن ۱۸۷۱ع / کیا یہ مادہ سنبت میں ایراد
رقم کر اور اک تاریخ ہجری ۱۹۲۸ سمت / طلب کر صاحب قرآن سے امداد
ہوا جب محفل شادی میں مجمع / حشم سے آئیں بیگم نیک بنیاد
صدا ہاتف نے دی منبر پہ جائیں / الم نشرح لک صدر کریں یاد

تاریخ حمام جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر اعلی اللہ مقامہ

ہے بہر حضور اب مد عزت اظہار ‏— حمام بنایا ہے کہ ہو رفع اذیت
کرتا ہے پئے صوم و صلوٰۃ آگے ہر اک غسل — شیطان ہے جلتا گئی سرما کی شکایت
پانی ہے موافق ہیں نفاست سے بہ خوش — کرتی ہے نہانے پہ یہاں میل طبیعت
آرام سے کیا فصل زمستان ہے گذرتی — پاکیزہ کہہ اک مصرع تاریخ لطافت
سردی میں عجب فیض ہوا لطف سے جاری — حمام سے ہر آن ہے آب گرم طہارت ۱۲۸۸

تاریخ بنا و اتمام امام باڑہ جناب قبلہ و کعبہ ممتاز العلماء سید محمد تقی صاحب

قبلہ و کعبہ اعلم و اعمل — جناب دل متقی و پارسا نما
مجتہد جامع الشرائط ہیں — زاہد و عابد و مطیع خدا
علما میں بہت ہیں یہ ممتاز — جگر و جان سید العلما
ہے جو انکا امام باڑہ رفیع — خوب و مرغوب و تحفہ و زیبا
اس مکان شریف و اقدس کی — جب ہوئی اس جگہ شروع بنا
کہہ دیا تعزیت سرا ہے حسین ۱۲۸۶ — بس لطافت نے سال ہجری کا
بن چکا جب تمام اور کمال — ہو گئی مجلس عزا برپا
کی رقم دل نے دوسری تاریخ — تعزیہ خانہ حسین ہوا ۱۲۸۱

تاریخ وفات نبیرہ نواب میر یوسف علی خان صاحب

افسوس و آہ سید عالی نسب حسین — ہے ظہور الدین کو اپنے پسر کا داغ
یکشنبہ بارہویں رمضاں کی قریب شام — پہنچا دل ملول کو نور نظر کا داغ
تاریخ کی ہوئی جو لطافت کے دلکو فکر — ہاتف نے دی صدا کہ رقم کر پسر کا داغ

تاریخ رسالہ مرزا رحیم بیگ صاحب در علم موسیقی مسمی بہ تسہیل ستار

جو کہ رنگین طبع ہیں مرزا رحیم — علم موسیقی کے ماہر بیگمان
ہے رسالہ انکا تسہیل ستار — ویسے عاشق جسکے اکثر نوجوان
کی لطافت نے بجائے خود جو فکر — تاکہ اک تاریخ ہجری ہو عیاں
وقت تحریر آئی رہ رہ صدا — لکھ دے تسہیل ستار سازوان ۱۲۸۹

تاریخ وفات جناب داروغہ دلدار خان صاحب

مشفق و یار و حبیب و دوست من آہ آہ — تیرہ و تاریک شد از رحلت او این جہان
خوش نصیب و خوشدل و خوش خلق و خوش اقبال بود — داشت وقت آمد سر عجب بخت جوان
ماہ پنجم بود و ہم تاریخ پنجم وقت شب — رفت پیش پنجتن از شش جہت با عز و شان
چون لطافت را بدہر این صدمہ تازہ رسید — در حروف نہجمہ شد سال تاریخش عیان
گفت رضوان شیعۂ حیدر رسیدی صد مرحبا — اے زہے طالع بیا در خلد یا دلدار خان ۱۲۸۹

تاریخ وفات جناب مرزا والاجاہ بہادر اعلی اللہ مقامہ

عجیب واقعہ شد دعی بصد صد شب افسوس — کہ دردناک و ملول اند از خواص و عوام
ازین جہان سوی باغ جنان نمود سفر — امیر ابن امیر اہل دل بلند مقام
وحید عصر محمد بہادر اسم شریف — فقیہ و عالم و عادل رئیس نیک انجام
ذکی و شاعر ماہر تخلصش عاشق — کمال بود بشعر و سخن فصیح کلام
معاون فقرا زیب محفل امرا — دو بار رفت بہ حج زائر امام انام
ز طبع خوب لطافت چو مصرع تاریخ — بگفت صوری و ہم معنوی بہ لطف تمام
حروف مصرع آخر اگر شمار کنند — شود معاینہ تاریخ ماہ [illegible] آلام
رقم اول مصرع نمود روز وفات — غرض شد ہمہ یکجا ز فکر و کوشش تام
بوقت این غم جانکاہ سال ہجری بود — ہزار و دو صد و ہشتاد و نہ بماہ صیام ۱۲۸۹

تاریخ وفات زوجہ برادر منشی نولکشور صاحب مالک مطبع و اودھ اخبار ۱۲۸۹

ہیں جو کہ نولکشور مشہور — اہل مطبع ہیں لکھنؤ کے
تھے شاد کہ بھتیجا ہوگا پیدا — امید ہوئی تھی فضل رب سے
ناگہ بھاوج کو موت آئی — لی دم میں جان درد زہ نے
افسوس فلک نے کیا کیا ظلم — دشمن کو بھی اس طرح نہ غم دے
لکھ مصرع سال اے لطافت — کیا رنج ہوا خوشی کے بدلے

تاریخ وفات جناب میر ببر علی صاحب انیس اعلی اللہ مقامہ مداح و ذاکر سید الشہدا ۱۲۹۱

جو میر ببر علی تھے انیس ذاکر شاہ — وحید و ہر سب اہل زبان کے راس و رئیس
فصیح و کامل و حسان وقت و دعبل عصر — جنان میں جا کے ہوئے ساتھ حور عین کے جلیس
قریب شام ہوئے وہ مہ کمال تمام — اخیر چاند تھا گذرے تھے آہ دن انتیس
سنا یہ واقعہ جانکاہ جب کہی تاریخ — کہ جس میں لفظ ہیں آئے مناسب و سلیس
بیان مصرع آخر کے اب صنائع ہوں — بہ فکر سمجھیں لطافت جسے حساب نویس
شروع مصرع تاریخ جو کہ ہیں دو حرف — مہینہ ایک ہے اور دوسرا ہے روز خمیس
سنین بھی ہیں عیاں اوس سے عیسوی و ہجری — جو بینات زبر ہوں رقم بہ طور نفیس
وہ مرثیہ نہ وہ پڑھنا نہ وہ بڑے مجمع — اداس مجلس ماتم ہے سامعین و جلیس
عجیب مصرع تاریخ سے ملا کہتا — یہ پنجتن کا ہے نوحہ انیس ہائے انیس

تاریخ وفات جناب مرزا سلامت علی صاحب دبیر اعلی اللہ مقامہ مداح حضرت شبیر ۱۲۹۱ھ

صائب وقت انوری عصر سحبان جہان — دعبل دوران و حسان زمان مرزا دبیر
صاحب عز و شرف مداح آل مصطفی — فرزدق مرتبہ روح القدس کے ہم صفیر

سمت ملک بقا وہ وان اہل رفاقت سے گئے / داغ ہر دل خاک بر سر غم سے ہین برنا و پیر
روز سہ شنبہ تھا اور سلخ محرم وقت صبح / ماتم نشین ہوگئے یہ ماہ غم کے ساتھ اخیر
مدح حیدر مین عجب تھا وجد اور جوش و خروش / تھے مدام اس دور مین مست مئے خم غدیر
ہر طرح اللہ نے اونکو کیا تھا اہل دل / تھے رجوع قلب سے شاگرد و کبیر و صغیر
مجلسین سنسان ہین ویران ہین ماتم سرا / ہاے وہ گریہ نہ وہ شہرے نہ وہ جم غفیر
واقعہ سنکے فکر سال ہجری جب کو ہوئی / آئی ہاتف کی صدا یہ تخرجہ ہے بے نظیر
ہان الم سے سر اوٹھا کر لکھیے تاریخ وفات / باغ بے بلبل ہے ہندستان لطافت بی دبیر ۱۲۹۲ھ

تاریخ مسجد آغا علی خان صاحب

ساختہ آغا علی خان مسجد / حسبۂ اکار خیر و اقبالش
اے لطافت بگفت ہاتف غیب / اے زہے خانۂ خدا سالش ۱۲۹۲ھ

تاریخ طبع دیوان جناب راجہ نواب علی خان صاحب بحر مغفور

راجہ نواب علی خان بحر / دین و دنیا پے آن شد مجموع
شہرۂ خاص و عمدۂ احسن / زاہد و متقی و اہل خضوع
عالم ہر وقت شعر شب بیدار / این تخلص بنے و الشش موضوع
شاعر باکمال خوش فکر دقیق / طبع عالی و کلامش مطبوع
نغز شعر بود و کلام رنگین / در گلستان جہان مثل فروع
پس صاحب اقبالش بحر / صاحب خلق و مروت ز شروع
خوش خطاب است امیر الدولہ / ہر صفت نیک بذاتش مجموع
جمع دیوان بدر افسر بود / بہر اعلان و بے طبع و شیوع
یافت تاریخ لطافت فوراً / شد طبیعت چو پے سال رجوع
مصحف روشن و تابندہ نوشت / چہ بیاض سحر از طبع طلوع ۱۲۹۳ھ

تاریخ وفات جناب میر نواب صاحب مونس مداح و ذاکر سید الشہدا

ذاکر و مداح و ناظم شہ دین حسین / فخر سحبان رشک حسان صاحب فکر بلند
در فصاحت سحبان و بلاغت بے نظیر / طبع رنگین و کلامش بود مطبوع و پسند
در بیست شوال کرد از دور دل فوراً وفات / دشت بے تجمہ دل احباب گشتہ دردمند
آہ قبل از صحبت شب ثانی عشر از ماہ بود / کان زبان دان جہان زا شد زبان یکبار بند
مونس احباب از دست سپہر جوان / سامعین در مجلس شہ ماتم او میکنند
سال تاریخ وفاتش سے لطافت خود بہم / پس بیک ہاتف رگ تازہ در خاطر فگند
بہر سال اعداد مونس را دہ غضنفر کہ / بااو کن مقلوب میم و نون بہم سین را دو چند ۱۲۹۲ھ

تاریخ عطای سند به میرزا حاتم علی صاحب مهر

جناب میرزا حاتم علی مهر — مثال بدر روشن هر کمالش

سند از قیصر هندوستان یافت — بحمد الله ترقی کرد حالش

خطاب گفت از لطافت وقت تحریر — زهی خوش منصب والای مهر سالش ١٢٩٣ھ

تاریخ جشن صاحبزادگان جناب میرزا محمد علی خان بہادر دام اقبالہ

جو ہیں نواب عالی رتبہ و ذی شان و ذی شوکت — کہ اس عالم میں ہے چرچا و شہرت و عموم ان کی خوبی کی

جہاں میں حضرت محمد علیخان نام نامی ہے — ہوئے اوسکے پسر مخدوم نکلی آرزو جی کی

عجب محفل ہوئی طرفہ سماں تھا جشن و راحت کا — نشاط و عشرت و عیش و مسرت نے ترقی کی

خوشی کی نوبت آئی انجمن آراستہ دیکھی — وفور روشنی سے تھی عجب شہرت تجلی کی

لطافت پر ضیا اک مصرع تاریخ ہجری لکھ — مبدل نور سے ہے محفل دنیا کی تاریکی

کیا اخراج نے کیا نام روشن بزم عالم میں — گل شمع سلامی لیا سنت ادا جی کی ١٢٩٠ھ

تاریخ ولادت پسر شمیر صاحب بہادر کمشنر لکھنؤ

اے زہے نیک شمیر صاحب والا حشم — صاحب انصاف و عقل و فکر و علم و عدل و داد

حاکم بیدار مغز و نکته سنج و منتظم — دوستدار ذی کمال و دشمن اہل فساد

نیکی و رحمتش ثمر آورده در باغ جهان — نور چشم و رونق خانه خدا فرزند داد

سال تاریخ ولادت را لطافت نظم کرد — اختر جاه و جلال و دولت و اقبال باد ١٨٧٣ع

تاریخ تعمیر چاه جناب نواب صادق علیخان بہادر

خان و نواب و اهل جود و کرم — پسر بنت شاه چشمهٔ فیض

اسم صادق علی است بحر سخا — صاحب عز و جاه چشمهٔ فیض

بهر نفع عوام از حکمش — شد بنا طرفه چاه چشمهٔ فیض

مصرع ماده لطافت گفت — ای زهی واه واه چشمهٔ فیض ١٢٩٥ھ

تاریخ وفات زوجه داروغه میر حاتم علی صاحب

سید عالی نسب حاتم علی داروغه اند — زوجه اش با طور احسن رفت پیش فاطمه

ماه چارم نوزده تاریخ شنبه وقت شب — سیده بود و ز مدفن رفت پیش فاطمه

چون لطافت این خبر بشنید فوراً فکر کرد — گفت سال آن پاکدامن رفت پیش فاطمه ٩٦

تاریخ وفات گوهر النسا خانم

گشت چون گوهر النسا خانم — غرق دریای رحمت یزدان

روز جمعه ربیع الآخر بود — که شد آخر بهار هستی شان

بود تاریخ ماه یازدهم — سوی زهرا از شوق گشت روان

فکر تاریخ شد لطافت را … گفت بادا مقام باغ جہان

تاریخ بنائے حوض جناب مرزا بہرام شکوہ قمر الدین حیدر بہادر دام اقبالہ ۱۲۹۶ھ

ہو دریا دل و قلزم فیض ہین … جو ہین صاحب عالم و نامور
سدا اوس سے جنکے جاری ہی خیر … برستے ہین ابر کرم سے گہر
لطافت اگر مادہ کی ہے فکر … تو سن ہجری و عیسوی جمع کر
جو مصرع کے لین بینات و زبر … ملین عیسوی سب ہو لیکن ہدر
تو نقطہ لین زبر گر کہا چھوڑ کر … تو ہو سال ہجری عیان بے خطر
غرض طرفہ تاریخ موزون ہوئی … کہا واہ حوض لطیف قمر

تاریخ ولادت فرزند چودھری سعید الدین صاحب سعید دائم وفی ۱۲۹۵ھ

صاحب خلق و مروت شاعر شیرین بیان … چودھری جو ہین بدایون مین سعید الدین سعید
انکھ کا تارا ہے یا چشم اور نور نظر … حق تعالے نے دیا ہی اونکو فرزند رشید
یہ مہ تو دیکھکر کیونکر نہ سعد کا دل کھلے … یہ پسر قفل دل پر آرزو کی ہے کلید
اے لطافت نظم کر سال ولادت الحج … دھوم ہو تاریخ ہی یہ قابل دید و شنید
تھہ حصے گر رہے اسکے پدر سے یہ پسر … سال پیدائش یہ طرز خوب ہو جا پدید
یعنی لین نو بار اعداد سعید اہل خرد … سال ہجری ہاتھ آئے گا گر ہو مستفید
مصرع آخر کے گر لکھین زبر اور بینات … عیسوی تاریخ نکلے خوب و بے مثل وحید
ایک ہی مصرع مین ہی تاریخ ہجری عیسوی … واہ اسکو کہا تو اسمان نے بھی سعید

تاریخ وسوخت جناب مرزا ثریا قدر بہادر خلف جناب صاحب عالم مرزا سلیمان قدر بہادر دام اقبالہ ۱۲۹۶ھ

چو از فیض ثریا قدر نوجیاه … رقم واسوخت شد پر نور و پر ضو
نے سال مسیحی اے لطافت … بگو منظوم ثریا عمدہ و نو

قطعہ تاریخ بنائے امام بارہ جناب حکیم شیخ علی محمد صاحب در صنعت توشیح ۱۲۹۸ھ ۱۸۸۱ع

جو ہین حکیم حاذق و یکتائے روزگار … الکامل طبیب اور ہین تشخیص مین جنید
دست شفا خدا نے کیا اونکو وہ عطا … گویا کہ قفل نبض پہ صحت کی ہی کلید
نباض وہ کہ حال کہین خود مریض کا … مشتاق وہ کہ کھوئین مرض کہنہ و جدید
یونان کے حکیمونکو انسے مثال کیا … یہ مومن اور شیعہ وہ ہر یہ و عنید
لقمان عصر انکو کہون مین تو ہے بجا … احباب کے مسیح تو فعال ہین حمید
بے طمع و طرفہ تجربہ کار و دوا شناس … ہی نسخہ انکا قابل مدح و ثنا و دید
ہم مثل خلق مین ہین تواضع مین بے عدیل … خم انکسار سے بجو ستی مثل ماہ عید
جنکا مثال بدر کمال انکا شہر … مانند ماہ فیض قریب اور ہی بعید

عابد بقیہ زائر شبیر نیک خو
کہتے علی محمد انھین ہین یہی ہے نام
ہے یہ امام باڑہ بنا اونکے فیض سے
خوش قطع خوش نما ہے عزاخانہ رفیع
کیا خوب کی بنا مدد اہل بیت سے
ہوتی ہے شام کو جماعت یہان نماز
مجلس مین شیعہ کیا ملک آتے ہین شوق سے
کیا کیا مریض عشق حسین آتے ہین یہان
عصیان کا ڈر ہی آنسو فشی کرکے تلفتھم
حرف شروع مصرع اگر ایک جا ہون جمع
ہجری سنین کی جو لطافت نے فکر کی
نکلا مثال اشک یہ صحت سے مادہ

۱۸۸۰ع

اہل مروت اہل کرم اہل دین سعید
مشہور شیخ سن مین جوان عاقل و رشید
بہر عزاء امام شاہنشہ شہید
جوڑون مین قوم ہے کہ یہ قصر جنان فرید
بہر غم حسین زمین لی ہے خوش خرید
ماموم شیعہ سعید امام آتے ہین وحید
آتے ہین شیخ بھی کہا ہو نکیون شدید
اپنی دوا سمجھتے ہین رونے کو جو عمید
کھوتے گناہ کا ہین مرض کہنہ و جدید
ہو سال عیسوی عجب انداز سے پدید
مصرع ملا ہوا کرم خالق مجید
درد عزا کو واہ یہ بیت الشفا مفید

۱۲۹۷ھ

تقریظ انجلیدہ قلم جادو رقم ناظم کلیات نثاری متاجناب شیخ فدا علی عرف چھجو صاحب عیش

لطافت سخن و فصاحت کلام حمد اوس ناظم کلیات کی ہے کہ جسنے ایک لفظ کن سے مسدس جہات و مسبع افلاک و رباعی عناصر و مخمس حواس و مثمن جنات و معشر عقول و مثلث ارواح کو ایسے صنائع و بدائع کے ساتھ خلق فرمایا کہ جس کا لطف معنی و مطلب باریک آج تک کسی حکیم فیلسوف کی سمجھ مین نہ آتا تھا نہ آیا ہے مہندس جیسے جو یدا از راز شان * نداند کہ چون کردی آغاز شان * خیمہ چرخ برین و سپہر رفیع کو اگر بدیدۂ حق بین و چشم بصیرت سے معائنہ فرمایئے تو یہی کہیے کہ اسکو با این رفعت و وسعت بی اسباب و اوتاد با وصف اس فاصلہ کیسے کیسے کیونکر استادہ کیا ایک مطلع کونین مین کیا کیا مضامین حکمیہ نظم فرمائے ہین کہ جنکا حل معضلات کسی زمانہ مین کسی شاعر نازک خیال اور دبیر عطارد نظیر کے ذہن و قاد اور طبع نقاد مین نہ گذرا آخر معترف عجز و قصور ہو کر صاف صاف کہدیا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت السمیع العلیم سب کا قافیہ تنگ ہو گیا ہر دانشمند انسان اوسکی عجائب عجائب قدرتون کو دیکھکر آئینہ کی صورت دنگ ہو گیا حتم کلم کا نقشا ہو اگونگے کا سپنا ہو اکلام بلاغت نظام کی شہرت اور رونق نعت اوس شاہ بیت قصیدۂ رسالت کی ہے کہ جو اس دو غزلہ دارین مین وہ مصرعہ برجستہ ہے کہ جس کا مصرعۂ ثانی صورت ذات باری ہاتھ آنا غیر ممکن بلکہ ممتنع الوجود ہے ہم کیا ہماری تعریف کیا چھوٹا منھ بڑی بات اوس اشرف کائنات خاتم النبیین سید المرسلین کی مدح و ثنا قرآن مجید و فرقان حمید مین موجود ہے انک لعلی خلق عظیم جو ارشاد معبود ہے تعریف سخن منقبت اون مطلع دیوان امامت کی ہے کہ جو بیت خدا کا مقطع نامی ہے جسکے اشتہار شہرت و فضائل ہین یا ایہا الرسول

بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ ارشاد ربانی ہے اسی طرح گیارہ فرزند
ارجمند اونکے کہ جیسے ہی دیگر ارکان دین ہین وہ در بحر شرع متین ہین اما بعد نابلد کوچہ
سخندانی ہرزہ گرد بیابان نادانی تراب اقدام شعراے باکمال وسخنوران نازک خیال نشانہ ستم
آماجگاہ سہام آلام فدا علی عرف اچھے صاحب بیش براے نام خدمات عالی درجات سخن سنجان نکتہ آفرین
مین مدعا طراز وگزارش پرداز ہے کہ ان دنون معشوق مشکین کلالہ غالیہ مو ماہرو رنگین عذار دوشاہد
سراپا ناز ہے کہ جسکے حسن کے روبرو شاہدان خلخ وچگل کی تعریف محض فضول بیکار ہے حجلہ طبع
عنقریب آراستہ وپیراستہ ہوکر رونما ہونے والا ہے لاریب عجب ہے گر زاہد فریب شکار رہے
کہ جسکا نظیر مرقع طبع وخیال شعراے دیار وامصار مین دشوار ہے آج تک لیلاے شوخ وشنگ
ہمنے تو کیا چرخ نے بھی باین پیرانہ سالی با وصف چشمک مہر وماہ دوسرا ایسا نہ دیکھا نہ ستارہ رنگین عذار
خورشید رخسار حور پیکر جادو نظر برق وش دلپذیر دلکش یا وسیما مہر لقا نازنین مہ جبین غنچہ دہن یاسمین بدن
نازک اندام دلارام حشر رفتار گلشن حسن کی تازہ بہار سرو قامت بھولی شکل پیاری صورت
شوخ مزاج شاہان سخن کا سرتاج حاضر جواب غیرت آفتاب عشوہ گر نازک کمر عربدہ جو تند خو مست بادہ
غرور رشک پری غیرت حور یوسف جمال صاحب غنج ودلال ابرو کمان یاقوت لب گوہر دندان
ہ بدقت میتوان فہمید معنی اے نازا ◆ کہ شرح حکمت لعین ست مژگان راز او ہ طبیعت مین
چلبلاپن بھرا عضو عضو ست جوبن ٹپکا پڑتا بے مثالی کی خود نشانی ہے اٹھتی کونپل نئی جوانی ہے ہ
ز فرق تا بہ قدم ہر کجا کہ مے نگرم ◆ کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست ◆ یعنی کونچ محبوب دل نواز ناظورہ
رنگین ادا سراپا ناز آراستہ ہوکر دلہن بنے آتا ہے جسکی تعریف مین یہ شعر بلا شبہہ اعجاز ہے
ام اس غنچہ جان عمارت کرتاب میتوان ہوش رباے اہل جہان کا ریاض لطافت ہے یعنی دیوان
اوس مہر سپہر سخندانی خسرو اقلیم معانی کا ہے جسکے فصاحت وبلاغت کی تمام عالم مین شہرت ہے وہ کون گل
سرسبد گلشن خوش بیانی بلبل شیوا زبان حدیقۂ الفاظ ومعانی دُر یتیم بحر سخنوری لعل نایاب بدخشان معنی
گستری سیاح بحور عروض والی سیاح جہان نکتہ رانی غیرت فردوسی وخاقانی سخنور بے مثال شاعر
باکمال فخر شعراے ماضی وحال جلی بند عرائس ابکار خیال رشک سعدی شیرازی فارس مضمار نکتہ پردازی
عندلیب گلزار ہندوستان سخن سنج ہمہ دان دلدادہ رعایت لفظی ومعنوی خلاق معانی ومضامین نو یعنی
سخن پرس عدیم المثال رنگین فکر نازک خیال خورشید آسمان بلاغت شمع شبستان فصاحت یعنی
سید حسن تخلص بہ لطافت مغفور خلف اکبر سید آغا حسن امانت ہین جنکے کلام
بلاغت نظام کے شائق وطالب قدر دانان والا فطرت صاحبان دانش وفرہنگ وشعراے
نازک فکر عالی طبیعت ہین اگر چشم انصاف دور از اعتساف سے ملاحظہ فرمایئے تو فی الحقیقت یہ دیوان
لطافت کی جان ہے عذوبت الفاظ پر فرہاد وار جان شیرین قربان ہے سواد حروف پر قیس آسا
لیلی وشون کی دیوانگی ظاہر وآشکار ہے بین السطور پر کہکشان آسمان یا مہ جبینونکی مانگ کا شبہہ

لذت ناسٹ الفاظ مرکب و مفرد سے وصل و ہجر محبوب خوبرو کی صورت پیدا ہے جو نقطہ ہے خال رخسار عنبرین مہویان کعبہ کی طرح انتخاب ہے جو دائرہ ہے غیرت بدر کامل رشک وہ آفتاب جو غزل ہے بے نظیر و بے مثال ہے جو مضمون ہے اپنی ہمتائی پر آپ دال ہے جو مصرعہ ہے برق خرمن سوز عقل و ہوش ہے زیور نقاط زیر و زبر سے معلوم ہوتا ہے کہ معشوق مرصع پوش ہے جو بیت ہے دیوان حالی کا جواب یا بیت ابرو سے کشیدہ معشوق شوخ و شنگ ہے مختصر یہ دیوان اپنی ہمتائی مین فرد ہر شعر مین نیا رنگ ڈھنگ ہے ہزارون دیوان دیکھے سیکڑون اشعار سنے نادرہ مضامین جدیدہ ترکیبین نفیس یہ بندشین عمدہ یہ تناسب الفاظ یہ رعایت لفظی و معنوی کی پابندی یہ سلاست یہ فصاحت یہ بلاغت جو لطافت کے کلام مین موجود ہین انکے معائنہ سے بے ساختہ دل پھڑک جاتا ہے ہر مرتبہ جوش خود رفتگی سے یہ مطلع زبان پر آتا ہے ع لطافت کا یہ مخزن ہے ہر اک خوبی کا مجمع ہے یہ نہین دیوان تصاویر حسینان کا مرقع ہے بس عیش حزین بسلب دعا پر ختم کرتا ہے الہی یہ دیوان لطافت نشان فصاحت عنوان تا بقائے جہان و جہانیان مطبوع طبائع خاص و عام رہے ایسی شہرت ہو جس سے دیار و امصار مین مصنف مغفور کا نام رہے

تاریخ طبع دیوان متعلق تقریظ

چو این کلام لطافت بہ طبع شد مطبوع
بہار رسال ز لفظ نگار و شوخ و حسین

تجمل ز حسن و جمال نقش عروس ما جبین
ولم بگفت مکن عیش نگرتا رخیش

تاریخہائے وفات جناب سید حسن صاحب لطافت مرحوم از طبائع گہر بار شعرائے عالی وقار

الذین جناب میر مہر علی صاحب ذاکر و مداح حضرت سید الشہدا

لطافت از چمن دہر رفت چون بہ ارم
بغیر او شدہ بے لطف صحبت شعرا

شکستہ شد گل نظم چون دل احباب
سخن حزین شد و ہر بیت شد مکان عزا

برائے سال وفاتش چو این نگو ہم ابس
جدا جدا صمصمت ماتم بود شاعرہا

افضل جناب افضل الدولہ مظفر الملک سید افضل علیخان صاحب شوکت جنگ خلف اکبر خان بہادر مغفور

عالم چرا سیاہ نگردد بچشم من
افضل غروب شد بہ زمین مہر شاعران

دل گفت سال فوت ز نام تخلصش
سید حسن لطافت رائر شد از جہان

ادیب جناب سید حیدر میرزا صاحب خلف جناب سید حسین میرزا صاحب عشق مرحوم

اے یار چہ نوشتہ راہ عدم سپار
معلوم نیست ازچہ سبب این غفلت است

گر صد ہزار سال گذاری بعیش و غم
آخر جہان لحد کہ دران جوش و حشت است

انجام انبساط و سرور جہان ہمین
در احتضار و تربت و برزخ مصیبت است

ای دوست برس ز لحد کیقباد و جم
اکنون کجا حکومت و جاہ و ریاست است

آن خانہ را کہ رشک گلستان نمودہ بود
درو سے ہجوم غول بیابان و وحشت است

بر تربت سکندر و دارا نظر بکن — چون بلقیسی و پاس کجا شان و شوکت هست
پس بشنو از من این سخن چند ای حبیب — هر که بینی تو غور بانها ضرورت است
بردار دل ز الفت یاران و اقربا — کن غم صرف الفت حق هر چه مهلت است
خوشتر مگر ز عشق خدا نیست هوشنے — گر دوست ز وحشت لحد تا فرصت هست
بنگر بمرگ حضرت سید حسن بغور — غافل مشو که دار فنا جاے محنت است
رفتیم چون بمدفن مرحوم اے ادیب — گفتیم جاے نوحه و آلام و عبرت است

امیر جناب منشی امیر احمد صاحب مینائی اوستاد والی رامپور سابق

خبر چون وفات لطافت شنید — بے سال رحلت بهم سود وید
گذشت از شمار حروف و نقاط — همه از مصرع سال اضافت کشید
پس انگه بگفتا که بشنو امیر — لطافت بجنت لطافت رسید

انجم جناب نواب سید بهادر حسین خان صاحب قوی گراف شاگرد جناب امیر مغفور

حیف سید حسن از بزم جهان رحلت کرد — شاعران را بغم و رنج و محن مے بینیم
گفتیم فکر چو انجم بے سال فوتش — بے لطافت گل رخسار سخن مے بینیم

اخگر جناب میر وزیر علی صاحب تلمیذ رشید میر عباس صاحب سلیم مرحوم

روا نه فنا سوے ملک بقا — بجسم قفس رفت سید حسن
براحباب طاری شد از هجر او — غم و درد و ایذا و رنج و محن
بهر محفلے ذات مرحوم بود — گلے در چمن شمع در انجمن
بملک فصاحت عجب ناظمے — سواد بیانش چو مشک ختن
بمضمون رنگین اشعار او — غزلهاے دیوان چو گل در چمن
بزهد و ورع بود ورشش جهت — مطیع خدا و امیر و پنجتن
شد اخگر خیالم به رنج و ملال — که سال وفاتش کنم نظم من
ندا کرد هاتف ز روے قلق — شده بے لطافت ریاض سخن

۱۳۰۱ھ

آغا جناب مرزا آغا حسن صاحب تلمیذ جناب میر وزیر علی صاحب مرحوم

از غم مرگ جناب مرحوم — بهت دلم کشت و فور حسرت
بهر تاریخ نوشتم آغا — شد لطافت بجد و جنت

۱۳۰۱ھ

احمد جناب غلام احمد خان صاحب عرف کپتان صاحب ساکن کانپور

ز دار فنا رفت سوے جنان — سخن دان بمیثل و معجز بیان
دلم گفت احمد بے سال فوت — بگو واشیف شاعران زمان

۱۳۰۱ھ

انجاز جناب سید انجاز حسین صاحب تلمیذ جناب مشتاق

خاصان خدا عشق نکردند ز دنیا　کردند مگر لعنت و نفرین ملامت
چون سید مرحوم نظر کرد باد شان　رخت سفری بست ازین دار مصیبت
هیچک نه خیال غم احباب نمودن　تنگ سینهٔ صد رشتهٔ انفاس محبت
اعجاز دم آه و بکا گفت سن او　رفته به گلستان جنان آه لطافت

بسمل جناب سید محمد عسکری صاحب تلمیذ رشید مصنف دیوان ۱۳۰۱ھ

فریاد از جفای فلک تسلیم روزگار　او شاگرد من لطافت شیرین سخن بمرد
نام سخن ز فکرت مرحوم زنده بود　افسوس او چه مرد دل اہل فن بمرد
بسمل به بینات وز بر سال عیسویت　یکتای روزگار و وحید زمن بمرد

تعشق جناب سید میرزا صاحب برادر جناب سید حسین میرزا صاحب عشق مغفور ۱۳۰۱ھ

چون گذشت از دہر فخر شاعران سید حسن　آنکه نظمش از لطافت دشت زد رنگ بوستان
فکر در سال وفات او تعشق کرد و گفت　حیف رفته بلبل شیوا زبانی از جهان

تسنیم جناب نواب محی الدین حسین خان صاحب مدراسی شاگرد مصنف و مؤلف دیوان ۱۳۰۱ھ

شاعر بے نظیر اوستاد ے　آه چون کرد رحلت از دنیا
گفت تسنیم سال تاریخش　پاک رفت لطافت از دنیا

ثریا جناب شاہزادہ مرزا ثریا قدر بہادر خلف الصدق جناب شاہزادہ مرزا سلیمان قدر بہادر دام اقبالہ ۱۳۰۲ھ

شیرین کلام شاعر چون طوطی سخن گو　اشعار آبدارش جمله پر از بلاغت
اصداف لفظ مملو از گوہر معانی　ہر مصرع سلیسش سرمایۂ متانت
از صرصر اجل شد پژمرده آن گل تر　بربست رخت ہستی آخر ز دار محنت
تاریخ سال رحلت گفتا حسین ثریا　با خاطر حزین و در حالت صعابت
زیر زمین نہان شد از جور دور گردون　آشوب ناک دردا سید حسن لطافت

ثمر جناب چھوٹی خان صاحب شاگرد مصنف و مؤلف دیوان ۱۳۰۱ھ

حیف صد حیف لطافت نے ثمر　کی قضا عالم فانی سے ہائے
سال تاریخ یہ ہاتف نے کہا　مرگیا شاعر یکتا ہائے وائے

جاوید جناب سید بندہ کاظم صاحب نبیرۂ جناب رضوان مآب ۱۳۰۱ھ

چون گذشت از دار دنیا شاعر شیوا زبان　نخلبند گلشن حسن بیان سید حسن
گفت جاوید از برائے سال فوتش اینچنین　از لطافت شد تہی پیمانۂ باغ سخن

جلیل جناب سید ہادی علی صاحب شاگرد مصنف مؤلف دیوان ۱۳۰۱ھ

شاعر نامور لطافت بود　از جہان کرد انتقال اے وائے
خواست از دل چو سال فوت جلیل　گفت او استاد ذی کمال اے وائے

حکیم جناب مرحمت الدوله بهاء الملک منشی سید غضنفر علیخان صاحب صولت جنگ خلف اکبر جناب اسیر مغفور

زدست جور ظلم چرخ فریاد — که از دنیا شفیق حال من رفت
بدل شوق زیارت داشت پنهان — بسوی کربلا سید حسن رفت
ز هستی جانب ملک عدم شد — بغربت بود آواره وطن رفت
چو دل از صبح و شام دهر برخاست — بسوی شام لحد صبح کفن رفت
ز لطف نثر باقی نیست نظم — عجب فخر زمان رشک زمن رفت
کلام اندر کلام حسرت آمیز — سخن اندر سخن زیب سخن رفت
چرا تیره نگردد محفل دهر — حکیم از بزم شمع انجمن رفت
ز سال هجری ختم تاریخ — بگفتا دل لطافت از چمن رفت

حاذق جناب آغا سید محمد صاحب جابری اهل زبان

افسوس که دست ستم چرخ جفا جو — افگند ز پا نخل برومند کرم را
از مرگ لطافت شده افسرده تن کرد — نه دل غمزده ما رنج و الم را
چون شمع تو ما هم که دهم رنج و غم خود — با حالت افسرده ارباب قلم را
گمن ساخته هوش ربا سیر و بیا کرد — شعر و سخن و جود و سخا بود و تکلم را

حامد جناب شیخ حمید الله صاحب شاگرد مصنف و مؤلف دیوان

آه سید حسن لطافت بود — صاحب علم و فضل و اهل کمال
وا دریغا که رفت از دنیا — دوستان را فزود رنج و ملال
حامد از خواستم چو تاریخش — بهر شه نظم گفت هاتف سال

خورشید جناب مولوی سید مصطفی صاحب عرف لڈن صاحب نبیرهٔ جناب رضوان مآب

سید آن شاعر یگانه بدهر — کو بعالم بود تمام سخن
دید چون زشتی دنیای دنی — شد بسوی جنت از این دار محن
جوش خون چون ناله و فریاد بود — هر دلی شد در غمش بیت الحزن
چون نباشد ز ارتحالش مرده دل — بود او جان و جهان باشنده تن
هست از تیغ غمش در باغ دهر — هر گلی چون کشتگان خونین کفن
در سنین فوت او کردم چو فکر — داد هاتف این ندا با صد محن
سال مرگ او بجوان در عیسوی — مثل بو رفته لطافت از چمن

ذره جناب حکیم شیخ اعظم علی صاحب تلمیذ جناب اسیر مرحوم

بست و سه از ربیع اول بود — چار شنبه ز یوم و اول شب
آه از انتقال آن مرحوم — گشت افزون به قلب رنج و تعب

چون بدل داشت اشتیاق لقا — رفت از دہر سوے رحمت رب
صاحب وضع و شاعر کامل — سید و زائر امیر عرب
گفت رضوان بہ سال سے وزرہ — شد لطافت بجنت الطیب

رشید جناب پیارے صاحب برادر زادہ جناب آغا عشق مرحوم ۱۳۰۱ھ

از مرگ حبیب آہ صد آہ رشید — رفت سید حسن لطافت بہ لحد
از دنیا اینقدر شکایت دارم — بسپرد امانت امانت بہ لحد

رسا جناب مرزا شبیر علیخان صاحب تلمیذ رشید مصنف دیوان ہذا ۱۳۰۱ھ

چیست فلک بربن این ظلم وای عالم این گردش چیست — حیف لطافت رفت ز دنیا در دا گشتیم بے استاد
از غم عالم در چشم ما مثل سحرتم گشت سیاہ — ہر دل از احبابش شد مانند قلب ما ناشاد
بود از ماہ ربیع الاولی ہاے شش بست و سوم — شاہ سخن از دنیا رفت و ملک سخن گشتہ برباد
در تکر تاریخ وفاتش بودم ناگہہ طبع رسا — در حرف عجم عیسوی در مہمل ہجری کرد ایجاد
بہر ہر دو سال رسا این مصرع سلکم کرد رقم — رفتہ در آغوش قبر و کرد ارم را او آباد

۱۳۰۱ھ ۱۸۸۴ع

سید جناب مولانا و مقتدانا مفتی سید محمد عباس صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ فی الجنان

غم سید حسن صاحب لطافت — دہانی بعد اخوانی جدیدا
عجب خلق حسن لطف سخن داشت — وکان نجیب سادتہ سعیدا
لطافت رفت از بزم فصاحت — فاوجعھم بذا الما شدیدا
نوشتم مصرع سال وفاتش — مضی لسبیلہ فردا وحیدا

سطوت جناب نواب مجید الدولہ محمد تقی علیخان صاحب تلمیذ مصنف و مولف از خاندان شاہ اودھ ۱۳۰۱ھ

حیف سید حسن لطافت حیف — زین جہان رفت سوے ملک عدم
شدہ این واقعہ چو ای سطوت — بود بر دل ہجوم رنج و الم
ہر کہ پرسید سال تاریخش — گفتم او ستاد رفت از عالم

شاد جناب شیخ محمد جان صاحب پیرو میر مغفور ۱۳۰۱ھ

کرد رحلت چون لطافت شاعر خوش گو حسن — ہر غزل شد نوحہ و ہر بیت شد بیت الحزن
بلبل روحش پرید و گشت طوبا آشیان — بوستان تر زبانی شد خزان دیدہ چمن
شاد تاریخش چو گفتہ ہمزہ آمد در حساب — بے لطافت شد گل نوبادہ نظم سخن

شمس جناب مولوی سید محمد علی حسن صاحب وکیل مغفور ۱۳۰۱ھ

دریغا شاعر شیرین زبانے — کہ مدحش در جہان بر ہر زبان رفت
چگویم حال یاران کاندرین غم — ز دل راحت ز تن تاب و توان رفت
سخن جستند پیکر بیجان بماندہ — کہ از جسمش برون مانند جان رفت

علی جناب میر علی محمد صاحب نبیرہ جناب میر خورشید علی صاحب نفیس شاگرد جناب لطافت مرحوم

فرمود سفر لطافت از خلق افسوس — از فرط ملال شد تنم کاہیدہ
در بیتہ و زبیر ہجری سالش — گفتا ہاتف بہر قدے خوابیدہ ۱۳۰۱ھ

عیش جناب شیخ فدا علی عرف اچھے صاحب شاگرد جناب عرش مرحوم

لطافت آنکہ نام پاک او سید حسن بودہ — برفت از روضۂ عالم مقیم باغ جنت شد
بجا استاد شیرین زبان شیرین سخن بودہ — ز فوتش گلشن اشعار رنگین بی لطافت شد
بجائے آپ ہی انگاشت عباس حسین او را — برادر بود لیکن بے پدر آمد یا فصاحت شد
بملک نظم بودہ رشک خاقانی و قاآنی — نظیر صائب و سعدی و فردوسی فطرت شد
پی تجہیم عیش بے زروئے بہار از سال فوتش گفت — لطافت ناز پرور و ز گلزار امانت شد ۱۳۰۱ھ

عنایت جناب شیخ عنایت حسین صاحب شاگرد مصنف مؤلف دیوان

ای عنایت بدور چرخ کہن — حیف صد حیف ذی کمال بمرد
سال ہجری چو خواستم ز سروش — گفت استاد بے مثال بمرد ۱۳۰۱ھ

فروغ جناب میر امیر حسن صاحب خلف جناب آغا [illegible]

شگفتہ ہے نہ گل باغ جہان میں — نہ رنگینی ہے بلبل کی بیان میں
بہ قلب صاف کہتا ہے یہ رضوان — لطافت ہے گلستان جنان میں ۱۳۰۱ھ

فاخر جناب مولوی سید اختر حسین صاحب نبیرہ جناب علی حسین خان [illegible] مرحوم

جناب لطافت سوئے سیر خلد — چو رفت از جہان سوئے باب عدم
خرد گفت فاخر ز رحلتش — بگو از سر شیون و آہ و غم ۱۳۰۱ھ

فصاحت [illegible] سید عباس حسین [illegible] شاگرد مصنف مؤلف دیوان

اوفتاد بمن ز مرگ مرحوم — کوہ الم و غم و مصیبت
شغل فریاد و آہ دارم — معدوم سرور و عیش و راحت
اشعار بماتمش چہ گویم — مشغول بسی شود طبیعت
آن صائب وقت و عرفی عصر — زین دہر برفت سوئے جنت
خورشید سپہر نکتہ دانی — پنہان گشت آہ زیر تربت
حسب ارشاد احباب — فکر تاریخ شد فصاحت
ناگہ دل گفت سال ہجری — بودہ جان سخن لطافت ۱۳۰۱ھ

فوق جناب حیدر مرزا صاحب شاگرد مصنف مؤلف دیوان

صد افسوس اے فوق استاد من — ز گلزار جہان سوئے تربت برفت
بکرد انتقال آہ سید حسن — ازین عہد گویا امانت برفت

ریاضِ سخن بلبلِ باغِ دہر — کہ گلزار عالم بجنت برفت
بمعجم بگو زبر و ہیم بینات — ز دنیائے فانی لطافت برفت

فرحت جناب سید محمد تقی صاحب خوشنویس شاگرد مصنف و مؤلف دیوان ہذا

حیف سید حسن افسوس حسن ہمرو — در جہان گشتہ قیامت ہے ہے
سال تاریخ بگفتم فرحت — ز جہان رفتہ لطافت ہے ہے

فراست جناب مرزا محمد حسین صاحب شاگرد مصنف و مؤلف دیوان ۱۳۰۱ھ

تھا لطافت سے باغ نظم آباد — اوس پہ آئی خزان برنگ چمن
کہہ فراست بہ مصرع تاریخ — مر گیا آہ بادشاہ سخن

قمر جناب سید سرفراز حسین صاحب تلمیذ مصنف و مؤلف دیوان ہذا

سید عالیمقام زار شاہ انام — رہبر و دار السلام بود عدیم المثال
شاعر رطب اللسان صاحب طبع روان — طوطیٔ ہندوستان بلبل شیرین مقال
رحلت او بیستاد من ای قمر خستہ تن — داغ با اہل وطن داد ز رنج و ملال
اہل کرم بود و منکسر و نیک خو — سال وفاتش بگو آہ چراغ کمال

کامل جناب مولوی سید نجم الدین علی الحسینی المعروف بہ سید علی مشہور علی میان صاحب

سید حسن آن نامور کاندر لطافت نظم او — بود است چون آب روان نزد اولوالابصار دہر
آن شاعر شیوا زبان آن ماہر رنگین بیان — آن بذلہ سنج نکتہ دان آن چشمۂ رستار(؟) دہر
کز طاعت و تورع بہا اشعار او را ترجمان — با سالک کوہ بتگری ہمپایہ در بازار دہر
آن جامع ہندوستان کاندر سخن یکتا بیش — معلوم ہر عاقل بود بے منت اظہار دہر
آن منتہی بالغ نظر کز صیقل افکار او — پرتو چو مہر و مہ گرفت آئینۂ انظار دہر
آن نشستہ اندر ارفنا اندر ربیع اولین — بنہاد داغ از مرگ خود بر سینۂ احرار دہر
تا چشم را بربست او گردید چون جیحون روان — سیلاب اشک اندر غمش از دیدۂ خونبار دہر
کامل کہ در آغوش جان رنج و بلا پرورد — شیرین بود کام و لبش از لذت گفتار دہر
چون گوش کرد این ماجرا خواند از برای فوت او — شد بلبل معنی سرای آہ از گلزار دہر
۱۳۰۱ھ

کلیم جناب شیخ رحیم بخش صاحب شاگرد مصنف و مؤلف

اوٹھے میرے استاد دنیا سے ہائے — نہ باقی رہا شاعری کا مزا
ہوئی طبع کو فکر تاریخ جب — تو یہ ہاتف غیب نے دی ندا
رقم کر یہ سال ہجری کلیم — فنا آج بے مثل شاعر ہوا ۱۳۰۱ھ

[illegible] جناب مرزا محمد عباس خان صاحب بہادر از خاندان شاہ اودھ

جناب لطافت چو رحلت نمود — شدہ در غم او بپا شور و شین

همین است کاتبی شرف بهر او / که بوده ز آل شه مشرقین
نوشتم به سالش ز روی ادب / حسن در جنان رفته نزد حسین ۱۳۰۱

مشتاق جناب نواب باقر علیخان صاحب عرف نواب تقی صاحب

چو سید که بوجه حسن بدے کامل / به بست رخت ز هستی بدل بگفت که ول
چو جای ماندن در تنگنای دهر نیافت / بسوی وسعت ملک عدم دوا شتافت
بجاست گر بغمش نالها کند بلبل / که شعرها به لطافت فزون بدے از گل
عجب مدار بماتمش گر جهانست غمین / که بود صیت کمالات او محیط زمین
بفن شعر چو دندان فشرده بود بسے / نبود ثانی و همتای او بدهر کسے
طناب فکرت او آنچنان دراز کشید / که تا بخیمه گردون بے طناب رسید
بسے مضامین از طبع او هویدا شد / هزار نور ز یک آفتاب پیدا شد
کسے ز بخششش تمامش نه در جهان باقی / رحیق مسطبه نظم را بدے ساقی
نموده بود چو ستاره‌ای به بحر جهان / هزار لنگه رحمت هنوز از وست دوان
سواد نامه او تا بملک فضل رسید / مداد خامه بچشم کمال سرمه کشید
سنه و بماه بگوئیم سال ترحیلش / بدین مثابه که چون بر محک زر بغش
اگرچه قولم مشتاق سه و به لیل / مگر صحیح است که من ساختمش با تعجیل
بیخت حال [illegible] / هزار و سه صد و یک سال فوتش گفتم ۱۳۰۱

ماهر جناب مولوی سید مهدی حسین صاحب نبیره جناب علیین مکان

سید حسن که بود لطافت تخلصش / فی الواقعی به فن سخن داشت وحدتے
از فکر او فلک شده چون زمین شعر / از اوج نظم او چو حضیض است رفعتے
مثل تخلصش چو کلامش لطیف بود / او از جهان برفت که از باغ نگهتے
ماهر بگو به سال وفاتش که در جهان / چیزے نماند بعد لطافت لطافتے ۱۳۰۱

مانوس جناب منشی سید تفضل حسین صاحب شاگرد جناب اسیر مرحوم

دلا سید حسن استاد کامل / برفت از دار دنیا سوی جنت
لباس ورع در بر چست کرده / بدل راغب سوی زهد و عبادت
بفن شعر یک رکن رکین بود / بنظم و نثر برده گوی سبقت
بیانش معتبر تر در سخن بود / زبانش مستند بد در فصاحت
مثال شمع در سوز و گداز است / دل احباب او از داغ فرقت
امیدش باد در کنج مزارش / دعا از خلق و از خلاق رحمت
نوشت این مصرع تاریخ مانوس / ارم مانند آن شد از لطف لطافت ۱۳۰۱

مظہر جناب مظہر آغا صاحب

لوذعی بذلہ سنج نکتہ دان سید حسن — آنکہ بود اندر ضمیرش طلعت معنی مظہر

شد ز دار دہر و مظہر گفت بہر فوت او — بے لطافت شد بہار جنت معنی مظہر

نصرت جناب یعقوب علی خان صاحب تلمیذ رشید مصنف دیوان ہذا

بے عدیل و بے مثال و سید و استاد من — پاک طینت نیک خصلت زائر شاہ امم

مخزن حلم و محبت مبدء فضل و کمال — معدن خلق و مروت منبع جود و کرم

وا دریغا وا حسرت بے نظیر و لاجواب — از سرای دہر فانی شد روان سوئے عدم

چاک دامان و گریبان قبا ہم در غمش — داغ بر دل آہ بر لب خاک بر سر اشک ہم

فکر سال ہجری و ہم عیسوی کردم بدل — آمد ہر دو بیک مصرع بطرز نو بہم

در حروف غیر منقوطہ سنین ہجریش — باز در منقوط بہر عیسوی ہم دو قلم

بہر فوتش گفتم ای نصرت بیک مصرع دو سال — طاہر و اطہر بجنت رفتہ در باغ ارم

۱۳۰۱ھ ۱۸۸۴ء

نجابت جناب میر کاظم علی صاحب شاگرد رشید جناب امانت مرحوم

ہیہات اجل کے دست ظلم و جفا سے لوٹے — رہتے نہ پاسے زیر چرخ کہن لطافت

کیونکر نہ اے نجابت رنگ زمانہ بدلے — مخصوص جب ہو بہر چمن لطافت

تاریخ سال رحلت از روی آہ یہ ہے — دلکو ہے رنج مرگ سید حسن لطافت

۱۳۰۱ھ

وحید جناب سید ہادی صاحب خلف جناب میر مہر علی صاحب انیس تلمیذ حضرت شاہ پیر

رحلت نمود آہ لطافت چو از جہان — تاب و توان ز غم بدل دوستان نماند

زیباست ہم صفیر اگر نوحہ خوان شوند — آن بلبل گلشن ہندوستان نماند

شد سکتہ آشکار باشعار حال او — گویا بقالب سخن نظم جان نماند

شور بصریست قلم نالہ مے کشید — کان باکمال و اہل فن و نکتہ دان نماند

گفتم وحید سال وفاتش بانجمن — ہم بزم حیف شاعر رنگین بیان نماند

۱۳۰۱ھ

اہتر جناب منشی محمد سجاد صاحب تارس شاگرد مصنف دیوان ہذا

مرگ استاد ہنر چون بشنید — قلب مجروح ز غم سید واللہ

گفت سن عیسوی از روے بکا — افتخار شعرا بود اے آہ

ہدا جناب سید ہدایت احمد خان صاحب منجم نبیرہ نواب نجیر الدولہ سید الممالک حکیم سید نثار اللہ خان بہادر

حقا سرائے فانی جائے فرود کہ نیست — دارد مسافرانہ ہر کس درین سکونت

ہر کس ز ملک لاہوت آید بخاک تیرہ — البتہ مے نماید از آسمان شکایت

بر ہر کسے فرسید این ہر سہ تا مصیبت — کسل مزاج و ہجران بردن بغیر حاجت

سختیست از این سہ گونہ بر جان اہل دنیا — با دوست درد فرقت با دشمنان رفاقت

ما نیز هم زجور گردون داریم داستان تنها — از ماجرای خود اگوییم چنین حکایت
گشتیم بس بعالم در جستجوی شخصی — کان غیر حسن صورت باشد بحسن سیرت
یک آشنای صادق یکتا و نیستی مواتق — آمد بچشم بینا من بعد چند مدت
هم عمر و قوم و دین بود هم طبع و دل حزین بود — از گرمیٔ محبت بسیار داشت گرم صحبت
لیکن چرخ تفرقه گر یکجا دو کس به بیند — میکرد جست سوی کاظمه آن عزیمت
سرمایهٔ هلاکت حاصل ازان سفر شد — گردید باز گشتش اما بصد مشقت
چون از قدوم ایشان ما را خبر رسانند — رفتیم زپای الفت از دل پی عیادت
چون چشم من بروی آن دوست او فتاده — آن حالتی بدیدم شد حیرتم بحیرت
چون مهر جسم لرزان در نبض تب فراوان — سکتی زبان گرفته موسی نمط حکایت
چون دیده روی ما را خندید مثل گلها — من گریه مثل بلبل کردم ز عین شدت
ای وای بعد چندی افتاد شور ماتم — در خانه اش که باشد هنگامهٔ قیامت
چون این نوای حیرت میکوفت سامعم را — رفتیم بخانهٔ غم با صد غم و مصیبت
بردند نعش او را چون آشنا بدریا — سر گرد از دو چشمم سیلاب اشک حسرت
القصه بعد غسل و تکفین چو دفن کردند — در بحر افگندم بر فرق خاک تربت
جستم سن وفاتش حین از سروش غیبی — گفت آه انتقال سید حسن لطافت

تاریخ های شروع و ختم طبع دیوان یا ... لطافت از طبائع شعرای عالی طبیعت والا منزلت

افضل جناب افضل الدوله مظفر الملک سید افضل علیخان حبیب یار جنگ خلف اصغر جناب امیر مرحوم

زہے نظم والاے سید حسن — زہے حسن خلقت یہی خلقت پسند
زہے حسن ارباب باطن کو بھی — معانی کی صورت ہے صورت پسند
ہے بندش میں اسطرح کی تازگی — کہ کرتی ہے اوسکو نزاکت پسند
فصاحت کو مطبوع گر لفظ ہیں — تو ہیں سارے معنی بلاغت پسند
لکھی کلک افضل نے تاریخ طبع — کلام لطافت فصاحت پسند ۱۳۰۶ھ

ادب جناب سید حیدر میرزا صاحب خلف جناب عشق مرحوم

بود سید حسن خلیق و ادیب — داشت بر قلب الفت مرحوم
در فصاحت نظیر خویش نداشت — هست ماهر بلاغت مرحوم
بدلم داغ فرقتش داده — آه ناگاه رحلت مرحوم
طبع شد چون کلام منظومش — گشت مشهور جودت مرحوم
بر سن عهد وی ادب گفتم — یادگار لطافت مرحوم

انجم جناب نواب سید بهادر حسین خان صاحب فوتوگرافر شاگرد جناب امیر مغفور

خریداروں کو مژدہ چھپ گیا دیوان لطافت کا | سراپا ہے یہ معشوق زلیخا کی طرح زیبا
سر بازار جذب عشق اسکو کھینچ لایا ہے | یہ حسن اتفاق وقت سے سامان ہوا پیدا
وہ ہر سطر اسکی ہے زلف پری ہو جسکی دیوانی | وہ لوح اسکی ہے صفحہ جیسے ہو پیشانیٔ حورا
ہر اک مد کشیدہ شکل تیغ ابروے قاتل | ہر اک ہے دائرہ چشم سخن گوئی طرح گویا
اشارے کر رہے ہیں حرف مضمون باتیں کرتے ہیں | نہ کانوں نے سنا تھا جو کبھی وہ آنکھ نے دیکھا
معانی اسطرح الفاظ سے دست و گریبان ہیں | کہ جیسے اپنے معشوقوں سے ہیں عاشق و شیدا
لکھا انجم نے سال طبع اس دیوان کا خوش ہو کر | چھپا کیا خوب دیوان لطافت ہے یہ دلہا ۱۳۰۵ھ

آغا جناب مرزا آغا حسن صاحب شاگرد رشید جناب صبا مرحوم

چھپ کے دیوان جب ہوا تیار | جسکا ہر ایک صفحہ رشک چمن
سال تاریخ یہ لکھا آغا | پاک پاکیزہ عاشقانہ سخن ۱۳۰۵ھ

اعجاز جناب سید اعجاز حسین صاحب شاگرد جناب مشتاق

زہے دیوان شاعر مرحوم و مغفور | کہ بودہ کوکب سیار الفت
فصیح و بذلہ سنج و نکتہ پرور | بیانش رونق افزا کار الفت
کلامش بود جنس خوش قماشی | برائے گرمیٔ بازار الفت
ز طبعی کہ از ہر مصرع تر | بجوش آمد و صد انہار الفت
چو شد گلزار مضمونہائے رنگین | کہ گل شد اندران ازہار الفت
نمودم فکر تاریخش چو اعجاز | دلم گفتا بعیب اقرار الفت
سن فصلی اگر خواہی رقم کن | کلاہ و کاکل سبزہ گلزار الفت ۱۲۹۵ فصلی

احمد جناب غلام احمد خان صاحب عرف کپتان صاحب ساکن کانپور

دیوان لطافت پر بہار | رشک صد بستان فضل ایزدی
بلبل دل گفت احمد سال طبع | گلشن نازک خیالی معنوی ۱۳۰۵ھ

بقا جناب میر بادشاہ علی صاحب خلف جناب میر وزیر علی صاحب صبا مغفور

چھپا لطافت کا خوب دیوان | تمام شہروں میں ہے یہ شہرت
نئے ہیں مضمون نئی ہے بندش | زہے فصاحت زہے بلاغت
جو لفظ رنگین ہیں غنچہ و گل | تو بیت ہے رشک بیت جنت
بقا سے سن سال طبع دیوان | بوقت تحریر فی الحقیقت
ہے عندلیب قلم کا نغمہ | زہے گلستان پر لطافت ۱۳۰۵ھ

ثریا جناب مرزا ثریا قدر بہادر خلف جناب شاہزادہ مرزا سلیمان قدر بہادر

ثمر زبان شعور آغا حسن امانت | پور مشتہر بہ سید حسن لطافت

چندان در صفا مین از بحر طبع خود ریخت
بر صفحہ ہای دیوان کا بہا زیبت

از بہر انطباعش ہمت گماشت اکنون
با حسن اہتمام و از سعی خود فصاحت

تاریخ طبع دیوان بنگاشتم ثریا
مطبوع طبع دیدم گلدستۂ لطافت ۱۳۰۵ھ

حکیم جناب مرحمت الدولہ بہادر الملک مفتی سید غضنفر علیخان صاحب صولت جناب خلف اکبر جناب اسیر مغفور

جناب سید حسن لطافت کہ بود در فن شعر کامل
گذشت و بگذاشت طرفہ دیوان کہ در بلیغیست [illegible]

حکیم اندر خیال سالش چو جست صولت برادر او
نوشت تاریخ طبع کلام خوشا کلام فصیح و جامع ۱۳۰۶ھ

ذرہ جناب حکیم شیخ اعظم علی صاحب تلمیذ جناب اسیر مغفور

بیان کیا ہون اوصاف سید حسن
کہ الکن زبان میری مدحت مین ہے

نہین چھپکے دیوان مجلد ہوا
یہ در گویا درج امانت مین ہے

جو ذرہ نے شہرت سنی یہ کہا
فصاحت کلام لطافت مین ہے ۱۳۰۵ھ

رسا جناب میرزا شبیر علیخان صاحب شاگرد رشید مصنف دیوان ہذا

کیسے استاد کا صد شکر یہ دیوان چھپایا
شہرہ ماہی سے ہوا نام کو جسکے تا ماہ

لکھ رسا طبع کے یون سال اک مصرع مین
کس لطافت سے لطافت کا چھپا دیوان واہ ۱۳۰۵ھ

سطوت جناب نواب مجید الدولہ محمد تقی علیخان صاحب شاگرد مصنف و مؤلف دیوان ہذا

جناب لطافت جو استاد ہے
ہین مشہور آفاق مین جا بجا

کلام بلیغ انکا چھپتا ہے اب
ہر اک دید کا جسکے مشتاق تھا

ہوا قصد تاریخ معجم مین جب
تو یہ بلبل طبع نے دی صدا

اگر سال ہجری کی سطوت ہے فکر
لکھو ہے ریاض لطافت چھپا ۱۳۰۶ھ

شاد جناب شیخ محمد جان صاحب نبیرۂ میر مرحوم

چو شد مطبوع دیوان لطافت
بقصد آرایش شیرین زبانی

ہمی گفت شاد نبیرۂ میر
زباغ گلبن معنی بیانی ۱۳۰۵ھ

شہرت سید باقر حسن عرف اچھے صاحب سلمہ اللہ خلف اکبر جناب لطافت مرحوم

والد ماجد لطافت کا چھپا دیوان خوب
ماہر شعر و سخن کہتے تھے سب کامل جنہیں

عندلیب طبع نے شہرت کہا یہ سال طبع
شعر ہین دیوان مین یا گل ہین یہ گلزار نعیم ۱۳۰۵ھ

عاشق جناب مرزا محمد مرتضی صاحب عرف مرزا مچھو بیگ صاحب

واہ کیا دیوان ہے تکمیل سے نکلے
ہر غزل ورد زبان دہر

کیا فصاحت کس لطافت کی ہے نظم
مدح خوان ہر نکتہ دان دہر

اوج و رفعت مین زمین ہر شعر کی
آفتاب آسمان دہر

طبع سے کے تاریخ عاشق یہ لکھو
شمع بزم شاعران دہر ۱۳۰۵ھ

صحت نامہ اغلاط دیوان یانی لطافت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۴	سے	کو	۱۳۴	۱۶	صحبت کی نئی ہو جو ہرانی کا پہنچو	وہ تو کہین ہین وہ ذمانی تر	۲۲۴	۲۰	وفا آبھی	وفا بھی
۷	۱۹	مولدر	مولد	۱۳۵	۱۵	نالے	نالہ	۲۴۶	۲۱	ہے	بھی
۱۰	۱۶	مردم	ہر دم	۱۴۰	۱۳	اوڑائیگی	اوڑاے کی	۲۵۸	۲۱	سر نہین اوٹھا	سر اوٹھا نہین
۱۵	۸	نیو	سے	۱۴۴	۱۵	بانٹتے	بانٹیے	۲۶۳	۷	قارون خزانہ	قارون کا خزانہ
۱۹	۷	یہان لاغری ہے او	معدوم یان ہین یا ہون	۱۶۶	۱۵	مثل	ساقی	۲۶۴	۹	دہن	ذقن
۲۱	۱۱	فانوس مین ہے شمع	فانوس شمع کی ہے	۱۶۹	۳	ہے	ہین	″	۱۲	بتون کا	صنم کا
۲۱	۱۷	کم	گم	۱۷۶	۵	کی	نی	″	″	بتون کا مقام ہے	بھی بہت نامقام ہے
۲۴	۵	آنکہ	آنکھین	۱۷۹	۱۴	بہار	نہار	۲۸۲	۲	اندوہ	ارمان
۲۵	۱	من ہو گا	من کا ہو گا	۱۸۲	۱۸	اونکو	اوسکو	۲۸۵	۱۸	جلب	جذبہ
″	۱۹	کوئی میخوار ہو شاید کہ	[illegible]	۱۸۳	۶	کہہ	لکھو	۲۹۰	۱۹	دو	دور
۳۶	۲	دوڑ کر	وحشت مین	۱۹۹	۳	اوڑی	اوڑین	۲۹۱	۱۳	قاتل لگی	قاتل سے لگی
۳۴	۱۱	طبع	طمع	″	۸	وہان عرش نشین	فرشتو نہین بان	۳۰۰	۴	ناتوان	سخت جان
۷۹	۲۱	ہر گناہ یہ کہتا ہین	ہر اک گناہ یہ کہتا ہے	۲۰۰	۱۰	کہین	کہے	۳۰۳	۳	سے	ترے
۸۰	۶	پڑھ آؤ	کہ پڑھ لو	″	″	مری	مرا	۳۱۸	۲	جب سیر کو ہم چمن	[illegible]
۸۶	۱۸	مجال	محال	″	۴	ہوکے	ہوگی	۳۲۴	۱۹	کا سے	کام سے
۸۷	۸	ہستی مین	ہنستے ہین	۲۰۳	۱	پھول	گل	۳۲۹	۲	ہے	ہون ای
″	۱۰	آسئے	آیا	″	۹	امتحان	مرتبہ	۳۳۳	۲	ترے بوسے اسے	کئے بوسے
۸۹	۲۰	تو ہے	تو بھی	۲۱۲	۱۲	ہے	ہین	۳۵۳	۷	آفتاب	ماہتاب
۱۰۲	۸	گذری	گذرین	۲۱۳	۱۹	کیا	کہا	″	″	مہر	چاند
۱۰۱	۹	یوسف تھا ہی تو	یوسف تھا ہی تو تو	۲۱۶	۱۱	جلنے	جلنے	۳۵۴	۸	دل	دن
۱۰۳	۴	مسطر شوق	مضطر شوق	۲۱۸	۲۱	جب	سب	۳۵۶	۲۵	محبت	یہ الفت
۱۰۴	۷	روز	زور	۲۲۱	۱۵	زنگاری	آپ جو	۳۵۷	۲۳	رشک	اشک
″	۱۶	رہائی	نجات	۲۲۳	۱۶	دیر	دیر و	۳۵۹	۲۳	خاسد وکیش	قاسد و بدکیش
۱۱۹	۱۹	جمع	ہیچ	″	۲۰	ہنستے	ہستی	۳۶۰	۳	گردی	گردی
۱۲۴	۹	گیسوے بتان	زلف جانستان	۲۲۴	۱	مین	ہین	۳۶۵	۶	چارو	چارون
۱۲۵	۹	لیا	کیا	۲۲۵	۲۱	یہ آسکو دیکھتے ہین اور وہ	وہ آسکو دیکھتے ہین اور یہ	۳۶۴	۱۰	یاسے	ہاسے
۱۲۶	۱۰	آسیا اسے	آسیا سے	۲۳۲	۲۱	اشعار خوش ہو	اشعار پر جوش ہو	۳۶۵	۱۰	دو	زد
۱۲۷	۶	[illegible]	ہین	۲۳۶	۱۴	ہے	ہین	۳۶۹	۲۴	بر	ہر
۱۲۸	۱۱	[illegible]	سوتا	″	۱۶	پہ	یہ	″	۲۵	ناہر	ظاہر
۱۳۱	۲۱	[illegible]	بھہ	″	۲۱	ہے	ہین				